دیوان
حضرت امیر مینائی
مرآۃ الغیب
مطبع منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہوا

وبرو دستخطِ خاص کو لایا کاغذ
عرضیان گذرین خلایق کی برآئے مطلب
بعد اخبار کے پرچون کی جو نوبت آئی
کہ ملازم ہین جو سرکار کے دو دانش و وہم
بحث اک بات کی دو نو مین پڑی ہو ایسی
حکم عالی یہ ہُوا جلد کرو حاضر بزم
حاضرِ بزم ہوئے وہ تو ہُوا یہ ایما
عرض دانش نے یہ کی روز ابد تک قائم
بندۂ خاص نے دیکھے ہین ہزارون انسان
ایک عالم ہی فلک جاہ خرد مند زکی
نام ہی کلب علیخان بہادر جمجاہ
علم مین حلم مین جود و کرم و ہمت مین
جسمین جو بات ہو کیونکر ادا سے کوئی نہ کہے
میرے کہنے کو ذرا وہم سے نے باور نہ کیا
کہ کمالات کا حصر ایک مین ہو نا ممکن
کیسے کیسے نہین گذرے ہین جہانمین نامی
سارے عالم مین ہی سحبان کی فصاحت مشہور
کسکو معلوم فلاطون کی نہین ہی حکمت
چارسو ہمت حاتم کا ہے آوازہ بلند
تو جو کہتا ہی کہان ایسے سبھی بڑھکر کوئی
مین یہ کہتا ہون مین بھی یہ ہون اپنی صادق
حکمت الدولہ جو تھا منشی یا قوت رقم
لب ہوے لعل نشان کھل گئے ابواب کرم
نئے مضمون کا اک پرچہ ہوا پیش او سدم
در دولت پہ ہی ہنگامہ لڑے ہین باہم
کہ بہم گتھ گئے ہین صورتِ خطِ توام
دیکھین کیا کہتے ہین خود دونو نہین ہم ہونگے حکم
کیون لڑے کیا سبب جنگ ہی آگاہ ہون ہم
یہ حکومت یہ ایالت یہ شہامت یہ حشم
حکمرانان زمانہ رؤساے عالم
صاحبِ علم و ہنر معدنِ اخلاق و کرم
جسکے خدام ہین ہم مرتبۂ قیصر و جم
ہی وہ یکتاے زمانہ سر اقدس کی قسم
پیش انصاف گزین حق کا چھپانا ہی ستم
بلکہ مارا رہِ انکار مین منکر نے قدم
کارخانہ ہی خدا کا نہین خالی عالم
خواجگان عربستان و صنادید عجم
سارے آفاق مین کسریٰ کی عدالت ہی علم
حکم نادر ہی عیان جلوہ نما عشرتِ جم
شش جہت پر ہی عیان سب کے جری تھا رستم
زعم باطل ہی فقط مانتے ہین کب ایسے ہم
ہین حق لا یق جو ہون گوش بشنوا گوش اصم

کچھ یہ سمجھتا نہین انکار پہ باندھے ہی کمر
ہو گیا حکم کہ ہان محکمۂ بحث ہو گرم
وہم بولا کہ مجھے عدل مین پہلے ہی کلام
فی البدیہہ اوسے دانش نے دیا تب یہ جواب
میرے ممدوح کا وہ عدل جو تھا عدل رسول
کفر و اسلام کے آئین مین ہی ظاہر تفریق
چپ ہوا وہم کہا خیر یہ مانا مین نے
سنکے دانش نے کہا یہ بھی نہین سمجھا تو
وہ بھی دیتا تھا خلائق کو جو دیتا تھا خدا
بیش از بیش مہیت کہ دعوت مین کیا کرتا تھا ذبح
میرے ممدوح کی کشور نہ خزاین کی ہی حد
اتنے سائل تھے پہلے مین ہی مر گئے کہان
روز پاتے ہین زر و گنج ہزارون سائل
کرتے ہین صاحب زر ہوگئے غنی زربخشی
بات معقول تھی کچھ وہم کو آیا نہ جواب
بعد کچھ دیر کے بولا کہ رہا اب یہ کلام
کس جوان مرد نے مانا نہین لوہا اسکا
سنکے اس بات کو دانش کو ہوا کچھ جو سکوت
شاہنامہ نہین یا تیری نظر سے گذرا
سیستان مین تھا فقط ایک وہ [illegible]
میرے ممدوح کی جرات تھی بلا و مین [illegible]

گفتگو سے طرفین آپ سنین ہو سکے جو
ایک اک بات کا ہو فیصلہ لا ہو کہ نہ
نام کسرے کا ہی انصاف و عدالت مین جو
چاہ سے آب بھی پاتا ہی کہین رتبۂ یم
عدل کسری مین ضلالت کی طرح سیتے منضم
چشم بینا مین کبھی ایک نہین نور و ظلم
کون حاتم سے زیادہ ہی یہم جود و کرم
بادشہ تھا نہ کسی ملک کا حاکم حاتم
اوسمین جتنے ہون میسر اوسے دینار و درم
گوسفند و بز و میش و شتر و اسپ و غنم
سب وہ حصہ ہی خلائق کا زہے جود و کرم
جمع اوسکی وہ جو دولت پہ ہی سارا عالم
ہر شہ و دست ہی اب مالک دینار و درم
یہ وہ حاتم ہے کہ ہین اسکے گدا تک حاتم
قفل ہو بند تو منہ کھول سکے کیا ابکم
کہ شجاعت مین یہ افضل ہی کہ افضل رستم
قائل جرات رستم ہی عرب تا بعجم
مین بھی موجود تھا بولا کہ خموشی ہی ستم
آپ کہتا ہے یہ فردوسی اعجاز رقم
شاہنامہ جو کہا مین نے بنایا رستم
رعب سے اوسکے صفین ہوتی ہین درہم برہم

اب جو ہین اسلحۂ جنگ یہ آگے تھے کہان — نہ یہ توپین نہ یہ گولے تھے نہ یہ سیل نہ بم

اسپ چڑھ جاتے صفِ فوجِ عدو مین بھاگر — سرِ میدان جو ڈکارے صفتِ شیر اجم

اِسمین بھی بیٹھ ہوا وہم تو لی اور ہی راہ — رزم سے پھر کے دھرا بزم مین ناچار قدم

کہی یہ تقریر کہ اچھا نہ سہی ذکرِ نبرد — کسنے آراستہ کی بزمِ طرب صورتِ جم

جامِ جمشید کی پوشیدہ نہین کیفیت — جس سے تھا پیشِ نظر آئینۂ حالِ عالم

سنکے دانش نے کہا خوب کہان تجکو تمیز — مست و مدہوش کو کیا ذائقۂ نازو نعم

فرض کردم کہ سمجھتا ہون سب اسبابِ نشاط — مطرب و ساقی و نقل و مِی و اصوات و نغم

آپ ہی مین جو نہو اوسکو ہو حاصل کیا خاک — لذتِ سامعہ و ذائقہ و قوتِ شم

اگلے لوگونمین کہان تھی یہ تراش اور خراش — یہ نفاست یہ نزاکت یہ لطافت یہ شیم

پیرہن رشکِ چمن بوقلمون رنگ برنگ — زیور و گہنین وہ چمک نور کا جن مین عالم

خوبصورت وہ حسین ماہجبین پیشِ نظر — [illegible] لعبت رسا آئینے زانو و شکم

تیکہ طاؤس کی رفتار تو چیتے کی کمر — آنکھین وہ شوخ کہ آہوے غزالانِ حرم

رقص وہ جس سے سراسیمہ ہو طاؤسِ فلک — کان زہرہ بھی پکڑ لے وہ مزامیر و نغم

جامِ جم سے اگر آئینہ تھا احوالِ جہان — رازِ کونین سے آگاہ ہے یان دل ہر دم

طرح مین وضع مین ترصیع مین ایجاد و نہین — متأخر ہین سراسر قدما سے اقدم

نہ چلی وہم کی اِسمین بھی تو بولا مجبور — غیر قائل ہون برای فارقِ انوار و ظلم

حکمِ نادر کا فلاطون کی ہے حکمت باقی — فرق انکا بھی سمجھتون کون سوا کون ہے کم

کہا دانش نے کہ یہ بات بھی دشوار نہین — لائقِ مدح ہے ممدوح وہ ہین قابلِ ذم

وجہِ ترجیح کی نادر سے تو یہ حکم مین ہے کہ — وہ ہمہ ظلم و ستم تھا یہ ہمہ عدل و کرم

آنکھین کسکی نہین نادر نے نکالین بے جرم — سرِ شور و شنیِ چشم ہے یان خاکِ قدم

کسکی گردن پہ نہ نادر کی چلی تیغِ جفا — گردنین سیکڑون احسان سے اسکے ہوئین خم

مرکزِ کان کی سمت سے کٹتا ہے سرِ سیم | نہ میان مین جو ہوتا قدمِ اوس کے کرم
ق وہ مسیحا ہو تو پھر مخلوق کا مرنا کیسا | کیا عجب روک کے بیٹھے جو قضا راہِ عدم
صوبے کردے تو وہ پھول کھلایان تجاسے | گر بیٹھتا ہی پھرے اوسمین سرائین کا دم
فیض سے اوسکے وہ کرتی ہین وشاؤ تقسیم | کلیون کو بھی نہ ملتے تھے جنھین موسے عنم
قہر بھی کہتے ہین جسکو وہ عتاب اوسکا ہے | آنکھ دکھلائے جسے اوسکا ہو وجود عین عدم
صرصرِ قہر چلے اوسکی تو ہستی کیسی | چار ارکان ہون نگونسار گرین ہفت حرم
سود خورہ ہی عدو کیون نہ زمین پر لوٹے | عدمِ ہضم غذا ہے سببِ دردِ شکم
ق عہد مین اوسکے یہ بدخواہ کو ملتی ہے سزا | کہ ستم ہے حقِ معشوق مین عاشق پہ ستم
اثر اوٹھا ہوا بھی خود ہو گرفتار جنون | پڑھ سکے لیلی جو کرے سورۂ بن قیس پہ دم
بت پرستی کا مٹا عہد مین اوسکے یہ رواج | قابلِ حد ہوے اطفال بھی کھیلے جو صنم
بسکہ پابند شریعت ہے وہ مقبول خدا | اسقدر کی ہے شریعت کی بنا مستحکم
کہ کسی راہ کے چلنے مین کسی رہرو کا | سرِ حدِ شرع سے باہر نہین پڑتا ہے قدم
ق آپ عابد ہے وہ کرتا ہے نصیحت سبکو | تھا فلوراہ عبادت مین نہو سست قدم
منتے ہوتی ہین شب و روز نمازین جو قضا | دیکھو ماتم مین اونھین کے ہے سیہ پوش حرم
ق اٹھ گئے کفر کے آئین ہوئی رونق دین | بند دروازۂ بتخانہ ہے وا باب حرم
ہوتے آذر بھی تو پابند شریعت ہوتے | سجدہ گاہین وہ بناتے جو گھڑتے بھی صنم
تن سے کیا اسلحۂ جنگ نے پایا ہے فروغ | خود ہے مشعل طور زرہ رخت حرم
ہے سپر پشت مبارک یہ کہ حمزہ کی سپر | ذوالفقار اسد اللہ کہ شمشیر دو دم
ق حملہ ور فوج عدو پر وہ اگر ہو دم جنگ | باندھکر چست کمر کھینچ کے شمشیر دو دم
کھیت کشتو نکا نہ طیار بھی ہونے پائے | ہو چکی تیغ دو قضا مین برضائے مسلم
تھا سیہ رو جو عدو اوسکو کیا خون مین تر | کیا تماشا ہے کہ اسود کو بنایا ارقم

تزئین نظم مین سب طرح کی رنگینی ق ہے ورق ہاتھ مین گلزار تو طاؤس قلم
کیون نہ عالی سخن اوسکا ہو کہ ہی استحکام بیت محکم ہی وہی جسکی بنا ہے محکم
یہ حکومت یہ ریاست یہ امانت یہ شکوہ واہ کیا نظم ہے جسکا ہے ثنا خوان عالم
تاج کہتا کہ ہی تاج سکندر کیا مال تخت کہتا ہی نہین تخت سلیمان ہے مین کم
تاجدارون پہ مین چھایا ہون یہ پر دیکھو چتر سبز بختون سے ہون سرسبز یہ ہی قول علم
اسپ کا قصد کہ مین عرش کا پایا چھو لون فیل کا عزم سر چرخ یہ رکھدون مین قدم
تیغ کہتی ہی کہ مجھسے دل مریخ ہی آب نیزہ کہتا ہی کہ مجھسے سر بہرام ہی خم
مدح ممدوح بہت ہے تجھے ہی دشوار امیر آتشین ہی یہ رہ سخت تو چپ مین ہی قلم
روک لے روک سے رہوار طبیعت کی عنان کر دعا حق سے کہ اے خالق انوار و ظلم

نور اقبال رہے اسکی جبین سے ساطع
ظلمت بخت سیہ حصۂ اعدای و ژم

ایضاً قصیدہ مدحیہ

تا کجا کوتہی ایدست ہوس کر جھوٹ پردۂ شرم رخ شاہد معنی سے الٹ
جھینتا ہو جو سواران سخن سے میدان پھینکتا چاہیے رہوار قلم کو سرپٹ
بھی گو ہی بھی میدان یہی معنی یہی لفظ اپنی اپنی ہی دم معرکہ پر ڈانٹ ڈپٹ
پی چلے گو کہ ڈصاف سخن کو مے نوش رہ گئی ساغر و مینا و سبو مین تلچھٹ
خم ہین میخانہ مین ایسے ہی کہ ٹوٹی نہین مہر کھول منھ بھر کے صراحی کو لے پیجا غٹ غٹ
رد و قصیدے جو سنے مصحفی و انشا کے واقعی سکہ رائج ہین و لیکن سلیٹ
سخت پتھر سے جو تھے قافیۂ نا مانوس کچھ بھی کاٹا نہ گئی تیغ زبان اونکی آچیٹ
ذائقہ ... گرمی و بیباکی کا پر فصاحت سے یہ کہتے ہین کہ چل دھوکر ہیٹ
ہمت فکر نے باندھی جو کمر بہر جواب اول اول تو طبیعت کو ہوئی گھبراہٹ

آخر ... ئی نظم کی قوت پیدا — کر لیا تازہ مضامین کا علاقہ کو رٹ

تو ... ں توجہ سے ذرا نظم فصیح — وہ ہی صاف نہین نام کو جسمین تلچھٹ

مطلع

شب دو شنبہ جو لی خواب مین مینے کروٹ — آئی اک حور لقا پاس اولٹ کر گھونگھٹ

کچھ عجب فتنہ کہ اوسکی جو نظر جاے پلٹ — [illegible] ہی چرخ پھرے لے یہ زمانہ کروٹ

شعلہ رخسار جفا کار قیامت آفت — [illegible] کیا غضب قہر چھلاوا نٹ کھٹ

رحم دکھلاے جو منہ دور سے پھر جاے نگاہ — شرم آجاے تو آنکھین کہین چل [illegible] پھوٹ

گر پڑی جان پہ زیور کے چمک سے بجلی — کھینچ لے دلکو وہ پوشاک مین خوشبو کی لپٹ

وہ نگاہین غضب آلودہ وہ مژگان کی صفین — لشکر صبر جنھین دیکھکے کہاے گھونگھٹ

لیے انجم کا جو لشکر او تر آئے مریخ — کھینچکر تیغ ادا جیت لے میدان جھٹ پٹ

سختہ کا [illegible] کو جو کہین [illegible] تمام کرین — ثمر میش بس حسن مین وہ گدراہٹ

طرفہ چہرے کی لطافت وہ سنہری رنگت — دست افشار طلا سے بھی سوا نرماہٹ

آپ ہی چھیڑ کرے آپ ہی پھر حد سے بڑھے — توسن ناز کو یونہی ہے وہ پھینکے سرپٹ

مستی حسن سے گردن مین کبھی ڈالدے ہاتھ — بے چھوے گا وہ بچا کو کسطرح جاے سمٹ

پتلیان آنکھونکی دو پردہ اشارون سے کہین — ناچنے ہی کو جو نکلے تو کمان کا گھونگھٹ

مانگ نے مانگ دکھا کر کبھی عشاق کے دل — باندھ لے گاہ گلا کھولکے وہ زلف کی لٹ

رخ و گیسو پہ مرے اتنے مسلمان ہندو — مقبرے ہو گئے تعمیر بھرے سب مرگھٹ

فتنۂ حشر کو دیکھیے تو کہے زلف سے آنکھ — لا جھپیٹے مین اسے دیر نکر دوڑ جھپٹ

طاق کاکل وہ پھینکیتی مین کہ سر کی کوئی چوٹ — روکنے مڑکے تو وہ جھک کے لگائے پالٹ

ہاتھ چھو جاے جو گیسو کو تو کھائے یون پیچ — جسطرح کاٹ کے کالا کوئی جاتا ہے پلٹ

دیکھکر ابروے پیوستہ یہ ہوتا تھا گمان — پہلوان دو ہین کہ کشتی مین [illegible] ہین غٹ پٹ

جلوہ گر مردم چشم وصف مژگان پہ صاف
پھیر کر آنکھ کے آنکھین ہین نرگس کی پھٹی
چوری چوری چمن رخ مین جو آ جاے نگاہ
وصف لکھے لب شیرین کا جو کوئی کاتب
بڑھ کے گلبرگ سے بھی وہ کف رنگین نازک
آر بر دھر کو مشرق سے نکل کر ہر صبح
استخوان تن مین نہین ایک یہ ہوتا تھا گمان
کسطرح ہو نہ گلا کیت می حسن سے مست
سینۂ آئینہ شفاف شکم چشمۂ حسن
شور قلقل سنائی جو روان ہو دو گام
غرض اس شکل کی معشوقہ کیا جسکا بیان
شوق دل نے یہ کہا مست ہے یہ سرو سہی
ہاتھ دامن پہ پڑا تھا کہ وہ پیچھے سرکی
چوٹ سی دل پہ لگی ہاتھ گیا جب خالی
ہنسکے ظاہر مین کہا واہ ری ٹھنڈی گرمی
چپ رہی پہلے کہا تو یہ کہا دیر کے بعد
ہوش مین آؤ ذرا خیر سے کیسا ہے مزاج
مین وہ ہون جسکی ہوس مین ہین ہزارون ناجی
زہرہ بالاے فلک کشتۂ شمشیر نگاہ
مرغ دل سیکڑون شہباز نظر کے ہین شکار
ذوق وصلت مین ہے پہنچے گور کنارے کتنے

حور بیٹھی ہے در خلد پہ کھوٹے ہوئے پٹ
دہن تنگ نہ دے منھ کہ ہے غنچہ منھ پھٹ
زلف مشکین کی رسن باندھے نے مشکین چھٹ پٹ
صفحے سے صفحہ عذوبت کے سبب جاے چمٹ
غنچے لین انگلیونکی کیون نہ بلائین چٹ چٹ
کہین جوشن کیطرح جاؤن مین بازو سے لپٹ
گل مخمل کیطرح تن مین غضب نرماہٹ
پی رہے نشے مین صراحی کی صراحی غٹ غٹ
موج دریاے لطافت شکم صاف کی بٹ
مروے اٹھ بیٹھین تہ خاک یہ ہو گھبراہٹ
نظر آئی تو عجب جی کو ہوئی للچاہٹ
عشق پیچے کی طرح جاے ~~[illegible]~~ مین لپٹ
سر قدم تک بھی نہ پہونچا کہ گئی دور وہ ہٹ
تازیانے سے نہین کم وہ پڑی تیغ جو چپٹ
آپ ہی لطف و کرم آپ ہی یہ جھنجھلاہٹ
تھی ملاقات کہان کی کہ یہ تیزی چٹ پٹ
خفقان سے تو طبیعت مین نہین گھبراہٹ
سیکڑون مر گئے تھی جنکو مرے نام کی رٹ
حلق مریخ کو پھانسے ہے مری زلف کی لٹ
قال وہ زاغ سیہ ہے کہ کلیجے کے چٹ
شوق دیدار مین کتنون کی گئی آنکھ الٹ

ہند تک وم سے قبضے کر ہین شہزادے
پانون کتنون کے گھسے مثل سبو سر پھوڑے
ناطقہ خانۂ دولت ہی مرا نام صفت
ملہم غیب نے بہیجا تو مین آئی ترے پاس
وصف تو کرتا ہی جسکا مین اوسکی ہون صفت
رای انور سے اوسکے مرے آنکھونمین ہی نور
صف مژگان سے عیان پنجۂ پرزور کی شکل
اوسکی جو راستی طبع وہی قد میرا
مصحف رخ کو جو دیکھو تو نمایان وہی شکل
کون وہ کلب علیخان سہادر جاہ
عالم خلق نے تقبیل کی خوشبو کی لپٹ
کیا شگفتہ ہے بہار چمن نزہت طبع
بزم مین زمزمۂ حسن ہے یا نغمۂ عشق
شمع و پروانہ سے ہر شب وہ سنا کرتا ہی
طرفہ محفل کہ پے رقص بیان آتا ہی
واہ کیا قصر حکومت ہی رفیع اور وسیع
فیض مقدم سے توانگر فقرا ہوتے ہین
شیخ سید مغل افغان ہین فراہم ہر صبح
جزر و مد اپنا دکھائے جو کبھی قلزم لطف
دم بخشش اوسے درکار ہین ڈھیرون موتی
کس قدر تام ہی شیرین جو زبان پر آجائے

صبح تا شام ہے اونکا مرے در پر جمگھٹ
بادۂ وصل کی پائی نہ کسی نے تلچھٹ
مین مکین ہون تو مکان جا زر و سیم ہی پٹ
ہو گران تجکو جو آنا ابھی جاؤن مین پلٹ
دیکھ اعضا کو ذرا پردۂ غفلت کو اولٹ
خلق اوسکا مری گیسو مین ہی خوشبو کی لپٹ
عزم اوسکا مری شاہین نگہ کی ہی جھپٹ
دامن فیض کا لٹکا و مری زلف کی لٹ
کعبۂ دل کو جو دیکھو تو اوسیکی چوکھٹ
دیتے ہین جسکو ملک عالم بالا کی رپٹ
مطلع
کر لیا سارے گلستان کا علاقہ کو رٹ
سامنے جسکے گل و لالہ ہین کوڑا کرکٹ
اوسمین لوگونکا رہا کرتا ہی اکثر جمگھٹ
لن ترانی کا ترانہ ارنی کی تروٹ
سر پہ طاؤس چمن رکھ کے کنہیا کا مکٹ
جسکے دروازے کے ہین جرات و ہمت دو پٹ
بخت خفتہ کو جگاتی ہے قدم کی آہٹ
کعبہ ان چار مصلون سے ہوا اوسکی چوکھٹ
بڑھکے کوثر چہ زمزم ہو اگر جائے سمٹ
کو نیسان سے بجز شین کا فکرے پرمٹ
منہ مین بیمار کے باقی نہ رہے کڑواہٹ

رزم میں لیتا ہے بندوق کا تو نا یہی نام
بزم میں طوطی مینا کو اسی کی ہے رٹ

اسی معجون سے طبیعت نے بشاشت پائی
دل کی اس حرزیانی سے گئی گھبراہٹ

عدل ایسا ہے کہ زمانے میں نہیں بوی فساد
ہو تہتک جو پھکیتوں میں کبھی ہو کھٹ پٹ

در دولت ہے عجب فیض کی چوپڑ کہ جہان
کبھی پڑتا نہیں پانسا کسی تقدیر کا پٹ

آگے ہمت کے ہے یہ دولت دنیا کیا مال
لعل و گوہر کو سمجھتا ہے وہ کوڑا کرکٹ

دی عجب پنجہ و بازو میں خدا نے طاقت
امتحان چاہے اگر کوئی تو دی کو وہ الٹ

کہو رستم سے کہ کیا جان کہ منہ چڑھتا ہے
یہ ڈھٹائی یہ دلیری یہ کلیجا جیوٹ

نگہ قہر کرے سنگدلوں کو چور نگ
یہ وہ شمشیر نہیں جاے جو تیغ سپا آچٹ

کب عدو کو ہے چہ پستی قسمت سی نجات
آنکھیں ولاب ہیں سراو سکا ہے جگر سے رہٹ

برق جا کر جو جلائی ہے عدو کے خرمن
بولتا ہے وہیں اوس تیغ سے رعد آکر رپٹ

زشت کیا دشمن کا فرہے کہ ہے اوسکی جگہ
زیست میں خانہ زندان میں مردن مرگھٹ

اس جگہ سے میں کروں ہو کے مخاطب [illegible]
چاہیے شاہ [illegible] کی [illegible] لوٹ

غائبانہ ہے اگر نصف خطابی بھی ہو نصف
ایک جو وار سے کی خاطر ہیں مناسب دو پٹ

مطلع
ہیں ترے باب حکومت کے دو عالم دو پٹ
کھلے یہ چار کڑی ایک ہی سے پچھ کھٹ

تب نہی اس سے ترے خاک قدم کی اکسیر
چرخ نے ماہ کو شق کرکے کیا جب سمپٹ

کیا ترے قہر کا دادی ہے تماشے کی جگہ
پیچ کھاتے ہیں بگولے کہ کلا کرتے ہیں نٹ

ہر کہاری ہے ہوا دار کی صورت میں پری
تخت جم لے کے یہ پریو نکلا چلا ہے جگمٹ

تیرے غربان رہے محروم جو کیے تو وہ کرے
زال دنیا کو مناسب نہیں اب تم پلٹ

حق تو یہ ہے کہ ترے قبضۂ قدرت کے سوا
مال جو غیر کے قبضے میں ہے وہ ہے تلپٹ

جسکا تو دوست ہوا اوسنے خزانہ پایا
خط تھا جسکو اوسی شخص کی ہنڈی گئی چٹ

علم تنگی دہن تنگ سے جاے جو نکل
سارا آفاق ہو خود یہ زمین جاے سمٹ

وسعت طبع جو وسعت کا سنائے فرمان
عاجز ولکو جو ملی عدل سے تیرے قوت
سکۂ شمس و قمر مین جو کہین نقش نہین
تار ہے اوسپہ تری راے منور کا چراغ
سب رئیسون سے ریاست ہی تری بالاتر
حسن وہ جاہے اگر قاف مین کھنچکر تصویر
مین آتا نہین جبتک کہ عروس دولت
کیون نہ مشتاق زمانہ ہو کہ ہی حسن شباب
تجکو ساقی سے اوصاف ملی روز ازل
تھام رکھین نہ اگر تیری اعانت کے ستون
ہین [illegible] ارض و سما
خلق سے کیون نہ معطر ہو زمانے کا دماغ
علم وہ جسکو دقایق ہین کتب کے آسان
ہی بیان تذکرۂ معنی و تفسیر و حدیث
تجھے [illegible] دشمن ہو خدا کی قدرت
فیل گردون کرے دو ٹکڑے [illegible] کر پامال
کیا تری تیغ کی تعریف مین ہو تیز زبان
آبداری مین وہ جوہر نظر آتے ہین یون
پر یہ مضمون نہین خوب یہ تشبیہ ہے ٹھیک
کھنچ گئی معرکۂ جنگ مین جب میان سے وہ
ایک دم مین صف اعدا کو کیا دو ٹکڑے

ہو ہر اک قطرے مین دریا سے سوا پھیلاوٹ
شیر کو ڈر سے لگائے شکم گاؤ کی بٹ
کر دیا کیا تری چٹکی نے مسل کر سلیپٹ
نکلے چوب شجر طور سے آئی ڈیوٹ
معتبر جیسے ہے اخبار مین اخبار گزٹ
مثنی پریان ہین وہ لین تیری بلائین جھٹ پٹ
دیکھ لیتی نہین یہ چہرہ اوٹھا کر گھونگھٹ
کیا مزہ دیتا ہی میوے مین جو ہو گدراہٹ
آ گئے خسرو و جمشید تو پائی تلچھٹ
ہو ابھی حسن فلک گر کے زمین پر چوپٹ
سر کی چوٹ اٹھنے نہ رکھتی ہی نہ اوٹھنے پاٹ
مشک نافے سے سوا سین ہو خوشبو کی لپٹ
کوئی مشکل نہین ایسی کہ وہ جاتی نہین کٹ
اہل منطق سے کہو لاسے کمان کا جھنجھٹ
زاغ بلبل سے مقابل ہو ہمانے کھوسٹ
سیار جیسی اوسے دے لاکے جو گیدڑ پلٹ
خوف ہنگام سخن ہی کہ کہین جاے نہ کٹ
جسطرح بیٹھ رہی جام مین ڑ کے تلچھٹ
موج آبی مین ستارون نے کیا ہی جمگھٹ
رو مین پہا سونگی ہوئین جمع سمجھکر تلچھٹ
جیسے موسون بار چلی پر دہ پڑی یہ کبھی چپٹ

حسن تن کے لیے ہی چال قیامت اسکی
ایک ٹھوکر مین ہی یہ قلعۂ نہ در چوپٹ

پاٹ کر لاشون سے میدان کو دیتی ہی جو دم
ملک الموت سے کہتی ہی کہ یون آکے رپٹ

جسکو تاکے وہ کبھی جان نہ چھوڑی اوسکی
ہو سپر چشمۂ حیوان تو کیے دور ہو ہٹ

وصف رہوار سبکرو کا کرے کیا کوئی
چال دلدل کی تو ہی رخش کی صورت جیوٹ

شب مہتاب سے کم منہ پہ نہین اندمیاری
بلکہ زیبا ہی اگر کیجیے دولھن کا گھونگھٹ

دامن شاہد کنعان ہی ہر اک دامن زین
سر پہ کلغی کہ کنہیا کا ہے یہ مور مکٹ

شرق سے غرب مین پھر شرق سے آئی سوئے شرق
دم مین سو بار جو راکب اسے پھینکے سرپٹ

وقت رفتار کبھی ہی ورق خفتہ کی طرح
ہو نہ راکب کو خبر راہ سفر جائے کٹ

ورق گنجفہ سان ساتھ پھرین لیل و نہار
گشت کے وقت کرے یہ جو الٹ اور پلٹ

ایک ہی ٹاپ مین ہو جائین دو عالم برہم
ملکے چودہ طبق ارض و سما ہون غت پٹ

فیل خرطوم مین لیکر جو زمین کو پھینکے
آندھی آجائے سیہ جائے فلک گرد مین اٹ

دم رفتار اوسے خضر بھی دیکھین تو کہین
دست مرمر سے کیا پردۂ ظلمات سمٹ

زور سا زور ہی کچھ پاؤن مین اسکے جو پڑے
عرش آئے ابھی زنجیر کے ہمراہ گھسٹ

کمر کوہ سے کیونکر ہو تحمل اسکا
پاؤن رکھدے یہ اگر گاؤ زمین لے کروٹ

ہی کشادہ دہن اسکا کہ در باغ ارم
دونون دندان ہین کہ موتی کی ہین سیپ یا دو پٹ

اس حجامت پہ کرے صورت اندیشہ جسیم
چشم سوزن سے نکلجائے اگر جائے سمٹ

لیلۃ القدر رکاب نام قصیدے کا امیر
کہہ یہ خامہ سے کہ مصروف دعا ہو جھٹ پٹ

ملک و دولت کی ترقی ہو الٰہی ہر روز
سجدہ گہ سارے زمانیکی رہے یہ چوکھٹ

حل ہون ممدوح کے ہاتھون سے مہمات جہان
در دولت پہ رہے اہل غرض کا جمگھٹ

نفس چند جو باقی ہون مری زیست کے بھی
انھین قدمون کے تلے جائین بڑے لطف سے کٹ

قصیدۂ دیگر

فصل گل آئی ہوا گلزار جنت بوستان — بڑھ گئے رضوان سے ہر ان دنون دماغ باغبان

ہر طرف گلہای رنگارنگ گلشن مین کھلے — جیسے صبح عید یکجا ہون حسینان جہان

خم نہین شاخین درختون کی ہوا سی خاک پر — کر رہی ہین سجدۂ شکر خدائے انس و جان

قم باذن اللہ کہتی آئی گلشن مین بہار — جی اوٹھے جو ہو گئے تھے مردہ دل وقت خزان

جھوم کر آیا ہی ابر کوہساری باغ مین — رقص مین ہین ہر روش طاؤس ہو کر شادمان

لا کر کہتا ہی کہان موسی ہین آکر دیکھ لین — صاف جلوہ ہی چراغ طور کا مجھسے عیان

جھومنا مستون کی صورت ہی درختون کا بجا — نکہت گل مین بھی ہی کیف شراب ارغوان

لالۂ احمر نے یاقوتی کی ڈبیا کی درست — نرگس شہلا نے رکھی میفروشی کی دکان

دار بست تاک مین خوشے نظر آنے لگے — جسطرح جھرمٹ ستارون کا فراز آسمان

سیم غنچہ کیون نہ بیجا ہو زر گل بیشمار — رکھتی ہی اکسیر کی بوٹی بہار بوستان

ہر روش پر بیٹھی ہے بزاز بنکر خرمی — ہر طرف دیکھو کھلی ہے سبز مخمل کی دکان

فیض شبنم نے دیے اشجار کو آبی لباس — بر مین ہی مردم گیا کے جامۂ آب روان

نو عروسان چمن کو ہی جواہر کا جو شوق — بیچنے فیروزہ آیا ہے چمن مین آسمان

یون ہی جنبش مین ہوا سے ہر نہال سایہ دار — ہو خرامان جسطرح کوئی حسین دامن کشان

ہی مبارک فال کوئی ہونیوالی ہی خوشی — ہر چراغ لالہ جوش رنگ سے ہی گلفشان

جان پھولنین پڑی زندہ ہوئی خاک چمن — ہی دم جان بخش عیسی یا نسیم بوستان

قمریون کا قول ہی ہم ہین طیور باغ خلد — سرو کہتا ہی کہ مین ہون طوبی باغ جنان

صحن گلشن مین نزاکت نے جمایا ہی یہ رنگ — مرغ بو کا آشیان ہی شاخ گلبن پر گمان

ہر بلندی ہی درازی اسقدر ہر شاخ مین — ہے محیط مشرق و مغرب برنگ کہکشان

پاے گر سورج کبھی کے سایہ مین تھوڑی جگہ — بھول جاے مہر جنبش مثل قطب آسمان

چودھوین کا چاند ہی جو چاندنی کا پھول ہی — چادر مہتاب ہی فرش فضاے بوستان

سیر کو جو آئے اوسکا ناف آہو ہو مشام — گیسوے مشکین سنبل بسکہ ہی عنبر فشان

دیدۂ بیدار نرگس کا تو کیا مذکور ہے — خواب مین کرتا ہی سبزہ سیر گلزار جنان

ہے تبسم غنچۂ گل کا کہ تیغ آبدار — نوک کی لیتے ہین کانٹے یا چبوتے ہین سنان

جس طرف دیکھو زر گل باغ مین انبار ہی — شکل فوارہ اوگلتی ہی زمین گنج نہان

غنچہ و سوسن سے کیا ہو شکر احسان بہار — وہ زبان بیدہن ہی یہ دہان بیزبان

اسقدر جوش طراوت ہی عجب کیا ہی اگر — یاسمین پیدا کرین گڑ کر زمین مین استخوان

قطرۂ خون کی عوض نکلین گل و یاقوت لعل — نشتر فصاد اگر کھولے رگ سنگ گران

ہی عجب فیض ہوا پیکان کے غنچے کھل گئے — تر ہے چوب خشک تا وک بار ور شاخ کمان

مصر کا بازار کہیے باغ کے بازار کو — گل ہی یوسف گرد اسکے بلبلون کا کاروان

مومن و کافر سے کہدو آئین سب گلزار مین — کر رہے ہین بحث دیر و حرم مین رائیگان

جسکی کرتے ہین پرستش جسکی کرتے ہین طلب — اون مکانون مین ہی پوشیدہ یہان بحر عیان

آئینہ خانہ ہی گلشن آئینہ ہے برگ برگ — جلوہ گر ہی ہر طرف رنگ بہار بیخزان

گر وہ صحن باغ مین ہر سال آتی ہی بہار — اور آتا ہی نظر رنگ زمین و آسمان

ہی سبب اسکا کہ ان روزون ہوا مسند نشین — سرو گلزار ریاست صاحب بخت و جوان

نیر جود و سخاوت معدن لطف و کرم — ماہ اوج چرخ قدرت مہر اوج کن فکان

انتخاب صنع حق عالی نسب والا حسب — روح جسم امن و جان فخر زمین و آسمان

نام نامی وہ کہ ہی جسکے نگین دل پہ نقش — نامور کلب علیخان بہادر نوجوان

اوسکے وصف پاک کا دل نے ارادہ جب کیا — بے تکلف آگیا مطلع یہ بالاے زبان

مطلع ثانی

شش جہت مین ہی جو یہ خورشید یکتای جہان
گرد پھر پھر کر فدا ہوتے ہین ساتون آسمان

خنداوہ چشم ہو جسکو قدمبوسی نصیب
خنداوہ سر جو ہو صرف سجود آستان

ای خوشاوہ سرزمین جاپڑین جسپر اوسکی قدم
ای خوشا کشور پھرے جسکی طرف اوسکی عنان

مرحبا اوسکو جو صبح و شام ہی اوسکا مطیع
آفرین اوسکو جو روز و شب ہی اوسکا مدح خوان

ہی وہی دل جسمین ہو اوسکی محبت کا مقام
ہی وہی سینہ ہی جسمین اوسکی الفت کا مکان

رستمی مین رشک رستم تہور مین افراسیاب
ہمت عالی مین حاتم عدل مین نوشیروان

طفل مکتب ہی ارسطو وہ جہان دی درس علم
رو برو اوسکے فلاطون عامی کج مج زبان

شان دارائی کرے نظارہ دارا سے کہو
شوکت و اقبال کو دیکھے سکندر ہی کہان

فی الحقیقۃ ختم ہے اوسپر رعایا پروری
واقعی ایسا شریفون کا کہان ہی قدردان

دستگیری کی ضعیفون کی قوی بازو ہوے
حق یہ ہی محنت نہین جاتی کسیکی رایگان

شہرۂ بخشش سے خلقت ہو وہ دولت پیچ
جیسے مسجد مین مصلی آتے ہین سنکر اذان

آئے اوسکے سامنے مقصود کو پہونچے وہ پیر
ڈھونڈھتے تھے موسم طفلی سے جو بخت جوان

قلب روشن ہی وہ آئینہ کہ جسمین مثل عکس
صاف آتے ہین نظر اشکال اسرار نہان

شہر گلشن بتکدہ میخانہ مسجد خانقاہ
سب ہین خالی در پہ اوسکے جمع ہی سارا جہان

دامن لطف و کرم جب تک تھا اوسکا دراز
تھا سفینہ آرزوے خلق کا بے بادبان

خاک کو اوسکی نگاہ مہر کردیتی ہے زر
جیسے نخل تازہ اعجاز نبی سے استخوان

عہد نصفت عہد مین سرکش نظر آتے نہین
خوف کے مارے ہی آتش سنگ و آہن مین نہان

جسطرف چاہے اوسے پھیر اوسے ہی اختیار
ابلق ایام کی ہی دست قدرت مین عنان

زور بازوے توانا سے کیا دہ ہو گئی
پہلوانون سے نہ کھینچ سکتی تھی جو مطلق کمان

ہمت عالی سے ہین دلہاے عالم مطمئن
ہی عصاے پیر [illegible] طفل شمشیر جوان

[illegible] خط پیشانی کو پڑھ لین کم سواہ
پہر کحل چشم لیا ئین جو خاک آستان

کیا ہی شمع رائے روشن کی تجلی ہین کلام | جب ماننا بھی نہ شمع طور کا ہو ہمزبان
بزم عالی روضۂ جنت سے ہرگز کم نہین | ہی نصیب خلق گلگشت بہار بیخزان
ہو جسے جس چیز کی خواہش ملے اس بزم مین | ڈھونڈھے گر عاشق تو یان معشوق کا پائے وہان
حکم ہی عالی دماغی کا شبستان مین یہی | نکہت گل بن کے نکلے شمع محفل کا دھوان
ہی رواج شرع ایسا عہد نصفت مہد مین | پوست کھینچا جائے جو کھینچے اگر پیر مغان
دست و پا گم کردہ ہیبت سے فقط مطرب نہین | خشک یہ باجے ہین تن مین پوست ہی یا استخوان
بتکدے تھے جس جگہ اوسجا بنی ہین مسجدین | جس جگہ ناقوس بجتے تھے وہین ہی اب اذان
قلزم ہستی سے ایسی رسم ایذا اوٹھ گئی | خار ہین جزو تن ماہی بجائے استخوان
صرف گر اوسکے تصدق مین نہو ہنگام صبح | پھر گل خورشید مین ہی کون شاخ زعفران
دیدۂ انصاف سے دیکھو تو باغ دہر مین | ہی بہار اوسکی عنایت قہر ہی اوسکا خزان
اور اک مطلع سناؤن جسکا مضمون ہی صحیح | کوئی سمجھے یا نہ سمجھے ہی یقین کیسا گمان

مطلع ثالث

تیری مرضی کے موافق کیون نہو دور جہان | تابع حکم معلے ہین زمین و آسمان
آستان تیرا ہی عالی مکان وہ آستان | ہر سجدہ جس جگہ جھکتا ہی فرق فرقدان
کاتب قدرت نے تب تیرا خط ہستی لکھا | دے لیے انجم کے نقطے جب برائے امتحان
کلک قدرت نے کوئی کھینچی نہین ایسی شبیہ | گو کہ تصویرین ہزارون ہین مرقع ہی جہان
آنکھین نرگس سرو قد رخسار گل غنچہ دہن | یہ وہ گلشن ہی کہ خود جسکا خدا ہی باغبان
دیدۂ حق بین ملے ہین تجکو گوش حق شنو | دل ہی دریا ظرف عالی طبع صافی نکتہ دان
وصف شمع روشن بیانون سے بھی ہو سکتا نہین | شمع کی صورت فقط کہنے کو رکھتے ہین زبان
دونون رخسارونکی لکھین ہم جو کاغذ پر صفت | ایک صفحہ ہو گلستان دوسرا ہو بوستان
ابرو و مژگان کے آگے سرکشی کسکی چلے | جھک گئی ہی تیغ پر خم تیر ہو شکل کمان

دونون آنکھین دیکھین جسنے ستاد کی جول
مشتری و زہرہ کا گویا نظر آیا قران

چاہتا ہی غنچہ توصیفِ دہن پر کیا کرے
نطق ہو سکتا نہین جب بھول جاتی ہی زبان

کیا قدر رخسار سے تیرے مقابل ہو سکین
گل گریزان مثل بو ہر سرو ہے سرو روان

ساعدِ سیمین کو کوئی شمع سے دے کیا مثال
یہ سراپا مغز ہے اور وہ سراپا استخوان

مہر و مہ کو ہی قدمبوسی کا ایسا اشتیاق
سر جھکاتے ہین زمین پر پانون پڑتا ہی جہان

حسن مین تجھسے سوا وہ ماہ کنعان کو نہین
کھول کر بیٹھے ہین جو ایمان فروشی کی دکان

تیرے آگے کر سکے کوئی حسین کیونکر کلام
خال لب اوسکا ہی خجلت کے سبب مہر دہان

کیا ہوا اگر تو زمین پر ہے فلک پر آفتاب
وہ سبک پلہ ہی تیری حسن صورت کا گران

کسقدر صیا تری دریا دلی کا ہے وسیع
مثل نیلوفر نظر آتا ہے جس مین آسمان

کون عالم مین جمالِ پاک پر عاشق نہین
مال و زر منعم فدا کرتے ہین مفلس نقد جان

حلم محکم وہ کہ جس سے ملک ہی رونق پذیر
باغ کو آراستہ کرتا ہے جیسے باغبان

رزق تو نے اسقدر سب اہل عالم کو دیا
اوٹھ گئین ساری نزاعین تھین جو باہم بہر نان

تھی جو بہرِ رزق خونریزی کسی جا وہ نہین
آسیا کرتی نہین اب دہر مین کار سنان

ہو گئے منعم جلاتے ہین وہ اب مجمر مین عود
تھا غنیمت جن غریبون کو زمستان مین جو نان

کوئی عالی منزلت تجھسا زمانے مین نہین
چرخ ہفتم ہے ترا ایوان زحل ہی پاسبان

ہے عجب تیری مسیحائی کی مسجد جا نفزا
صبح اوٹھ کر مرغ بسم اللہ دیتا ہی اذان

خلق پر تو مہربان ہی خلق تیری خیرخواہ
تجھ مین خلق اللہ مین گویا خدا ہی درمیان

جو ترا دشمن ہی کرتا ہی عداوت بے خبر و
مثل شیطان ہی وہ مردود خدا و انس و جان

کچھ نہین تعزیر کی حاجت کہ وہ اسنے کسطرح
پیس ڈالیگی اوسے خود آسیاے آسمان

شامتِ اعمال سے جلتا ہے نارِ قہر مین
تیرہ بختی اوسکی ہی اوسکو جہنم کا دہوان

کون ہی تجھسا دلاور مرد میدان روز جنگ
روح رستم مانگتی ہی آج تک جس سے امان

تیغ تیرے ہاتھ مین وہ برق آتشبار ہے
جسکا لوہا مانتے ہین سب شجاعان جہان

چشم عزرائیل سے جوہر نہین کچھ اسمین کم
ہی طمانچہ موت کا بیشک یہ تیغ خونچکان

دشمنونکی سرگرانی ہی تری شمشیر یون
نخل سے جھڑتے ہین پتے جیسے ہنگام خزان

رعشہ ہی مریخ کے تن مین رخ خورشید زرد
رنگ دہشت سے بدلتا ہی وہ ترک آسمان

حشر برپا جنگ مین جسدم کرے آواز تیغ
صور اسرافیل اور آکر ملائی ہان مین ہان

کسطرح دم مین سر و گردن کا جھگڑا چکپ جائی
جب قدم اس تیغ کا مثل حکم ہو درمیان

تیر چھوٹا شست سے جب موت کا آیا پیام
ہی در ملک عدم گویا کہ کھنچے مین کمان

جان دشمن خاک نیزے کی سنان سے بچ رہے
ہی دم ہیجا زبان اژدہا آتش فشان

تیزی اسپ سبکرو آئے کیونکر عقل مین
تنگ ہی ہنگام جولان عرصۂ کون و مکان

ہاتھ راکب کا جو ہل جائے یہ ہو صرصر قدم
تازیانے سے نہین کم اسکو تحریک عنان

تا ہدف پہونچے کمان سے چھوٹکر جبتک کہ تیر
ڈکرے یہ ربع مسکون شش جہت ہفت آسمان

تا کجا طول سخن اب ہے مناسب اختصار
کس سے ہو سکتا ہی اوصاف معلی کا بیان

جب تلک روشن رہین افلاک پر خورشید و ماہ
جب تلک گردش کرے دی زمین و آسمان

جب تلک ہو سنگ سے پیدایش یاقوت و لعل
جب تلک شاخون سے غنچے گل ہون غنچون سے عیان

مثل گل احباب تیرے اس چمن مین سرخرو
روئے دشمن زرد یارب صورت باد خزان

قصیدۂ مدحیہ مشتمل بر مناظرۂ شانہ و آئینہ

مژدہ ای اہل تماشا کہ ہے ہنگام نظر
بزم عشرت مین ہوئی جمع حسین رشک قمر

صرف آرایش زینت ہین حسینان جہان
پہنے جاتے ہین لباس اور مرصع زیور

بدھیان پہونچی ہین زیب گلو آویزہ دوش
دست دریا مین ہی حنا سرمہ ہی منظور نظر

کرتیان ہین شکم صاف پہ اوچھی اونچی
بند انگیا کے کسے زلف رسا تا بہ کمر

اسقدر مست ہوئی حسن کہ سر سے سرو دوش
شانہ ہوتا ہے طلب آئینہ آتا ہے حضور
شانہ و آئینہ ہین جسکے مصاحب دونون
آئینہ شانے سے کہتا ہو کہ سر چڑھ نہ بہت
دیکھ مجکو کہ جگہ گو کہ ہے زانو پہ مری
مرتبہ جو ہی مرا تجکو وہ حاصل ہے کہان
کونسی بزم مین ہوتی نہین حاجت میری
آبداری کا مرے سامنے دعوی جو کرے
یقین ہی اہل جہان کو مرا نظارۂ رخ
صافیِ قلب سے پایا ہی یہ رتبہ مینے
اب زمانہ مین مجکو نہین ہی کسی مہمان سے عزیز
نہین رکھتا ہون لگی حال بد و نیک مین کچھ
مجھ سے بھی عقدۂ نیرنگ جہان کھلتا ہی
بزم عالم مین فقط وجہ سے میرے ابتک
مجلس خاص نبی مین تھی رسائی میری
وہ صفائی مجھے حاصل ہے کہ ہر دل ہون عزیز
ہاتھ سے دامن دولت نہ کسیدم چھوٹا
اہل تنجیم کی آنکھون مین بھی ہی قدر مری
بولتا ہی مری تائید سے طوطی اسکا
خاکساری ہی ان اوصاف پہ مجھ مین ایسی
ایک تو ہی کہ نہین تجھ مین ذرا نام کو نور

آرہا ڈھل کے ڈوپٹہ نہین اتنی بھی خبر
تنتے ہین گیسو و رخ کرتے ہین جوبن پہ نظر
ایک سے ایک نے باندھی ہی رقابت پہ کمر
منھ کی کھائے نہ کہین چاک نہ تیرا ہو جگر
حیرتِ حسن سے ہر سے کیطرح ہون ششدر
صاف طینت ہون صفائی کا ہی مجھ مین جوہر
قانہ بر دوش ہون پر دلین امیر و سگے ہی گھر
روبرو صاحبِ الفاقت کے جھوٹا ہو گہر
دیکھتے ہین مجھے جب دیکھتے ہین ماہ صفر
چاندی سونے کا دیا ہی مجھے اللہ نے گھر
دشمن و دوست کے منھ پہ ہی کشادہ مرا در
صاف کہہ دیتا ہون آتا ہی جو کچھ پیش نظر
جم کو دیتا ہے اگر جام زمانے کی خبر
نام روشن ہی چراغ سحد اسکندر
ابتدا سے مرے طالع کا ہے روشن اختر
جتنے اصحاب تھے رکھتے تھے مجھے پیش نظر
اہل دولت ہی کے زانو پہ ہوئی عمر بسر
ہون کبھی مشتری و زہرہ کبھی شمس و قمر
ورنہ طوطی مین کہان ہی کوئی شرط طلب کا ہنر
غازۂ چہرہ نہین اور بجز خاکستر
نہ حل آسا ترے طالع کا سیہ ہی اختر

پارۂ چوب جگر چاک دنی بے قیمت
چار پیسے کو جسے مول نہ لین اہل ہنر

بال بیکا ہو حسینون کا تو توڑین تری دانت
دانت دینے لگین ایذا تو شکستہ بہتر

قاعدہ بزم ادب کا تجھے بھولے جو کوئی
پیش جاے نہ تری ایک کرین زیر و زبر

پنجۂ شل سے نکلتا نہین ہرگز کوئی کام
خشک ہو شاخ تو اوس سے نہین امید ثمر

بال یون منھ مین ترے ٹوٹ کی رہجاتا ہی
جسطرح شانۂ ضحاک مین تھا سانپ کا گھر

کرکری تیزی دندان سے ہوئی اور تری
جس مین دندانۂ ترین تیغ ہی وہ بے جوہر

کشمکش نے تری کانٹو ٹکین گھسیٹا ہی مجھے
پہلوؤن مین ہین ترے غار ادھر اور ادھر

سو زبانین ہین ترے منھ مین تو حاصل کیا ہی
گنگ کیطرح جسے خاموش ہے تو آٹھ پہر

اس لیاقت پہ یہ دعوی تجھے کیا مال ہی تو
کر چڑھے لالہ رخان سمت اندام کے سیر

کچھ بھی غیرت ہو تو پانی مین کہین ڈوب مرے
ایسی ذلت سے تو ہے خاک مین ملنا بہتر

صاف صاف آئینے نے پڑھکے کیا جب یہ کلام
غیر کے عیب سب اظہار کئے اپنے ہنر

کھپ گیا شانہ ملامت کا نشانہ ہوکر
موے تن راست ہوئے تیر کی صورت یکسر

ہمہ تن ہوکے زبان کہنے لگا یون سرپت
منھ بنا چاہیے عاقل کو تعلی سے حذر

رتبہ میرا تجھے معلوم نہین سن مجھ سے
منحصر ہے صفت عقدہ کشائی مجھ پر

ہی حسینون مین رسائی تری گاہے گاہے
کوچۂ زلف مین میری ہی جگہ آٹھ پہر

راتدن خندۂ شادی سی عیان میرے دانت
اپنی تقدیر کو روتا ہی تری آنکھ سے تر

میری ہی شکل سے مقبول دل عالم ہے
پنجۂ مرجان کا ہو یا پنجۂ خورشید سحر

کہتے ہین پنجۂ مژگان کو جو شانہ شاعر
اوسکو آنکھون پہ جگہ دیتے ہین ارباب نظر

ہے جو لبریز عسل شانۂ زنبور عسل
اس عذوبت کا سبب نام کا میرے ہی اثر

کی ہی تشدید نے پیدا جو شباہت میری
لفظ اللہ مین شامل ہے وہ کر خوب نظر

شانۂ عاج کبھی شانۂ شمشاد کبھی
شانہ مین دیکھتے ہین فال تو پاتے ہین ظفر

صاحب ریش نہ جبتک کہ کرے شانہ کشی
ہو نہ حاصل شرف پیروی پیغمبر

اوسمین بھی لفظ ہی شانے کا زہی عز و شرف
جل شانہ ہی جو توصیف خداے اکبر

تو نما ہے تو نما نے مجھے کیا پروا ہے
عیب مین جو ہی اوسے کب نظر آتا ہی ہنر

سوچ تو دل مین ذرا عیب ہین تجھمین کتنے
سادہ و شوخ و دریدہ دہن و بدگوہر

سوجھتا خاک نہین کوردلی سے تجکو
سخت جان تیرہ درون اہل ہی تیری تقصیر

روبرو اور ترا حال ہی غیبت مین کچھ اور
صاف عالم کا دورنگی کا ہی تجھ مین بھی اثر

چشمۂ آب تو ظاہر مین ہی باطن مین سراب
دہوکے پیاسون کو دیا کرتا ہی تو شام و سحر

خود نمائی کے سوا تجھ مین نہین کچھ بھی صفت
سادہ لوحی کے سوا تجھ مین نہین کوئی ہنر

صاف ابین ہی من لامس کہ شب کور ہی تو
شب تیرہ مین تجھے کچھ نہین آتا ہی نظر

نہ جچے پر نہ جچے شکل جو ہو ذہن نشین
نہ مٹے پر نہ مٹے بال پڑے دل مین اگر

قصہ کوتاہ زیادہ ہوئی دونون مین جو بحث
تھے جو ان دونون کے حامی اونھین پہونچی یہ خبر

آئینے کا تو رخ صاف طرفدار ہوا
باندہ لی زلف نے شانے کی حمایت پہ کمر

لشکر روز تو زیر علم خسرو رخ
فوج شب بادشہ گیسوے پر چین کی سپہ

اک طرف ماہ ہوا ایک طرف پرتو مہر
اک طرف شام ہوئی اکطرف نور سحر

سپہ سنبل سو طرف زلف سیاہ
لشکر لالہ و گل جانب روی انور

پھیر گردون نے کہا طرفہ قیامت آئی
اب کوئی آن مین ہوتا ہی جہان زیر و زبر

بیچ مین پڑکے کہا خوب نہین ہی یہ فساد
صلح اس جنگ سے ہر ایک طرح ہے بہتر

حق مین دونو کے یہ اولی ہی کہ پاس اونکے چلو
صاحب علم جو مہر ہے مہر عدالت گستر

کون وہ کلب علی خان بہادر نامی
منبع جود و سخا زیب دہ علم و ہنر

نقش پا تاج شرف بہر سر چرخ بلند
خاک پا سرمۂ بینائی چشم اختر

فکر کی مدح علی مین جو مرے دل نے
آگیا مطلع ثانی بھی زبان کے اوپر

مطلع

حکم اوسکا جو کرے پیش حفاظت کی سپر — عود آتش مین سلامت رہی پانی مین شکر

حبس گلچین مین نہ ہوا اوسکی حفاظت کی چلے — شاخ ارّہ ہو درختون کے لیے برگ تبر

پر تو مہر سے اوسکے ہو زمین چشمۂ مہر — شعلۂ قہر سے اوسکے ہو فلک خاکستر

چرخ کہتے ہین جسے ہی در دولت کی زمین — عرش کہتے ہین جسے لوگ وہ ہی کرسی زر

کاہ فربہ اثر لطف سے ہو صورت کوہ — قہر سے کوہ پر کاہ کی صورت لاغر

دست ہمت سے نے یہ تقسیم کیا مال جہان — لعل کہسار مین باقی ہی نہ دریا مین گہر

پانون جنگاہ مین رکھتے ہی عدو کی ہو شکست — سر ہو قد روبرو غا ہے علم فتح و ظفر

ایک لشکر ہو مقابل تو نہ وہ منھ موڑے — دل جو سہراب کا رکھتا ہی تو رستم کا جگر

صاحب علم جو ہین مدرسۂ عالم مین — سب وہ مشتق ہین فقط ذات معلی مصدر

وہ کرے مہر تو فرمان قضا ہو جاری — دستخط اوسکے ہین طغرائے منشور ظفر

ذرہ صحرائے عنایت کا ہی ربع مسکون — قطرہ دریائے لطافت کا ہی چرخ اخضر

صاحب تخت جو رکھتا ہی جدائی اوس سے — مثل طاؤس جدا سر سے ہے اوسکے افسر

کبھی کرنے لگین دیندار پرستش اوسکی — بت جو سنگ در عالی سے تراشے آذر

بخشش عام کی توصیف ہے دریا دریا — ہمت خاص کا آوازہ ہے کشور کشور

فیض کہتے ہین اسے جسنے مانگا پایا — گل دیے اوسنے زمین کو تو فلک کو اختر

سیکڑون وصف ہین کس کس کا بیان کوئی کرے — ایک شمہ نہو کاتب جو لکھے سو دفتر

رائی روشن سے جہان سائیۂ عالی ڈالا — جرم خورشید جہانتاب ہوا حلقۂ در

لوگ کہتے ہین کہ ہی مہر کے پہلو مین ہلال — تیغ ہوتی ہے کسی روز اگر زیب کمر

دست ہمت مرے ممدوح کے ہین وہ چشمے — اسکو کہتے ہین جو تسنیم تو اوسکو کوثر

واہ جا نخجل مہکیا مجلس عالی کی ہوا — طرف صحن گلستان ہو اگر اوسکا گذر

گوشِ گل مین ابھی ہو جائے سماعت پیدا
وہی حق بین ہو جسے اوس رخِ روشن کی تمیز
پھونکدے جو کوئی اوس قدِ رعنا کی مثال
سایۂ قد مین ہے آرام سے سب خلقِ خدا
اوسکی بخشش کی ہوا ہو جو ہوا مین شامل
شست سے تیر جو چھوٹے تو ہون نسرین شکار
اوسکی ہستی سے ہوئی خلق مین پیدایش خلق
ملکِ دانش مین ہو کیا حیل کے یاجوج کا دخل
تیغ ایسا ہے ہوا بند ہر اک تیغ کا دم
ہو شرر مور و آفت جو چلائے پیبنہ
حالِ احرام یہ ہے راے منور کے حضور
بادۂ لطف سے وہ جان دوبارہ پائے
تیغ وہ تیغ کہ کہتے ہین جسے برقِ اجل
جنگ مین کرتی ہے یہ تیغ سپر دو ٹکڑے
ہو جو اوپچی تو کرے شیرِ فلک کو چونگ
اسطرح جنگ مین سر تن سے گراتی ہے یہ تیغ
دو ہی چالون مین کیا چار عناصر کو مطیع
تیز وہ صورتِ خورشید ہے توسن کہ جسے
دامنِ زین نہین اوڑتے ہین ہوا سے دمِ سم
تیر تر ماہی دریا سے میانِ دریا
آب تر می مین تو گرمی مین وہ آتش سے سوا

دیدۂ نرگسِ شہلا کو ہو یارا سے نظر
وہی حافظ ہے جسے مصحفِ رب ہے ازبر
لعلِ آسا رخ گوہر خوشی سے احمر
ہے علمدار کے ہمراہ یہ سارا لشکر
تابشِ برق کی جا برسے ہو بارشِ زر
سرِ رخ جدا ہو جو وہ کھینچے خنجر
کہ چمکتا ہے کہین رنگ عرض ہے جوہر
قوتِ عقل سے کھینچی ہے سدِ اسکندر
تیر فرمان سے ہوئے قطع ہر اک تیر کے پر
شمع روشن جو بجھائے ہو معاتب صرصر
جیسے ذراتِ زمین عاشقِ مہرِ انور
عمر مے کش کا جو لبریز ہوا ہو ساغر
قتل کفارہ کا جسمین ہے ازل سے جوہر
جس طرح چرخ پر انگشتِ پیمبر سے قمر
ہو جو نیچی تو کرے گاؤ زمین کا پیکر
نخل سے گرتے ہین جس طرح کہ آندھی مین ثمر
چار حملون مین مسخر ہوئے ساتون کشور
باختر سے ہے طریق دو قدم تا خاور
کسی طائر نے یہ پرواز کو کھولے شہپر
گرم رو مرغ ہوا سے بھی ہوا کے اندر
خاک سے اصل مگر تیز ہوا سے بڑھکر

گردش دیدۂ راکب اوسے چلنے مین عنان
تازیانہ دمِ رفتار اوسے تارِ نظر

بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنانِ خامہ
عذرِ تقصیر ہے لازم دمِ اظہارِ ہنر

پانون اس راہ مین قاصر ہین سرِ عجز نگون
مدح ممدوح حقیقت مین نہین حدِ بشر

ہاتھ اوٹھا بہر دعا جلد کہ ہے وقت دعا
وا فرشتون نے کیے در سے ابوابِ اثر

جب تلک لالہ و گل سے ہی گلستان کی بہار
جب تلک چرخ پہ ہی جلوۂ خورشید و قمر

نخلِ امید مین یارب گلِ مقصد پھولین
مہرِ اقبال فروزندہ رہے تا محشر

قصیدہ مشتمل بر تقریظ بطرز تازہ و روش دلپذیر

ہوا جو شاہدِ ماہ آسمان پہ جلوہ فروش
عزیز ہالہ پھرا گرد کھول کر آغوش

سوادِ شب مین نظر آئے اس طرح انجم
اٹے ہون گرد مین جس طرح طفلِ بازی کوش

وہ چاندنی کہ ہوا قلزمِ ضیا مواج
بسانِ رعشہ اندام رند ساغر نوش

نہ شورِ مردمِ بازار تھا نہ بانگِ درا
کہین کہین جو ہوا بھی تو یا سبا کا خروش

جوان و پیر و صغیر اپنے اپنے بستر پر
برنگ صورتِ دیبا پڑے ہوئے خاموش

گلوے ناطقہ مین مرسلہ سکوت کا طوق
عذار سامعہ پنہان بزیرِ پردۂ گوش

نماز پڑھکے عشا کی جو مینے خواب کیا
تو پچھلی رات کو دیکھا کہ کوئی مثل سروش

جگا رہا ہے مجھے کہہ رہا ہے مجھسے یہ بات
شتاب اوٹھکے روانہ ہو کھول دیدۂ ہوش

ہوئی سہے آج مرتب وہ بزمِ اہلِ کمال
کہ جسمین جمع ہین سب تیز طبع دریا جوش

حکیم و شاعر و نثار و عالم و فاضل
صفین درست ہین بیٹھے ہوے ہین دوش بدوش

طلب ہے تیری بھی جلدی ہی دیکھ سن چلکر
نہ ہے رسائی تقدیر چشم و طالع و گوش

یہ مژدہ سنکے مین خوش خوش اوٹھا روانہ ہوا
قبا عمامہ عبا کرکے زینتِ سر و دوش

ہوا جو داخلِ محفل عجب سمان دیکھا
در مکان تھا کہ کھولے ہوے تھی حور آغوش

عجیب فرش عجب روشنی عجب شب ماہ ہر ایک جھاڑ سے فوارہ ہے نور کا جوش
بزرگ ایک بعز و وقار صدر نشین ملک خصال فرشتہ جمال خرقہ پوش
خدا شناس خدارس ادھر ادھر کچھ لوگ زبان پہ ذکر خدا دل میں معرفت کا جوش
جو لوگ سامنے بیٹھے تھے سب وہ صاحب علم وحید عصر فرید زمانہ صاحب ہوش
یہ رنگ دیکھ کے ایسا ہوا میں عجب سے زرد کہ سمجھے سب کوئی وارد ہے زعفرانی پوش
سلام کر کے ہوا میں شریک صف لیکن ہوے حواس سراسیمہ صورت مدہوش
کمال مجکو پریشان و مضطرب پا کر کہا یہ مجھسے مرے ہمنشین نے گوش بگوش
کہ ہے یہ صدر نشین پیر و مرشد عالم زمین ہے تاج سر آسمان تہ پاپوش
فراخ حوصلہ عبد الرشید مولانا تمام اہل معارف ہیں جسکے حلقہ بگوش
یہ داست چپ جو ہیں بیٹھے ہوے ملک صورت مرید خاص ہیں اسکے شراب عرفان نوش
یہ رو برو جو ہے صف انمیں سب ہیں اہل کمال بغور دیکھ ذرا ان میں کھول دیدہ ہوش
یہ ہیں ظہوری و طغرا و عرفی و فیضی یہ ہیں نظامی و جامی جو بیٹھے ہیں مدہوش
یہ شیخ سعدی ہے جسنے کہ چشم روشن کو کیا ہے نظم گلستان کی بیت میں چپ و وش
منیر و بیدل و آزاد و صائب و شوکت غنی کلیم سوا انکے اور بھی ذی ہوش
طلب ہوے ہیں جو یہ لوگ اسکی وجہ یہ ہے دُرِ سخن کسی کامل کا ہوگا زیور گوش
مرید ایک ہے اس مقتدا کا خاص الخاص وہ مست بادۂ عرفان یہ پیر بادہ فروش
مہینہ تاجور شہر مصطفٰے آباد مطیع شرع نبی متقی عبادت کوش
جناب کلب علیخان بہادر ذیجاہ جو آنکھ اوسکی ہے حق بین تو گوش عذر نیوش
سحاب فیض غبار قدم ہے ہاتھ تو کیا جو کوس فوج ظفر موج ہے وہ رعد خروش
صدا ہے ضربت شمشیر وہ کہ سنکے جسے کھڑے ہوں کان ہر اک کے مثال خرگوش
بلند مرتبہ ایسا کہ جسکے مطبخ میں طبق زمین کا ہے خوان آسمان سرپوش

چمن مین ہر گل تر اوسکے فیض سے خندان
فلک پناہ ہی بالے سے اوسکے حلقہ بگوش

وہ نثر خدمت مرشد مین اوسنے بھیجی ہے
کر نیش اہل حسد کو ہی مضمون کو نہ نوش

نہین ہے دیر پڑھی جائیگی کوئی دم مین
بنینگے کان جواہر دم سماعت گوش

سنا یہ حال تو تصویر وار بیٹھا مین
لگا کے تکیۂ دیوار مطمین خاموش

جوان فصیح بیان ایک ناگہان آیا
لیے ہوے کیے اجزا ورق ورق گلپوش

ملا جو اذن تو کھولی زبان سحر بیان
پڑھی وہ نثر مقفی کہ سب کے اوڑ گئے ہوش

اُسکے طفل مضامین زبان قاری سے
در آئے دیدۂ حساد مین مع پاپوش

زبان کا قصد کہ جا ہے فلک پہ شور ثنا
پکارتا تھا یہ سینے مین دل بجوش بجوش

کہا کسینے خوشی مین کسی سے لا نا ہاتھ
جو سر سے سر تو لڑے جھومتے ہین تیغ بدوش

اوچھالے دست زبان نے اوسکی وصف مین پھول
زمین تو کیا قفس آسمان ہوا گل پوش

اوچل پڑے گل مضمون نو پہ فردوسی
اوٹھا یہ لطف کہ جامی بھی گر پڑے مدہوش

کہین وہ نثر نظامی کے نظم سے بہتر
بیان سکتے تو نوبت کی تیغ انوری خاموش

بھرے ہوے تھے ہوا مین جو لوگ نخوت سے
یہ رشک سے ہوی لاغر کہ گھٹ گیا تن و توش

وہ قربھی تہ دہی سن کے وہ سخن سرسبز
دوا درم کی ہے جیسے گیاہ مرزنجوش

خفا اپنے تو ظہوری خطا مغز طغرا
وحید فرد غلط شوکت انکسار فروش

کہان جلال جلالا و شان برخوردار
زبان گنگ تھی جو پای گوش ہند رنوش

قتیل کس مین کہ کھینچے وہ اپنی تیغ زبان
کہ ہے سخن کے قلمرو مین ایکدست فروش

جو نثر ختم ہوئی خوش ہوا وہ صدر نشین
ثنا مدح مین گویا کیے لب خاموش

ہوا خوشی مین جو دریای رحمت مواج
منگای کشتی خلعت جو تھی جواہر پوش

جو پاس چپکے کوئی پوچھے تو ایک سو اٹھتیں
کہین قبول کے اعداد جنگجو صاحب ہوش

زیادہ اوسپہ کیا تحفۂ دعا سر دست
ہوا وہ حامل خط کو کہا ہے مثل سروش

جو نثر کا ہو صنعت اوسے کرے تفویض — کہ دولت ابدی پاوے وہ نیاز فروش
اوٹھا جو نامہ رسان بزم ہوگئی برخاست — یہ واقعہ ہے امیر اپنے شوق کا سرجوش
خداے پاک رسول کریم کا صدقہ — صحابہ جسکے ہین روح القدس سے دوش بدوش
جہان ہمیشہ رہے اوسکی ذات سے روشن — چراغ دولت علیا کبھی نہ ہو خاموش

رہون رکاب سعادت مین مین بھی فارغ بال
مدام سر بکف دست و غاشیہ بر دوش

قصیدہ مشتمل مضامین تعزیت

سپاہ اشک کی آنکھون نے کی ہے تیاری — کہو کہ نیزۂ مژگان کرے علمداری
ہجوم غم سے ہوا نیند ہوگئی پامال — وہ آنکھ کھلین طالع مین تھی جو بیداری
نگاہ دل مین ہے یون صورت جہان سیاہ — کسی مریض پہ جس طرح رات ہو بھاری
زمانہ آپ کو شاید حسین سمجھتا ہے — کہ جانتا ہے سبب فخر کا دل آزاری
پھرین جو داغ کسی دل مین بوستان سمجھے — کہے کہ نہر روان ہے جو اشک ہون جاری
عدم کو جاتے ہین ہستی سے قافلے کیا کیا — یہ شاہراہ شب و روز رہتی ہے جاری
ہر اک سوار ہے پا در رکاب عالم مین — سمند عمر مین کتنی ہے تیز رفتاری
جو دن کو مرتے ہین ہر شام اونکا ماتم مین — پہن کے آتی ہے شب جامۂ عزاداری
اجل سے بچ رہے تن مین کس طرح محفوظ — نہین ہے قلعۂ آہن یہ چار دیواری
بجا ہے گرم کچہری جو ایسی موت کی ہے — کیا ہے منشی تقدیر نے قلم جاری
امید زال جہان سے عبث ہے الفت کی — یہ ہند جانتی ہے شیوۂ جگر خواری
اٹھا ہے آب دم تیغ مرگ کا طوفان — جو ایک ڈوب چکا دوسرے کی ہے باری
ادھر تو تیر ادھر تن پہ تیغ پڑتی ہے — کہان کہان کی بھلا ہو سکے خبرداری
ادھر مکان بنا اوس طرف مزار کھدا — ادھر لباس ادھر ہے کفن کی تیاری

سحر ہوئی ہی کھلا ہے سرا کا دروازہ | مسافرون سے کہو کوچ کی ہے تیاری
وہ خوش خرام ہوے خاک جنکے ماتم مین | زمین پہ سر کو پٹکتے ہین کبک کہساری
وہ برق وش ہوے آزار کھینچکر معدوم | کہ جنکی خاک پہ روتا ہے ابر آذاری
لحد مین اونپہ پڑا بوجھ سیکڑون من کا | کسیکی جنسے نہ ہوتی تھی ناز برداری
زمین نے ایک جہان دام مکر مین کھینچا | لحد نہین یہ ہے زنبیل بہر عیاری
کہان وہ تاج فریدونکی تھی جو آرایش | کہان وہ تخت سلیمان کی تھی جو تیاری
کہان وہ عشق زلیخا کہان وہ شاہی مصر | کہان وہ حضرت یوسف کی گرم بازاری
کہو کہ آئین نہ اسکے فریب مین عاقل | کہ باغ سبز دکھاتا ہے چرخ زنگاری
یہی حقیقت دنیا ہے تو ہے کیا دنیا | کسی سے کی نہ کریگی کبھی وفاداری
ہوئی تھی جنکے لیے خلقت زمین و زمان | وہی جہان سے گئے پیش حضرت باری
مسافرانہین روانہ ہین آنکہ بند کیے | عدم کی راہ مین دیکھیے ہے کتنی ہمواری
اگرچہ پڑتے ہین دنیا مین حادثے دترات | نشست گور ہے آخر اوٹھا کے بیماری
مگر ہواے خزان آجکل ہے ایسی گرم | کہ صحن باغ ہوا جائے عزاداری
فسردہ ہوگئے دونون گل ریاض جہان | بہار عمر کی اک دم مین مٹ گئی ساری
یہ ایکسال مین دو حادثے پڑے ایسے | کہ اشک دیدۂ شمس و قمر ہوے جاری
جہان مین کون ہی جسکو ہوا نہ ماتم | ہر ایک دل پہ پڑا زخم تیغ غم کاری
مگر یہ حضرت آقاے نامدار کا ہے | کہا یہ داغ اوٹھا کر بصد منی یاری
جناب کلب علیخان بہادر دیکھا | کہ جن سے ہے امن مین ہر خلقت خدا ساری
لکھون اب طرز تخاطب بیان کوئی مطلع | سنے جو اوسکو تو عمان کرے گہر باری

مطلع

یہ تیرے عہد مین رائج ہوئی سبکساری | کہ تربت سے کہ نہین سکبتا ہی تیغ دل بھاری

شاہا تمام یہ ملت کا دور ہین تیرے
سزا ملے جو کہین ابر کو بھی آزاری

ترا خیال جو مجنون کو دے نہ قوت دل
نہو سکے کبھی لیلےٰ کی نازبرداری

رواج صدق کو مدت گذر گئی اتنی
کہ چرخ بھول گیا شیوہ ہاے عیاری

کیا یہ دفع مضر کو کہ تا بکوچۂ زخم
نہو سکا گذر بوے مشک تاتاری

نگاہ لطف نے قوت یہ دی ہی صحت کو
چھپی ہی دیدۂ نرگس مین جاکے بیماری

وہ رعب ہی جو یہ چھایا رہے قیامت تک
دہان صور سے نکلے صدا بدشواری

وہ عدل کہ کھنچے دار موے مژگان پہ
کرے جو نرگس محبوب مردم آزاری

بدن مین بھی یہ اثر اب ہی حسن نیکی کا
بکین گناہ تو توبہ کرے خریداری

عدو نے لذت دنیا مین مفت کھوئی جان
مگس کو شہد ہوا باعث گرفتاری

جو وقت نزع بھی پانی ترا عدو مانگے
زبان پہ اوسکے ہو پانی کی بوند چنگاری

ق
پہونچ کے دیدۂ دشمن مین درد کہتا ہے
یہان ہی مجھکو سزاوار مردم آزاری

خوشی یہ اوسکو ہی ہولی کے کھیلنے مین فقط
لہو ہی رنگ تو ناسور چشم پچکاری

جو سرکشونکی سزائین یہ ہین عجب کیا ہی
کہ سرو بید سے لے عاریت نگونساری

نہین یہ غار زمین نے جو کی ہی سرتابی
پڑے ہین زخم ترے تیغ قہر کے کاری

رہے شدید یہ ہین مجرمون پہ گر تہدید
یقین ہی چھوڑ دے ابلیس زشت کرداری

کسی دیار مین ہو سدرہ جو حکم ترا
جگہ سے ہل نہ سکے پھر جو رسم ہو جاری

وہین ہو خانۂ زندان زبان شاعر کو
سخن جو رنگ کو پکڑے بجو کے بیکاری

حباب ڈالین ابھی پاے موج پر چھالے
مفر جو اوسکی ہو ساحل کو تیز رفتاری

یہ باغ و ہر مین پژمردگی ہوئی پامال
خزان بہار تلک آئی تو نکلے زنہاری

بجا ہی مدح جو عارض کی ہو نئی ہر بار
کہ سات طرح سے قرآن کو پڑھتے ہین قاری

لکھے صفت کوئی شاعر جو طبع رنگین کی
تو بیت بیت مین پھر خود بخود ہو گلکاری

ہوائے فیض سے تیرے ہو گلستان گلخن
بنے وہ کرمک شب تاب اڑے جو چنگاری

علو ہے مرتبہ ایسا تجھے خدا نے دیا
کہ فخر ہے شہ خاور کو کفش برداری

وہ خلق نکہت خوش جس سے عاریت
صبا نے باغ مین رکھی دکان عطاری

لباس خاص گنہگار کی خطا پوشی
طعام خاص ہے خلق خدا کی غمخواری

پڑے جو عکس تری شان عیب پوشی کا
دکھائے جوہر آئینہ شان ستاری

گہر فشان ہے خلائق پہ بسکہ دست کرم
برس رہا ہے عجب ابر رحمت باری

جو دام عشق مین تیرے ہین ہو گئے دولتمند
یہ قید حضرت یوسف کی ہے گرفتاری

ہوا ہے بسکہ زمانہ ملازم سرکار
عدم مین خانہ نشین ہو گئی ہے بیکاری

نہین ہے باغ مین ہر شاخ پر شگوفہ گل
گل نکل کے ہوئے ہین یہ جمع درباری

امیر مدحت ممدوح ہو سکے کیونکر
نہین ہین ہوش بجا فکر کی ہے بیماری

ترا یہ حال ہے اب تو کر آسمان تجھسے
کرے جو عیش کا وعدہ تو سہو ہو طاری

تملق عبث ہے دعا کر کہ ہے یہ وقت دعا
اوٹھا کے ہاتھ بدرگاہ حضرت باری

رہے یہ دولت و اقبال حشر تک قائم
ہر اک مہم مین پیمبر کرین مددگاری

بشر کا ذکر ہے کیا ملک جن مسخر ہون
مطیع حکم سے تیرے ہون خاکی و ناری

قصیدہ در مدح جناب مستطاب معلی القاب آیہ رحمت ولی نعمت دام اقبالہ

عالم باغ مین پہونچا مین عجب باغ مین کل
شجر طور کو جس باغ کی کہیے کونپل

خواب مین سبزہ خوابیدہ جو دیکھا دیکھے
خواب ہو طالع خوابیدہ کا خواب مخمل

سامنے اوسکے کسی اور چمن کا کیا ذکر
گلشن خلد بھی مجکو نظر آیا جنگل

اک شگوفہ تھا اوسی باغ کا باغ عشرت
ایک غنچہ اوسی گلزار کا گلنار امل

ساغر عشرت کونین وہین کے دو پھول
میوہ مقصد دارین وہین کے دو پھل

واہ رے نشو گل و لالہ اگر تھا ہی پڑے ۔ خون لعل آئے رگ کوہ بدخشان سے نکل
سخت حیران ہون کہ دیوار کو دون کیونکر مثال ۔ کہون آئینہ تو آئینہ مین اتنا نہین دل
دست مژگان سے سنبھالے تھین نگہ کو آنکھین ۔ پھر بھی دیوار پہ جب چڑھتی تھی جاتی تھی پھسل
لالہ آتا تھا نظر یون پس دیوار چمن ۔ جس طرح شیشہ محل مین کوئی روشن مشعل
خط گلزار سے ہر گل پہ یہ مصرع تحریر ۔ نقش ثانی ہے یہ فردوس ہے نقش اول
طوبی و سدرہ کی شاخین پئے تسلیم ہین خم ۔ عرش تک فرش سے ہے باد بہاری کا عمل
ہے یہ تاثیر نمو ہاتھ جو محرم کے کٹین ۔ صورت دست چنار آئین نو سر سے نکل
قوت نامیہ کا تھا یہ تعلی سے کلام ۔ طارم پست ہے اس باغ مین چرخ اول
سبزہ کاہکشان غنچہ پروین کیا ۔ خوشہ تاک رگ تاک سے آیا ہے نکل
اور شاخون کا تو کیا ذکر ہے یہ فیض نمو ۔ نکلے گربات مین بھی شاخ تو پھوٹے کونپل
خواب مین دیکھے اگر ترک فلک یائی بہار ۔ شب ہی کو گلشن انجم کو کرے مستاصل
کچھ بھی دکھلائے اگر باد بہاری نیرنگ ۔ گل ہون گلدان مین انگارے درون منقل
ٹکڑے بدلی کے نہ تھے ہند و سوسن کے لیے ۔ بھر کے آیا تھا وہان چھاگلو نین گنگا جل
تو جوان چمن دھوپ سے کیا گھبراتے ۔ چتر کھولے ہوے پھرتے تھے ہوا پر بادل
ہر روش سبزے پہ وان عکس گل و لالہ تھا ۔ سیج تھی پھولون کی بالائے بساط مخمل
سور تھے رقص مین مصروف برنگ لبڑے ۔ جھومتے پھرتے تھے مستون کی طرح سے بادل
سینے تانے ہوے پھرتے تھے چمن مین طاؤس ۔ اس تمنا مین کہ لگجائے گلے سے بادل
لڑکھڑاتا تھا جو مستی مین کہین پائے نسیم ۔ غنچہ کہتا تھا چٹک کر کہ خبردار سنبھل
چمن دل مین جو غارت گرے چلی وان تھی نسیم ۔ گل صد برگ بنے غنچہ اسرار ازل
سوئے بتخانہ جو پہونچی ہوائے جانبخش ۔ کلمہ توحید کا پڑھنے لگے عزا و ہبل
کیا عجب وانہ اسپند ہو جلکر پھر سبز ۔ کہ دھوان اوٹھتے ہی بنتا ہے ہوا پر بادل

طرفۃ العین مین وہ روشنی آپہونچی قریب
نخل مومی کو بھی لے آتی تو لے آتا پھل

قوت نامیہ کے جوش سے آئینے مین
کیا عجب سبزۂ زنگار سے گل آئے نکل

تخم تخم اوسکا شجر بنکے نیا پھل دیتا
ٹوٹ جاتا جو کہین گرکے زمین پر کوئی پھل

پانی دیتا صفت دامن تر وقت فشار
تھا یہ تر سایۂ دیوار چمن کا کمل

گرد گلزار کے ہوتا تھا تصدق خورشید
چاہتا تھا کہ کرے لالے سے دستار بدل

نقش پا تھا صفت جام لبالب مے سے
رنگ پھولون سے ٹپکتا تھا کہ آیا تھا ابل

گل نسرین پہ تھا یون عکس شعاع خورشید
جیسے سونے کو کرین ساغر الماس مین حل

غنچۂ لب کا تو کیا ذکر ہے گل سے کھلتا
عقدۂ گیسوے خوبان بھی وہان ہوتا حل

ایک دم بلبل سرمست جو ہوتی تھی خموش
جام منقار سے آتی تھی مے نغمہ ابل

دل سے کلفت کو مٹایا یہ صفائی گل نے
زنگ آئینے کا جس طرح مٹا دے صیقل

آگیا گل کی صفائی کا جو بلبل کو خیال
سر بھی بیضے سے نہ نکلا کہ گیا پانون پھسل

ہمسر ایسی تھین نہرین کہ مقابل ہو اگر
آب مین چشمۂ خورشید کے آجاے خلل

نکہت گل سے ہر اک موج جواب رگ گل
پرتو گل سے حباب لب جو رنگ محل

شہد کی نہر روان مثل جنان ہوتی تھی
پھول پر بیٹھ کے اوڑتی تھی جو زنبور عسل

ہوگیا لوٹ مین سامان یہ آیا جو نظر
پانون کس طرح سنبھلتا کہ گیا دل ہی پھسل

لے اوڑی ہوش مرے حیرت نظارۂ باغ
آگیا غش مجھے بیہوش گرا سر کے بھل

متحیر تھا کہ یارب ہے یہ کیسا گلزار
غنچہ ہے تنگ دہن کس سے معما ہو حل

گوش گل مین ہی ہوا طرب انگیز بھری
کون سنتا ہے جو پوچھون مین کہ کیا ہے محل

قمریون کو نہین کوکو سے مجال گفتار
بلبلون کو نہین نغمون سے کسی شاخ پہ کل

تھا اسی فکر سے دریاے تحیر مین غرق
کہہ رہا تھا کہ زہے صنعت صناع ازل

ناگہان طرف چمن مین نظر آیا اک نور
آنکھ نے دل سے کہا دیکھکے اوسکو سنبھل

طرفۃ العین مین وہ روشنی آپہونچی قریب
کھل گیا دیکھتے ہی اوسکو مرے دل کا کنول

دیکھتا کیا ہون کہ ہے بیچ مین اک حور لقا
کچھ حسین گرد ہین آگئے ہی فروزان مشعل

گل کھلا فیض طراوت سے ہوا کے تازہ
پھول سوسن کا بنا اوٹھتی ہے دود مشعل

حور وہ حور جسے دیکھے تو فردوس سے ور
مضطرب نعرہ زنان خاک بسر آئے نکل

فرق سے تا بقدم پیکر انداز و ادا
غمزہ و ناز سے ڈالے دل عاشق کو مسل

گرمی حسن سے رخسار بھبوکا ایسا
شمع کی طرح جسے دیکھ کے دل جائے پگھل

چال وہ چال کہ بھونچال ہو جس سے لرزان
چرخ پر شور زمین جس سے پڑے اک ہلچل

ہو زمانہ تہ و بالا جو وہ ہو تند خرام
ہے یقین جائے زمین پانوکے نیچے سے نکل

چھپا گلون کے یہی دو جگہ تھے وقت فشار
زندے مرجائین پڑین مردہ صد سالہ اوچھل

ہو گری آہوے شکین کو ختن مین ہو لے
بال کھولے جو طلب مین وہ دکھائی چھل بل

قطرے تھے پسینے کے رخ گلگون پر
جوش تھا گرمی حسن آئی ہے چہرے پہ اوبل

لب نازک پہ جمائی تھی بلا کی مسی
اور آنکھو مین لگایا تھا غضب کا کاجل

ہائے رے ناز لچکتی تھی نزاکت سے کمر
کچھ جو کاندھے سے دوپٹے کا ڈھلا تھا آنچل

چتلیون کا جو ادن آنکھونکی تماشا دیکھا
دل ناداں مرے پہلو مین گیا اور مچل

تیر پر تیر پڑے دل پہ نگاہین جو لڑین
بیجان پانون پہ اوسکے مین گرا سر کے بل

اور کی عرض کہ اے عشوہ گر غمزہ فروش
رحم کر رحم بس آگئے دل مضطر کو نہ چھل

رخ روشن کی طرح آئینہ تو مجکو کیا
اپنے گیسو کی طرح کر مرے عقدہ دلکو بھی حل

کون سا باغ ہے یہ کون ہے تو مین ہون کہان
تجھ سے وحشت نہین یہ اور ہے حیرت کا محل

متبسم ہوا پہلے تو وہ سرمایۂ ناز
پھر اک انداز سے بولا یہ دکھا کر کس بل

سر اوٹھا پاؤن سے یہ بے ادبی خوب نہین
اچھی صورت پہ گیا دیکھتے ہی خوب پھسل

ہوش مین یہ نہین ہر قسم نباتات سے باغ
ہے سراپا چمن صنعت خلاق ازل

اس کچھ آج نیا تجکو نہین ہے مجسے
نہ پری ہون نہ ہی انسان نہ غلمان نہ حور
باغ نقشہ ہی صفات حسنہ کا اوسکی
ہاتھ پھیلائے ہین نرگس تے جو کاسہ لیکر
ہی یہ نکتہ کہ فقیران جہان کی صورت
ہاتھ پھیلائے جو شاخین زرگل دیتے ہین
اشرفی کے جو گلون کا ہی چمن مین انبار
رمز یہ ہی کہ پہلے پھولے ہین نخل امید
نظر آتی ہے جھلکتی ہوئی طوطی جو تجھے
یہ اشارہ ہی کہ ہر عضو بدن حضرت کا
بار ور آتے ہین تجکو جو نظر یہ اشجار
جوش رحمت کا ہی اوس بحر کرم کے ہمہ
دیکھتا ہی جو روان نہر مین پانی شفاف
پوچھتا ہی جو حقیقت کو مری ای نادان
مین زلیخا ہون وہ ہی یوسف کنعان کمال
نازنین ہین جو مرے گرد ادہر اور اودھر
جسکو سب کہتے ہین سوخت شرارت ہو مری
شجر سیب انار و چمن خلد برین
اک ادا ہین دل عالم کو جو چھل جاتا ہون
تربیت تیری ہی در پردہ مجھے مد نظر
سیر ہو عالم برزخ کی مبارک تجکو

قطعہ

کہا چکا چوٹ مرے حسن کی تو روز ازل
پر لطافت مین نزاکت مین ہون اسنے افضل
حسن فطرت مین جو یوسف سی کہین ہے اکمل
اور کاسہ ہے کہ سونا ہی کیا اوسمین حل
سائل اوسکے در دولت پہ ہین ارباب دول
ہی یہ مطلب کہ دہش مین ہی وہ بیمثل و بدل
یہ اشارہ ہی کہ دولت مین ہی وہ ضرب مثل
پھولکر لائے ہین اس باغ مین اشجار جو پھل
ذوق مستی مین عنادل ہے جو سنتا ہی غزل
ہی نوا سنج سپاس کرم عز و جل
پہونچے ہین اپنی مرادون کو یہ نخل امل
اس گلستان مین [illegible] بادل
چشمۂ فیض یہ اوسکا ہے نہین گنگا جل
طبع نازک ترے آقا کی ہون ای عبد اقل
گرم ہے آرڈ پھر شاہد مضمون سے بغل
یہ قصیدہ وہ مخمس ہے یہ قطعہ وہ غزل
مثنوی سمجھی ہین جسکو ہو مری اک چھل بل
ہین مری لذت گفتار کے آگے حنظل
آہوے چین وختن مین یہ کہان ہی چل بل
ہو ور سنتا ہے مرے [illegible] غزل
ہو نہ تقدیر [illegible] کے اکل

تازہ تر ہوئیگا باعث ہی پاس گلشن سے کے
شجر عیش کی پھوٹی ہے نئی اک کونپل

خلعت خاص پہنانے کو ترے آقا کے
آج کلکتے سے آئے ہین گورنر جنرل

ہوئی افزایش ملک اور بڑھے منصب بھی
جشن کا روز ہے غافل نہین حیرت کا محل

سر اوٹھا خواب تغافل سے ذرا ہوش مین آ
حل ہوے جتنے کہ عقدے تھے ترے لاینحل

تہنیت مین تجھے لازم ہے قصیدہ کہنا
آیا مین تیری مدد کے لیے قصہ فیصل

پڑھکے دربار گہربار رنگین اشعار مدیح
صلۂ مدح سے ممدوح کے بھر جیب و بغل

الغرض کان مین میرے جو یہ مژدہ پہونچا
کھل گئی آنکھ ہوئی جمع حواس مختل

مستعد ہوکے لکھا مطلع روشن ایسا
جس سے خورشید کے مطلع مین بھی آجاے خلل

مطلع

عدل کا تیرے زمانے مین یہ بیٹھا ہی عمل
بچہ آہو کا ہے اور شیر نیستان کی بغل

ناخن کبک نے سیخ کباب دل باز
صید گہ مین یہ ترے عدل کا بیٹھا ہی عمل

قطعہ

عام ہے فیض ترے حفظ کا یہ عالم مین
امن آباد ہے اب شہر کی صورت جنگل

شب تاریک مین پھرتے ہین ہرن بے کھٹکے
دیدۂ شیر کے ہے سامنے روشن مشعل

چارسو امن رعایا ہے تری شکر گذار
نام باقی نہین شکوے کا جہانتک ہی عمل

مل گئے زخم کے مانند شگاف در کوہ
نرہا چاک گریبان کو وہان بھی مدخل

تھپک اوٹھی دشت مین ہر جادہ فتیلے کیطرح
پر تو افگن ہو اگر تیرے غضب کی مشعل

رخش گردون کی طرح گاو زمین چل نکلے
منہ سے تیرے کہین اتنا جو نکلجاے کہ چل

موجۂ حکم کا پاے تری ایا گر سیل
اور لٹے پانون سوے کہسار پھر سر کے بل

دیر ہے منہ سے نکلنے کی نہین تو سر قاف
گرد سے شہپر عنقا کے ہو تیار محل

تیر ہو چلے نشیمن جاکے کمان کے گھر مین
دم پیکار اگر حکم ہو تیرا کہ نہ چل

نقش منقار رہون مے و نون لب سوفار ہیں
حرف لا منہ سے ترکے جاے جو وہ پا نکل

زلف لیلی سے ہے قیس کا دل خون ہو کر / شحنہ بھی اگر آنکھ دکھائے بہ مثل
گر ترے موکب اقبال و سعادت کا ہو قصد / کہ مٹا دیجیے کواکب سے نحوست کا خلل
جسطرح لالے کی آنکھونمین چمن سے مشہد / یون ہی مریخ کی آنکھونمین فلک ہو مقتل
جسطرح داغ ہے آغوش مین لالے کے یوہین / ڈر کے مریخ کے سینے سے لپٹ جائے زحل
تیغ سے شق ہو سر خامۂ فولاد کی طرح / سایہ افگن ہو تری تیغ جو بالائے جبل
ہو یقین شاخ سر گاؤ زمین پر مٹہرے / کہین دھوکے مین پڑے میان سے تیرے جو وگل
جان غمگین ترے دشمن کے بدن سے نکلے / نالہ جیسے دل پر درد سے آتا ہے نکل
پھل نہ پائے ترا حاسد کبھی بھلا کے درخت / اور بالفرض جو پائے بھی تو تلوار کا پھل
جیسے گر جاتی ہے دستار سرے کش سے / کاسۂ سر سے ترے خصم کے مغز آئے نکل
کشت دل مین جو مخالف کی ترے جا نکلے / جوہر تیغ سلے مور کو دانے کی بدل
رنگ اوڑ کر رخ دشمن سے پر ناوک ہو / گر اشارہ ہو ترا ناوک بے پر کو کہ چل
چشم بد دور سر مردمک دیدۂ فتح / چشم دشمن مین جسے دیکھئے آ جائے سبل
کیا عجب دائرے کے گرد جو مرکز ہو محیط / وسعت خلق کا یہ دور مین تیرے ہے عمل
پانون مین خار کرے ناخن تدبیر کا کام / چاہیے لطف ترا پھر تو ہین سب عقدے حل
ڈالدے ہاتھ سے نیزے کو سماک رامح / مجکو پائے جو طرفدار سماک اعزل
گر تری عزم کی توصیف مین شاعر لکھے / پر لگا لے صفت مور ہر اک حرف اذل
گرد اوڑ کر جو سواری کی ترے جاتی ہے / زہرہ آنکھون مین لگاتی ہے سمجھکر کاجل
زلف جوزا کو ہے جاروب کشی کی خدمت / ہے اک آزاد غلام حبشی تیرا زحل
فیض سے تیرے مہندس صفت مہر فلک / ایک ہی اینٹ سے چاہے تو ہو تعمیر محل
رگ گل بنتا ہے لب تک ترے آتا ہے جو شعر / بوئے گل بنکے معانی وہین آتے ہین نکل
برق و صر سے ہے جو توسن کو تری دون مثل / جتنے عاقل ہین کہین ہوش ہین اسکے مختل

دوسری عقل سے تشبیہ سکون و سرعت
سحر و اعجاز کی نسبت سے ہوا یان مین خلل

سبقت اندیش ہی ہر عضو سے عضو آخر
پیچھے رہجانے کے باعث سے ہوا داغ کفل

وصف مین گرمی رفتار کے شاعر جو لکھے
کر کے موزون کوئی قطعہ کہ قصیدہ کہ غزل

لفظ کیا نقطے بھی دیوان سے یون اڑ جاگین
قطعہ
دانے اسپند کے مجمر سے گئے جیسے نکل

لالے کے پھول کو آغوش صبا مین دیکھا
نظر آیا جسے رفتار مین وہ داغ کفل

آئینہ نعل کا اوسکے ہو جو بنکر تیار
قطعہ
اور آنکھ اوس سے مقابل ہو تو دیکھے چھل بل

حشر تک نور نظر عکس کے پیچھے دوڑے
اور ناکام ہی آخر کو گرے ہو کر شل

جتنے اوصاف ہین گھوڑے کے وہ اون سب مین ہی فرد
سخت سم نرم دم آگندہ سرین پہن کفل

فیلخانے مین ہین سرکار کے ہاتھی بیحد
عظمت و قدر مین ہر ایک سے ہر اک افضل

ایک ہتھنی مگر اون سب مین جو سب سے ہی بلند
اوسکی تعریف کرون نام ہی اوسکا چنچل

فیل گردون بھی جو دیکھے تو جگر جاے دہل
دانت پاے کی جگہ اوسکے ہین خرطوم زحل

اور تشبیہ نئی اک مجھے سوجھی ہے ابھی
مار خرطوم ہے دندان ہین درخت صندل

پا بزنجیر ہے ہر چند مگر ہے آزاد
نالے کیطرح سلاسل سے وہ جاتی ہی نکل

عظمت و شان و جلالت کا ہو کیا اوسکے بیان
متشکل ہوئی ہے قدرت خلاق ازل

ہی در قلعۂ گردون کی کلید اوسکی کجک
فیلبان اوسپہ کہ سیمرغ ہی بالاے جبل

سبکی طرفہ ہے رفتار مین با اینہمہ شان
غیر ممکن کہ سر مور کہین جاے کچل

بس امیر آگے نہ بڑھ روک عنان فکرت
ہمنے مانا کہ نہین پاؤن قلم کا ترے شل

پر کہان ذرہ کہان پایۂ مدح خورشید
گر زبان بند نہین ہے یہ تعلی کا محل

شکر کر شکر کہ مداح ہوا تو اوسکا
خلق ذاتی سے چھپا دیگا خطا یا و زلل

قدردان سخن و اہل سخن ہی ممدوح
ہاتھ اوٹھا بہر دعا پیش خداوند اجل

اور یہ کر عرض بصد عجز و خلوص و زاری
کہ خدایا بحق آل نبی مرسل

سُرخرو رنگ سعادت سے ہو جب تک زہرہ
روسیہ داغ نحوست سے ہے جبتک کہ زحل

حُسن کو ناز رہے عشق کو جبتک کہ نیاز
رہے معشوق کا جبتک دلِ عاشق مین عمل

جب تلک مہر سے پُر نور رہے سارا عالم
جب تلک ماہ کی روشن ہو فلک پر مشعل

پرتو مہ سے کتان کا ہی جگر جب تک چاک
گرمیِ مہر سے تا موم کا دل جائے پگھل

جب تلک شہد کے حصے مین رہے شیرینی
تلخکامی رہے جب تک کہ نصیب حنظل

نیش اور نوش کے باقی رہین جبتک آثار
لے مزا شہد کے ہر پھول پہ زنبورِ عسل

سرو کے گرد کرے فاختہ جب تک کوکو
گل کے آگے پڑھے تا بلبل شوریدہ غزل

مست جب تک ہین فقط ساقی دریا دل پر
شور طاؤس کرے دیکھ کے جبتک بادل

جتنی امیدین ہین بر آئین مرے آقا کی
خلد کیطرح سے شاداب رہے باغ امل

ملک اقبال کو یارب ہو ترقی گھڑیون
یہ کیٹہر تو ہے کیا ہند مین ہو جائے عمل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ غم نہین جو پیش ہے دفتر قصور کا | عنوان نامہ نام ہے رب غفور کا
کیسی نظر حجاب جو مانع ہو نور کا | دریا سے قطرہ قصد کرے کیا عبور کا
ہمت ہی شرط راہ خدا ہے کھلی ہوئی | پہونچا وہ جسنے قصد کیا راہ دور کا
محروم اوسکے خوان تجلی سے کون ہے | حصہ ہر ایک آنکھ نے پایا ہے نور کا
کہتے ہی یا کریم ادھر سے ادھر گئے | لطف و غضب مین فاصلہ تھا کتنی دور کا
مین خاک بھی ہوا تو ہوا اوسکی خاک در | چھوٹا نہ دست عجز سے دامن غرور کا
وہ صاف دل ہو مردمک چشم کی طرح | میرے سیاہ خانے مین عالم ہے نور کا
می اعتقاد صاف کی اسمین رہے مدام | مینائے دل کو سنگ نہ توڑے فتور کا
زاہد لحاظ رکھ کہ نہ گل ہو چراغ زہد | جھونکا نہ آنے پائے ہوائے غرور کا
دیکھین کہ کیا دکھائے قیامت مین شوق دید | درپیش مرحلہ ہے شہود و ظہور کا

حاضر مرے جنازے پہ ہون سب ملائکہ
سایہ ہو سر پہ مثل سلیمان طیور کا

کیا ڈر جو قصر عفو مقام بلند ہے
زینہ لگا کے پہونچونگا عذر قصور کا

دیدار کا تو وعدہ وفا ہوگا حشر کو
ارشاد ہو علاج دل ناصبور کا

عاشق کیا ہے شوق نے تیرے حبیب پر
یارب امیدوار ہون عفو قصور کا

دیکھا نہین ہے تجکو مگر شوق دید ہے
مشتاق غائبانہ ہون تیری حضور کا

مر کر ملے نجات لحد کے فشار سے
صدقہ اکابر و شہدا کے قبور کا

پھیلا کے پانون چین سے سوؤن مزار مین
تکیہ نصیب سر کو ہو زانوے حور کا

یارب اکیلے رہنے کی عادت نہین مجھے
جمگھٹ رہے مزار مین غلمان و حور کا

محشر کے روز ساقی کوثر کا واسطہ
اک جام تشنگی مین شراب طہور کا

عریان اوٹھون تو دامن رحمت مین دے جگہ
ڈھکجائے اس طرح سے بدن تیرے نور کا

آلفت امیر آل محمدؐ سے فرض ہے
مشکل ہے بے سفینہ ارادہ عبور کا

نام عاصی داخل فرد شفاعت ہو گیا
خاتمہ بالخیر احمدؐ کی بدولت ہو گیا

مرغ عصیان اوڑ کے صید باز رحمت ہو گیا
دنگ شاہین ترازوے عدالت ہو گیا

زرد رو تھا وقت پرسش پر رہا سرسبز مین
فرش استبرق مجھے صحن قیامت ہو گیا

گرمی خورشید محشر سے ہوئی حاصل نجات
شامیانہ سر پہ میرے ابر رحمت ہو گیا

آل احمدؐ کی محبت کا چبھا تھا دلمین خار
بڑھ کے محشر مین کلید باب جنت ہو گیا

جم گیا تھا دل مین جو مشق معاصی سے غبار
سرمۂ بہر دیدۂ عین عنایت ہو گیا

واہ ری رحمت جو رکھا پانون بالاے صراط
دستگیری امن ملنے کی خوف رخصت ہو گیا

جس علم کے نیچے پائی فیض احمدؐ سے جگہ
میری بیچرمی پہ انگشت شہادت ہو گیا

دفعتاً صورت بدل کر نیگئی امید یاس
خار زار برزخ فرش خواب راحت ہو گیا

راستہ تھا اولِ منزل جو ناہموار پیش
رفتہ رفتہ نردبان بامِ رفعت ہوگیا

قصر یاقوت و زمرد کی ہوئی آسان خرید
باغ جنت کا قبالہ داغ محنت ہوگیا

تشنگی مین کوثر و تسنیم کے چشمون پہ ہم
اس طرح پہونچے کہ رضوان غرقِ حیرت ہوگیا

صبح محشر جلد چھٹکارا ملا ہمکو امیر
مہر کیا چمکا کہ تابان نجم قسمت ہوگیا

نہین سودا فقط یوسف کو اوسکے دور دامان کا
اگر ادریس بھی ہے کوچۂ چاکِ گریبان کا

مزہ عاشق کے دلسے پوچھ حسنِ شعلہ رویان کا
تماشا دیکھ پروانونکی آنکھون سے چراغان کا

یہ تیری تیغ نے روکا ہے ناکا شہر امکان کا
کہ چھاپا ہے قضا کے ہاتھ پر خونِ شہیدان کا

دلِ پر داغ پر یہ حسرتون کا خون ہوتا ہے
لہو بنکر ٹپک جاتا ہے رنگ اپنے گلستان کا

زبانِ حال سے کہتا ہے خنجر میان سے کھنچکر
کہ گھر بیٹھے بہلتا ہے کوئی جی مرد میدان کا

مرے ہی سامنے دامن اوٹھا کر ناز سے چلنا
مجھی سے پھر گلہ اولٹا مرے چاک گریبان کا

تکلف حسن کا ہر موے خطِ یار مین پایا
نظر آیا مجھے ہر مور مین جلوہ سلیمان کا

بہارِ تازۂ دل دیکھ اگر شوقِ تماشا ہے
بہشت اک پھول مرجھایا ہوا ہے اس گلستان کا

رہیگا بند جبتک نقد جان باقی ہے قالب مین
سخی کے گھر کا دروازہ ہے چاک اپنے گریبان کا

بہارِ کہکشان و انجم و افلاک کیا دیکھون
نہ بیل اچھی نہ بوٹا خوشنما ہے اس گلستان کا

لکھے یکدست یہ مضمون ترے دستِ حنائی کے
مخمس جو مرے دیوان مین ہے پنجۂ مرجان کا

نہ گھبرا اے دلِ وحشی سوادِ شام فرقت سے
کہ یہ سایہ بھی ہمسایہ ہے اوس زلفِ پریشان کا

خیالِ عیش کرلینگے فلک نے گو پھنسایا ہے
تصور قید ہو سکتا نہین ہے اہلِ زندان کا

ہمارا بھی قفس لے ساتھ جاتا ہے جو گلشن کو
اکیلا سیر کرنا لطف کیا دیگا گلستان کا

معاف اے شوخ دھوکے مین اوٹھائین جو چھیان مینے
ترے ترقے یہ شک مجھکو ہوا اپنے گریبان کا

اوچھلتا ہے کلیجا ڈوبتا ہے دل خدا حافظ
سمندر پیرنا ہے جھیلنا شبہائے ہجران کا

بجھے کیا طول محشر سے غمنا کو نکی آنکھون مین
ازل سے تا ابد پہلا پہر ہے روز ہجران کا

وہان گور سے آواز یہ کانون مین آتی ہے
نہین ہی کام اس گھر مین کسی ناخواندہ مہمان کا

تڑپکر دم نکلجائے اگر کھانا نہین ممکن
تری دلکی گرہ ٹانکا ہی میرے زخم پنہان کا

جگر کو دون کہ دل کو دون بتا ای ناوک قاتل
کہ دو پیاسو نہین ہی یہ ایک قطرہ آب پیکان کا

امیر آئینگے کیا کیا شمع رو راتون کو چھپ چھپ کر
نیا انداز ہو گا میرے مدفن پر چراغان کا

اگر درکار ہے رنگین کھینچ تنگ گریبان کا
لگاؤ لعل اسمین قطرۂ خون شہیدان کا

اسیر عشق ہو کر زمزمہ سن طایر جان کا
چہکتا ہے قفس مین جاکے بلبل اس گلستان کا

کنارہ مرکے ہاتھ آیا ہے ہمکو ملک ایمان کا
بڑی مشکل سے دروازہ ملا شہر خموشان کا

تمھارے بانکپن کی شان کچھ اس مین نکلتی ہی
کھنچے تو دوڑ کر منہ چوم لون شمشیر عریان کا

دھوان اوٹھتا ہی داغ آتشین سینہ سے ایسا
کہ چھپ جاتا ہی بدلی مین ہلال اپنے گریبان کا

خیال خط مین ای گل جا نکلتا ہون جو گلشن مین
لگاتا ہی ہزارون برچھیان سبزہ گلستان کا

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رک گئی وحشت
اوٹھائی اوسنے چلمن رہ گیا پردہ گریبان کا

جہان معشوق ہو عاشق دکھاجاتا ہی رنگ اپنا
شبیہ طوق قمری ہی دھوان سرو چراغان کا

یقین ہی بنتے بنتے ہولیا لب خون حسرت سے
اگر کاسہ بنائین کاسہ گر خون شہیدان کا

نہ پوچھو حال دل کا میرے آہ بے اثر دیکھو
درخت بے ثمر ہی یہ اوسی اوجڑے گلستان کا

دل سرگشتہ میرا دیکھکر یون وہ پری بولا
یہ دل کا ہیکو ہی کوئی بگولا ہے بیابان کا

کہان سامان تھا وحشت مین کہ نامہ یار کو لکھتا
دیا قاصد کو پرزہ پھاڑ کر میں نے گریبان کا

زہے شوق شہادت امتحان گاہ محبت مین
قدم بڑھتے ہی ہاتھون بڑھگیا دل ترے میدان کا

دم رقص اوس پری نے دی جو گردش اپنے دامن کو
مری آنکھون مین عالم پھر گیا چتر سلیمان کا

تفوق رکھتی ہے سرگشتگی نخوت فروشی پر
کہین دامن سے بڑھتا ہی مقام اونچا گریبان کا

وہ دیوانے ہیں آنکھوں سے ذرا پایا اگر گردن
لگائے شیر پر آنکھیں غزال اپنے بیابان کا

جسے سارا زمانہ آفتاب حشر کہتا ہے
وہ اک ذرہ ہوا اچھا ہوا پرتو داغ ہجران کا

نئی تقریب سے پہونچے بلانے کی ہے دیوانو
کسی صحرا میں عرس اک دن کرین چلکر سلیمان کا

ہوئی ہین بسکہ آنکھیں لوٹ اوسکی جامہ زیبی پر
نگاہین کھیلتی ہین گیند اوس گوے گریبان کا

وہ زخمی ہین تڑپ کیسی چھڑکتا گر نمک قاتل
دہان زخم سے ہم چوم لیتے منھ نمکدان کا

بڑے نادان ہین جو لوگ ڈرتے ہین امیر اس سے
اجل تو نام ہے اک زندگانی کے نگہبان کا

جنون ہے مجھکو اک پردہ نشین کے دور داماں کا
گلا کاٹون جو پردہ فاش ہو چاک گریبان کا

نظر آتا ہے دلمین رنگ کیا کیا حسن خوبان کا
تماشا دیکھتا ہون ایک غنچے مین گلستان کا

چھپا ہے عیب عریانی سے رخت جسم انسان کا
مرا داغ جنون پیوند ہے میرے گریبان کا

کہین ضبط فغان سے عشق کے آثار چھپتے ہین
لب خاموش سے پیدا ہے صدمہ درد پنہان کا

صدا یہ قلقل مینا سے میخانے مین آتی ہے
کہ رحمت سبز اک طوطی ہے مستون کے گلستان کا

مگر اوڑتی ہوئی پریان اوڑانے کا ارادہ ہے
ہوا پر جال پھیلایا ہے کیون زلف پریشان کا

جنون کے گل کھلائے یون صبا کو کیا سلیقہ تھا
چمن مین ہے گل صدبرگ نام اپنے گریبان کا

کیا اظہار درد دل تو کھینچا میان سے خنجر
نیا نسخہ نکالا آپ نے یہ درد ہجران کا

خیال طرہ بندھ جانے نہ کیونکر چور کی صورت
طلایہ پھر رہا ہے آنکھ مین خواب پریشان کا

عدم کو چلدیا خاموش جو عاشق ہوا اسیر
دہان یار دروازہ ہے کیا شہر خموشان کا

بٹھایا پنجۂ رنگین چڑھا جب سے نگاہون پر
جمایا رنگ تیرا دل سے اپنے پنجہ مرجان کا

ترا ممنون ہون اے ضعف پردہ رہگیا میرا
چھڑایا تو نے دامن دست وحشت سے گریبان کا

ملایا خاک مین انکو جوان کی بیوفائی نے
کیا ہے خط کو سنے مین لکھو گور غریبان کا

تعجب کیا کہان شوق مین لپٹا جو مین ان سے
دیا شمشیر نے دھوکا کسی کے جسم عریان کا

اسے کہتے ہیں پاس رازِ الفت دیکھ لے قاتل
سیا ہو منہ تری تار نظر سے زخم پنہاں کا

زنخداں پر جو انگشتِ حنائی یار نے رکھی
تو میں سمجھا کہ ہے سیبِ ذقن پھل شاخ مرجاں کا

خزاں آگے تو دیوانوں دیوں برہم رہتا تھا
اثر ہے اے پری یہ صحبتِ زلفِ پریشاں کا

کہاں جائینگے اڑ کر یہ پری رو میری چالوں سے
مجاور میں ہونگا جا کے درگاہِ سلیماں کا

نصیبِ دشمناں قاتل کو سکتہ ہو گیا شاید
کہ بسمل آئینہ دکھلا رہے ہیں چشمِ حیراں کا

ہوا اے زلف میں اک حور کے سودا یہ پکا ہے
بیاضِ صبحِ جنت ہی سوادِ اپنے بیاباں کا

امیر ایسا شگفتہ ہے ہجومِ داغ سے پہلو
کہ ہر ناسورِ دل رخنہ ہے دیوارِ گلستاں کا

دکھانا چاہیے کچھ بانکپن سودائے مژگاں کا
بہت اب نوک کی لیتا ہے ہر کانٹا بیاباں کا

نچوڑا تار برقِ دستِ وحشت نے گریباں کا
دیا ہر چند مینے واسطہ یوسف کے داماں کا

جوابِ روضۂ رضواں ہے تختہ کوئے جاناں کا
قضا چھڑکاؤ کرتی پھرتی ہے خونِ شہیداں کا

ستمگر نے نہیں کھنچنے میں اپنے کو کر دٹا منکا
نکل آیا ہے جوہر صاف شمشیرِ گریباں کا

بنا کر آئینہ پریوں کو یوں خود بیں نہ کرنا تھا
سکندر کچھ تو تجھکو پاس لازم تھا سلیماں کا

زمیں ہے ایک مشتِ خاک صحرائے محبت کی
فلک چھوٹا سا اک میداں ہے دل کے بیاباں کا

تردد کیا ہے تمکو یہ تو دو ٹانکوں میں اچھا ہے
عدو کا زخمِ دل کیا چاک ہے میرے گریباں کا

دبستانِ جنوں میں جو سبق تھا درس میں تیرے
وہ ای مجنوں برآوردہ ورق ہے میرے دیواں کا

نہ بھولے آپ کو بھولے جو دنیا کو تو کیا بھولے
یہ منت ہو اگر پوری تو بھر دیجے طاقِ نسیاں کا

کسی عارض کا آئینہ ہے اپنا دیدۂ حیراں
دلِ صد چاک شانہ ہے کسی زلفِ پریشاں کا

در آیا بنکے پتلی دیدۂ خورشیدِ محشر میں
اگر اوچھا اوڑا ذرہ کوئی اپنے بیاباں کا

لبِ بام اوس پری نے بال کیا چہرے سے سرکے
اوٹھا کر ابر کے پردے کو گویا برق نے جھانکا

ذرا سی چھیڑ میں کیوں روٹھ بیٹھے ہو تم ای چھپا
اسی سے چھیڑتا ہے تمکو ہر کانٹا بیاباں کا

فضا مین غم کی چھا جاتی ہین لپٹ تیرہ بختون کے — بلا ہے رخنہ کھلنا آپ کی زلف پریشان کا
ملایا چاہتا تھا ہاتھ سے دس گل کے ہاتھ اپنا — یہ باعث ہے کہ شاخ حق نے بنایا پنجہ مرجان کا
اوٹھتا ہی نہین غصہ کسی دم چشم و ابرو سے — پری رویون پہ کیا تمغا ہے سرکار سلیمان کا
خیال زلف و رخ ہی رات دن آنکھون مین پھرتا ہے — اُجالا صبح وصلت کا اندھیرا شام ہجران کا
مرے غم مین جو ان آنسو ہین آنکھون سے نصیبون کے — کہ ماتم ہو رہا ہے گھر مین پریون کے سلیمان کا
انا الحق بولتی ہین قمریان حق مرہ کیسا — جسے کہتے ہین دار اک سرو ہے اپنے گلستان کا

کتاب لوح محفوظ اے امیر اسکا ہے دیباچہ
سواد خامۂ کن خاتمہ ہے اپنے دیوان کا

ہم سے بگڑ کے غیر کا تو یار ہو چکا — ہونا جو تھا وہ اے بت عیار ہو چکا
ترغیب دی شراب کے پینے کی کیون اوسے — حق تو یہ ہے مین پہلے گنہگار ہو چکا
اٹکھیلی کی چلے نہ چلے چال اب وہ شوخ — فتنہ جو سو رہا تھا وہ بیدار ہو چکا
بالین پہ میرے کس لیے آیا ہے اے طبیب — [illegible] دل زار ہو چکا
آیا نہ ایک بار عیادت [illegible] مسیح — سو بار مین فریب سے بیمار ہو چکا
[illegible] — [illegible] ہو چکا
افسوس آنکھ خواب تغافل سے تب کھلی — جب آفتاب حشر نمودار ہو چکا
اب عفو وہ کرین نہ کرین اختیار ہے — امید عفو مین مین گنہگار ہو چکا
جب آستان یار پہ حاضر ہوے ہین ہم — دربان سے یہ سنا ہے کہ دربار ہو چکا
باقی ہزار شوق خط شوق نا تمام — قاصد کمر کو باندھ کے تیار ہو چکا
کافی ہے زلف جال بچھاتا ہے کس لیے — صیاد سے کہو مین گرفتار ہو چکا
دنیا مین کون غم ہے نہین جسکے بعد عیش — آئی بہار خشک جو گلزار ہو چکا
دل لاؤ چلے چھین لیا مجھ سے یار نے — یوسف کا فیصلہ سر بازار ہو چکا

میرا سوال سُنکے جو خاموش ہو رہے
مین خوش ہوا کہ وصل کا اقرار ہو چکا

اب لب پہ لائین گیا ارنی صورت کلیم
محشر کے روز وعدۂ دیدار ہو چکا

باقی ہی کسکو حوصلہ اخفاے عشق کا
رسوا امیر کوچہ و بازار ہو چکا

واعظو حشر کا ہر مرتبہ چرچا کیسا
روز کا تمنے نکالا ہے یہ جھگڑا کیسا

دیکھین حورین بھی تو بیہوش ہون رو در رو دے
سیر کیسی ترے کشتے کا تماشا کیسا

مے سے ہو شوق سے خالق ہی رحیم اور کریم
میکشو خیر ہے اندیشۂ فردا کیسا

آشنا ذکر سے رہتی ہی فقط اپنی زبان
دوستانہ بھی کسی دوست سے شکوا کیسا

جاے آرام نہ دیکھی کبھی اس عالم مین
نہین معلوم کہ ہے عالم بالا کیسا

نبض دیکھی تو حرارت سے جلے دست مسیح
تیرے بیمار محبت کا مداوا کیسا

نام چاہے تو نہان ہو نظر عالم سے
گوشہ گیری سے ہوا شہرۂ عنقا کیسا

آبلہ پائی و بیتابی و سرگردانی
اے جنون گھر مین یہ سامان ہو صحرا کیسا

کبھی دیوانۂ الفت نہ تمہارا سمجھا
لوگ سمجھانے کو سمجھا چکے کیسا کیسا

شک نہین اسمین کہ ہی مصرع موزون قد یار
پہ کمر بیچ سے غائب ہے یہ سکتا کیسا

جوش وحشت ہی اوس دشت مین لایا کہ جہان
آہو ہے قیس نہین ناقۂ لیلے کیسا

کھینچتے ہین زلف مسلسل کی لکھو تو تعریف
دیکھین ہم حق مین ہے تمکو ید طولا کیسا

تیری تصویر خیالی بھی نہ آئی مرے پاس
رنگ کیا کیون سکتے آغوش تمنا کیسا

میرے لب تک نہین آیا ابھی نالۂ بلبل امیر
زلزلے سے ہے یہ عالم تہ و بالا کیسا

پوچھا نہ جائے گا جو وطن سے نکل گیا
بیکار ہے جو دانت دہن سے نکل گیا

غربت مین بھی کبھی نہ وطن مین نہ دم بھر بھی راست رو
آیا کمان مین تیر تو [illegible] سے نکل گیا

خلعت پہنکے آنے کی تھی گھر مین آرزو
یہ حوصلہ بھی گور و کفن سے نکل گیا

پہلو مین میرے دل کو نہ اے درد کر تلاش
مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا

مرغان باغ تمکو مبارک ہو سیر گل
کانٹا تھا ایک مین سو چمن سے نکل گیا

کیا رنگ تیری زلف کی بو نے اڑا دیا
کافور ہوکے مشک ختن سے نکل گیا

پیاسا ہون اسقدر کہ مرا دل جو گر پڑا
پانی ابل کے چاہ ذقن سے نکل گیا

سارا جہان نام کے پیچھے تباہ ہے
انسان کیا عقیق یمن سے نکل گیا

کانٹون نے بھی نہ دامن گلچین پکڑ لیا
بلبل کو ذبح کرکے چمن سے نکل گیا

کیا شوق تھا جو یاد سگ یار نے کیا
ہر استخوان تڑپ کے بدن سے نکل گیا

ہے سبزہ رنگ خط بھی بنا اسکو بوسہ دے
بیگانہ تھا جو سبزہ چمن سے نکل گیا

منظور عشق کو جو ہوا اوج حسن پر
قمری کا نالہ سرو چمن سے نکل گیا

منظور ہی ہمین ایسی رضا ہی دوست
کاٹی زبان جو شکوہ دہن سے نکل گیا

طاؤس نے دکھائے جو اپنے بدن کے داغ
روتا ہوا سحاب چمن سے نکل گیا

صحرا مین جب ہوئی مجھے خوشبو کی تلاش
کوسون مین آہوان ختن سے نکل گیا

خنجر کھنچا جو میان سے چمکا میان صف
جوہر کھلے جو مرد وطن سے نکل گیا

مین شعر پڑھکے بزم سے کیا اٹھ گیا امیر
بلبل چہک کے صحن چمن سے نکل گیا

وعدہ نہین جو حشر کے دن کس سے دید کا
صدمہ ابھی سے بانٹ رہے ہین وہ عید کا

اللہ رے انقلاب جہان پلید کا
خون حسین تازہ ہے روئے یزید کا

قاتل کے کان تک نہین پہنچی ابھی فغان
کیون تیغ نے گلے کو دیا خط رسید کا

کچھ لگ گئے ہین زاغ و زغن کچھ سگ و ہما
لاشہ ابھی بعد مرگ ہے توشہ قدید کا

کہدے کوئی حسینون سے دل بیچتا ہون مین
آئے مجھے ہوا ارادہ خرید کا

ہان ای کلید دار قضا کھول قفل بخت
کچھ اسمین گھس نہ جائیگا ناخن کلید کا

کشتون کا کھیت کاٹ کی کستی ہی تیغ یار
جامہ مجھی پہ قطع ہے قطع و برید کا

کیا جانتا ہے کوئی فقیری کا مرتبہ
دل نام پیر عرش لقب ہے مرید کا

پوچھو نہ حال خلق رقیب سیاہ رو
بگڑا ہوا خمیر ہے خاک یزید کا

کیا جانئے رہرون کا ہوا کیا عدم مین حال
ابتک تو ایک نے نہ لکھا خط رسید کا

اسے ترک تیرے رعب نے ایسا دبا دیا
اوچھلا نہ خون حشر کے دن بھی شہید کا

دوزخ مین ڈالے جائینگے جبر و زبردست
ناقوس غل مچائے گا ہل من مزید کا

دل میرا اوسکے روے مخطط نے چھین کر
جھوٹا بنا لیا ہے قبالہ خرید کا

اب کی بہار سے مجھے آتی ہے بوے خون
آیا ہی لالہ بھیس بدل کر شہید کا

کیونکر کھینچون نہ مین طرف قرب حق امیر
پھندا مرے گلے مین ہے حبل الورید کا

آئے جسے ہو شوق تجلی کی دید کا
ہے کوہ طور ڈھیر تمھارے شہید کا

آنکھین ہین اور حسرت ہے اب اوسکی دید کا
برسون جو آفتاب رہا چاند عید کا

دود شب فراق کا نقاش مجھ سے لے
نقشہ جو کھینچنا ہو بعینہ یزید کا

مسجد سے سوے میکدہ ای شیخ یون نہ دیکھ
بالائے طاق ہو نہ عقیدہ مرید کا

کیسی سزا کہ رعب سے قاتل کے روز حشر
نالہ گلے مین پھنس کے نہ نکلا شہید کا

کھینچا نہ ہاتھ قتل سے قاتل نے شام تک
تکبیر کہتے کہتے کٹا روز عید کا

آنے تو دو بہار یہ دو قوتین ہین رہن سے
خرقہ نہ پیر کا ہے نہ جبہ مرید کا

حیرت سے کر دیا ہمین تصویر پیش یار
اوٹھا ذرا نہ تو لطف گفت و شنید کا

وہ مے لو ابن ساقی کوثر مین پیون
شامی کباب جس سے جگر ہو یزید کا

پیری مین مجھ سے خنجر قاتل گلے ملا
دیکھا ہے چاند تیسری تاریخ عید کا

عکسی شبیہ مین کھینچے رخسار یار کی
یہ بھی تو چھاپنا ہے کلام مجید کا

ہم منتظر کہ لائے وہان سے جواب خط
بھیجا ہے نامہ بر نے خط اپنی رسید کا

اس غمکدے مین کٹ گئی یون اپنی زندگی
قیدی پہ جیسے روز گذر جاے عید کا

پوچھو نہ کچھ مرے دل زخمی کا مجھسے حال
انشا قتیل کی ہے یہ دیوان شہید کا

کسدن نہین ہین چار گدا چار میہمان
رزق اپنا اے امیر ہے توشہ فرید کا

مجکو محب سمجھ کے حسین شہید کا
کرتا ہے ننگ قافیہ تک بھی یزید کا

یہ شوق ہے جو خلق کو قاتل کی دید کا
جاے شہاب خون ٹپکے گا شہید کا

ہوتے ہین تر پسینے سے آغوش مین حسین
پھولون سے مجکو ڈھب ہے عرق کی کشید کا

اتراتے ہین جو لوگ پہنکر لباس نو
ہنستا ہے چاک پیرہن صبح عید کا

مت جھکیے وقت نزع نہ بالین پہ میرے بیٹھ
ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا

ثابت ہوا عدم کو مسافر پہونچ گیا
تعویذ قبر پر نہین خط ہے رسید کا

کرتا ہے مثل چرخ زمانہ بھی پائمال
مسلک جو پیر کا وہ چلن ہی مرید کا

گردن تو کیا نہین مرے اعضا کو خوف تیغ
بل ایک ایک رگ کو ہے حبل الورید کا

کھولین گے لات مارکے ہم میکدے کا در
پاپوش اپنی کام کرے گی کلید کا

کیسا جواب خط کہ ہوا نامہ بر کا خون
کاغذ پکارتا ہے یہ خط کی رسید کا

نازک ہے دل مین وعظ کی مجلس مین جاؤن کیا
ڈرتا ہے مجکو ذکر عذاب شدید کا

پیر مغان نے مجکو سنبھالا تو کیا ہوا
ہر پیر دستگیر ہے اپنے مرید کا

باطن مین غم ہے عشرت دنیا کے ظاہری
پہنے ہوے لباس محرم ہے عید کا

مہدی کی ٹٹیان نہین پر میرے باغبان
کیون اپنا ہاتھ صاف ہی قطع و برید کا

فاقے سے ہون تو صاحب غیرت نہ رنج کرین
دعوت خلیل کی ہو کہ توشہ فرید کا

اوٹھا اوٹھ کے بیٹھنے سے ہوے کشتہ ہم امیر
خنجر پھرا گلے پہ ملاقات عید کا

ہر دل کو شوق اوس بت قاتل کی دید کا
ہولی کا رنگ جسکو لہو ہے شہید کا

مژدہ ہو میکشو کہ ہوا چاند عید کا
محتاج قفل میکدہ تھا اس کلید کا

یارب رہے وہ چاہ ذقن تہ سے حفظ مین
گھیرے نہ اس فرات کو لشکر یزید کا

جی چاہے جس حسین کا وہ دے ہمیں ضبس دل
سرمایۂ کریم سے ہے توشہ فرید کا

دنیا پرست کیا رہ عقبے کرینگے طے
نکلے گا خاک گھر سے قدم زن مرید کا

وہ مست ہون کہ مینے شب قدر کی دعا
روزے تمام ہون کہین دن آے عید کا

کس گلبدن نے ہاتھ سے سہرہ لگا دیا
پھولون کی سیج ہے جو جنازہ شہید کا

ہونے نہ پاے غیر بغلگیر یار سے
اللہ یون ہی روز گذر جاے عید کا

اپنی کہین کہ اوسکی سنین وقت نزع ہم
دردا کہ وقت تنگ ہے گفت شنید کا

سارا حساب ختم ہوا حشر ہو چکا
پوچھا گیا نہ حال تمھارے شہید کا

تک تک کے روز کھاتے ہین واعظ مراد باغ
سمجھے ہین شاید اسکو بھی توشہ فرید کا

لوٹے گی لذت لب شیرین مری زبان
قفل دہن پہ ہو سکے ہے دانت اس کلید کا

شیطان کبھی رقیب سے ہوتا نہین جدا
اولٹی ہے بات پیر سے پیر و مرید کا

ضائع نجاے دل پہ جو کھایا ہے داغ غم
یارب چراغ ہو کسی قبر شہید کا

جا کر سفر مین بھول گئے ہمکو وہ امیر
ہان اور دوستون نے لکھا خط رسید کا

اللہ رے کرم صاحب بخل شدید کا
کھلا ہے تو ذرا ادھر آئے شہید کا

گردن کو تیغ سے نہین رشتہ بعید کا
ڈورا جو ہار کا ہے وہ حبل الورید کا

اس کوچے کے گدا ہین جو شدید ہستین ہم
رضوان بھی ہوا ہے جنان کی خرید کا

کرتی ہین دل کو خون اون آنکھونکی پتلیان
اون منجون کو ذوق ہے مے کی کشید کا

کیونکر نہ مثل قفل کھلے گا دہان یار
اک دن کرے گی کام یہ [illegible] کلید کا

تخفیف درد دل کا کرونگا جو مین سوال
نکلے گا جملہ جفر مین ہل من مزید کا

ہو اوس سے بوسۂ لب شیرین کی کیا امید
شربت پہ فاتحہ بھی نہ دے جو شہید کا

خط عذار یار کا کیا وصف کیجیے
نوروز کا یہ زائچہ خطبہ ہے عید کا

باتین مری سنین تو یہ منھ پھیر کر کہا
تار اس کمند مین نہین دل کی کشید کا

صحرا و کوہ کشتۂ الفت کہان نہین
ہر لالہ ہے چراغ مزار شہید کا

لیتی ہے بوسہ عارض محبوب کے وہ زلف
کافر کو بھی ادب ہے کلام مجید کا

حجام میرے دل کا دکھا دے جو آئینہ
اوسنے زیادہ دون اونھین انعام عید کا

کسدن سا رنگ یار دکھائے جو رخ ہو زرد
زر سے ارادہ چاہیے زر کی کشید کا

کتنا ہے سخت قلب رقیب سیاہ رو
نطفہ یہ شمر کا ہے کہ [illegible]

مقتل سے کم نہین ہے قلمدان مرا امیر
ہر کلک ہے گلوے بریدہ شہید

خط عارض نے دل اہل رقم توڑ دیا
اس کرڑی [illegible] کمان شیشۂ دل
اہل محشر [illegible] ترے دیوانے
باندھتے [illegible] اترا ہم دیکھ کے
وا [illegible] آہ مین نابود کیا
[illegible] کہ نہ آئے کوئی در وا

بہد

صفحہ
اد

ہمسرِ زلف قدِ حور شمائل ٹھہرا
لام کا خوب الف قد مقابل ٹھہرا

دیدۂ تر سے جو دامن میں گرا دل ٹھہرا
بہتے بہتے یہ سفینہ لبِ ساحل ٹھہرا

کی نظر روے کتابی پہ تو کچھ دل ٹھہرا
مکتبِ شوق بھی قرآن کی منزل ٹھہرا

نکہتِ گل سے پریشان ہوا اسکا دماغ
خندۂ گل نہ ہوا شورِ عنادل ٹھہرا

نجد سے قیس جو آیا مرے زندان کیطرف
دیر تک گوش پہ آوازِ سلاسل ٹھہرا

حسن جس طفل کا چمکا وہ ہوا باعثِ قتل
جسنے تلوار سنبھالی مرا قاتل ٹھہرا

خط جو نکلا رخِ جانان پہ ملا بوسۂ خال
یہی دانہ فقط اس کشت کا حاصل ٹھہرا

علم اک نقطہ جو مشہور تھا اے جوشِ جنون
غور سے کی جو نظر نقطۂ باطل ٹھہرا

دور جب تک تھے تڑپتا تھا میں کیسا کیسا
پاس آکر جو وہ ٹھہرے تو مرا دل ٹھہرا

کثرتِ داغ سے گلدستہ بنا دل تو کیا
زینتِ باغ نہ آرایشِ محفل ٹھہرا

دوڑتا قیس بھی آتا ہے نہایت ہی قریب
اک ذرا ناقے کو اے صاحبِ محمل ٹھہرا

اب تمہارا ہے مرے سینے میں
تیغِ قاتل کے تلے کچھ دمِ بسمل ٹھہرا

ہین تمہارا ہی یہ حال
گھر سے دروازے تک آنا کئی منزل ٹھہرا

ہے صدا تربتِ لیلیٰ سے امیر
خدا کے لیے محمل ٹھہرا

اے عالم آشنا جو ترا آشنا ہوا
سرکارِ عشق سے ہمیں خلعت عطا ہوا
بے خودی سفینۂ اہلِ فنا ہوا
در خمیدہ حلقۂ زلفِ دوتا ہوا
ے خوب حق رفاقت ادا ہوا
ماک ڈال لیے جو کچھ ہوا ہوا

چالاکیان تو دیکھو مجھے قتل کرکے خود — اوروں سے پوچھتے ہین یہ کیا ماجرا ہوا

زائل ہوئی نہ بھیس بدلنے سے بوے عشق — تصویر مین بھی رنگ ہے رخ سے اوڑا ہوا

ہے دل کا سرد مہری معشوق سے یہ حال — جیسے درخت برف سے کوئی جلا ہوا

مرنے کے بعد کیسے پریشان ہین عضو تن — گویا کیا ورق کتاب سے اپنے جدا ہوا

یاد کمر مین بھول گئی دل کو طرز آہ — کاسے مین اپنے بال پڑا بے صدا ہوا

جب سامنا ہوا دل عشاق کھنچ گئے — گیسو کا حلقہ بھی دربن اژدہا ہوا

لیکن ضعف سے سبک ہون کہ نقش قدم مرا — پڑتا تو ہے زمین پہ لیکن مٹا ہوا

آئینہ اوسکو کسنے دکھایا غضب کیا — جلاد خلق ایک تو تھا دوسرا ہوا

بوسہ طلب کیا تو یہ کہنے لگا وہ تب — قدرت خدا کی تمکو بھی یہ حوصلہ ہوا

خالی قدح دکھاے مجھے کیون نہ دور سے — ساقی کا دل ہے میری طرف سے پھرا ہوا

شاید حنا اوس کے تلوے کو ملتے تھے جال سے — آتے ہی قید طائر رنگ حنا ہوا

ڈھونڈا نہ کب بہانہ مرے دل نے بہر رنج — ماتم کیا اگر کوئی روزہ قضا ہوا

چاہ ذقن کو چاہ مہ مصر کیا کہون — مضمون ہے یہ میری نظر سے گرا ہوا

ایسا نہ ہو کہ کوئی تجھے چھپ کے دیکھ لے — آئینہ دیکھ چار طرف دیکھتا ہوا

قاتل ستم ہے رشتہ الفت کا توڑنا — یون قتل مجھکو کیجیے رہے تسمہ لگا ہوا

کشتے کی اپنے تجکو ہوس ہے اے ترک چشم — آتا ہے ساتھ ساتھ ترے لوٹتا ہوا

آنکھون پر ہے جلوۂ معشوق سامنے — ہے مدتون سے ہیچ کا پردہ

انسان کی مرگ و زیست نہین ہے کسیکے ہاتھ — آئے تو کیا جو آپ نہ آ

نامہ دیا تو اوس گل گلزار حسن تک — دم مین پہونچ گیا

حور آگئی نظر کہ پری کوئی دیکھ لے
سودا ہے امیر کو کیا جانے کیا

فراقِ یار نے بیچین مجکو رات بہر رکھا
کبھی تکیہ ادھر رکھا کبھی تکیہ اودھر رکھا

شکستِ دل کا باقی ہمنے غربت مین اثر رکھا
لکھا اہلِ وطن کو خط تو اک گوشہ کتر رکھا

برابر آئینے کے بھی نہ سمجھے قدر وہ دل کی
اسے زیر قدم رکھا اوسے پیش نظر رکھا

مٹائے دیدہ و دل دونون میرے اشک خونین نے
عجب یہ طفل ابتر تھا نہ گھر رکھا نہ در رکھا

تمھارے سنگِ در کا ایک ٹکڑا بھی جو ہاتھ آیا
عزیز ایسا کیا مرکر اوسے چھاتی پہ دھر رکھا

جہان مین ساتھ اپنے کیون نہ لیجاونگا تا حج کو
سلوک ایسا ہی میرے ساتھ ہے حضرت نے کر رکھا

نہ کی کسنے سفارش میری وقتِ قتل قاتل سے
کمان نے ہاتھ جوڑے تیغ نے قدمون پہ سر رکھا

غضب ہے پر وہ میرے آتے ہی معلوم ہوتا ہے
جگہ خالی جو پائی یار کو غیرون نے بھر رکھا

بڑا احسان ہے میرے سر پہ اوسکی لغزشِ پا کا
کہ اوسنے بے تحاشا ہاتھ میرے دوش پر رکھا

زمین مین انکے قدم صدقے مین ہم ہوے گوہر
ہمارے عجز نے ہر معرکہ مین ہمکو در رکھا

تیرے ہر نقشِ پا کو رہگذر مین سجدہ کر بیٹھے
جہان تونے قدم رکھا وہان ہمنے بھی سر رکھا

امیر اچھا شگون مے لیا ساقی کی فرقت مین
جو برسا ابر رحمت جاے مے شیشون مین بھر رکھا

جلانا چاہتی ہے جب کسی سرسبز گلشن کا
تو بجلی طوف کرجاتی ہے پہلے میرے خرمن کا

وہ ہون جانباز مقتل پر گمان ہے مجکو گلشن کا
ترانہ بلبلون کا جانتا ہون بولنا رن کا

ترا خنجر گلے پر غیر کے کیونکر نہ رک جائے
کہ یہ غمزہ تو اے سفاک حق ہے میری گردن کا

دیکھنے کا حال ہمنے کچھ نہین دیکھا
کیا نرگس کی آنکھون نے تماشا سارے گلشن کا

دستِ جنون یا عید آئی ہے
گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک دامن کا

تاب بھانکے گا
کھلا رہنا نہین اچھا ترے کمرے کے روزن کا

رمز سمجھے چشم و شرگا کی
لیے ہین پتلیان آنکھون پہ پردہ تیری چلمن کا

لکھا جو تھا مجکو
ہوا مجمع مرے تابوت پر شیخ و برہمن کا

مین اک پردہ نشین صاحب عصمت کا زخمی ہون
مروز خمو نہین لازم صورت ہی یوسف کی دامن کا

دھری مسی کی ہو نقش نپیر رحمی سبب خیر ہو یارب
کرینگے سیر گلشن رنگ اوڑیگا آج سوسن کا

تہ شمشیر قاتل کیطرف حسرت سے تکتا ہون
وہ بسمل ہون خبر سر کی نہ مجکو ہوش گردن کا

ملون کفار مین جاکر شکست کفر کی خاطر
بتون کو توڑتا ہے بھیس بدلون مین برہمن کا

تردد کیون ہے یارو نکو کہان گاڑین کہان تو پھین
جہان دو پانون کمدین ہی ٹھکانا میرے مدفن کا

نگل ملتے نہ غنچے مسکراتے دونون رو دیتے
نہین کو بلبلو آتا نہین انداز شیون کا

لب جانبخش پر مسی نہین اوسنے جمائی ہے
ہوا ہے چشمۂ حیوان مین پیدا پھول سوسن کا

ہلال و بدر دونون مین امیر اوسکی تجلی ہے
یہ خاکہ ہے جوانی کا وہ نقشہ ہے لڑکپن کا

کھڑا ہوتا ہون رستہ روک کر اوس شوخ پرفن کا
وہ رہرو ہون کہ [illegible] رستا ہون جاکے رہزن کا

خیال آیا جو ساقی اوس صراحی دار گردن کا
پڑا [illegible] وصل گیاہن کا

موے پر شرم عصیان حرز بازو ہو گئی مجکو
سمٹ کر گنبد مدفن ہوا تعویذ مدفن کا

قدم یان پھونک کر رکھی ہے بجلی بھی یہ آتی ہے
ہنسی سمجھا ہے گلچین پھونکنا میرے نشیمن کا

اوٹھاون سختیان لاکھون کڑی بات اوٹھ نہین سکتی
مین دل رکھتا ہون شیشے کا جگر رکھتا ہون آہن کا

بہائے تیغ ٹران نقد جان اہل جرات ہے
سبب ہے تیز بازار اجل مین نرخ آہن کا

وہ مشتاق شہادت ہون کہ جلاد اگر کرتا
لگاتا تازیانہ بڑھکے تسمہ میری گردن کا

تصور سے سمن رو یون کے یہ خالی نہین رہتا
ہمارا دل ہے یا کمرہ ہے کوئی کنج گلشن کا

مسی مالیدہ لب ہے کی ہے کلی جس جگہ اوسنے
قیامت تک رہیگا اوس زمین مین پھول [illegible]

[illegible] العنت ہون کہ مجکو سیر گلشن مین
ترچھنے مین ہے غنچون [illegible]

[illegible] کرم میری زراعت پر
[illegible] برق تجلی دانہ دانہ [illegible]

[illegible] ساقی سیکدے مین تیغ [illegible]
کہ غل ہے سیکشون [illegible]

پہلے پہلے چمن مین دفن کرنا چاہیے مجکو | کہ ہون مارا ہوا اک نوجوان گلرو کے جوبن کا

امیر آیا نظر جب چودہوین کا چاند سمجھے ہم
کسی نقاش نے کھینچا ہی نقشہ اوسکے جوبن کا

سیر اگر میرے سیہ خانے کی موسی کرتا | جل کے خاموش چراغ ید بیضا کرتا
آبرو گر وہ یتیمی مین جو پیدا کرتا | گوہر اشک کو مین آنکھ کا تارا کرتا
ہاتھ رکھے مین اوٹھا زخم گلو پہ دم حشر | مجھسے ہوتا کہ مین جلاد کو رسوا کرتا
تو وہ بت ہی تری نخوت سے جو ہوتا آگاہ | کبھی فرعون خدائی کا نہ دعوی کرتا
جب تلک گنبد دوار کا ہوتا اک دور | گردشین لاکھ ترا بادیہ پیما کرتا
نور آنکھون مین نہین نام کو نرگس کیطرح | خاک اس گلشن ہستی کا تماشا کرتا
خط پشت لب جانانہ [illegible] ای عجب | خضر سے کیون نہ ملاقات مسیحا کرتا
اے اجل دن ترے [illegible] جو ہوتا معلوم | کچھ مین سامان تری دعوت کا مہیا کرتا
عمر اوٹھانے کو بہت تھے تری بندے یارب | کیا کمی تھی اگر اک مجکو نہ پیدا کرتا

وہ جو امید بر آری پہ امیر آجاتے
پہلے مین ترک تمنا کی تمنا کرتا

غبار اوسکے لب بام تک بلند ہوا | ہوا سے تند کا جھونکا مجھے کمند ہوا
جہان کسی کا دکھا دل مین دردمند ہوا | جلا مین آگ پہ نالان اگر سپند ہوا
کھلا ہے باب اجابت دعا تو کر غافل | در کریم سنا ہے کبھی کہ بند ہوا
ٹپک اشک ندامت گرا جو آنکھ سے مین | خدا کے سامنے رتبہ مرا بلند ہوا
یہ جو تری تیغ کو ہوا مقبول | فگار وہ ہے جو ترے تیر کو پسند ہوا
ابھی سے جو پہلے کو یہ پست | کبھی نہ شرم سے دست دعا بلند ہوا
رجسمین خال یار ہی نقش | کبھی سنا ہی کہ عکس آئنے مین بند ہوا

کیا قبول نہ گل نے مرے گریبان کو — کبھی نہ خار کو دامن مرا پسند ہوا
تمھاری آنکھ کی دوری نے دل مرا کھینچا — نہال تاک کا ریشہ اسے کمند ہوا
چھڑک کے آئی وہ زلفِ سیاہ پریشان — شبِ وصال ستارہ مرا بلند ہوا
نہ پوچھ الفتِ خالِ سیاہ کا باعث — پسند اپنی ہے مجکو یہی پسند ہوا
کوئی حسین نظر آیا بنا مین عاشق زار — جو گرم ناز ہوا مین نیاز مند ہوا
مزہ ملا سگِ جانان کو استخوان کھا کر — ہزار شکر کہ ہدیہ مرا پسند ہوا
برنگ شمع جلایا یہ سوز الفت نے — کہ شعلہ آگ کا سر سے مرے بلند ہوا
کھلا جو یار کا جوڑا تو دل کھینچا میرا — بڑھا جو گیسوے جانان مجھے کمند ہوا
لکھا تھا خط مین جو حال اپنی چشم حیران کا — ہزار بند لفافہ کیا نہ بند ہوا

امیر پاے طلب جب سے توڑ کر بیٹھے
کبھی نہ ہاتھ سوے اغنیا بلند ہوا

نکالینگے تہِ شمشیرِ بران حوصلہ دل کا — دہان زخم سے ہم چوم لینگے ہاتھ قاتل کا
تڑپنے مین دکھا جاتی ہے کچھ انداز بسمل کا — مگر کھایا ہے چرکا برق نے بھی [illegible]
عجب کیا ہی اگر گر [illegible] شہید ستون سی کھینچا — محل چھوڑدے ممسک جو [illegible]
سفر مین یاد اوسکے مصحف عارض کی ایسی ہے — کہ ہر منزل پہ دھوکا ہے مجھے قرآن کی منزل کا
بھرا کشتون سے کیونکر دامنِ مقتل مین حیران ہون — نہین نکلا [illegible] نہین کر ہاتھ قاتل کا
یقین ہی دیکھتا عالم نہین ہے شکل حورونکی — [illegible] نہ اگر ہوتا مرے دل کا
کیا [illegible] ب وداع ترک راہ عشق مین لیکن — بہت دشوار روزہ رکھ کے طے کرنا ہی منزل کا
[illegible] دمن ترک کو عشاق مین مدِ نظر ٹھہرا — نئی [illegible] بھی گلا بسمل سے کٹواتا ہی بسمل کا
مجھے [illegible] اسکی الفت کیا برباد آنکھون سے — [illegible]ون نے مجکو مارا راستہ بھلا کر منزل کا
نہ [illegible] ودسکا کرے وہ قتل کیا ممکن — [illegible] اک جلاد ہے سر ہاتھ قاتل کا

حسینون کا گھٹا یا رتبہ ایسا حسن نے تیرے
گمان مجنون کو ہوا اب خیمۂ لیلیٰ پہ محمل کا

اثر ہے ناتوانی کا یہان تک بعد مرنے کے
کہ رستم سے نہ نبٹے زرا سا تنکا مرے گل کا

لگا خنجر جو سینے پر ہوے کیا کیا رہا قیدی
ہزارون حسرتین نکلین جو دروازہ کھلا دل کا

مدد ای سخت جانی ذبح کرنیکو وہ بیٹھا ہے
کوئی دم اور چھاتی سے لگا لون پانون قاتل کا

رہ الفت مین بے آبی ذقن کی دلکو آفت ہے
مسافر کی قضا ہی چاہ اگرچہ تنک منزل کا

امیر ایسا کیا بیتاب شوق قتل نے میرے
کہ ہے اوس ترک کے خنجر پہ عالم مرغ بسمل کا

تری گردن پہ ہوگا خون حسرتہاے بسمل کا
لگا دیا بس بس کر دل بھر آتا ہی قاتل کا

نشان ای نامہ بر کیا پوچھتا ہی قصر قاتل کا
لگا ہے آئینہ ہر ایک در مین چشم بسمل کا

فرشتون پر عیان رتبہ ہی سحر اوس زہرہ شمائل کا
نہ چاہ ذقن ہی یا دھوان ہی چاہ بابل کا

مزاج ایسا تڑپنے سے رہا برہم میرے قاتل کا
چھری دیکر پکڑ رکھتا ہے بازو مرغ بسمل کا

عجب کیا تن پہ میرے زخم دامن دار کا ہونا
اوڑایا ڈھنگ جا کپ آستین نے دست قاتل کا

تکبیر تڑپیا اک ذرا دم لینے دو پھر لڑ جھگڑ لینا
ابھی تو مین تھکا ماندہ چلا آتا ہون منزل کا

الگ یارون سے بھلا دیا ہی جو غیرون کو
جدا ہو فرقے سے رہنا چاہیے افراد باطل کا

زبان پر تذکرہ اوس تیغ ابرو کا جو ہے ہر دم
صدا میری کرنالہ ہے گلو سے مرغ بسمل کا

ضعیف ایسا کیا ہے سختی راہ محبت نے
کہ چلنا دو قدم کرنا ہی طے دو لاکھ منزل کا

وہ گریان ہون رہے آب خود لبریز پانی ہے
بنائین کاسہ گر کاسہ اگر کوئی مرے گل کا

جوانی مین نکر غفلت سفر کرنا ہی پیری مین
مسافر رات سے کرتا ہی سامان دن کی منزل کا

الٰہی بعد مردن بھی رہے مشق ستم مجھ پر
لگائین ترچب تو وہ بنائین وہ مری گل کا

کھینچے نقطہ رخ بے نقطہ کب عالم مین دیکھا ہے
ہنوز تا کس طرح نقطہ رخ محبوب پر تل کا

جو پھیری آنکھ غیرون سے تماشا طلعت یارونکو
تمہاری سرد مہری نے جمایا رنگ محفل کا

ترقی حد سے بڑھ جائے تو ہوتا ہی زوال آخر
سوا ہے ایک شب سے کب نہ ماہ کامل کا

وہ ہی خونریز عالم تو جو رکھدی ناز سے انگلی
تو عالم مرغ بسم اللہ مین ہو مرغ بسمل کا

کڑی اتنی نکیرین سوا کریگی کیا قیامت مین
کہین ای سخت جانی ہاتھ چھوٹا ہوتا قاتل کا

الٰہی اشک بھر آتے تھے اوسکی سرد آہون پر
تڑپنا کسطرح دیکھا گیا اوسنے مرے دل کا

نئی معراج پائی ہے غبار گور مجنون نے
بگولا جو اوٹھا قبہ بنا لیلی کے محمل کا

امیر اتنا ہوا ثابت کشاکش سے محبت کے
مسافر کو لیے جاتا ہے کھینچے شوق منزل کا

اوسکی چلمن سے نہ عاشق کو جدا رہنا تھا
زد پہ تیر نگہ ناز کے آ رہنا تھا

سرخروئی تھی جو منظور تو مانند حنا
دل کو اوس شوخ کے قدمون سے لگا رہنا تھا

ہوگیا بند در میکدہ کیا قہر ہوا
باب توبہ کی [illegible] کو کھلا رہنا تھا

شوق پابوس حسینان جو تجھے تھا اے دل
نقش پا بنکے [illegible] پڑا رہنا تھا

چشم نرگس نہ ملی دیدہ آہو نہ ملا
اے حیا تجکو انھین آنکھون مین کیا رہنا تھا

پھولنا تھا نہ بہار چمن ہستی پہ
رنگ سے بو کی طرح گل کو جدا رہنا تھا

آئے بتخانہ سے کعبے کو تو کیا بھر پایا
جا پڑے تھے تو وہین ہمکو پڑا رہنا تھا

ملکے عالم سے ہوا اور ہی عالم اپنا
اپنے عالم مین ہمین سب سے جدا رہنا تھا

تھی اگر برق تجلی کو نمائش منظور
بنکے شوخی تری چتون مین بنا رہنا تھا

کیون گیا کوچہ گیسو مین جو آفت مین پھنسا
میرے دلکو مری چھاتی سے لگا رہنا تھا

تیغ اوسکی جو رہے مجھسے کشیدہ تو رہے
دامن یار کو مجھسے نہ کھنچا رہنا تھا

شاید اوس ترک کے توسن ہی کو رحم آجاتا
نیم جانون کو سر راہ پڑا رہنا تھا

لن ترانی ارنی گو کو بھی کہنا تھا ضرور
عشق کو حسن کے پردے مین چھپا رہنا تھا

تھا اگر فتنۂ محشر کو دوبالا ہونا
قامت یار کے سایے مین پڑا رہنا تھا

شل ہوے شل عصر محتسب شہر کے پانون ۔ دست ساقی مین صراحی کا گلا رہتا تھا

ساز تھا مجھ سے جو [illegible] دل سوزان کو امیر
ابر غم بنکے مری گور پہ چھایا رہتا تھا
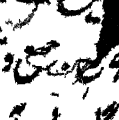
کچھ نہ پوچھو دلربا مجھ سے جدا کیونکر ہوا ۔ دیکھو دل سا آشنا نا آشنا کیونکر ہوا

آشکارا راز حسن کبریا کیونکر ہوا ۔ رہکے سو پردون مین عالم آشنا کیونکر ہوا

اے مسیحا میرے دشمن ہون شفا سے ناامید ۔ تو سلامت درد میرا لا دوا کیونکر ہوا

وجہ حیرت اہل دنیا مین ہے اپنا حال دل ۔ ایسے بیدردون مین یہ دردآشنا کیونکر ہوا

ہوش مین آ بدحواس اتنا سوروتا ہے کیون ۔ نامہ بر قصہ بیان کر کیا ہوا کیونکر ہوا

اپنا بندہ بھی مجھے کہتا ہے پھر محتاج بھی ۔ تجھسے شاہنشاہ کا بندہ گدا کیونکر ہوا

نازو ٹھاٹ بیٹھے یہ کہکے حضرت کون ہین ۔ دل اگر میرا نہین ہے آپ کا کیونکر ہوا

پوچھ لے قاتل زبان تیغ سے سب سرگذشت ۔ کشتے کس منہ سے بتائین کیا ہوا کیونکر ہوا

جیتے جی برسون مین تڑپا تب نہ لی تمنے خبر ۔ مرگئے پر پوچھتے ہو کیا ہوا کیونکر ہوا

مین نہ مانونگا کہ دی عیار نے ترغیب قتل ۔ دشمنون سے دوستی کا حق ادا کیونکر ہوا

خط لکھا تھا مینے میرے ہاتھ کرنے تھے قلم ۔ نامہ بر میرا سزاوار سزا کیونکر ہوا

لوٹنا دیکھا نہین جاتا ہے جو نرم دل ۔ ذبح کرتے وقت اتنا جی کڑا کیونکر ہوا

دل اگر ہے صاف کچھ مشکل نہین دیدار یار ۔ دیکھ تو آئینہ صورت آشنا کیونکر ہوا

مین سمجھونگا یہ آئینے کا ہی سارا قصور ۔ خودنگر وہ خودپسند و خودنما کیونکر ہوا

اوسنے کھینچی تیغ یان سر جھک گیا قصہ مٹا ۔ خلق یہ کیون پوچھتی ہے ماجرا کیونکر ہوا

چاٹتی ہے کیون زبان تیغ قاتل باربار ۔ بے نمک چھڑکے یہ زخمون مین مزا کیونکر ہوا

داد محشر کو بھا لی میری اوسکی چھیڑ چھاڑ ۔ چھیڑ کر پوچھا مکر کیا ہوا کیونکر ہوا

الفت گیسو بلا تھی مرگیا پھنسکر امیر

ہے بڑا جھگڑا نہ پوچھو فیصلا کیونکر ہوا

کوئی دم پیکان نہ ٹھہرا دل مین تیرے تیر کا
رہگیا کیا کیا پھڑک کر دم ترے نخچیر کا

وقت صید آیا تصور جب قضا کے تیر کا
چلدیا صیاد دیکھا چھوڑ کر نخچیر کا

زخم دل ہمکو پتا دیتے ہین تیرے تیر کا
دام ہے نقش قدم بھاگے ہوے نخچیر کا

مجھسے وحشی کا کھینچے مانی سے نقشہ دخل کیا
رنگ صفحے پر نہین جمتا مری تصویر کا

ہون وہ مجنون جھاڑتا ہون اوٹھکے مین ہر ایک صبح
رستہ جاروب مژہ سے کوچۂ زنجیر کا

جب تھکا گردون مرے دل سے اوٹھایا بار عشق
بوجھ سر پر رکھ لیا اس نوجوان نے پیر کا

ہون وہ مشتاق شہادت دیکھکر میری تڑپ
صورت بسمل پھڑک جاتا ہے دم شمشیر کا

رات دن پہلو مین ہر کوئی نہ کوئی سیم تن
جذب دل اپنا بھی نسخہ ہے کوئی اکسیر کا

دشت وحشت مین چبھے ہین خار ایسے ہر قدم
پانون شانہ بنگیا [illegible] زنجیر کا

جو وسیلہ غیر کا ڈھونڈے نہ ہو کیونکر خراب
حال ہوتا ہے [illegible] دامنگیر کا

اہل دولت سے سوا ہے مطلب جرات کی قدر
سیم و زر سے تیز ہے [illegible] شمشیر کا

حشر مین پائیگا خوش چشمون کی ایذا کی سزا
پوست کھینچا جائیگا صیاد آہو گیر کا

پھونکتی ہے مجکو اوس گیسو کی افشان کی چمک
دل ہے پروانہ چراغ خانۂ زنجیر کا

تو وہی ناوک فگن تیرا ہدف جائے جو [illegible]
آپ اوڑ کرتا ہے نخچیر پلہ تیر کا

حلقۂ گیسو مین پائی نقد دل دیکر جگہ
دے دیا پہلے کرایہ خانۂ زنجیر کا

کس پری کی زلف سے تشبیہ اوسکو ہو امیر
سلسلہ پہونچا کہان جا کر مری زنجیر کا

ظالمون کو بھی ہوا ماتم تری نخچیر کا
روتی ہے منہ پر کمان رکھ رکھ کے پلہ تیر کا

عارض تابان ہے شعلہ نالۂ شبگیر کا
گیسوے پیچان دھوان ہر خانۂ زنجیر کا

آئینہ سکتے مین آجاتا ہے مجکو دیکھکر
منہ تکا کرتی ہے حیرانی مری تصویر کا

سینہ مجروح مژہ سے دل ہے ابرو سے دونیم
وار مجھ پر تیر سے بڑھ کر پڑا شمشیر کا

طوق مجنون کی گرانی کیا نگاہون پر چڑھے
ایک حلقہ ہے مری اوتری ہوئی زنجیر کا

توڑ کر سینے کو کاٹا ہے تری مژگان نے دل
توڑ اسمین تیر کا ہے کاٹ ہے شمشیر کا

کیا حقیقت دو جہان کی وسعت دل کے حضور
لامکان اک مختصر گوشہ ہے اس تعمیر کا

کچھ دم آخر نہ اوٹھا سخت جانے کا مزہ
پاس مجکو آگیا قاتل تری شمشیر کا

کیدن ہجوم خلق ہوگا حشر مین حیران ہون
کیا جنازہ آئے گا وان عاشق دلگیر کا

رنگ لایا جوش وحشت عشق چشم یار مین
نرگس شہلا ہے ہر حلقہ مری زنجیر کا

یاد دلواتی ہے کیا کیا ہاے بجلی کی تڑپ
بے تکلف وہ اوگل پڑتا تری شمشیر کا

اسقدر لکھی مری تقدیر کی برگشتگی
گھس کے اولٹا ہوگیا خط خامۂ تقدیر کا

گرم بازار کیجے تمہاری باتون سے ہوا
تو ہے شمع طور کی شعلہ تری تقریر کا

مرگیا دیوانہ کاکل تمہارے حسرت سے کہا
آج کیا ویران نظر آتا ہے گھر زنجیر کا

تھا کسیکی آبروے خدار کا یہ انتظار
دیدۂ جوہر مین اشکا آگئے دم شمشیر کا

گرد باد آسا ازل سے ہون مین وہ وحشی امیر
خاک غربت سے بنا خاکا مری تصویر کا

جوہر کی تیغ سے قاتل لپٹ گیا
میرے گلے سے دوڑ کے قاتل لپٹ گیا

وحشی وہ ہون چلا جو بیابان کو دشت سے
قدمون سے جادہ مثل سلاسل لپٹ گیا

اوس ترک کی مژہ کا تصور بندھا اگر
کانٹون سے جاکے آبلۂ دل لپٹ گیا

غنچون کی شکل ہوگئے فصل خزان مین پھول
مکتوب اشتیاق عنادل لپٹ گیا

وحشی ترا گیا لب دریا جو پانون سے
زنجیر بنکے دامن ساحل لپٹ گیا

چمکی یہ کس غریب کی صحرا مین برق آہ
رہزن سے ڈر کے رہرو منزل لپٹ گیا

لیلے تو محمل دل مجنون مین تھی مکین
دیوانہ تھا جو دیکھ کے محمل لپٹ گیا

پروا ہے ننگ و عار نکر عشق مین امیر
پروانہ شمع سے سر محفل لپٹ گیا

صاف کہتے ہو مگر کچھ نہین کھلتا کہنا
بات کہنا بھی تمھارا ہے معما کہنا

رو کے اوس شوخ سے قاصد مرا رونا کہنا
ہنس پڑے اوسپہ تو پھر حرف تمنا کہنا

مثل مکتوب نہ کہنے مین ہے کیا کیا کہنا
نہ مری طرز خموشی نہ کسی کا کہنا

اور تھوڑی سی شب وصل بڑھا دے یارب
صبح نزدیک ہین اونسے ہی کیا کیا کہنا

پھاڑ کھاتا ہی جو غیرون کو جھپٹ کر سگ یار
مین یہ کہتا ہون مرے شیر ترا کیا کہنا

ہر بن مو کے مژہ مین ہین بیان سو طوفان
عین غفلت ہی مری آنکھ کو دریا کہنا

وصف رخ مین جو سنے شعر وہ ہنسکر بولے
شعر ہین نور کی ہے نور کا تیرا کہنا

لا سکوگے نہ ذرا جلوۂ دیدار کی تاب
ارنی منہ سے نہ [illegible] سی کہنا

کر لیا عہد کبھی کچھ نہ کہین گے منہ سے
اب اگر سچ بھی کہو گے تو ہے جھوٹا کہنا

خاک مین ضد سے ملاؤ نہ مرے آنسو کو
سچے موتی کو مناسب نہین [illegible] کہنا

کیسے نادان ہین جو اچھے کو برا کہتے ہین
ہو برا بھی تو اوسے چاہیے اچھا کہنا

دم آخر تو بتو یاد خدا کرنے دو
زندگی بھر تو کیا سنے تمھارا کہنا

پوچھتے ہین [illegible] فرشتے بھی وہ
مرحبا صل علے [illegible] کہنا

اے بتو تم جو ادا آکے کرو سجدہ مین
لب محراب سکے تام خدا کا کہنا

ان حسینون کی جو تعریف کرو چڑھتے ہین
سچ تو یہ ہے کہ برا ہے انھین اچھا کہنا

شوق کعبے لیے جاتا ہی ہوس جانب دیر
میرے اللہ بجا لاؤن مین کس کا کہنا

ساری محفل کو اشارون مین لٹا دو تو جان
سیکھ لو چشم سخنگو سے لطیفا کہنا

کھینچے گھٹتے مین رہا عشق کمر مین آدھا
جامۂ تن کو مرے چاہیے نیما کہنا

[illegible] تو آنکھون سے بجا لاتا ہون ارشاد حضور
آپ سنتے نہین کانون سے بھی میرا کہنا

چستی طبع سے اوستاد کا ہے قول امیر
ہو زمین سست مگر چاہیے اچھا کہنا

قدوم قاصد جانان سے فخر خانہ ہوا
قدم رسول مرا سنگ آستانہ ہوا

حسد سے طرۂ مضمون مرا یگانہ ہوا
عدو کے خندۂ دندان نما سے شانہ ہوا

بہانہ جو ہے خداے غفور کی رحمت
بہے جو نزع میں آنسو اوسے بہانہ ہوا

ریاض دہر میں پوچھو نہ میری بربادی
برنگ بو ادھر آیا ادھر روانہ ہوا

کمان حسن نہ تھی آشناے تیر ادا
کہ ناوک غم الفت کا میں نشانہ ہوا

خدا کی راہ میں دینا ہے گھر کا بھر لینا
ادھر دیا کہ ادھر داخل خزانہ ہوا

ہوا نہ غیر کا احسان پس فنا صد شکر
غبار اوڑ کے سر قبر شامیانہ ہوا

پڑا جو سایۂ گیسو تو وہ کمر لچکی
ڈھلا جو کاندھے سے آنچل تو دوشانہ ہوا

نشان عب[illegible]دگاہ وحدت میں
پڑا ہدف پہ بھی تو تیر ہی نشانہ ہوا

جنون کو [illegible]ا کر بوی گل آئی
سمند ہوش رکا تھا کہ تازیانہ ہوا

گھڑی بھر ایک طرح پر اسے قرار نہیں
مزاج یار بھی حق میں مرے زمانہ ہوا

ہجوم رنج ہے دینار داغ ملتے ہیں
جگر کا چاک نہ ٹھہرا در خزانہ ہوا

یہ بدحواس کیا شوق جبہہ سائی نے
کہ سنگ راہ مجھے سنگ آستانہ ہوا

زمین اوٹھائی یہ نالون نے سر پہ وقت سجود
بلند بام سے وہ سنگ آستانہ ہوا

پتا امیر کا منزل میں گور کے بھی نہیں
یہاں سے آگے الٰہی کدھر روانہ ہوا

امیر لا کہ ادھر سے ادھر زمانہ ہوا
وہ بت وفا پہ نہ آیا میں بیوفا نہ ہوا

سر نیاز کو تیرا ہی آستانہ ہوا
شراب خانہ ہوا یا قمار خانہ ہوا

ہوا فروغ جو مجھکو غم زمانہ ہوا
پڑا جو داغ جگر میں چراغ خانہ ہوا

امید جاکے نہین اوس گلی سے آئیگی
برنگ عمر مرا نامہ بر روانہ ہوا

ہزار شکر نہ ضائع ہوئی مری کھیتی
کہ برق وصل مین تقسیم دانہ دانہ ہوا

قدم حضور کے آئے مرے نصیب کھلے
جواب قصر سلیمان غریب خانہ ہوا

ترے جمال نے زہرہ وہ دور دکھلایا
ترے جلال سے مریخ کا زمانہ ہوا

کوئی گیا در جانان پہ ہم ہوے پامال
ہمارا سر نہ ہوا سنگ آستانہ ہوا

فروغ دل کا سبب ہوگئی بجھی جو ہوس
شرار کشتہ سے روشن چراغ خانہ ہوا

جب آئی جوش پہ میرے کریم کی رحمت
گرا جو آنکھ سے آنسو دُرِ یگانہ ہوا

حسد سے زہرۂ تر آسمان مین پھیل گیا
جو اپنی کشت مین سرسبز کوئی دانہ ہوا

سیچنے مہینون ہی تنکے غریب بلبل نے
مگر نصیب نہ دو روز آشیانہ ہوا

خیال زلف مین چھائی یہ تیرگی شب ہجر
کہ خال چہرۂ زنگی چراغ خانہ ہوا

یہ جوش گریہ ہوا میرے صید ہونے پر
کہ چشم دام کے آنسو سے سبز دانہ ہوا

نہ پوچھ ناز و نیاز اوسکے میرے کب سے ہین
یہ حسن و عشق تو اب [illegible] سے زمانہ ہوا

اوٹھائے صدمے پہ صدمے تو آبرو پائی
امیر ٹوٹ کے دل گوہر یگانہ ہوا

کس تزک سے دھیان آیا اوس رخ پر نور کا
آگے آگے سیکڑون اک آ رہا تھا شمع طور کا

مل گیا بوسہ جو اوسکے عارض پر نور کا
ہم یہ سمجھے پھول ہاتھ آیا نہال طور کا

رنگ داغون مین مرے پیدا ہوا ناسور کا
اب کلیجا ہوگا ٹھنڈا مرہم کافور کا

رفتہ رفتہ راہ پر لاتا ہے واعظ کو ضرور
لیچلون شربت بنا کر نذر کو انگور کا

آؤن کیا فردوس کو رضوان مین نازک طبع ہون
ناز اوٹھینگے نہ غلمان کے نہ غمزہ حور کا

ہر قدم پر وادی وحشت مین کہتا ہے یہ دل
المدد اے شوق منزل ہے ارادہ دور کا

کسقدر کھینچی مشقت کوہکن نے عشق مین
کچھ نہ سے شیرین چڑھا دی دل نہ [illegible] مزدور کا

ای حسین کیا منہ ہی پرپونیکا جو تیرے منہ چڑھیں
دیکھکر تجکو اوتر جاتا ہے چہرہ حور کا

بارگاہِ حق سے ہر طاعت کی ملتی ہی جزا
ہی بڑی سرکار حق رہتا نہین مزدور کا

ہون وہ میکش باغبان فوراً مجھے پرچہ لگا
ایک پتا بھی گرا جب شاخ سے انگور کا

بار دیتا جسکے سر پہ ہے اوسے راحت کہان
چور رہتا ہے مشقت سے بدن مزدور کا

چاہیے دینی ہوا تپ اوسکو آہِ سرد کی
جوشِ خونِ گرم سے آیا ہی منہ ناسور کا

کب کی آچکتی قیامت یہ مرا احسان ہے
بند ہے دم میرے نالونکی بدولت صور کا

وادیِ ایمن مین تھی برقِ تجلی بیحجاب
حیرتِ موسیٰ تھی پردہ جلوہ گاہِ طور کا

روزِ خلقت سے وہین رہتا ہما آسکتی نہین
کہتے ہین جنت جسے ہی قید خانہ حور کا

خیر جاری کا جو ہی اسے حضرتِ واعظ خیال
وقف کردو مول لیکر باغ اک انگور کا

سائبان اپنے سیہ خانے کا ہوتا امیر
ہاتھ آجاتا اگر دامن شبِ دیجور کا

کیا تڑپ کر [illegible] حسن پہ نور کا
ٹوٹتا آنکھون مین پھر جاتا ہی برقِ طور کا

داغِ سینہ جل اوٹھے منہ پھک گیا ناسور کا
دھیان بھی آیا جو دل مین مرہمِ کافور کا

ہی غضب کا شوخ وہ بت ہو جو صحبت دو گھڑی
چٹکیان لے لے کے زانو لال کردے حور کا

بیٹھتا ہون جو صفت لکھنے اوسکے حسنِ صاف کے
شمع کافوری سے روشن ہو کنول بلور کا

دردمندی اسکو کہتے ہین کہ روزِ حشر بھی
رو دیا مین دل بھر آیا سنکے نالہ صور کا

میکش مفلس ہون پہلے مجکو دے ساقی شراب
دل بہت ہوتا ہے تھوڑا مردِ بے مقدور کا

مے پئینگے آج ہم ساقی تکلف ہی ضرور
جام ہیرے کا ہو خم ترشا ہوا بلور کا

عمر گذری ہے کہ دم بھر کو کہین جاتے نہین
گھر مرا کیا قید خانہ ہے شبِ دیجور کا

عاشقِ مژگان ہون مجکو نوش سے بڑھکر ہی نیش
لطف اوٹھاتا ہون مین چھتا چھیڑ کر زنبور کا

تم مزے سے عشق کے واقف نہین کچھ زاہدو
نام ہی سنتے ہو منہ دیکھا ہی کس دن حور کا

جب بلندی پر پڑے دیکھے کہین ٹھوکر کی پھول
ڈھیر سمجھے ہم کسی بادہ کش مغفور کا

اے خضر رندون کو کچھ مشکل نہین عمر دراز
آب حیوان گر نہین شیرہ تو ہے انگور کا

جلوۂ حسن الٰہی ادر پھیرا سے تمام
آپ کی گرمی سے چمکایا ستارہ طور کا

گو کبھی بے گورکن تعمیر ہو سکتی نہین
کون سے گھر مین گذر ہوتا نہین مزدور کا

آدمی کا منہ بوجود عوض خدائی کا کرے
بولتے ہین آپ حضرت نام ہے منصور کا

ہم وہ میکش ہین کہا پیر مغان نے بعد مرگ
ہو مزار انگور کے سایہ مین اس مغفور کا

تو سنوائے یار تو جنت جہنم سب تجھے
تجھکو دکھلا کر نہ دکھلائے خدا منہ حور کا

عبرت اہل دول منظور ہے مجکو امیر
بھیک بھی مانگون تو کاسہ ہون سر فغفور کا

جیسے چاند جاہی تصور اوس رخ پر نور کا
سارے گھر مین نور پھیلا ہے چراغ طور کا

بخت واژون سے جلے کیون دل نہ شیخ مغرور کا
مرہم کافور سے منہ آگیا ناسور کا

اس قدر مشتاق ہون زاہد خدا کے نور کا
بت بھی بنوایا کبھی مینے تو سنگ طور کا

تجکو لاے گھر مین جنت کو چلا یار شک سے
ہم بغل سمجھے ہے جب پہلو دبایا حور کا

گور کافر کس لیے ہے تیرہ و تار اس قدر
پڑ گیا سایہ مگر تیری شب دیجور کا

حسن یوسف اور تیرے حسن مین تھا ہی فرق
چوٹ یہ نزدیک کی ہے وار تھا وہ دور کا

قصر تن بگڑا کسی کا گورکن کی بن پڑی
گھر کسیکا گر پڑا گھر بن گیا مزدور کا

چہرۂ جانان سے شرما کر چھپا یا خلد مین
خامۂ تقدیر نے کھینچا جو نقشہ حور کا

حاجت مشاطہ کیا رخسار روشن کے لیے
دیکھ لو گل کاٹتا ہے کون شمع طور کا

زلف در روے یار سے نیرنگ قدرت ہے عیان
مہر کے پنجے مین ہے دامن شب دیجور کا

خاکساری کر جو ہو منظور آنکھون مین جگہ
خاک ہو کر سرمہ بنتا ہے پتھر طور کا

غافلون کے کان کب کھلتے ہین سنکر شور حشر
سونے والون کو جگا سکتا نہین غل دور کا

پوچھ لینا سب وطن کا حال اے اہل عدم
بیٹھ لینے دو ذرا آتا ہون اوٹھا دور کا

عجز کرتے ہین عدو جان سے بھی خواہان حق
جھک گیا سر آکے پاے دار پر منصور کا

موت کیا آئی تپ فرقت سے صحت ہو گئی
دم نکلنے سے بدن ٹھنڈا ہوا رنجور کا

موذیون کو حادثون سے دہر کے کیا خوف ہے
بارش باران سے گھر گرتا نہین زنبور کا

چشم ساغر بے سبب ہر دم لہو روتی نہین
پیچون سے ساقیا دل پھٹ گیا انگور کا

جاتے ہین بیگانۂ عالم سے ہم سوی عدم
کہہ دو از خود رفتگی سے ہے ارادہ دور کا

کی نظر جس پر کدورت سے رہا خاموش وہ
ہے اثر گرد نگاہ یار مین سیندور کا

جلوۂ معشوق ہر جا ہے بصیرت ہو اگر
کرمک شب تاب مین عالم ہے شمع طور کا

مرکے یاران عدم کے پاس پہونچونگا امیر
چلتے چلتے جان جائیگی سفر ہے دور کا

یارب شب وصال یہ کیسا گجر بجا
اگلے پہر کے ساتھ ہی پچھلا پہر بجا

آواز صور نکلے گہا دل سے لے قبر مین
کسکی برات آگئی یہ باجا کدھر بجا

کہتے ہین آسمان جو تمھارے مکان کو ہم
کہتا ہے آفتاب درست اور قمر بجا

جاگو نہین یہ خواب کا موقع مسافرو
نقارہ تک بھی کوچ کا وقت سحر بجا

تعمیر مقبرے کی ہے لازم بجاے قصر
زردار و نسے کہو کہ کرین صرف زر بجا

ہین ہم تو شادمان کہ ہے خط مین پیام وصل
بغلین خوشی سے تو بھی تو اے نامہ بر بجا

مجکو نہین جو انس محبت گمان سے مجھے
تالی نہ ایک ہاتھ سے اے بیخبر بجا

نفرت ہے یہ خوشی سے کہ اشک اپنے گر پڑے
ہمراہ تعزیے کے بھی باجا اگر بجا

جاے قیام منزل ہستی نہ تھی امیر
اوترے تھے ہم سرا مین کہ کوس سفر بجا

ہوا ہے جوش شب ہجر دیدۂ تر کا
چراغ دیدۂ ماہی بنا مرے گھر کا

لکھوں میں حال جو اپنے خطِ مقدر کا
ورق سیاہ کروں آفتاب محشر کا
یہ کسکی یاد میں رویا کہ آبرو پائی
خزانہ دیدۂ گریاں ہی حوض کوثر کا
حصار امن ہے ہمسے سیاہ کاروں کو
ہر ایک حلقہ ترے گیسوئے معنبر کا
عیاں ہی رجعت خورشید اور شق قمر
یہ معجزہ ہے علی کا تو وہ پیمبر کا
جو صاف دل ہین اونہیں چرخ سے ہی امان
پیانہ دانہ کبھی آسیا مین گوہر کا
صفاے دل کا ہے کچھ نشان مرگ کے بعد
ہمارے روضے مین ہو فرش سنگ مرمر کا
ہوا یہ کس قدِ موزون کا باغ مین جلوہ
کہ تنگ قافیہ ہے مصرعِ صنوبر کا
عبث ہی ناز تمول پہ ان امیرون کو
اوٹھا کے لائے ہین کوڑا فقیر کے گھر کا
شتاب کوچۂ جانان کو ہو روان قاصد
زیادہ دیر نہ کر واسطہ پیمبر کا
زبان پہ نالہ ہے جبتک ہین اشک بھی جاری
علم گرا تو نہ ٹھہرے گا پانون لشکر کا
جو کام آے پس مرگ بھی کیا ہنر
چراغ آئینہ ہو مرقدِ سکندر کا
حصول کیا جو ملا اختیار دولت پر
ہمیشہ حال پریشان ہی کیمیا گر کا
بدل کے شکل ڈراتا ہی کیا مجھے دشمن
مقام خوف نہین شیر ہو جو پتھر کا
جمال جنکے سراپا تھے نور کی صورت
نہ پانون کی خبر اونکو نہ ہوش ہی سر کا
عزیز کرکے فلک کر رہا ہے مجکو ذلیل
خلاف رسم بناتا ہے قطرہ گوہر کا
کہان یہ سختیِ عالم کہان دل نازک
غضب ہے شیشہ اوٹھائے جو بوجھ پتھر کا

نہ آسمان سے غرض ہے نہ آفتاب سے کام
امیر شیشے کا محتاج ہے نہ ساغر کا

بیدرد [illegible] ضعف سے احوال تن ہوا
سایے کی بھی نگاہ سے غائب بدن ہوا
جس غنچہ لب کو چھیڑ دیا خندہ زن ہوا
جس گل پہ ہمنے رنگ جمایا چمن ہوا
انگور کی طرح نیست تہ دستیِ تن ہوا
تن پہ نہ تو پیرہن دینا کفن ہوا

یہ موشگافیوں سے ہوا شاعروں کی تنگ	علم خدا مین جا کے سمان وہ دہن ہوا
آوارہ مین ہوا جو جگہ دل مین بتّے کی	تم آئے اپنے گھر مین غریب الوطن ہوا
دنیا کی سیر تھی کہ تماشا طلسم کا	جھپکی پلک کہ آنکھ سے غائب وطن ہوا
احوال گور وحشر نہین مجھپہ کھل گیا	خلوت سے جب وہان طرف انجمن ہوا
دکھلا دے اے بت آج تو پھر خدا وہ شان	شیخ حرم پکارے کہ مین برہمن ہوا
رخصت کیوقت رو دیے اوس تن پہ رکھکے منھ	دریا چھلک چھلک کے وہ چاہ ذقن ہوا
غیرون کو ساتھ لیکے جو آے وہ گور پر	اک حسرتون کی پوٹ ہمارا کفن ہوا
صد شکر قوت اتنی تو مجھکو فلک نے دی	ہاتھون سے میرے چاک مرا پیرہن ہوا
خلوت کدہ تھا دل مگر اب شکل آئینہ	مہمان انجمن جو ہوا انجمن ہوا
کیسی گھڑی تھی گھر سے جو نکلا تھا مین غریب	پھر دیکھنا نصیب نہ مجھکو وطن ہوا
پہلی نگاہ یاس مین تو کانپنے لگا	اے ترک آج کیا وہ ترا بانکپن ہوا
گیا دہم کہان ہے وہ تماشاے گل کہان	رونی لہو نگاہ جو ذکر چمن ہوا
افشاے راز تا ہنوز ہا دپہ کہین	رندون مین دخت زر کا لقب جان من ہوا

نعم البدل دیا مجھے اللہ نے امیر
دل ہو گیا جو خون تو رنگین سخن ہوا

وہ مست ہون نصیب مجھے تب کفن ہوا	جب رہن می فروش کے گھر پیرہن ہوا
چھیڑا جو بیٹھے یار کو گرم سخن ہوا	پیدا مری زبان سے اوسکا دہن ہوا
کافر بدل کے بھیس سوار اہزن ہوا	پتھر بنا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا
شکل وطن نہ صورت اہل وطن ہے یاد	مدت ہوئی کہ وادی غربت وطن ہوا
مجھ مست کی ہے ہاتھ ترے یارب آبرو	تجھکو کریم جان کے توبہ شکن ہوا
لالچ تھا واسطے ہی سے ذوق سخن ملے	اس سے مین ہم سخن سے ترے ہم سخن ہوا

سو عکس آئینے مین پڑے اور مٹ گئے
اس گھر مین جو گیا وہ غریب الوطن ہوا

مستی نے جام پیکے اوڑائے جہان کے ہوش
پتھر ہوا جو شیشہ تو توبہ شکن ہوا

اب سیرِ باغِ وصل کہان اور ہم کہان
گولر کا پھول یار کا سیبِ ذقن ہوا

رکھنا تھا پاک پرسشِ روزِ حساب سے
اسواسطے عطا نہ بتون کو دہن ہوا

چھانی ہے پہاڑ پھاڑ کے اوسمین شراب ناب
کیا صرف کار خیر مرا پیرہن ہوا

طالب کو تیرے جلوے نے مطلوب کردیا
نظارۂ جمال سے بُت برہمن ہوا

تارِ نگاہ و تارِ نفس سب ہوئے تمام
تب چار گز کسیکو میسر کفن ہوا

روئین لپٹ کے خوب مرے دلکی حسرتین
غربت مین میہمان جو خیالِ وطن ہوا

واعظ کا تھا لحاظ تو فصلِ خزان تلک
تو آگئی بہار مین توبہ شکن ہوا

اہلِ عدم سب آئے تماشے کو آپ کے
ہم آئے کیا سفر مین کہ خالی وطن ہوا

خلوت مین تھا تو شاہدِ معنی تھا مین امیر
خلوت سے انجمن مین جو آیا سخن ہوا

سو رنگ سے مین مست بہارِ چمن ہوا
جو گل نیا تھا جام شرابِ کہن ہوا

باہم جو ذکرِ زلف شکن در شکن ہوا
برہم تمام سلسلۂ برہمن ہوا

آئی بہار پھر مجھے شوقِ چمن ہوا
برگِ شگوفہ پنبۂ داغِ کہن ہوا

کس سبزہ رنگ پردہ نشین کا تھا شیفتہ
کھایا جو زہر بھی تو نہ نیلا بدن ہوا

[illegible] اب شکوۂ دل کا تمھین کہو
بُت تھے تو جو سلوک ہوا دل شکن ہوا

رہتا ہمیشہ خلوت و جلوت مین ہم بغل
افسوس ہو کہ مین نہ ترا پیرہن ہوا

اب کہا [illegible] کہ نہ دیکھونگا پھر وطن
یون تو مین لاکھ بار غریب الوطن ہوا

نفرت [illegible] ایسی شراب سے
زاہد کہا کیا مین نہ توبہ شکن ہوا

یعقوب [illegible] آنکھین مزار مین
یوسف کا پیرہن مرے حق مین کفن ہوا

اللہ رے پاس خاطرِ غربت تڑپ گیا
اُٹھ وقت واپسین بھی جو سوے وطن ہوا

جورِ سپہر سے ہمہ تن ہے یہ داغ دل
ہم یہ رہ جاتے ہین شگفتہ چمن ہوا

ممنون ہون مین زمین کا بھی آسمان کا بھی
حاصل یہان سے گور وہان سے کفن ہوا

احباب اپنے گھر وہین ہین محوِ عیش
کسکو خبر کہ کون غریب الوطن ہوا

صیاد قید مین مجھے کیا خواہشِ چمن
جھاڑے جو بال و پر تو قفس بھی چمن ہوا

لیلی کے ناقے کو جو کیا ساربان نے تیز
سینے مین لوٹ کر دلِ مجنون ہرن ہوا

لکنت نہین فراق ترا ناگوار ہے
لب پر رکا جدا جو زبان سے سخن ہوا

مسی ملی جو اوسنے ہوا بدگمان مین
بوسے لیے یہ کسنے کہ نیلا بدن ہوا

رانون کو کی امیر یہ ذکرِ خفی کی مشق
دل بنگیا زبان تو سینہ دہن ہوا

مرکر علوِ قدر سے عریان بدن ہوا
ہو بود ن مین قدسیون مین تبرک کفن ہوا

دل عشق مین یہ جاذبِ رنج و محن ہوا
ماتمزدہ [illegible] بدن ہوا

کسکا رخِ صبیح یہ پہ تو فگن ہوا
آئینہ وار مالک ختن [illegible] ہوا

دشتِ شکار مین جو وہ ناوک فگن ہوا
جن کیا فرشتہ بھیس بدلکر ہرن ہوا

چارہ غم فراق کا کیا ہے سوائے صبر
ٹھہری زبان جدا جو زبان سے سخن ہوا

ممنون چارہ گر نہ ہوا مین ہزار شکر
ہر داغ تازہ مرہم داغ کہن ہوا

اللہ ری صفائی طبیعت کہ بعد مرگ
گردِ نگاہ خلق سے میلا کفن ہوا

آخر کیا یہ عشق دہان دگر سے گم
پنہان نظر سے روح کی صورت بدن ہوا

یادِ تجلی رخِ روشن جو دل مین تھی
فانوسِ شمع طور ہمارا کفن ہوا

ایسا ہوا ہے اب تو زمانے کا خون سفید
آیا جو لعل ہاتھ مین در عدن ہوا

اخفاے رازِ وحشتِ جنون ہے برنگ گل
پوچھو منتے سے چاک مرا پیرہن ہوا

پوچھو وہ کیا سمجھ کے بدلنے لگے لباس
ناپے بدن کو توڑ کے نکلے بہ رنگ نے
قسمت کے پیچ دیکھے ان آنکھوں نے اسقدر
پلکین جو گر گئے غم فرقت سے گر گئین
گالی تو دی سوال پر اوسنے ہزار شکر

میلا ابھی تلک نہین میرا کفن ہوا
منھ بند کیا ہوا مین سراپا دہن ہوا
تارِ نگاہ زلف شکن در شکن ہوا
مشہورِ طفل اشک مرا صفت شکن ہوا
دستِ سوال جادہ راہِ سخن ہوا

باغ جہان مین طائرِ مضمون تھے اے امیر
جس دام مین پھنسے وہی اپنا وطن ہوا

سینے یار ابر مین مین دل انگار ہو گیا
قیدی جو تھا وہ دل سے خریدار ہو گیا
اوٹھا وہ میری روح سے بیزار ہو گیا
وردِ زبان جو وصفِ رخِ یار ہو گیا
خواہش جو روشنی کی ہوئی مجکو ہجر مین
گیا وادیِ جنون مین ملا مجکو بخت پست
کفر آشنا کہان ہے کوئی مجھسا دوسرا
یا دام چشم و سیبِ زنخدان کے وصف سے
گلیون مین اب تو پھرنے لگا ہے وہ ماہرو
گلگشت باغ کی جو جنون مین ہوس ہوا
احسان کسی کا اس تنِ لاغر سے کیا اوٹھے
ہوں پائے مستی مین نہ ڈوبا مین بعد مرگ
بے حیلہ اوس مسیح تلک تھا گذر محال
او ترا نہ یہ گذرگئی فصلِ بہار بھی

بجلی کا کوندنا سب مجھے تلوار ہو گیا
یوسف کو قید خانہ بھی بازار ہو گیا
مین نام حور لیکے گنہگار ہو گیا
گل بلبلون کا غنچۂ منقار ہو گیا
جگنو چمک کے شمعِ شبِ تار ہو گیا
جادہ بھی میرے واسطے دیوار ہو گیا
سبحہ کا تار ہاتھ مین زنار ہو گیا
خامہ ہمارا شاخِ ثمردار ہو گیا
ثابت جو تھا وہ کوکبِ سیار ہو گیا
چاکِ جگر سے وا درِ گلزار ہو گیا
سو من کا بوجھ سایۂ دیوار ہو گیا
کشتی مرا سفینۂ اشعار ہو گیا
قاصد سمجھ کے راہ مین بیمار ہو گیا
طوقِ گران گلے کا مرے ہار ہو گیا

لینے لگے یہ نوک کی خرد و بزرگ کی
عالم تمام وادیِ پرخار ہو گیا

جس راہرو نے راہ مین دیکھا ترا جمال
آئینہ وار پشت بدیوار ہو گیا

کیونکر مین ترک لذتِ مژگان کرون امیر
منصور چڑھ کے دار پہ سردار ہو گیا

آنسو زمین پہ آتے ہی تغیر ہو گیا
یہ طفل بے جوان ہوے پیر ہو گیا

پہلے تو ایک صفحۂ سادہ تھا آئینہ
دیکھا جو اوس نگار نے تصویر ہو گیا

برباد قصرِ تن جو ہوا بنگئی لحد
وہ گھر جو گر پڑا تو یہ تعمیر ہو گیا

ہم وحشیونکی پانون سے اوڑکر جبھی خاک
تعمیر بام خانۂ زنجیر ہو گیا

افشان کے ہجر مین جو چمک یاد آگئی
جگنو شرار نالۂ شبگیر ہو گیا

دل پھنس گیا جو اوسکے خطِ سبز تک گیا
یہ سبزہ اس غزال کو زنجیر ہو گیا

گردش رہی ہزار زبان سے نہ اف کرون
مین لاغری سے خامۂ تصویر ہو گیا

وہ طالبِ فنا ہون بنا جب کوئی محل
سمجھا یہ مین کہ [illegible] تعمیر ہو گیا

عالم تمام اپنی جوانی سے تھا جوان
ہم پیر کیا ہوے کہ جوان پیر ہو گیا

آئینہ جمال سے سکتہ ہوا مجھے
تصویر یار دیکھ کے تصویر ہو گیا

زاہد ہوا بہشت مین محبوس دائمی
لو بے گناہ مورد تعزیر ہو گیا

اوس حور کی گلی مین ہوا آنسوؤنکا ڈھیر
موتی محل بہشت مین تعمیر ہو گیا

ہمکو پھنسا کے زلف بڑھی غیر کی طرف
عنقا کا دام دام مگس گیر ہو گیا

جب مین جوان تھا تو مری شاعری تھی پیر
اب شاعری جوان ہے تو مین پیر ہو گیا

بختِ سیہ مرا جو ازل مین بنا امیر
صرف مداد خامۂ تقدیر ہو گیا

دل مرا [illegible] ہو یارب کس شہادتگہ کا
ہر شگافِ زخم دروازہ ہے بیت اللہ کا

حال روشن ہی ہمارے صدمۂ جانکاہ کا
شمع کے مانند دل تپتا ہی اشک و آہ کا

پائے استغنا سے تم ٹھوکر لگاؤ گے ہزار
سر نہ سجدے سے اوٹھیگا بندۂ درگاہ کا

رند مشرب کب کے پہونچے یار کے گھر زاہدا
تو تپا ہی پوچھتا ہے اتبک اوسکی راہ کا

عشق شیرین مین نہین فرہاد بھی خسرو سی کم
ایک عالم ہے محبت مین گدا و شاہ کا

عرصۂ محشر سے واعظ کیا ڈراتا ہے مجھے
وہ بھی اک میدان ہی میری شہادتگاہ کا

کھل گیا جب یہ کہ دل بھی جلوہ گاہ یار ہے
کون چکر کھائے پھر دیر و حرم کی راہ کا

ضبط غم کا دش نے تیرے دل کو تودہ کر دیا
بنگیا پیکان سمٹ کر تیر اپنی آہ کا

ملک ہستی سے یہی دل مین کیسے گھر کرین
تب جہا لگین ڈھونڈھتے پھرتے ہین گھر اللہ کا

منتظر چشم اک تماشاگاہ ہے تیرا صنم
خلوت دل ایک حجرہ ہے تری درگاہ کا

کیا ہی موزون ہے طبیعت عشق قد مین تیرے سرو
سرو بنکر قبر سے نکلا ہے مصرع آہ کا

دیر مین حسن کا طالب ہی تو اے زاہد اگر
بت ہی ہین جو کچھ ہین آگے نام ہی اللہ کا

ہم کہان دنیا کہان کچھ یون ہی دلمین آگئی
دیکھیے چلیے تماشا اس تماشاگاہ کا

جانے بھی دو جان چھوٹی صدمۂ ہستی سے آج
جاک ہی ہونا ہے اچھا جامۂ کوتاہ کا

دل بھی حاضر جان بھی حاضر تکلف برطرف
مال اپنا جان ساقی اپنے دولتخواہ کا

آرزو اپنی مطلب سے کبھی واقف ہوئی
اس دولہن نے منہ نہین دیکھا کبھی نوشاہ کا

اٹھ گئی دل سے دوئی وحدت کے عالم مین امیر
دیر مین جلوہ نظر آتا ہے بیت اللہ کا

حسن اس شوکت پہ مجرائی ہو اوس درگاہ کا
رتبہ دیکھو عشق کی سرکار عالیجاہ کا

بے طرح اوٹھتا ہے شعلہ میری دود آہ کا
خوف ہی گردون کا جلجائے نہ خرمن ماہ کا

شیخ کعبے سے گیا اوس تک پر بہت دیر سے
ایک تھی دونون کی منزل پھیر تھا کچھ راہ کا

پھر ہمین ضعف لیجاتا ہی کچھ کچھ زور بر تن
نوکری کب کی کہ دعوی ہی اسے تنخواہ کا

ہی صریر کلک مین اپنی یہ جان بخشی کا فیض
پست آوازہ ہی جیسے قم باذن اللہ کا

جا پہونچتا عرش تک ای ضعف کچھ مشکل نہین
ہاتھ آجائے ذرا مجکو سہارا آہ کا

ہر گلی اپنی نظر مین کوچۂ محبوب سے ہے
جیسے ہی آنکھون مین سرمہ اسکی گرد راہ کا

اپنے در سے دور بیجا کر عبث کرتا ہی قتل
سر وہین پہونچیگا قاتل بندۂ درگاہ کا

کچھ نہ سمجھے ہو نہ بوجھے ہو کہ وہ کیا چیز ہے
نام تمنے سن لیا ہے زاہد واللہ کا

ای معلم تیز ہے اس طفل کی تیغ نگاہ
دیکھ ہو جائے نہ بسمل مرغ بسم اللہ کا

مین اگر کانٹے دکھاتا ہون زبانکی پیاس مین
دیکھتے ہی خشک ہو جاتا ہے پانی چاہ کا

آج سے کھینچون تو آتے آتے مدت چاہیے
ضعف مین مشکل ہے ویسے لب تک آنا آہ کا

کیجئے عمر دو روزہ عشق ابرو مین بسر
قطع کرنا چاہیئے شمشیر سے اس راہ کا

میرے دل کے آئینے مین منہ جو دیکھے برہمن
نقشہ ماتھے کا نظر آے الف اللہ کا

مر گیا ہون الفت قامت مین آہین کھینچکر
شامیانہ ہو مرے مرقد پہ تیر آہ کا

رو سے قاتل زرد ہو جائے نہ کیونکر جوش [illegible]
شرح آئنہ میں ہے غبار اپنی شہادتگاہ کا

ذکر حق مین سب حوادث سے ہون محفوظ ای امیر
ہی حصار امن گنبد مجکو بسم اللہ کا

نور وحدت سے یہ عالم ہے دل آگاہ کا
مہر ہے ایک ایک ذرہ میری گرد راہ کا

تا لب دریا ہو دیدار ایک رشک ماہ کا
رزق ماہی کیجئے لکھ لکھکے نام اللہ کا

خوب ہی منہدی رچی خوف شہید ناز کی
خنجر قاتل پہ عالم ہے کف نوشاہ کا

فی الحقیقت غوطۂ بحر فنا ہے لا الٰہ
ہے ابھرنا اس بھنور سے ذکر الا اللہ کا

مصر دل مین تجھسے یوسف کو کیا ہی بادشاہ
اے پری میں تو دیوانہ ہون اپنی چاہ کا

اسقدر دل پر تصرف کیا سبب کون ہین
بک گیا ہے کیا بتو تنکے ہاتھ گھر اللہ کا

بسملونکا رقص ہے اس طفل کا ہی لوٹ دل
اب شہادتگاہ مین عالم ہے بارگاہ کا

عشق رسی چاہیے تو بغداد و دولت سے گذر | منزلین طے ہون تو حاصل ہو بیت اللہ کا

دیکھ کر بانات و کمر اُس بت کی آتا ہے خیال | رہرو راہِ عدم کو بھی خطر ہے چاہ کا

ساکن مسجد ہوا جا کر جھکا جو سرو قد | سچ مثل مشہور ہے سیدھا ہے گھر اللہ کا

عشق عارض کر رہا ہے حسن عارض کو تباہ | لوٹتا ہے لشکرِ شاہی اثاثہ شاہ کا

صحبتِ احباب یا دربار یا سرکار ہو | بات وہ کہیے بھلا ہو جس مین خلق اللہ کا

پیاس شیدائی زنخدان کی بجھانا چاہیے | حیف ہے پیاسا جو رہ جائے کبوتر چاہ کا

آنسوؤن کا جوش یہ ذکرِ الٰہی مین ہوا | بن گیا سرو کنار جو الف اللہ کا

تو ہر مقصد ملا بحرِ سخن مین ڈوب کر | تہ کو جب پہونچے تو مضمون ہاتھ آیا چاہ کا

نور ایسا دیدۂ دل کو خدا بخشے امیر
سامنے روضہ نظر آئے رسول اللہ کا

ہم چشم ابر کیون مژہ تر سے ہو گیا | تھوڑی سی آبرو تھی سو وہ بھی ڈبو گیا

ہر کشورِ عدم مین خدا جانے سیر کیا | آیا نہ پھر کے منزلِ ہستی سے جو گیا

اب بلبلین چمن مین کہان آ گئی خزان | تھی دھوم چار دن کی وہ ہنگامہ ہو گیا

آیا عرق تو اور بڑھائی صفائے جسم | اوس گل کے بال بال مین موتی پرو گیا

آخر ہوئی خیال خطِ سبز مین جو عمر | سمجھا یہ مین خضر مری کشتی ڈبو گیا

بچتا شرار آتش گل سے نہ ایک خس | پر ابر آشیانۂ بلبل بھگو گیا

پیری مین آئی موت جوانی گذر گئی | جاگا تمام شب مین دم صبح سو گیا

ماتم کیا کسی نے نہ میرا تو کیا ہوا | ابر آ کے خاک گور پہ ہر سال رو گیا

احوال جس مین تھا دل گم گشتہ کا امیر
رستے مین نامہ بر سے وہ مکتوب کھو گیا

وصل کی شب بھی خفا وہ بت مغرور رہا | حوصلہ دل کا جو تھا دل مین بدستور رہا

عمر رفتہ کے تلف ہونے کا آیا تو خیال — لیکن اوس دم کی تلافی کا نہ مقدور رہا

جمع کس دن ہوئی سو جمع گل مین میکش — روز ہنگامہ تہ سایۂ انگور رہا

گردش بخت کہان سے ہمین لائی ہی کہان — منزلون وادی غربت سے وطن دور رہا

راستبازی کر اگر ناموری ہے درکار — دار سے خلق مین آوازۂ منصور رہا

وہ تو ہی چرخ چہارم یہ نہ پہنچ سکے پر — پیچ ہے عیسےٰ سے بھی بالاترا مزدور رہا

فصل گل آئی گئے صحن چمن مین سو بار — اپنے سر مین تھا جو سودا وہ بدستور رہا

جلوۂ برق تجلی نظر آیا نہ کبھی — مدتون جا کے مین زیر شجر طور رہا

زلف و رخ دونون مین جانے سے جوانی کی خراب — مشک وہ مشک نہ کافور وہ کافور رہا

غول صحرا نے مرا ساتھ نہ چھوڑا شب بھر — لیکے مشعل کبھی نزدیک کبھی دور رہا

ہم بھی موجود تھے کل محفل جانان مین امیر
رات کو دیر تلک آپ کا مذکور رہا

آسرا زیر زمین اے تن بیجان کسکا — شہر بیگانہ ہے یان کون ہو مہمان کسکا

نہ تو یہ حور کا طالب نہ پری پر مائل — نہین معلوم مرے دل کو ہے ارمان کسکا

حوصلہ قیس کا فرہاد کا دل پیدا کر — پھر تو یہ کوہ ہے کسکا یہ بیابان کسکا

غیر کا حال سنون مین یہ مجھے تاب بھی ہے — ذکر کرتے ہو مرے سامنے جانان کسکا

دانت ہر وقت ہمارا بھی ہے اغیار کا بھی — دیکھیے حصہ ہے وہ سیب زنخدان کسکا

جامۂ گل کو جو کرتی ہے معطر ہر صبح — چھو کے آئی ہے صبا گوشۂ دامان کسکا

کنگھی چوٹی سے کسی دم اونھین فرصت ہی نہین — کیا خبر ہے کہ ہوا حال پریشان کسکا

غنچۂ گل جو چٹکتے ہین یہ آتی ہے صدا — عندلیبون کے سوا ہے یہ گلستان کسکا

صورت گل جو شگفتہ ہین مرے زخم جگر — یاد آیا ہے مجھے چہرۂ خندان کسکا

منچلے کم ہین کے دل کو رکھین سکتے ہین قدم — کوے الفت مین جو اندھا ہوا میدان کسکا

داغ حاصل نہو کیونکر سبجھے بدنامی کا
سامنا تونے کیا اے مہ تابان کسکا

منحرف ہین رخ بلقیس سے پریان کیسی
آج منھ دیکھکے اوٹھا ہے سلیمان کسکا

ہو رہی ہی تری رفتار سے پامال جو خلق
تونے سیکھا چلن ای کبک خرامان کسکا

اہل آفاق جو کرتے ہین فلک کا شکوہ
یہ تو سمجھین کہ یہ ہے تابع فرمان کسکا

بن دندان سے ذرا کر چمن حسن کی سیر
پھر ہے خرمائے لب وسیب زنخدان کسکا

اس زمانے مین نہین نام سخاوت کا امیر
کون محسن ہی اوٹھائے کوئی احسان کسکا

جب تلک ہست تھی دشوار تھا پانا تیرا
مٹ گئے ہم تو ملا ہمکو ٹھکانا تیرا

نہ جہت تیرے لیے ہی نہ کوئی جسم ہے تو
چشم ظاہر کو ہے مشکل نظر آنا تیرا

شش جہت چھان چکے ہم تو کھلا ہمپہ یہ حال
رگ گردن سے ہے نزدیک ٹھکانا تیرا

صاف اس جنگ مین آتی ہی ہمین صلح کی بو
دل ملاتا ہے یہ آنکھون کا لڑانا تیرا

دی سزا مجھ سے طلب کر نہ صفائی کے گواہ
کوئی میرا نہین ہے سارا زمانہ تیرا

نہین بچنے کا ترے تیر مژہ سے دل زار
بال باندھا ہے یہ اے ترک نشانا تیرا

دست نازک سے اوٹھا تیغ نہ بھاری قاتل
ہاتھ جھولیگا اوتر جائیگا شانا تیرا

اب تو پیری مین نہین پوچھنے والا کوئی
کبھی اے حسن جوانی تھا زمانہ تیرا

اے صدف چاک کریگا یہی سینہ اکدن
تو یہ سمجھی ہے کہ گوہر ہے یگانا تیرا

مہندی ملتی ہی جو مشاطہ تو کہتا ہی وہ شوخ
خوب ہم جانتے ہین آگ لگانا تیرا

دل عاشق کبھی ہوتا نہین مژگان سے جدا
ہے ترے تیر کے نزدیک نشانا تیرا

درد سر ہونے لگا کیجیے نالے کب تک
مشکل اے طالع خفتہ ہے جگانا تیرا

کوے قاتل کو تو ہوتا ہے روان تو قاصد
جان بے دم بھی عدم کو ہے روانہ تیرا

اجل آئیگی تو لیجائیگی ہمراہ ضرور
میٹھ جائیگا نہین کوئی بہانا تیرا

کیون تجھے ہے عداوت ہنوا بغض شفق — ہمنے کہا کبھی جھوٹون بھی نہ مانا تیرا

دور اگلے شعرا کا تھا کبھی اور امیر
اب تو ہے ملک معانی مین زمانا تیرا

پکارتا ہے یہ ناز اوسکی کبریائی کا — کہ لے اوڑا ہے مجھے شوق خودنمائی کا
قلق ہوا مجھے صیاد کی جدائی کا — یہ چھپے نہین افسوس ہے رہائی کا
عزیز کیون نہو داغ اوسکی بیوفائی کا — کہ ہے صلہ یہی مدت کی آشنائی کا
مین طول روز قیامت کو سنکے ڈرتا ہون — کہ دن نہو وہ کہین یار کی جدائی کا
بغیر پہونچے ہوے یار تک نہین رہتا — مین مٹ کے نام مٹا دونگا نارسائی کا
بنا و آئینہ ہمکو بھی دیکھنے دوگے — کہ خود ہی دیکھو گے حسن اپنی خودنمائی کا
خدا کرے کہین جلد آے روز شادی وصل — لباس ماتمی اترے شب جدائی کا
تمام عمر ہوئی ڈھونڈھتے پتا نہ لگا — ترا دہن بھی ہے کیا حرف آشنائی کا
نہ پوچھ جام مین ساقی کے کیا ہوا [illegible] — بھرا ہے اس مین لہو تیری پارسائی کا
ابھی تو فیصلہ ہوتا ہے سارے جھگڑون کا — زبان تیغ سے پیغام دو صفائی کا
ہزار بار قیامت جہان مین آے گی — چڑھا ہے چار گھڑی دن ابھی جدائی کا
شناوران محبت تو سیکڑون ہین مگر — جو ڈوب جاے وہ پورا ہے آشنائی کا
بچے ہماری نگاہون مین کیا درازی حشر — کہ طول دیکھے ہوے ہین شب جدائی کا
مرے نصیب یہ کہتے ہین میرے نالون سے — رسا ہے خیال ہماری بھی نارسائی کا
خدا نے دل کو بنایا تھا جام استغنا — بتون نے کاسہ اوسے کر دیا گدائی کا
رقیب طنز سے کہتا ہے آپ کیا عیش ہان — یقین ہے یہ اوسے میری نارسائی کا
کھینچی جو تیغ تو خوش ہوکے میرے دل نے کہا — وہ دیکھو گھاٹ ہے دریاے آشنائی کا

بدن مین روح کو آنے سے کام کیا تھا امیر

چلین دکھانے کو آئی تھی بیوفائی کا

گلہ زبان پہ نہ لاتا تھا بیوفائی کا	امیر ڈوب گیا نام آشنائی کا
فریفتہ ہون اس انداز دلربائی کا	کہ دل لیا تو دیا ذوق آشنائی کا
ہوا وصال جو صدمہ ہوا جدائی کا	شکستگی نے کیا کام مومیائی کا
کسی گنہ پہ کوئی قتل ہو مین کہتا ہون	کہ اس سے جرم ہوا ہوگا آشنائی کا
مین آفتاب قیامت کو دیکھکر سمجھا	کہ ہے یہ کوئی ستارہ شب جدائی کا
بہار آئی ہے پھر خیر ہو خداوندا	جنون کے ہاتھ مین دامن ہے پارسائی کا
نگین آیت سجدہ ہوئی ہے پیشانی	اثر ہے یہ تری چوکھٹ پہ جبہ سائی کا
لپٹ گیا سگ جانان ہمارے دامن سے	لحاظ آ ہی گیا آخر آشنائی کا
وہ آزمایش شمشیر ناز کرتے ہین	یہ خوب وقت ہے تقدیر آزمائی کا
ہمارے دل مین وہین گدگدی ہوئی پیدا	جہان کسیکو سنا ذوق دلربائی کا
اوٹھا جو درد تو گھبرا کے میرے دل نے کہا	کہ تو بھی داغ مجھے دیگا کیا جدائی کا
گھر کے گرد یتیمی ہے میرے دلکا ملال	غبار مین بھی ہے عالم وہی صفائی کا
حیا تو اوسکو بٹھائے ہزار پردے مین	مگر جو بیٹھنے دے شوق خودنمائی کا
پہونچ سکا نہ وہان نامہ بر تو دل نے کہا	کہ اور شکوہ لکھو خط مین نارسائی کا
بیان ہو ذوق اسیری مین مجھ پہ لٹ جو	وہ جانتا ہے کہ مشتاق ہے رہائی کا
کسی طرح نہ کٹا کوہکن کے کاٹے سے	کہین پہاڑ سے ہے سخت دل جدائی کا

اوٹھو امیر نہین مانتے کی وحشت دل
یہ عذر لنگ تمہاری شکستہ پائی کا

کیا تھا کس سے گلہ مینے کج ادائی کا	مجھے تو شوق ہے اے جنگجو لڑائی کا
وفا [illegible] وجود دعوی سے ہے خودنمائی کا	مجھے یقین نہین آتا کسی سنائی کا

کمال حسن نے بے پردہ کر دیا اوسکو
نکل پڑے یہ ہوا ذوق خودنمائی کا

بہار ہی آہ رسا لامکان مین دم لیتی
مگر نصیب مین تھا داغ نارسائی کا

خدا کے گھر مین کرون جا کے شکر کے سجدے
ملے جو اذن در تربت پہ جبہہ سائی کا

عجب طرح کی وہ انداز ہے خزان ظالم
کہ رنگ و بو مین پڑا تفرقہ جدائی کا

ہنسے جو زخم تو بولا بگڑ کے خنجر یار
لہو رلائیگا ہنسنا یہ بیحیائی کا

نقاب یار نے اولٹی ہے حضرت ناصح
یقین ہے فاش ہو اب پردہ پارسائی کا

تڑپ تڑپ کے گیا اوسکے آستانے پر
کٹا جو سر تو بڑھا شوق جبہہ سائی کا

چلی ہے تو ہین صحرا کو لیکے اے وحشت
مگر خیال ہے لازم شکستہ پائی کا

سنبھل کے دیکھیو اگر دیکھتے ہو آئینہ
پھسل نہ جائے کہین پاون خودنمائی کا

مین ورد دل ہی شب وصل کہہ نہین سکتا
کہ ہاتھ آئیگا پہلو اوسے جدائی کا

کہین سے ہاتھ شراب آئی ہے کہین سے گزک
مزہ ہے کوے خرابات مین گدائی کا

چلون وہ چال رہ عشق مین کہ خار تو کیا
سراغ پا سے نہ پاوے برہنہ پائی کا

وفا کے ذوق مین ہے بیخودی یہ ڈرتا ہون
گلہ نہ منہ سے نکلجاے بیوفائی کا

گذر نہین ہے حرم مین تو دیر کو چلئے
امیر کام کہین بند ہے خدائی کا

نہ بیوفائی کا ڈر تھا نہ غم جدائی کا
مزہ مین کیا کہون آغاز آشنائی کا

کہان نہین ہے تماشا تری خدائی کا
مگر جو دیکھنے دے رعب کبریائی کا

وہ ناتوان ہون اگر جسم کو ہوئی جنبش
تو صاف جوڑ جدا ہو گیا کلائی کا

شب وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

یہ محو حسن ہے تنگ آئی ہے قبا اوسکی
کہ بند بند ہے خواہان گرہ کشائی کا

کمان ہاتھ سے رکھ صید گاہ عرفان مین
کہ تیر صید ہے یان دام نارسائی کا

اے ترک تیری تیغ ہمارا گلا کہاں — اک یہ بھی اتفاق قضا و قدر ہوا

راہ دراز کوچۂ جلاد قطع کی — قصہ ہماری زیست کا یون مختصر ہوا

فرصت ملی نہ گردش پست و بلند سے — سوئے کبھی جو پانون تو دوران سر ہوا

اللہ ری نزاکت جانان کہ شعر مین — مضمون بندھا کمر کا تو درد کمر ہوا

کچھ خاک ہو گئی جو مجھ آوارہ کے شریک — چاک اک طرف کلال کو دوران سر ہوا

سختی سے گر جو ساز تو حاصل ہو سوز عشق — پتھر نے کھائی چوٹ تو پیدا شرر ہوا

پیسا کسی کی آنکھ کی گردش نے اسقدر — مین خاک ہو کے ذرۂ گرد نظر ہوا

چلائین بلبلین جو چمن سے چلی بہار — نکلی دولھن جو گھر سے ہر اک نوحہ گر ہوا

تا [illegible] دونون کو ہے سخن نرم بھی بہت — سیپی کو قطرہ قطرۂ باران شرر ہوا

شادی نے شکل گل مین دکھلائی شکل غم — ہنسنا ہمارا باعث زخم جگر ہوا

پیری مین ہے یہ ضعف کہ بچپن بھی [illegible] — مرغ نگاہ طائر بے بال و پر ہوا

مضمون اگر سنا ہے تو اے [illegible] — خود ہی [illegible] ہوا

رہتی اگر نہ روح تو تھا خاک جسم مین — آئی دولھن جو گھر مین تو آباد گھر ہوا

کیا جانے نامہ بر نے کہا آکے کیا امیر — ایسی خبر سنائی کہ مین بے خبر ہوا

دل مین جب مہمان خیال زلف جانان ہو گیا — آنکھ مین خواب پریشان [illegible] ہو گیا

اس قدر شرمندہ پیش [illegible] جانان ہو گیا — [illegible] مین پنہان ہو گیا

دل کسی کا ہاتھ مین لانا ہو [illegible] — [illegible] ہاتھ آیا سلیمان ہو گیا

کیا [illegible] گور ہے احتیاج [illegible] — [illegible] چراغان ہو گیا

دل [illegible] خون [illegible] — [illegible] ہو گیا

[illegible] — پھول جو پھولا تجھے داغ عزیزان ہو گیا

غیر نے اوس گل کے بالونمین کبھی کنگھی جو کی
مثل سنبل تار تار اپنا گریبان ہو گیا

ضبط غم سے طرفہ دولت سرخروئی کی ہوئی
خون ہوکر دل مرا لعل بدخشان ہو گیا

عشق گیسو مین ہوا سامان غم سامان عیش
خواب گر آنکھون مین آیا وہ پریشان ہو گیا

اوسنے جب تیوری چڑھائی کر لیا مجکو شکار
گوشۂ ابرو کمان تیر مژگان ہو گیا

وجہ رسوائی نہ تھا دلمین نہ تھا جبتک کہ عشق
آگے معشوقون بقطع [?] کے جامے مین عریان ہو گیا

ہوش میخوارون کا بھی شاید کوئی پیمانہ تھا
آتش تر سے جو اے ساقی گریزان ہو گیا

اوج ہمت ہے بقدر بے سروپائی بیان
جسنے کی برباد تاک اپنی سلیمان ہو گیا

سوز غم مین کچھ نہ پوچھو جلد تن کا مجھسے حال
جلکے یہ کاغذ شرارون سے چراغان ہو گیا

اے جنون کہتے ہین اسکو اتحاد حسن و عشق
جب کھلا جوڑا وہان یان دل پریشان ہو گیا

قید مین آنے لگے جب لخت دل اشکون کے ساتھ
خانۂ زنجیر مین روشن چراغان ہو گیا

تیر لاکھون کھائے میدان محبت مین امیر
دل تو تھا ہی شیر سینہ اب نیستان ہو گیا

اوج دولت وس [?] پر کیا سوز ہجران ہو گیا
داغ سر پر قائم دست سلیمان ہو گیا

خط جو نکلا بوسۂ رخسار آسان ہو گیا
کاروان آنے سے نرخ حسن ارزان ہو گیا

اب کہان تک میرے تڑپانیکو چھڑکیگا نمک
ہر دہان زخم اے قاتل نمکدان ہو گیا

میری چشم تر سے کچھ بھی کارگر تھا خیال
پانی پانی یہ ہوا بادل کہ باران ہو گیا

تم کھلے بالون جو آ نکلے کبھی گلگشت کو
تختۂ نرگس چمن مین سنبلستان ہو گیا

جب بہار آئی جنون کے ہاتھ سے ملتے [?] نہ گل
ٹکڑے دامن ہو گیا پرزے گریبان ہو گیا

دیکھ قاتل اپنے دیوانے کا جذب شوق قتل
جب گلے سے ملگیا خنجر گریبان ہو گیا

رشتۂ گیسو مین جا نکلے سوی صحرا جو ہم
پیچ کھا کر جادۂ رہ مار پیچان ہو گیا

تھا مسلمان جبتلک مشتاق کافر تھا وہ بت
یہ ہوا کافر تو وہ ضد سے مسلمان ہو گیا

سوزنی پر مجھکو کانٹون نے بٹھایا دشت مین
شامیانہ سایۂ نخلِ مغیلان ہو گیا

بنگئی اونکی بناوٹ سے ہماری جان پر
پائچون مین گوکھرو ٹانکا تو پیکان ہو گیا

خوبرویون سے نہین خالی زمانہ ایکدم
مہر پیدا ہو گیا جب ماہ پنہان ہو گیا

کیا اثر ہے جو بہایا یادِ لب لعلین مین اشک
گرتے گرتے آنکھ سے لعلِ بدخشان ہو گیا

کیا تبسم نے تری ای رشکِ گل چھڑکا نمک
صحنِ گلشن مین ہر اک غنچہ نمکدان ہو گیا

ٹکڑے ٹکڑے ہو کے اڑ جاتا ہو آتی ہو بہار
دامنِ گل بھی مگر میرا گریبان ہو گیا

عشقبازون سے پھری رہتی ہو تو ای چشمِ یار
تجھسے برگشتہ بجا ہر موے مژگان ہو گیا

ضعف سے مین قیدیونکی طرح ہل سکتا نہین
قد پہ خم حلقۂ زنجیرِ زندان ہو گیا

حسرتین خون ہو گئین جی دل مین تو لایا عشق رنگ
داغِ دل کا لالۂ گنجِ شہیدان ہو گیا

جب نقاب اوٹھی نگاہون کا ہوا ایسا ہجوم
پڑ گئے پردے وہ رخ آنکھون سے پنہان ہو گیا

اونکا اندازا اسکو کہتے ہین ہجومِ درد و غم
تنگی دل سے سمٹکر تیر پیکان ہو گیا

کیا رہین گلزار مین ہم وحشی نازک مزاج
نکہتِ گل سے دماغ اپنا پریشان ہو گیا

گل ہو غنچہ تو اوس سے صدا آئی امیر
جمع پھر ہوتا نہین جب دل پریشان ہو گیا

گل کھلا ہر ایک لغزش پا سے خندان ہو گیا
یار جس کوچے مین جا نکلا گلستان ہو گیا

تشنگانِ عشق کے لب بھی نہونے پائے تر
وائے قسمت خشک وہ چاہِ زنخدان ہو گیا

بوسۂ گیسو پہ اوسنے ذبح کر ڈالا مجھے
ایک کافر کے لیے خون مسلمان ہو گیا

ای پری بل دیکے زلفون مین غضب تو نے کیا
اور بھی ہم قیدیون پر تنگ زندان ہو گیا

لکھے دیوان مین یہ مضمون دل مردہ سے
صفحہ صفحہ تختۂ گورِ غریبان ہو گیا

کوچہ گردی مین دکھائی تیغِ قاتل نے بہار
بسملون سے اوسکے ہر کوچہ گلستان ہو گیا

پڑ گئی جسکی نظر اوسپر وہ دیوانہ ہوا
حسن کے انسان بلا ہے جانِ انسان ہو گیا

پنڈلیون تک آب خجلت مین پڑے غرق
آفتاب حشر وہ رخسار تابان ہو گیا

لخت ہاے دل کی یہ کثرت ہی تیر دوزدر مین
کوڑیون کے مول ہر لعل بدخشان ہو گیا

وحشیونکی پستی قسمت نے پھیلائے یہ پانون
جب گریبان کو لگایا ہاتھ دامان ہو گیا

دیکھکر رنگ خزان مین باغ کے در سے پھرا
ہر نہال خشک مجکو چوب دربان ہو گیا

آسیاے چشم لیلی نے یہ پیسا دشت مین
بخت مجنون سرمۂ چشم غزالان ہو گیا

مرگئے ایذاے فرقت سے ہوئی حاصل نجات
رفتہ رفتہ داغ مرہم درد درمان ہو گیا

کعبۂ دل کی زیارت کو طہارت تھی ضرور
تیر کو واجب وضوے آب پیکان ہو گیا

پیچ مجکو کیا مرے گھر تک کو قسمت نے دیے
ہر ستون کھا کھا کے بل شاخ غزان ہو گیا

نامۂ اعمال ہے عیب تک نہین ملتا امیر
میرے ہاتھ آیا یہ اور میرا گریبان ہو گیا

بے نشانی کا مین ای چرخ سزاوار نہ تھا
دہن یار نہ تھا کچھ کمر یار نہ تھا

فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اے یار نہ تھا
جب تلک اس کو سنبھالو نہین دل زار نہ تھا

جب کہا اوس سے شب غم کوئی غمخوار نہ تھا
درد نے اوٹھ کے کہا کیا یہ گنہگار نہ تھا

کیا بلا تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی
اوٹھ گئی آنکھ تو کوسون کوئی ہشیار نہ تھا

بات رکھ لی مری قاتل نے گنہگار و نہین
اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

تاب جلوے کی نہ آئی جو کسیکو تو کہا
خوب دیکھا تو کوئی قابل دیدار نہ تھا

جوش وحشت اسے کہتے ہین کہ آتی ہی بہار
ہاتھ ڈالا تو گریبان مین کوئی تار نہ تھا

صاف دو ہاتھ سروہی کے اگر چل جاتے
پھر کہتین مجھسے مجھے کہتے سروکار نہ تھا

آنکھین پتھرا گئین موسی کی نہین تو سر طور
کچھ تجلی کے سوا پردۂ رخسار نہ تھا

لاش پر میری جو آئے تو رہے کیون خاموش
دم اعجاز تو قفل دہن اے یار نہ تھا

وہ کھنچا گر تو کھنچا شان تھی معشوق کی
ہمسے کھنچنا تجھے اے خنجر خونخوار نہ تھا

کیا مزہ تجھکو ملا او کیفے فلک مجکو شکست — [illegible] ساقی مین نہ تھا توبہ میخوار نہ تھا

خون ناحق سے حیایا تھا غضب کا لاکھا — لب معشوق سے کچھ کم لب سوفار نہ تھا

مجکو کیون پیچ مین لایا دم آرایش حسن — پھر تری زلف کا طرہ تو مین اے یار نہ تھا

وقت بد مین ہوا کوئی امیر آکے شریک
یار سمجھا تھا مین جسکو وہ مرا یار نہ تھا

سارے جہان کا رنج مرے دل مین آگیا — کیا کوزہ تھا کہ جس مین یہ دریا سما گیا

کوثر کا جام بھی ترے مقتول نے پیا — پر آب تیغ کا نہ زبان سے مزا گیا

کھائے تھے داغ جسکی محبت مین سیکڑون — دو پھول بھی نہ وہ سر تربت چڑھا گیا

بسمل تڑپ رہے ہین نکلتا نہین ہے دم — اک ہاتھ اور بھی نہ وہ قاتل لگا گیا

سامان عرس کا جو کیا یار نے تو غیر — چھپ کر نشان میری لحد کا مٹا گیا

سوجھی نئی طرح کی یہ گرمی کہ رات کو — صیاد آشیانۂ بلبل جلا گیا

جاتا ہے نامہ لیکے کوئی نامہ بر تو کب — یانے کو گر کہا تو کبوتر اوڑا گیا

اوس بت کا دل ہلا نہ عجب کا مقام ہے — نالہ گیا تو عرش خدا تھرتھرا گیا

توڑی تڑپ کے زخمی شمشیر عشق نے — ٹانکے جو آہنی بھی رفوگر لگا گیا

موسیٰ اسی پہ دعویٔ دیدار تھا تمھین — دیکھا جو کوہ طور پہ جلوہ غش آگیا

ہوش و حواس جائیگا اے دل گلہ نہ کر — تو رہگیا بلا سے جو کچھ تھا گیا گیا

ابرو کا شوق کوچۂ قاتل مین لیگیا — کعبے کے حج کو مین طرف کربلا گیا

گرمی سے گور مین جو ہوے ہم عرق عرق — پنکھا نسیم خلد کا جھونکا ہلا گیا

نکلا خیال تیغ مین نہین دل سے دود آہ
ابر سیہ امیر گلستان مین چھا گیا

بندہ نواز کون ہے خدائے کریم تھا — کرتا نہ مین گنہ تو گناہ عظیم تھا

باتین بھی کیون خدا نے دکھایا جمال بھی
اللہ کیا نصیب جناب کلیم تھا

کیون تیغ ناز بھول گئی مجکو وقت قتل
مین بھی تو اک نیاز گزار قدیم تھا

مانگا جو میرے دل کو در گوش یار نے
دیتے ہی بن پڑا کہ سوال یتیم تھا

کیا رنگ اوسکے جاتے ہی گھر کا بدل گیا
دوزخ ہے آج کل جو ریاض نعیم تھا

ہم سے جو وہ کھنچا یہ گلے سے لپٹ گیا
قاتل سے بڑھکے خنجر قاتل کریم تھا

کیا کیا نہ آنکھون سے رہے ہمکو سامنے
یارب شباب تھا کہ بلاے عظیم تھا

بیٹھا جہان فقیر وہان فرش ہو گیا
سایہ مرا لیے ہوے میرے گلیم تھا

دنیا مین کچھ قیام نہ سمجھو کرو خیال
اس گھر مین تم سے پہلے بھی کوئی مقیم تھا

اب کون ہے جو منزل الفت مین ساتھ دے
دل بھی چھٹا رفیق جو اپنا قدیم تھا

پہونچے تو ہم بھی جلوہ گہ یار مین مگر
دو اک قدم بڑھا ہوا پاے کلیم تھا

لاتے کبھی ہمارے قفس تک بھی بوے گل
ٹوٹا ہوا نہ پانون ترا اے نسیم تھا

ہوتا نصیب مر کے ہمین نقد عیش کیا
زیر زمین بھی دور سپہر لئیم تھا

کیا چاہتا مین فیض کر انجم سے آسمان
اک تودہ بلند عظام رمیم تھا

جسدن تھا مین چمن مین ہوا خواہ گل امیر
نام صبا کہین نہ نشان نسیم تھا

وہ دن گئے کہ مجھ مین بھی فیض عمیم تھا
محفل مین شمع تھا مین چمن مین نسیم تھا

کچھ اونکو زیب گوش کی حاجت نہ تھی مگر
منظور پرورش تھی کہ گوہر یتیم تھا

آنکھین تھین ابھی نور تجلی سے آشنا
جسدن نہ طور تھا نہ وجود کلیم تھا

تیرے مریض غم کی نہین آج کچھ خبر
سنتے ہین کل تو حال نہایت سقیم تھا

دنیا کا حال اہل عدم سے یہ مختصر
اک وہم تھا کہ جسمین امید و بیم تھا

ہم اپنی دھن مین مست تھے کیا جانین حشر تک
کس سمت کو جنازہ تھا کدھر کو [illegible]

سامان عفو کیا مین کون مختصر یہ ہے — بندہ گناہگار تھا خالق کریم تھا

آخر جو غم مین بیٹھ رہا شل درد سے — تھی کچھ تو مصلحت کہ فلاطون حکیم تھا

واقف وہ حال سے جو رکھتا ہو کچھ غرض — کیا جانین ہم بخیل کہ حاتم کریم تھا

غش مجکو وصل مین یہین آیا تھا اے پری — سرمست بوے گیسوے عنبر شمیم تھا

گلگشت مین نقاب اولٹتے وہ رخ سے کیا — شرم آتی تھی صبا سے لحاظ نسیم تھا

رنگ چمن بہار مین بلبل سے پوچھیے — گل کا زمین پہ پانون نہ شل نسیم تھا

الفت کی دل جلون کو وہان نیند آ گئی — حس خانہ تھا کہ طبقہ نار جحیم تھا

کرتا مین درد مند طبیبون سے کیا رجوع — جسنے دیا تھا درد بڑا وہ حکیم تھا

دامان گل کو خود نہ چھوا ورنہ اے اسیر — کچھ ڈر صبا کا ہمکو نہ خوف نسیم تھا

دل اپنا زیر سایۂ امید و بیم تھا — جبدن جحیم تھا نہ ریاض نعیم تھا

سوراخ کیون ہو سینۂ گوہر مین اے فلک — بتلا تو ہمکو کون گنا در یتیم تھا

اوسکو کہان دماغ تجلی تھا طور پر — سارا غرور جلوۂ شوق کلیم تھا

محشر مین لقمہ مین نہ ہوا کی خدا نے خیر — مدت سے ورنہ کھولے ہوے منہ جحیم تھا

تیری دوا سے اور مرا درد بڑھ گیا — شاید مرض سے ساز مجھے اے حکیم تھا

کیا جانین کس غریب کی آتی تھی در پہ لاش — ہنگامہ کل جو اوسکی گلی مین عظیم تھا

خود کہہ رہا تھا شوق مین گستاخ دل مرا — اصرار قوم سے جو کلام کلیم تھا

قاتل کے خط سے قتل کا ہوتا نہ کیون یقین — عنوان نامہ آیۂ ذبح عظیم تھا

کیسی شفا مرض مین کڑا دیتی ہوئی دوا — سمجھے نہ ہم رقیب ہمارا حکیم تھا

تلخی زبان دوست سے دیتی ہے کیا مزہ — شیرین تھا قند نمک جو کلام کلیم تھا

ہم راز تب مزار مین پہونچے کہ کچھ نہ تھے — دل کو جو خوف جمع عظام رمیم تھا

کیسا سوال دید جو ہم پہونچے طور پر
سوزان کہین شجر تو کہین غش کلیم تھا

روشن ہین آفتاب سے اعجاز مصطفے
اونگلی اوٹھی کہ ماہ فلک پر دو نیم تھا

کب مجھ سے مثل سایہ چھپے پنجتن کے پاؤن
پانچون سوارون مین ہین بزیر گلیم تھا

اوس گل کا وصف چشم سنتا تا مین کیا امیر
نرگس کا پھول باغ مین گوش صمیم تھا

ہر جگہ جوش محبت کا نیا عالم ہوا
آنکھ مین آنسو جگر مین داغ دلمین غم ہوا

میرے مرتے ہی زمانہ درہم و برہم ہوا
یہ خوشی پھیلی کہ شادی مرگ اک عالم ہوا

موت آئی درد فرقت سے ہمین صحت ہوئی
بڑھتے بڑھتے زخم آخر زخم کا مرہم ہوا

آنسوؤن سے بیقراری مین ذرا تسکین تھی
بڑھگیا اور اضطراب دل جو رونا کم ہوا

روز کی فریاد سے تنگ آگئے تھے اسقدر
خلق کو مژدہ ہمارا انا لئے ماتم ہوا

مین ترا ممنون ہون ای گریۂ بے اختیار
جب پڑی مجھپر مصیبت مین شریک غم ہوا

رازداری محبت کا مین کیا دعوی کرون
جسقدر محرم ہوا اوتنا ہی نامحرم ہوا

وائے قسمت رہ گئی حسرت ہی لطف یار کی
بڑھ گئی شان تغافل کچھ جو غصہ کم ہوا

بیتے اپنے حال بتر کے جو محشر مین کھلے
دفتر اعمال مردم برہم و درہم ہوا

چارہ گر کو لائے ہین احباب درمان کے لئے
لو مرا زخم جگر بھی قابل مرہم ہوا

کیا دوا کی بیٹھکر پہلو مین اوسکے تیر نے
درد دل بھی گھٹ گیا درد جگر بھی کم ہوا

مار ڈالا روز اول کی نگاہ لطف نے
ایک دم کا عیش ظالم عمر بھر کا غم ہوا

شور محشر بھی ہوا آکر شریک تعزیت
دھوم سے میرے دل مرحوم کا ماتم ہوا

رات بھر رویا کیا بے یار مین گلزار مین
صبح کو پھولون سے رخصت صورت شبنم ہوا

ہوش کی بھی اب تو کوئی بات کرتے ہین امیر
کچھ تو وحشت نے کمی کی کچھ تو سودا کم ہوا

ہو گئین دو غم دوست جب غم نے کمی کی غم ہوا
کی شکایت چرخ سے جس روز صدمہ کم ہوا

کس طرح مکنون دل اظہار کرتا پیش یار
آجتک مین خود نہ اپنے راز کا محرم ہوا

لذت شرم گنہ تھی کب فرشتونکو نصیب
یہ مزا چکھنے کو پیدا خلق مین آدم ہوا

میرے زخمونکی ہنسی پر تمکو رونا آگیا
یہ خوشی بھی کچھ خوشی تھی جسکا ایسا غم ہوا

تیرا دیوانہ جو آیا یہ ملایک سے کہا
انتظام عرصۂ محشر بھی لو برہم ہوا

نوک خنجر ہو کہ اے سفاک پیکان تیر کا
جو مرے پہلو مین آبیٹھا مرا ہمدم ہوا

او مجھے اوچھون کی مرے گل نے شادی آبرو
چشمۂ خورشید گھٹ کر قطرۂ شبنم ہوا

ذبح کرتے ہو مجھے ایجان ڈھیلے ہاتھ سے
واہ اچھے وقت مین غصہ تمہارا کم ہوا

تیغ زنگ آلود خنجر کند قاتل خوردسال
کیا کہون مقتل مین وقت قتل کیا عالم ہوا

تنگ آ کر دعا فرقت مین مانگی موت کی
حسرتین نکلین مزاج آرزو برہم ہوا

جان قالب مین ہے مضطر دم خفا دل بیقرار
موت ہی آئی مزاج یار کیا برہم ہوا

دل جگر دونون سے میری [illegible] دشمن مگر
بجھ گیا [illegible] ہوا

دیکھے وہ دو دو قدم چلکر مری میت کے ساتھ
پانون مین پھندا اٹک کر گیسوے پرخم ہوا

روکنا فرقت مین اشکون کا نہین اچھا امیر
چار دن کے ضبط مین دیکھو تو کیا عالم ہوا

وہ کون تھا جو خرابات مین خراب نہ تھا
ہم آج پیر ہوئے کیا کبھی شباب نہ تھا

شب فراق مین کیون یارب انقلاب نہ تھا
یہ آسمان نہ تھا یا یہ آفتاب نہ تھا

لحاظ ہے نہ قاتل کا ہو سکا دم قتل
سنبھل سنبھل کے تڑپتے وہ اضطراب نہ تھا

[illegible] عشق سزا ہے مجھے ضرور بھی جرم
کہ کون سی یہ تھی کہ قابل عذاب نہ تھا

[illegible] کیا کرتا
کسی کا نام کسی کی طرف خطاب نہ تھا

نہ پوچھ عیش جوانی کا تجھسے پیری میت
کہی تھی خواب مین وہ سلطنت شباب نہ تھا

دماغ بحث [illegible] تھا سو وگرنہ اے ناصح
وہن نہ تھا کہ وہن میں مری جواب نہ تھا

وہ کہتے ہیں شب وعدہ میں کسکے پاس آتا
تجھے تو ہوش ہی اے خانمان خراب نہ تھا

ہزار بار گلا رکھ دیا تہِ شمشیر
میں کیا کروں تری قسمت ہی میں ثواب نہ تھا

فلک نے افسرِ خورشید سر پہ کیوں رکھا
سبوے بادہ نہ تھا ساغرِ شراب نہ تھا

غرض یہ ہے کہ ہو عیش تمام باعث مرگ
وگرنہ میں کبھی قابلِ خطاب نہ تھا

سوال وصل کیا یا سوال قتل کیا
وہاں نہیں کے سوا دوسرا جواب نہ تھا

ذرا سے صدمے کی تاب اب نہیں وہی ہم ہیں
کہ ٹکڑے ٹکڑے تھا دل اور اضطراب نہ تھا

کلیم شکر کرو حشر تک نہ ہوش آتا
ہوئی یہ خیر کہ وہ شوخ بے نقاب نہ تھا

یہ بار بار جو کرتا تھا ذکر مے واعظ
پیے ہوئے تو کہیں خانمان خراب نہ تھا

امیر اب ہیں یہ باتیں جب اٹھ گیا وہ شوخ
حضورِ یار کے منہ میں ترے جواب نہ تھا

کہا جو میں نے کہ یوسف کو یہ حجاب نہ تھا
تو ہنس کے بولے وہ منہ قابل نقاب نہ تھا

شبِ وصال بھی وہ شوخ بے حجاب نہ تھا
نقاب الٹ کے بھی دیکھا تو زیرِ نقاب نہ تھا

لپٹ کے چوم لیا منہ مٹا دیا انکار
نہیں کا اونکے سوا اسکے کچھ جواب نہ تھا

مرے جنازے پہ اب آتے شرم آتی ہے
حلال کرنیکو بیٹھے تھے جب حجاب نہ تھا

نصیب جاگ اوٹھے سو گئے جو پاؤں ترے
تمھارے کوچے سے بہتر مقام خواب نہ تھا

غضب کیا کہ اسے تو نے محتسب توڑا
ارے یہ دل تھا مرا شیشۂ شراب نہ تھا

زمانہ وصل میں لیتا ہے کروٹیں کیا کیا
فراقِ یار کے دن ایک انقلاب نہ تھا

تمھیں نے قتل کیا ہے مجھے جو تنتے ہو
اکیلے تھے ملک الموت ہمرکاب نہ تھا

دعائے توبہ بھی ہمنے پڑھی تو مے پیکر
مزہ ہے ہمکو کسی شے کا بے شراب نہ تھا

میں روے یار کا مشتاق ہو کے آیا تھا
ترے جمال کا شیدا تو اے نقاب نہ تھا

بیان کی جو شب غم کی بیکسی تو کہا
جگر مین درد نہ تھا دل مین اضطراب نہ تھا

وہ بیٹھے بیٹھے جو دے بیٹھے قتل عام کا حکم
ہنسی تھی اونکی کسی پر کوئی عتاب نہ تھا

جو لاش بھیجی تھی قاصد کی بھیجتے خط بھی
رسید وہ تو مرے خط کی تھی جواب نہ تھا

سرور قتل سے تھی ہاتھ پاؤنکو جنبش
وہ مجھ پہ وجد کا عالم تھا اضطراب نہ تھا

ثبات بحر جہان مین نہین کسیکو امیر
ادھر نمود ہوا اور ادھر حباب نہ تھا

نامہ لیکر جو کوئی کوے بتان سے آیا
مین یہ سمجھا کہ ملک باغ جنان سے آیا

میرے گھر مین جو کوئی اوسکے مکان سے آیا
چیخ اوٹھا کہ مین دوزخ مین جنان سے آیا

اے جرس تو تو نہین قافلے والون سے جدا
تیری آواز مین یہ درد کہان سے آیا

جانتا ہون وہ کماندار کشیدہ ہے بہت
کہ کبھی تیر بھی مجھ تک نہ کمان سے آیا

اب کوئی کعبے مین دم بھر مین ٹھہر سکتا ہون
برہمن بہر طلب کوے بتان سے آیا

شغل ونے کا ازل مین بھی مجھے تھا ورنہ
نوح کے وقت مین طوفان کہان سے آیا

خبر مرگ مری دیر و حرم مین تو گئی
نہ یہان سے کوئی آیا نہ وہان سے آیا

بولتا کب ہے وہ سفاک پکارو مین ہزار
کاش خنجر ہی کہے اپنی زبان سے آیا

مفتیون سے کہو للہ وہ اب کہتے ہین کیا
غش اونہین روزۂ ماہ رمضان سے آیا

دیکھکر اوس رخ گیسو کو مین حیران ہون امیر
شب تاریک مین خورشید کہان سے آیا

غش موسی سامنے میرے جو تو ہو جائیگا
لن ترانی مین مقام گفتگو ہو جائیگا

عشق مین تازہ دماغ آرزو ہو جائیگا
رنگ اڑ کر چہرۂ عاشق سے بو ہو جائیگا

ضبط گریہ مین نہین کرتا کہ رہتا ہے خیال
سو ٹکڑے کا نشان آرزو ہو جائیگا

ہے ابل پڑے [illegible] کیا دون [illegible] سو شال
[illegible] جو [illegible] جائیگا

ہے یہی رنگ ستم اوس خال عارض کا اگر
مشک کا دل ناف آہو مین لہو ہو جائیگا

ہے کمی بیشی جو یہ تاثیر حسن و عشق کی
ذرے ہم ہو جائینگے خورشید تو ہو جائیگا

آرسی پر کچھ نہین موقوف ای آئینہ رو
جو تجھے دیکھیگا وہ میرا عدو ہو جائیگا

آفت نہ کر ایدل زمانہ پیس ڈالیگا تجھے
کھا کے کوڑا او ابلق تند خو ہو جائیگا

تم جو اٹھ جاؤ گے بزم عیش ہو گی بزم غم
بادۂ گلرنگ شیشون مین لہو ہو جائیگا

دست قاتل سے بڑھیگا تیغ کا پانی ضرور
تا کرے آج کل تک کا گلو ہو جائیگا

بعد مردن شرم عصیان سے ہون ایسا آب آب
خاک سے میری تیمم بھی وضو ہو جائیگا

میرے میخانے سے ای ساقی کہان جائیگی عید
ماہ نو یان ناخن دست سبو ہو جائیگا

محو آب و تاب دندان ہون پڑھون کیونکر نماز
آب گوہر ہاتھ مین آب وضو ہو جائیگا

چاہ ہی ہے دلمین میرے اقتدا ہو یاس کیون
دیکھ ظالم مفت خون آرزو ہو جائیگا

چار سو ٹکراؤنگا سر دیکھکر ابرو امیر
فرض اس کعبے مین سجدہ چار سو ہو جائیگا

اک جہان بسمل ترا اے تند خو ہو جائیگا
چار ہی ہاتھون مین شہرہ چار سو ہو جائیگا

جذب پر آمادہ گر اے شوق تو ہو جائیگا
خنجر قاتل مرا طوق گلو ہو جائیگا

طاقت دیدار کا دعوی ہے اہل دید کو
فاش پردہ ہوگا بے پردہ جو تو ہو جائیگا

ای تصور مجھ سے بخت تیرہ جاتا ہے کہان
دل مین عکس زلف آئینے مین مو ہو جائیگا

ہو نگین مجذوب خراباتی اگر توڑیگا جام
محتسب کا ہاتھ خود دست سبو ہو جائیگا

یکش شیشۂ ... کو کرونگا جب مین
ہچکیان لے لیکے بسمل کا گلو ہو جائیگا

... جبلاوت کے منہ پر نہ آئینہ ...
ابر تو مست جائیگی آپے سے تند رو ہو جائیگا

... زبان سے اگر ...
کوئی دم مین گل چراغ آرزو ہو جائیگا

... ہجر مین ہوگی ... دکی
بڑھتے بڑھتے درد دل درد گلو ہو جائیگا

کون سنتا ہی بیان ای بت مری تیرے حضور
ختم یہ جھگڑا خدا کے رو برو ہو جائیگا

ساتھ میرا تو نہ چھوڑ ای یاس ہجرِ یار میں
اور بھی ویران دل بے آرزو ہو جائیگا

پھول ای بلبل نہ پھولوں پر دو روزہ ہی بہار
ایک جھونکے میں ہوا سب رنگ و بو ہو جائیگا

بھولی باتوں پر نہ بھول آج اوس گل تر کے ولا
دیکھنا کل اور رنگِ گفتگو ہو جائیگا

عیب اصلی عارضی زینت سے چھپتا ہی کوئی
غازہ ملنے سے نہ زنگی خوبرو ہو جائیگا

فصل گل آنے تو دو فصدوں کا پھر کیا ہی شمار
ظرف بھر بھر جائینگے پانی لہو ہو جائیگا

غیر احول ہیں سمجھتے ہیں مجھے کتنے جدا
قصہ یہ یکسو تمھارے روبرو ہو جائیگا

خوب گلرویوں سے آتا ہی ہمارے دل کو ربط
رنگ میں یہ رنگ ہوگا بو میں بو ہو جائیگا

داغ حسرت گھر سے میں لیکر کہاں جاؤں امیر
جانتا ہوں گل چراغ آرزو ہو جائیگا

یہی جو سودا ہی تجھ حزین کا پتا کہاں کوی نازنین کا
غبار آسا نہیں کہیں کا نہ آسمان کا نہ میں زمین کا

یہ طرز وحشت نے رنگ باندھا کہ ہو گیا دو جہان کو سودا
زمین پہ جادہ فلک پہ جوزا نشان ہوا چاک آستین کا

ذرا جو کاتب کو رحم آتا تو بخت بنیاد ہی مٹاتا
درست لکھتا تو ٹوٹ جاتا قلم ہمارے خطا جبین کا

کہیں ہے بلبل کے خون کا محضر گواہ ہیں برگ و بر برابر
نہیں ہے یہ داغ لالۂ تر یہ نقش ہے مہر کی نگین کا

یہ جیتے جی کی ہیں پا طمین سکے نہ آسمان کے نہ ہیں زمیں کے
نشان تک مٹ گئے جبین سے کھلا نہ مطلب خط جبین کا

غم محبت ہی جس کا مطلب کدورت اوس دل کی ہو عیان کب
کرو جو جبتک ہے زخم لبالب بتا کہاں ہو تہ نشین کا

کیا تھا کیوں دعا کے باطل ہوا تھا اوس تل سے کیوں مقابل
سزا ملی ہو گیا سیہ دل جو مشک نافہ غزال چین کا

ہمیں سلیمان کے جتنے رتبے تمھاری الفت کے تھے کرشمے
یہ نقش جب دل میں جم کے بیٹھے بلند ہوتا نام اوس نگین کا

کہاں کا نالہ کہاں کا شیون فنا سے قایل ہے وقت مردن
قلم ہوئی ہی یہ دن جو گردن زبان پہ نعرہ ہوا آفرین کا

قریب ہے یار روز محشر چھپے گا کشتوں کا قتل کیونکر
مچے جب [illegible] خنجر لہو پکارے گا آستین کا

عجب مرقع ہی باغ دنیا کہ جس کا صانع نہیں ہویدا
[illegible] پیدا پتا نہیں صورت آفرین کا

ہو آخرت کا بخیر انجام ہو خدایا
جو گھر سے نکلے مزاج نازا تو سامنا ہو کسی حسین کا

طور چھپا چھپک گئی جس سے چشم موسے
بجھا ہوا تھا کوئی شرارہ تمھارے رخسار آتشین کا

ں مست نے کنارا سر و لب خاک ہو گوارا
لہو پیو میکشو ہمارا جو نام لو آب آتشین کا

یہ میرے منہ آئے کہدو کوئی یہ درد گھن سے یارو
برہنہ دیکھے نہ گور مجکو میں کشتہ ہوں چشم سرگین کا

ہوئی ہے تقدیر سے سائی ضرور ہی قسمت آزمائی
کرینگے اوس در پہ جبہہ سائی نشان ہٹیگا ہی جبین کا

جو دشت غربت میں کھینچی ایذا بندھا تصور ہمیں وطن کا
بھری جو چشم غزال صحرا دکھا دیا رنگ شہرمین کا

چمن میں غنچہ نہیں کھلا ہے وہ گل بیاں رنگ کو رہا ہے
یہ کوئی تعویذ کھل پڑا ہی اوسی کے بازوے نازنین کا

اوسیکا پھیلا ہی نور سارا کہاں کا خورشید عالم آرا
گرا ہوا ہے کوئی ستارہ لباس زرتار مہ جبین کا

حسین جو میٹھی زباں سے مانگیں تو جان شیرین ہے نذر لیکن
ہنسی خوشی سے جو زہر دیویں مزہ ملے مجکو انگبین کا

جو دیکھی نرگس کی شرمساری جھڑی ہوئی آنسوؤں کی جاری
نگاہ میں پھر گیا ہماری حجاب اوس چشم سرگین کا

عجب ہے آئینے کا مقدر کہ عکس افگن ہی چشم دلبر
قدم نکالا نہ گھر سے باہر شکار کھیلا غزال چین کا

جو تیغ ساعد ہوئی مقابل تڑپ گئی خلق مثل بسمل
الٹ گئی صف تو نے قاتل الٹ دیا گوشہ آستین کا

امیر دیکھا جو اوسکا نقشہ تو نقشہ یوسف کا دل سے اوترا
کہ نقش ثانی کے آگے ہوتا فروغ کیا نقش اولین کا

ردیف بای موحدہ

سیکھ کر ہمسے نالہ کش سے طرز افغان عندلیب
صحن گلشن میں ہوئی ایسی خوش الحان عندلیب

ہوں وہ عاشق قدر عارض کا جو گلشن سے چلوں
فاختہ پکڑے مرا دامن گریبان عندلیب

رحم کر یوں پھول بے دردی سے ای گلچین نہ توڑ
سر پہ نالوں سے اوٹھالیگے گلستان عندلیب

فصل گل آنے تو وہ اوڑ جائیگی لیکر قفس
خانہ صیاد میں دو دن ہی مہمان عندلیب

برق آسا ہی فروزاں خندۂ گل باغ میں
چاہیے برسائے اب اشکوں کا باران عندلیب

چھوڑ کر تیرے رخ رنگین کو اے رشک چمن
گل پہ مرتی کسیلئے ہوتی جو انسان عندلیب

فصل گل مین پھول د کھلائین جو پہ یونکا جمال
کیون نہو پھر دم کشِ مرغِ سلیمان عندلیب

عاشقِ کامل کو وصلت مین زیادہ ہو ملال
فصل گل مین بیشتر ہوتی ہے نالان عندلیب

کون گل ہی جو رخِ گلرنگ پر عاشق نہین
تو وہ گل ہے جسپہ ہو سارا گلستان عندلیب

جو پسند آجاے عاشق کو وہی معشوق ہے
سرو قمری پر فدا ہے گل پہ قربان عندلیب

اوڑکے گل خود شوق مین پہونچا ہو دستِ یار تک
کیسلیے گلچین سے ہے دست و گریبان عندلیب

توڑ کے چوڑی جو اپنے ہاتھ کی اوسکی گل جدا
مول لے دیکر زرِ گل دستگردان عندلیب

شوق مین لالون کے جا ہی باغ مین وہ گل اگر
لال بھی ہو خون گل مین ہوکے غلطان عندلیب

قابوے صیاد مین آتی کبھی ممکن نہ تھا
دام کو سمجھی ترا گیسوے پیچان عندلیب

وہ کبھی سُن آئے گا اور تیرے صدقے مین کبھی
اے گل تر دلمین رکھتی ہے یہ ارمان عندلیب

فاتحہ خوانی کو جب وہ گلبدن آیا امیر
بنگئے سب ساکن شہر خموشان عندلیب

کیا ہنسی ہو گریۂ عشاق مضطر کا جواب
سوچ رکھو کچھ سوالِ روز محشر کا جواب

درد پا ہوگا شکستِ کاسۂ سر کا جواب
غافلون کو دیگی میری لاش ٹھوکر کا جواب

منھ چڑھاتا ہو مرا کیا آئینے مین دیکھہ تو
تجکو دیتا ہے دہن تیرا برابر کا جواب

شوق سے لکھین مرے عصیان فرشتے رات دن
ایک رحمت اوسکی ہو اس سارے دفتر کا جواب

ایکدن وہ میرے گھر ہے ایکدن وہ اوسکے گھر
غیر کی قسمت بھی ہے میرے مقدر کا جواب

جب مین کہتا ہون کہو گے کیا خدا کے سامنے
کہتے ہین تمکو بتا دین روز محشر کا جواب

نرم دل سے نرم دل ہین سخت گو سے سخت گو
شیشے کا شیشہ یہان پتھر سے پتھر کا جواب

بیزبان ہو گوش یار و نکی کرڑی کتنک سُنے
بے زبان تو اوسکے بدلے دی برابر کا جواب

اوسنے خط بھیجا جو مجکو ڈاک پر ڈاکہ پڑا
یار کیا کرتا نہ تھا میرے مقدر کا جواب

ہاے ہفت و دوات مجسے بحثِ عشق مین
تھا تو تنہا پر دیا مینے بہتر کا جواب

منہ چڑھاؤ اور کا تیوری چڑھاؤ اور پہ
آئینہ ہوں منہ پہ دونگا میں برابر کا جواب

کس لیئے ڈرتے ہو ہنگامے سے آؤ تو سہی
پانوں کی خلخال دیگی شورِ محشر کا جواب

پھینک دو خط لکھکے قاصد سے جو تم بیزار ہو
اڑکے آئیگا جو ہے میرے مقدر کا جواب

منہ کی کھائی سیکڑوں بال آئینے میں پڑ گئے
لیکے آیا تھا تری زلفِ معنبر کا جواب

رہگیا خاموش وہ بت بیدہانی سے امیر
یا نہ تھا کوئی سوال جانِ مضطر کا جواب

ہے خموشی ظلمِ چرخِ دیو پیکر کا جواب
آدمی ہوتا تو ہم دیتے برابر کا جواب

جو بگولا دشتِ غربت میں اوٹھا سمجھا یہ میں
گرد ہے تعمیر ویرانی مرے گھر کا جواب

ساتھ خنجر کے چلیگی وقتِ ذبح اپنی زبان
جان دینے والے دیتے ہیں برابر کا جواب

سجدہ کرتا ہوں جو میں ٹھوکر لگاتا ہے وہ بت
پانوں اوسکا بڑھکے دیتا ہے مرے سر کا جواب

ابر کے لکھے نہ اولجھیں میرے موجِ اشک سے
خشک مغزوں سے ہے مشکل مصرعِ تر کا جواب

وہ کھنچا تھا میں بھی کھنچ رہتا تو بنتی کسطرح
سر جھکا دینا تھا قاتل تیرے خنجر کا جواب

جیتے جی ممکن نہیں اوس شوخ کا خط دیکھنا
بعد میرے آئیگا میرے مقدر کا جواب

شیخ کہتا ہے برہمن کو برہمن اوسکو سخت
کعبہ و بتخانہ میں پتھر ہے پتھر کا جواب

روز دکھلاتا ہے گردوں کیسی کیسی صورتیں
بت تراشی میں ہے یہ کافر بھی آذر کا جواب

ہر جگہ قبرِ گدا تکیے میں ہر جا گورِ شاہ
ایک گھر اس شہر میں ہے دوسرے گھر کا جواب

جلوہ گر ہے نورِ حق ہونے سے یکتائی امیر
سایہ بھی ہوتا اگر ہوتا پیمبر کا جواب

پلا ساقیا ارغوانی شراب
کہ پیری میں دے نوجوانی شراب

وہ شعلہ ہے ساقی کہ رنجک کی طرح
اوڑا دیتی ہے ناتوانی شراب

کہاں بادۂ عیش تقدیر میں
پھروں میں تو ہوجاے پانی شراب

نہ لایا ہے شیشہ نہ جام و سبو
پلاتا ہے ساقی زبانی شراب

کہان عقل برنا کہان عقل پیر
نئے سے ہے بہتر پرانی شراب

مرے چہرۂ زرد کے عکس سے
ہوئی ساقیا زعفرانی شراب

ہوئے مست دیکھا جو پھولونکا رنگ
پیالون مین تھی ارغوانی شراب

کہان چشمۂ خضر کیسے خضر
خضر مین مری زندگانی شراب

خضر ہون اگر مین تو جاکر پیون
سر چشمۂ زندگانی شراب

گلستان ہو پھولون سے کیا لعل لعل
چلے ساقیا ارغوانی شراب

عجب ساقی گندمی رنگ ہے
کہ پرتو سے بنتی ہے دھانی شراب

رہے طاق پر پارسائی امیر
پلائے جو وہ یار جانی شراب

لائیگا رنگ خون دل اغدار کب
آئیگی اس چمن مین الٰہی بہار کب

رویا ہمارے حال پر ابر بہار کب
بیٹھا زمین پر اوٹھ کے ہمارا غبار کب

اوٹھیگا میری خاک سے یارب غبار کب
آئیگا ہاتھ گوشۂ دامان یار کب

مقتل سے وہ پھرے تو قضا نے یہ عرض کی
حاضر ہوا حضور مین یہ جان نثار کب

داغون سے دل چمن ہو کرون ضبط آہ کیا
رکتی ہے روکنے سے نسیم بہار کب

ناصح خوشی سے کون اوٹھاتا ہو بار عشق
کرتا ہے کوئی آپ سے جبر اختیار کب

ٹھنڈی ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے نہر ہے
کھیلوگے میکشو بطرے کا شکار کب

ہمکو ملاکے خاک مین بھی جب ہوے نہ صاف
جائیگا پھر حضور کے دل سے غبار کب

کہتی ہے مرغ دل سے یہ وہ چشم فتنہ گر
بچتا ہے زد پہ آکے ہمارا شکار کب

کیا کیجیے گلہ کہ نہ آیا وہ دفن کو
مرنے کا میرے اونکو ہوا اعتبار کب

مین خاک بھی ہوا تو ہوئی خاک گرد یار
گردش مٹیگی اے مرے پروردگار کب

محشر میں ایک ایک سے ہم پوچھتے پھرے
آخر تمام ہوگا غم انتظار کب

آئے ہما کو بھی نہ مرے استخوان پسند
خوش ہوگا انکو کھا کے سگ کوی یار کب

برہم نسیم کوچۂ جانان ہی کس لیے
تعظیم کو اوٹھا نہ ہمارا غبار کب

جسکا دماغ ہی ترے جوڑے کی بو سے مست
سونگھے وہ بو سے نافۂ مشک تتار کب

ہم کیا سمجھ کے یار سے رکھین امید قتل
کرتا ہے عاشقون مین وہ ہمکو شمار کب

یارب نگاہ بھر کے وہ دیکھین گے کب ادھر
ہوگا یہ تیر میرے کلیجے کے پار کب

مین تو تڑپ تڑپ کے ہوا عشق مین تمام
آئیگا چین تجھکو دل بیقرار کب

کیا بیکسی کا شکوہ کرون مین فراق مین
آتا نہین ہے گریۂ بے اختیار کب

جو تجکو جانتے ہین فلک کا شریک غم
کرتے ہین شکوۂ ستم روزگار کب

مرنے کو منع ہم نہین کرتے مگر امیر
سو مر گئے تو اونکو ہوا اعتبار کب

ردیف تاء فوقانیہ

کیون نہ کھٹکے مجھے جو خار ہو پیراہن دوست
دوست کے دوست کا دشمن ہے جو ہو دشمن دوست

دیکھکر ربط گل وخار یہ امید ہوئی
شاید آجائے مرے ہاتھ مین بھی دامن دوست

مثل یعقوب مری آنکھین بھی روشن ہوجائین
لا کسی روز صبا نکہت پیراہن دوست

طرف کعبہ نہ جا حج کے لیے نادان ہے
غور کر دیکھ کہ ہی خانۂ دل مسکن دوست

ملک الموت سے کہدو کہ نہ تکلیف کرین
مرگ آسان ہی مگر کون سنے شیون دوست

شاخ صندل پہ ہوا مار سیہ کا دھوکا
دیکھکر کاکل پر پیچ پس دشمن دوست

اے جنون یان کوئی بیکار رہا جاتا ہے
یا گریبان ہی مرے ہاتھ مین یا دامن دوست

ہم تو نظارے سے محروم خدا کی قدرت
آئینہ اور تماشائے رخ روشن دوست

رہ گیا شوق مری لاش کو پامالی کا
گرم جولان نہ کسی دور ہوا توسن دوست

ہہ کفن مجکو اوسی کا دینا
ہاتھہ آجاے جو اوترا ہوا پیراہن دوست

نے بنایا ہی اوسی کو مہ نو
گر پڑا تھا جو کوئی نعل سم توسن دوست

عکس ہر عضو کا ہر عضو مین کیونکر نہ پڑے
کہین آئینے سے بڑھکر ہی صفاے تن دوست

کیون نہ ملبوس پہ فانوس کا دھوکا ہو اسیر
شمع روشن سے زیادہ ہی فروغ تن دوست

ایک ہی میرے حضر اور سفر کی صورت
گھر مین ہون گھر سے نکلکر بھی نظر کی صورت

چشم عشاق سے پنہان ہو نظر کی صورت
وصل سے جان چوراتے ہو کمر کی صورت

ہون وہ بلبل کہ جو صیاد نے کاٹے مرے پر
گر گئے پھول ہر اک شاخ سے پر کی صورت

تیرے چہرے کی ملاحت جو فلک نے دیکھی
پھٹ گیا مہر سے دل شیر سحر کی صورت

جھانک کر روزن دیوار سے وہ تو بھاگے
رہگیا کھول کے آغوش مین در کی صورت

تیغ گردن پہ کہ ہی سنگ پہ آہین دم ذبح
خون کے قطرے نکلتے ہین شرر کی صورت

کون کہتا ہی ملے خاک مین آنسو میرے
چھپ رہی گرد یتیمی مین گہر کی صورت

نہین آتا ہی نظر المدد اے خضر اجل
جادۂ راہ عدم ہے کمر کی صورت

پڑ گئین مجھہ جو مرے گرم لہو کی چھینٹین
اوڑ گئی جوہر شمشیر شرر کی صورت

قبر ہی وادی غربت مین بنے گی اکدن
اور کوئی نظر آتی نہین گھر کی صورت

خشک سیرون تن شاعر کا لہو ہوتا ہے
تب نظر آتی ہے اک مصرع تر کی صورت

آفت آغاز جوانی ہی مین آئی مجھہ پر
بجھہ گیا شام سے دل شمع سحر کی صورت

جلوہ گر بام پہ وہ مہر لقا ہے شاید
آج خورشید سے ملتی ہی قمر کی صورت

دہن یار کی توصیف کڑی منزل ہی
چست مضمون کی بندش ہو کمر کی صورت

نو بہار چمن نظم ہی عجب روز افزون
بڑھتی جاتی ہی گرہ دل کی ثمر کی صورت

ہون بگولے کی طرح سے مین سراپا گردش
رات دن پانون بھی چکر مین ہین سر کی صورت

بارش سنگ حوادث ہو نہ کس طرح امیر
آہ ہی شکل شجر اشک ثمر کی صورت

رنگ فق صبح کو کیون ہو نہ سحر کی صورت
پھرتے ہین شام سے شب بھر وہ قمر کی صورت

دل شکستہ مین وہ ہون خط جو کبوتر کو دیا
گر پڑا اوڑتے ہی ٹوٹے ہوئے پر کی صورت

ہوش اڑے تھے تو اڑے تھی خبر وصلت سے
نیند کیون اڑ گئی آنکھون سے خبر کی صورت

چمن دہر سے کیون قطع نہو نخل مراد
پتا پتا نظر آتا ہے تبر کی صورت

جھک گیا بار محبت کے اوٹھانے کے لیے
ابھی کھینچ بھی نہ چکی تھی مرے سر کی صورت

دیکھتے ہی مجھے چو رنگ کیا قاتل نے
تیغ ابرو بھی چلی تیر نظر کی صورت

سایہ آسا ترے کوچے مین ہوں سب سے مجھے رسم
راہ دیوار بھی دیگی مجھے در کی صورت

باندھ رکھے کسکے گرہ مین کہ بہت تھوڑی سے
آبرو ہی جو خدا داد گہر کی صورت

رات دن کعبۂ دل مین ہی بتون کا مجمع
کیا سے کیا ہو گئی اللہ کے گھر کی صورت

شکوہ کس کس کا الٰہی مین شب ہجر کرون
منھ چھپایا ہی اجل نے بھی سحر کی صورت

اس نزاکت پہ مین سو جان سے صدقے قاتل
ہاتھ بھی تیغ لچکتی ہے کمر کی صورت

دہ تہیدست ہون مذکور تمتع کا ہے کیا
صورت گل بھی نہ دیکھی کبھی زر کی صورت

طرفہ آنکھون کو دکھاتی ہی تماشا تری بزم
پتلیان دوڑتی پھرتی ہین نظر کی صورت

عمر گذری ہی مری وادی غربت مین مگر
اب تلک یاد ہی کچھ کچھ مجھے گھر کی صورت

شہپر شوق ہی کافی ہے کبوتر کیسا
اڑکے نامہ مرا پہونچے گا خبر کی صورت

سیچ اے دیدۂ تر مزرع دل کو ایسا
نخل ماتم بھی پھلے پھولے شجر کی صورت

قبر مین چین سے یارون کی گذرتی ہو امیر
پاؤن پھیلائے ہوئے سوتے ہین گھر کی صورت

بات کرنے مین تو جاتی ہو ملاقات کی رات
کیا بری بات ہی رہجاؤ یہین رات کی رات

تو تنگ ۔۔ ان سے نہیں کرمک شب تاب سے کم
ہی وہ زلف عرق آلود کہ برسات کی رات

ترا دل ۔ مزلف مین پھنس جای تو اپنا پوچھون
کہیے کس طرح کٹی قبلۂ حاجات کی رات

شام سے صبح تلک چلتے ہین جام می عیش
خوب ہوتی ہی بسر اہل خرابات کی رات

وصل چاہا شب معراج تو یہ عذر کیا
ہی یہ اللہ و پیمبر کی ملاقات کی رات

ہم مسافر ہین یہ دنیا ہی حقیقت مین سرا
ہی توقف ہمین اس جا تو فقط رات کی رات

چلکے اب سو رہو باتین نہ بناؤ صاحب
وصل کی شب ہی نہین حرف و حکایات کی رات

لیلۃ القدر ہی وصلت کی دعا مانگ امیر
اس سے بہتر ہی کہان کوئی مناجات کی رات

بڑھکے کچھ کعبے سے بھی ہی غزہ شان کو ہی دوست
ہین غزالان حرم صید سگان کو ہی دوست

کیا زمین پکڑی ہی ظالم نے میان کو ہی دوست
پھٹ پڑے دشمن پہ یارب آسمان کو ہی دوست

دور سے آئے ہین ہم ای ساکنان کو ہی دوست
دو جگہ ہمکو بھی تھوڑیسی میان کو ہی دوست

کی مشقت جسنے پہونچا وہ میان کو ہی دوست
معتکف چلہ نشین ہین ساکنان کو ہی دوست

باغ جنت پر بھی دیتا ہون لسے ترجیح مین
کون ہی مجھسے زیادہ درمیان کو ہی دوست

رہتے ہین تسبیح مین تقدیس مین تہلیل مین
تقدسیون سے کم نہین ہین ساکنان کو ہی دوست

ای فلک مثل نرگس دیر سے ہی چشم شوق
جلد دکھلا دے بہار بےخزان کو ہی دوست

جھک گئی گردن گریبان کی طرف جب وقت فکر
سحن اقرب سے ملا ہمکو نشان کو ہی دوست

ہی یقین ہو صحبت خورشید سے جلدی سحر
حکم حیدر ہی صدا سے پاسبان کو ہی دوست

گلشن جنت کی کیا پروا ہی ای رضوان انھین
ہین جو مشتاق بہشت جاودان کو ہی دوست

بلبلون کے چہچہے جب باغ مین جا کر سنے
یاد آئے ہمکو کیا کیا پاسبان کو ہی دوست

لے ہما بیفائدہ تو نے قدم رنجہ کیا
مستحق ان ہڈیون کے ہین سگان کو ہی دوست

دیکھون ای واعظ کسے سنتے ہین ولے سامعین
وصف تو فردوس کا کرمین بیان کو ہی دوست

جب کھلا تفسیر سے مضمون خیاتِ نعیم
مین سمجھا ہی یہ قرآن مین بیانِ کوی دوست

میری اشکون سے جو دریا موج زن ہی رات دن
مردمِ آبی بنے ہین رہروانِ کوی دوست

ہی نیا عالم ہی اس عالم سے وہ عالم جدا
اور ہی کچھ ہین زمین و آسمانِ کوی دوست

جب قدم رکھا زمین پر آسمان پر جا پڑا
بارہا ہمنے کیا ہے امتحانِ کوی دوست

نامہ بر مین جانتا ہون پر بتا سکتا نہین
دل مین ہی لب تک نہین آتا نشانِ کوی دوست

چاہتے ہو داب لو اسکو بغل مین ای امیر
بوستان سعدی کی ٹھہرا بوستانِ کوی دوست

ردیف ثاے مثلثہ

گریہ بے سود ہی نالے دلِ ناشاد عبث
دادرس کوئی نہین شکوۂ بیداد عبث

کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ
حوصلہ وار لگانے کا ہے جلاد عبث

ایک رنگ آتا ہی یان ضعف سے اک جاتا ہی
رنگ بھرنا ہے نقشے مین ہی بہزاد عبث

بندہ ہون تیری محبت کا مین جاؤنگا کہان
بند کرتا ہی قفس مین مجھے صیاد عبث

ایک مشتاق شہادت بھی تو جوہر نہ ہوا
تجھ مین جوہر ہین یہ ای خنجرِ فولاد عبث

وہ گل آیا ہی نہ آئیگا کبھی گلشن مین
سرو قد اوٹھتے ہین تعظیم کو شمشاد عبث

داد بھی دیگا وہی جسنے یہ کی ہی بیداد
دوڑتی پھرتی ہی ہر سو مری فریاد عبث

لاکھون گھر اور ہین دلمین مری کیا رکھا ہی
کرتی ہی خانہ خرابی اسے برباد عبث

عمر رفتہ پہ تاسف سے نہین کچھ حاصل
وہ ہمین بھول گئے کرتے ہین ہم یاد عبث

سنکے دردِ دل عشاق یہ کہتا ہی وہ بت
بندے اللہ کے ہو مجھسے ہی فریاد عبث

بال بال اوسکا گرفتار بلا ہوتا ہے
بندۂ عشق کو سب کہتے ہین آزاد عبث

جان دی کام مین معشوق کے سب کچھ پایا
کون کہتا ہے کہ تھی محنت فرہاد عبث

انبیا تک ہے پابند شریعت کے امیر

ظاہر ہی قید سے گھبراتے ہین آزاد عبث

ردیف جیم

آنے سے تیری یاس ہوئی مجکو یار آج
کل تک ترا تھا موت کا ہی انتظار آج

مجنون کی قبر سے جو اوٹھا پھر غبار آج
گذرا ادھر سے کیا کیا کوئی محمل سوار آج

تم بھی بناؤ کرکے چلو سیر باغ کو
نکھرا ہوا ہے رنگ عروس بہار آج

قاتل جو یوہین روز ترقی ہی حسن کی
کل سو ہوے تھے قتل مرینگے ہزار آج

ان پیچ ہی قید بوسۂ گیسو کی ہی سزا
کل کا نکالتے ہین وہ مجھہ سے غبار آج

کل تک تو میرے سایے سے تم بھاگتے تھے دور
بیٹھے ہو پاس آکے کہو کیا ہے یار آج

حسرت ہے بعد مرگ بھی آنکھین کھلی رہین
سمجھے تھے ہم تمام ہوا انتظار آج

مد نظر بتون کو مرا امتحان ہے اب
رہجاے آبرو مری پروردگار آج

قاضی برہنہ سر ہی تو زخمی ہی محتسب
شاید کہ پی گئے ہین بہت بادہ خوار آج

مشتاق قتل کون ہوا رات کو نثار
کھدتا ہی تیرے کوچے مین کسکا مزار آج

ہمدم دراز ہے شب فرقت تو غم نہین
شب بھر سے ہے فسانۂ گیسوے یار آج

کھینچے ہوے ہین تیغ وہ بڑھ بڑھکے رکھہ قدم
اے دل یہی تو وقت ہی ہمت نہ ہار آج

روتا ہے باغبان در گلشن ہزار زار
شاید چمن سے ہوتی ہی رخصت بہار آج

کانٹون مین لیچلا ہی جنون مجکو کھینچ
باقی رہیگا ایک نہ دامن مین تار آج

کل تک وہ نہین بھی صاف مٹا دیگا آسمان
باقی کہین کہین ہی جو نقش و نگار آج

قاتل نے ہاتھہ روک لیا کیا غضب کیا
مایوس ہوگیا دل امیدوار آج

رہ رہکے ہچکیان مجھے آتی ہین کیون امیر
کرتے ہین یاد کیا وہ مجھے بار بار آج

گلگشت [illegible] جو وہ گلعذار آج
پھرتی ہی باغ باغ نسیم بہار آج

پھولیگا خون سے دشت مین پھر لالہ زار آج
چھالون سے چھیڑ کرتی ہی پھر نوک خار آج

بولے وہ عکس دیکھ کے چشم سیاہ کا
آئینہ کھیلتا ہے ہرن کا شکار آج

تڑپا رہی ہی ہجر مین لذت وصال کی
کل پی تھی جو شراب ہی اوسکا خمار آج

جاگا ہون عمر بھر کا ذرا اب تو سو رہون
کہدو رہے خموش چراغ مزار آج

میری تڑپ کو دیکھ کے ایسی ہی بیقرار
مشتاق صبح خود ہی شب انتظار آج

جھنجھلا کے بوسہ لب جانبخش پہ کہا
کچھ موت تو نہین ترے سر پہ سوار آج

حورین جنان مین بیٹھی ہین دامن سمیٹ کر
اوٹھا ہی کسکی خاک سے یارب غبار آج

گرم خرام رات کو ہوگا لحد پہ یار
ہر نقش پا بنے گا چراغ مزار آج

بسمل نظر سے راہ مین لاکھون ہین مرغ دل
گھر بیٹھے آپ کھیل رہے ہین شکار آج

منظور کسکا قتل ہے تیغ نگاہ سے
پھر پھر کے دیکھتے ہی کسے بار بار آج

میکش ہین زیر سایہ انگور نالہ کش
ساقی چمن مین تیری پڑی ہی پکار آج

وہ کیا شب فراق مین کوئی نہ آئیگا
بیتاب ہے موت کا بھی انتظار آج

پہلو مین غیر کے ہی تقرر وہ جان جان
دل کو کسی طرح نہین آتا قرار آج

کل تک سواری آئے یقین ہی بہار کی
نکلا ہے پیش خیمہ ابر بہار آج

سر پر ہے ابر ساقی و مطرب ہین سامنے
اللہ رے جوش رحمت پروردگار آج

قدمون پہ اوسکے ہمکو تڑپ کر گرا دیا
کیا کام آگیا ہے دل بیقرار آج

کل تک جو کچھ دکھایا ہی دیکھا ہے دیکھیے
دکھلائے کیا مشیت پروردگار آج

روتے ہین پھوٹ پھوٹ کے کیون آبلے امیر
دیکھو تو ٹوٹی ہے کوئی کیا نوک خار آج

جلتے تمھارے رخ آتشین سے دامن موج
یہ شعلہ وہ ہے جو نہ بجھا ہے برق خرمن موج

یہ انتظار ہے ساحل پہ کسکے آنے کا
سر حباب سے اونچا بلند گردن موج

خیال زلف مین کرتے ہین ہم تری کا سفر
لپٹ نہ جاے کہین اوسکے مار رہزن موج

یہ خوف ہی تری ابرو کی تیغ کا قاتل
کہ آجتک نہین جاتا ہی رعشۂ تن موج

عبث ہی تجکو تریون سے چشم دادرسی
سنے نہ بحر مین گوش حباب شیون موج

ہمارے رونے پہ آتی نہین کسے رقت
حباب ہنستے ہین آنکھون پہ رکھکے دامن موج

یہ خوف ہے تری تیغ نگہ کا دریا مین
کہ چشم مردم آبی ہے زیر جوشن موج

فقط نہ دیدۂ تر سے نگون ہی چشم حباب
خمیدہ شرم مژہ سے ہوئی ہی گردن موج

ڈبو رہا ہے تجھے بحر کس خطا پہ امیر
حباب کا نہ مخالف ہون مین نہ دشمن موج

دینار کی نہ ہمکو درم کی ہے احتیاج
بس تیری اک نگاہ کرم کی ہی احتیاج

خط عذار یار رقم سے بے رقم ہوا
اس خط کو کیا دوات و قلم کی ہی احتیاج

دل لب لگے کیف ہی مین ہین جام جہان نما
کب میکشون کو ساغر جم کی ہی احتیاج

اشکون کے ساتھ عشق مین لازم ہی آہ بھی
جو ہو سپاہ اوسکو علم کی ہی احتیاج

ہم سینچتے ہین آنسوؤن سے اپنی کشت کو
اے ابر کسکو تیرے کرم کی ہی احتیاج

بے احتیاج کوئی نہین اس جہان مین
ناوک کو پر کی تیغ کو دم کی ہی احتیاج

ہر سنگ سجدہ گاہ ہے شوق سجود مین
ساجد کو دیر کی نہ حرم کی ہی احتیاج

کب بھوک مین ہون چاہتا نان تجھسے ای فلک
نان ہے اگر تو سنگ شکم کی ہی احتیاج

وعدہ کیا ہی اوسنے تو آئیگا وہ امیر
کچھ اوس سے قول کی نہ قسم کی ہی احتیاج

ردیف حاے حطی

آزماؤ دل کو صاحب آزمانے کی طرح
کرو گئین تم تو بدلتے ہو زمانے کی طرح

دیدہ و دل مین یہ رکھا ہی کیا ای تخم اشک
رنگ پیدا کر زمین مین ملکے دانے کی طرح

صورت آئینہ اے دل تھا کجا دیدار رُخ
خاک چھان اب کوچۂ گیسو مین شانے کی طرح

درد دل اے دل تو وہ عاشق کا سنتے ہی نہین
اور جو سنتے ہین تو سنتے ہین فسانے کی طرح

ناوک انداز نگہ اچھی نہین یہ تاک جھانک
اوڑ نہ جائے دیکھنا کوئی نشانے کی طرح

بادہ خوار و تجھکو کیا خورشید محشر کا ہے خوف
چھا رہا ہے ابر رحمت شامیانے کی طرح

جب کبھی آتا ہے دل مین تیری چوٹی کا خیال
چوٹ پڑتی ہے جگر پر تازیانے کی طرح

چشم فتان اونسے کہتی ہے اگر ارشاد ہو
ہم بھی کچھ نیرنگ کھلائین زمانے کی طرح

ایکبار اے برق تکلیف اور کر جھگڑا اسے مٹے
پھونک دے مجھکو بھی میرے آشیانے کی طرح

تم تو آتے ہی قیامت کرتے ہو صاحب بپا
دل مین آتے ہو تو آؤ گھر مین آنے کی طرح

اے جنون اب اور ہی دکھلا کوئی عالم وسیع
تنگ ہے مجھپر یہ عالم قید خانے کی طرح

در سے کعبے کے نہین اوٹھتا سر اپنا اسلیے
اسمین بھی کچھ کچھ ہے تیرے آستانے کی طرح

چار دن کو کیسی طرح آشیان اے عندلیب
ڈالیون پہ کاٹ دین ہم آشیانے کی طرح

او کمان ابرو ادھر بھی سرسری کوئی نگاہ
تیر کے مشتاق ہم بھی ہین نشانے کی طرح

دلکو آجاتا ہے یاد سوزن مژگان سے چین
زخم مین اچھی ہے یہ ٹانکے لگانے کی طرح

کتنے بیدرد اس زمانے کے اطبا ہین امیر
حال بیمارون کا سنتے ہین فسانے کی طرح

جس دن وہ رشک مہر مجھے منہ دکھائے صبح
تا روز حشر شام نہو لے خدا لے صبح

پیر مغان کی بزم مین بخت سیہ کہان
جنت مین جیسے شام نہین ہر سو ہے صبح

ہنگامہ میکشی کا تماشا ہے گرم ہو
کیا سرو سر چلتی ہو ساقی ہوئے صبح

ایسا کیا ہے چرخ نے کوتاہ روز وصل
کیا دور ہے جو شام ہو پیدا بجائے صبح

اہل جہان بخیل ہین ممسک ہین مخس ہین
اللہ رے زشت نہ انکا دکھائے صبح

ایسا شب فراق کیا تجھے انتظار
آنکھین سفید ہوگئین اپنی بدلے صبح

پوچھو نہ کچھ جوانی و پیری کی سرگذشت | یہ ماجرائے شام ہے وہ ماجرائے صبح
صبح شب وصال یہ روتا ہون مین لہو | مثل شفق ہے سرخ سراپا ردائے صبح
شادی کی رکھ اُمید جو غم کا ہو سامنا | بعد سواد شب ہے ظہور ضیائے صبح
مشکل ہے ہوتی ہو شب فرقت اگر تمام | ڈرتا ہون کوئی اور نہ فتنہ جگائے صبح
صورت شب وصال کی آتی ہو کب نظر | تاثیر ایک دن نہین کرتی دعائے صبح
ہوتے ہی صبح گھر سے سدھارا وہ مہوش | کیون آتش شفق سے نہ مجکو جلائے صبح
میرے جنون کا نیچہ خورشید مین ہو رنگ | کرتا ہے چاک چاک ہمیشہ قبائے صبح

بیجا ہے دخل غیر شب وصل اے امیر
دروازہ بند کیجیے آنے نپائے صبح

ردیف خائے معجمہ

کیا کیا جلا ہو دیکھ کے رنگ شراب سرخ | مجھ سے ہو گیا ہے رخ آفتاب سرخ
ہمرنگ اصل فرع نہ ہوگی کسی طرح | گل ہو ہزار سرخ نہوگا گلاب سرخ
کشتہ جو تھا مین ایک بت سرخ پوش کا | ہاتھ آئی حشر مین مجھے فرد حساب سرخ
ہم دل جلونکا سینہ ہو بھٹنے کا جواب | وہان ہو شراب سرخ یہان ہو کباب سرخ
رہتا ہے دل مین بادۂ گلرنگ کا خیال | ساقی سے ہے نہ کیون مری چشم پرآب سرخ
غازہ جو اوسنے رات کو منھ پر لگا لیا | مانند آفتاب ہوا ماہتاب سرخ
فرقت مین یاد وہ رخ گلگون جو آگیا | خون رو لئے اسقدر کہ ہوا فرش خواب سرخ
قاصد سمجھ گیا مین یہ ایما ہے قتل کا | شنجرف سے لکھا مجھے اسنے جواب سرخ
چھوئے جو اپنے دست نگارین سے وہ نگار | یاقوت کسطرح سے ہو دُر خوش آب سرخ
چھنتا ہے نور عارض گلگون سے اسقدر | ہوجاتی ہے سفید بھی اوسکی نقاب سرخ
اوبھرا جو اوس نگار کا جوبن شباب مین | دریائے حسن مین نظر آئے حباب سرخ

پرتو ہے تیرے شان جمال و جلال کی / ہے روے مہ سفید رخ آفتاب سرخ
مخمور آنکھیں یہ نہیں ساقی کی یکشو / بلور کی پیالیوں میں ہے شراب سرخ
خونریزیاں ٹپکتی ہیں قاتل کی وضع سے / جوڑا گلے میں سرخ کمر میں ہے ڈاب سرخ
مہندی لگا کے ہاتھ جو دھوئی وہ گلبدن / پانی ہو کیوں نہ طشت میں مثل شہاب سرخ

مطلب نہیں امیر کو حور و قصور سے
ساقی ہو سبزہ رنگ الگی شراب سرخ

ردیف دال مہملہ

کون اوٹھائیگا تمھاری یہ جفا میرے بعد / یاد آئیگی بہت میری وفا میرے بعد
ہوں وہ نالان کہ ہے اتنے لیے مرنیکی خوشی / چین سے سوئیگی سب خلق خدا میرے بعد
جتنا جی چاہے بلاؤں میں پھنسا لو مجھکو / کوئی پاؤگے نہ مشتاق بلا میرے بعد
ہے وصیت مری مرقد پہ یہ لکھدیں احباب / گر کرے کوئی کسی سے نہ وفا میرے بعد
تنگ ہے کچھ تو محبت میں ہوا رنگ اثر / تین دن اوسنے لگائی نہ حنا میرے بعد
کون ماتم میں ہو یوں دل کا جلا شیدا الا / گل ہوئی شمع مزار شہدا میرے بعد
ضعف میں ہے تن مجنون بھی مہ نو لیکن / ہے وہ عالم میں تو انگشت نما میرے بعد
مر گیا ہوں میں صنم تیری فراموشی پہ / یاد کرنا نہ مجھے بہر خدا میرے بعد
تھا وہ بلبل کہ جگر میں مرے کانٹا کھٹکا / چمن حسن میں جو پھول کھلا میرے بعد
خون مرا کرکے بہت ہاتھ ملے قاتل نے / نہ جما پر نہ جما رنگ حنا میرے بعد
تھی مرے دم سے فقط اوسکو ستم کی تیزی / نہ رہے جوہر شمشیر جفا میرے بعد
میرے مرتے ہی ملا خاک میں یہ اوج جنون / دشت میں کوئی بگولا نہ اوٹھا میرے بعد
نگہ ناز سے مارا نہ کسی کو اوس نے / یار سے کھنچ نہ سکی تیغ ادا میرے بعد
خوش خطون سے نہ کسی کو بھی کیا زیر و زبر / ایک قلم چھوٹ گئی مشق جفا میرے بعد

زینتِ محفلِ اربابِ سخن تھا مین امیر
نہ رہی رونقِ بزمِ شعرا میرے بعد

موت پھر جاتی ہی آنکھون مین اگر آتی ہی نیند
رات بھر مرکے ہی مرتے مجکو دکھلاتی ہی نیند

ہجر مین مجھ تک جو آتی ہی تو گھبراتی ہی نیند
مانگ کر پلکون کے پر آنکھون سے اوڑ جاتی ہی نیند

دیکھتا ہون اونکی پلکونکو جو آجاتی ہے نیند
جانکر دیوانہ مجھ سے تنکے چنواتی ہی نیند

ہجر کی شب ایک تو یونہی نہین آتی ہی نیند
اور پلک پلک سے ترنم صبح اوڑ جاتی ہی نیند

ورد دل کہتا ہی نہین جب بات کو کہتے ہین وہ
ختم کیجے یہ کہانی اب ہمین آتی ہی نیند

تیرے جگنو کا اگر آنکھونکو بندھتا ہی خیال
کرمکِ شب تاب بنکر صاف اوڑ جاتی ہی نیند

ایک دم کو تو کرم فرما اگر ہو ہجر مین
ای اجل دیکھون تو پھر کیونکر نہین آتی ہی نیند

جاگتے مین جو فرشتون کو نہین آتا نظر
وہ تماشا خواب مین انسان کو دکھلاتی ہی نیند

جانتے ہو بند کیون ہوتی ہین آنکھین وقت خواب
اہل بینش چشم پوشی تمکو سکھلاتی ہی نیند

لیٹتا ہون روز یہ کہکر مین مشتاق جمال
آج دیکھون سیر کیا کیا مجکو دکھلاتی ہی نیند

غفلتِ پیری ہی اب تھی نوجوانی تک ترنگ
رات کے جاگے ہوؤن کو جیسے آجاتی ہی نیند

غافلون کو اور غافل میری صحبت نے کیا
آگئی غفلت کو غفلت نیند کی ماتی ہی نیند

ڈرتی ہی میرے سیہ خانے مین جو آتے ہوئے
موت کو ہمراہ لے لیتی ہی تب آتی ہی نیند

خواب مین ہر شب نظر آتے ہین کیا کیا ماہرو
اختر طالع کو میرے روز چمکاتی ہی نیند

چشم وا ہی شام سے ہرچند دروازے کی طرح
کیا ہجوم رنج سے آنے نہین پاتی ہی نیند

عین غفلت مین ہین خوش اسطرح یہ اہل جہان
جیسے ہنس ہنسکے مری پلکونکو جو آجاتی ہی نیند

سخت جانان ہجر مین چھٹتی ہی گر تیغ اجل
یون لپٹ جاتی ہی وہ جیسے آ لپٹ جاتی ہی نیند

مین تو کیا محفل مین اوسکی جاکے سو جاتے ہین پانون
نرم بستر پاکے کیسے پانون پھیلاتی ہی نیند

ہجر مین آرام کیسا ہم بھی شب بیدار ہین
کام کیا راحت کا کیون تکلیف فرماتی ہی نیند

ہجر جانان مین جو سو غمزون سے آتی ہے امیر
خفتگان خاک کی صورت سُلا جاتی ہے نیند

چشم موسی کو رہے برق سر طور پسند
ہمکو اوس چہرۂ پر نور کا ہے نور پسند

جتنے میوے چمن دہر مین ہین اون سب مین
تیرے مجروح کو ہے زخم کا انگور پسند

شکل ملتی ہے تری زلف سیہ سے کچھ کچھ
کیون نہو ہمکو سواد شب دیجور پسند

اور نغمون سے نہین بزم جہان مین کچھ کام
اپنے کانون کو تو ہے نغمۂ منصور پسند

کاش جراح چھڑک دے کہین تھوڑا سا نمک
میرے زخمون کو نہین مرہم کافور پسند

تیری تعریف کے ہین کان ہمارے مشتاق
ذکر لیلیٰ کا نہ شیرین کا ہے مذکور پسند

تیرہ دل چاہین کیون سارے جہان مین اندھیر
شپرہ کو ہے سواد شب دیجور پسند

ہون مین شاعر ہے مجھے شعر سے رغبت ایسی
جس طرح مست کو ہو بادۂ انگور پسند

کیون کہی بات جو کہنے کی سزاوار نہ تھی
خود ہوا دار پہ رہنا تجھے منصور پسند

اک نظر میرے دل صاف کو دیکھے جو کبھی
آئینے کو نہ کرے وہ بت مغرور پسند

کاٹ کر راہ مرے گھر کی چلے اور طرف
یہ طریقہ نہین مجھکو کسی دستور پسند

تنگ آیا ہون بہت اہل وطن سے مین امیر
کیون نہو دل کو وطن سے سفر دور پسند

آفت ہے یون جہان مین اہل ہوس کے گرد
ہو عنکبوت گھات مین جیسے مگس کے گرد

پھولون کا ڈھیر روز لگاتے ہین گلفروش
رہتا ہے پھول والون کا میلا قفس کے گرد

گھیرے ہین سوز غم دل نالان کو عشق مین
یہ قافلے کا قافلہ ہے اس جرس کے گرد

ساقی ہو بادہ خوار ملامت پسند ہون
ساغر بکف پھرا ہون مین شوق عسس کے گرد

گھیرے ہین تیغ یار کو اپنا کشان عشق
مظلومون کا ہجوم ہو فریادرس کے گرد

دوران سر ہے یا الفت لب کا یہ حکم ہے
بیمار بنکے پھرتے ہین مسیحا نفس کے گرد

سر پھر گیا کسی کی پلک یاد آ گئی
دیکھا کبھی بھنور کو جو چکر مین خس کے گرد

عالم تمام بحث عقول عشر مین ہے
کیا سیر ہو کہ ایک زمانہ ہے دس کے گرد

سودائے زلف مین مین عزیز جہان ہوا
ایسا مزا ملا کہ پھرا سانپ ڈس کے گرد

حسرت ہے دید گنبد مولا کی اے امیر
آنکھون کی پتلیان ہون تصدق کلس کے گرد

پہونچا نہین کو بت دلخواہ مین قاصد
کیا جانے کہان بیٹھ رہا راہ مین قاصد

اک چاند سے مکھڑے کو لکھا مین نے خط شوق
لیجا مرے نالے کو شب ماہ مین قاصد

مکتوب مین ان چاہ زنخدان کی ہے تعریف
ڈر ہے نہ کہین ڈوب مرے چاہ مین قاصد

اوس بت نے نکالا تھا اگر مجھ تلک آتا
کیون بیٹھ رہا خانۂ اللہ مین قاصد

کیسا چمن کوچۂ جانان مین گیا جلد
ٹھہرا نہ کہین مثل صبا راہ مین قاصد

لیکر خبر یار پھرے جلد الٰہی
بھیجا ہو بڑے صدمۂ جانکاہ مین قاصد

خط لیکے گیا ہے کئی گذرے ہین مہینے
آتا ہے ادھر دیکھیے کس ماہ مین قاصد

خط اوسنے لکھا سچ ہو یہ کہتا تو قسم کو
گیا کل حضرت عباس کی درگاہ مین قاصد

ڈھیلی ہو کمر کسکے ذرا ماندہ دوبارہ
گر جائے نہ خط کھل کے کہین راہ مین قاصد

خط پڑھتے ہی ہوتے وہ ادھر آپ روانہ
ہوتا ہی اثر کچھ بھی مری آہ مین قاصد

بھیجا تھا امیر اوسکو تو اک بت کی گلی مین
سیدھا گیا اللہ کی درگاہ مین قاصد

ردیف دال مہملہ

تیغ قاتل نکر اترا روانی پر گھمنڈ
سخت کم ظرفی ہو اک دو بوند پانی پر گھمنڈ

شمع کے مانند کیا آتش زبانی پر گھمنڈ
صورت پروانہ کر سوز نہانی پر گھمنڈ

ہے اگر شمشیر قاتل کو روانی پر گھمنڈ
بسملون کو بھی ہو اپنی سخت جانی پر گھمنڈ

مارا وٹھانیکا ہے اوسکے حوصلا ای جان زار
اب تلک تجکو ہے زور ناتوانی پر گھمنڈ

نوبت شاہی سے آتی ہے صدا شام و سحر
اور کرلے چار دن اس دار فانی پر گھمنڈ

دیکھ او نادان کہ پیری کا زمانہ ہے قریب
کیا لڑکپن سے کہ کرتا ہے جوانی پر گھمنڈ

چار ہی نالے ہمارے سنکے چپکی لگ گئی
تھا بہت بلبل کو اپنی خوش بیانی پر گھمنڈ

عفو کے قابل مرے اعمال کب ہین ای کریم
تیری رحمت پر ہے تیری مہربانی پر گھمنڈ

شمع محفل شامت آئی ہے تری خاموش ہو
دل جلونکے سامنے آتش زبانی پر گھمنڈ

طبع شاعر آپکے زورون پہ کرتی کیونکر نہ ناز
سبکو ہوتا ہے جوانی میں جوانی پر گھمنڈ

چار موجون مین ہماری چشم تر کے رہگیا
ابر نیسان کو بھی تھا دُر فشانی پر گھمنڈ

دیکھنے والون کی آنکھین آپنے دیکھی نہین
حق بجانب ہے اگر ہے لن ترانی پر گھمنڈ

عاشق و معشوق اپنی اپنے عالم مین ہین مست
وان نزاکت پر تو یان ہے ناتوانی پر گھمنڈ

تو سہی کلمہ ترا پڑھوا کے چھوڑون ای صنم
زاہدون کو ہے بہت تسبیح خوانی پر گھمنڈ

سبزۂ خط جلد یارب رخ پہ اوسکے ہو نمود
خضر کو ہے اپنی عمر جاودانی پر گھمنڈ

گور مین کہتی ہے عبرت قیصر و فغفور سے
کیون نہین کرتے ہوا اب جہانگیری پر گھمنڈ

ہے یہی تاثیر آب خنجر جلاد مین
چشمۂ حیوان نہ کر تو اپنے پانی پر گھمنڈ

حال پر اجداد و آبا کے تفاخر کیا امیر
ہین وہ نادان جنکو ہے قصے کہانی پر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

کیا روکے قضا کے وار تعویذ
قلعہ ہے نہ کچھ حصار تعویذ

چوٹی مین ہے مشکبار تعویذ
یا فتنۂ روزگار تعویذ

دونون سے نہ درد دل مٹایا
گنڈے کا ہے رشتہ دار تعویذ

کیا نادِ علی مین بھی اثر ہے
چارون ٹکڑے ہین چار تعویذ

ڈرتا ہون نہ صبح ہو شب وصل
سے ہے مہرن زرنگار تعویذ

ہمکو بھی ہو کچھ اب تسکین
کھوئے جو تپ غبار تعویذ

پتال کو بڑھ ہمارے پہونچی
گاڑا تہ پاسے یار تعویذ

حاجت نہین اونکو نورتن کی
بازو پہ ہین پانچ چار تعویذ

کھٹکے وہ نہ آئے فاتحے کو
دیکھا جو سر مزار تعویذ

پی جائینگے گھول کر کسے آپ
ہے نقش نہ خاکسار تعویذ

اے ترک تلین بلائین سر سے
اک تیغ کا خط ہزار تعویذ

ڈر ہے تمھین کنکنون سے لازم
لایا تو ہے سادہ کار تعویذ

اکسیر کا نسخہ اوسکو سمجھو ان
کھوئے جو ترا غبار تعویذ

مجمع سے ہے امیر کی لحد پر
میلے کا ہے اشتہار تعویذ

چوٹی مین اگر ہے بار تعویذ
لا ہیرے ہی سر ہے مار تعویذ

یان جب سے کہ تو پانچ چار تعویذ
وہان بغض سے کیے ہین ہزار تعویذ

سے ہے مار سیاہ اوسکی چوٹی
من سانپ کا زرنگار تعویذ

گر اوسکے گلے تو بنے گا لمبے
چارون کونون مین چار تعویذ

لکھے مرے خون سے جو عاقل
دکھلائے نئی بہار تعویذ

جاتی نہین ہجر کی تپ حار
تا حق سے ہے گلے کا ہار تعویذ

قاتل نے لکھا جو کوئی تیز رہ
سمجھا مین جگر فگار تعویذ

چاندی ہوئی اوسکی جب دیا حکم
سونے مین منڈھے سنار تعویذ

ہو ایک سپر نہ تیغ غم کی
ہیکل مین جو ہون ہزار تعویذ

لو تار نظر مری اگر ہے
ڈورے کا امیدوار تعویذ

کیون نہ شک سے دل جلے نہ میرا / ہوا اوس سے جو ہمکنار تعویذ

چولی نے ترے جو سر چڑھایا / سے ہے صاحب افتخار تعویذ

بازو سے صنم کہان کہان تو / اللہ رے ترا وقار تعویذ

اللہ رے امیر سوز فرقت / جل جاتا ہے برق وار تعویذ

ردیف رای مہملہ

دل پر داغ کا مسکن نہین ہر اوسکے گیسو پر / اوگا ہی پھول لالے کا یہ گویا شاخ شبو پر

ہجوم ایسا ہوا گلشن مین اوسکے قد دلجو پر / گرے سرو لب جو ٹوٹ کر سرو لب جو پر

الٰہی شکر رتبہ میرے خط شوق نے پایا / عوض تعویذ کے باندھا ہی اوسنے اپنے بازو پر

کہان جاتا ہی اپنی فکر سے اوس چشم کا مضمون / یقین ہی صید ہو ڈالا ہی گھوڑا ہسنے آہو پر

سنبھل سکتا نہین ہی سر وفور ناتوانی سے / اگر تکیے سے اٹھتا ہو تو آ رہتا ہی زانو پر

امید قتل ترک چشم سے کچھ کچھ تو پڑتی ہی / ہر اک دست مژگان رکھدیا ہی تیغ ابرو پر

یہ شوق قتل ہی مجھکو کہ مقتل مین گلا رگڑا / کبھی شمشیر کے نیچے کبھی شمشیر کے اوپر

پرستش سے بت پندار کی انکو ہی کب فرصت / مسلمان کیا سمجھکر طعنہ زن ہوتے ہین ہندو پر

مرے رونے نے فرقت مین ڈلایا ایک عالم کو / بہائے ابر نے دریا مرے ایک ایک آنسو پر

چمک جاتا ہی درد دل زیادہ ہجر ساقی مین / اگر برسات مین شب کو نظر پڑتی ہی جگنو پر

اگر رخصت ہی ہی مد نظر اتنا ٹھہر جاؤ / کہ اپنے داغ دل کی اشرفی باندھون مین بازو پر

در جانان پہ مطلب تھا یہ میرا الغرض پاسے / گرا ہی چلتے ہی رکھدین [illegible] بازو پر

خبر تجھکو نہین ہی اے سگ جانان تعجب ہے / سگ اصحاب کہف آیا ہماری لاش کے اوپر

پڑا خط بھی نہ میرے تن پہ پیری سخت جانی کر / تفاخر تھا بہت قاتل کو اپنے زور بازو پر

امیر انجام کا کب دھیان رہتا ہی محبت مین

گرا میں ضعیف اوسکے کوچے کو چل کر	زمین رحم کر تو ہی پہونچا دے ٹل کر
گئی سیر دیکھو سو بے تاب چل کر	سر راہ بیٹھی ہیں پریاں مچل کر
ادھر کی نہو جائے دنیا ادھر کو	زمانے کو بدلو نہ آنکھیں بدل کر
وہ کرتے ہیں باتیں عجب چکنی چکنی	یہ مطلب کہ چوٹ ہو کوئی پھسل کر
وہ مضطر ہوں میں کیا مرے ساتھ گھر دون	تڑپتا ہے سایہ بھی کروٹ بدل کر
یہ کہتی ہے وہ زلف عمر خضر سے	کہ مجھ سے کہاں جائیگی تو نکل کر
گلستان نہیں ہے یہ بزم سخن ہے	کہو شاعروں سے کہ پھولیں نہ پھل کر
غضب اوج پر ہے مری بیقراری	زمین آسمان بن گئی ہے اوچھل کر
پڑا تیر دل پر جو منہ تو نے پھیرا	نشانہ اوڑایا ہے کیا رخ بدل کر
نہ آئینگے وہ آج کی شب بھی شاید	کہ تارے چھپے پھر فلک پر نکل کر
چلو دیکھیو بزم گلزار اوسکے	گل آتے ہیں پوشاک میں عطر مل کر
چھپا کب ہے بت خاک عالم نے ڈالی	شفق بنگیا خون میرا اوچھل کر
کمر بال سی ہے نہ لچکے یہ ڈر ہے	جوانی پڑا اے ترک آنا سنبھل کر
حضور اوسکے باتیں جو کہتے ہیں ڈرتے	کہا ہو رہا دور مطلب نکل کر
چھپے حرف گیری سے سب عیب میرے	ہوئی پردہ ہر بات میں تہ نکل کر
وہ ہوں لالہ سان سوختہ بخت میکش	کہ مے ہو گئی داغ ساغر میں جل کر

کہے شعر امیر اوس کرکے ہزاروں
مگر ہو گئے کتنے پہلو نکل کر

یہی سوز دل ہے تو محشر میں جل کر	جہنم اوگل دیگا مجھکو نگل کر
پڑی مجھ پہ ادھی وہ تلوار چل کر	گئی کس طرح موت کمبخت ٹل کر
نہ وحدت سے مطلب نہ کثرت سے مطلب	نہ گھٹ کر ہوئے قطرہ نہ دریا ابل کر

تری بات بھی تیر ہے ناوک فگن
گڑی ہے مرے دل مین نہ بانسے نکل کر

جو شام شب ہجر دیکھی تو سمجھے
قضا سر پہ آئی ہے صورت بدل کر

جہان مین لہو کی قدر تم جب کسی نے
پشیمان ہوا میرے دلسے نکل کر

ترنج اوس بت کا شاید نکلتا ہے تیور
کہ قدمون پہ گرتی ہین لنگر مینا پھسل کر

جلا ہجر مین مرا دل جو پروانہ آسا
کہا مین نے بھی شعر واون کو جل کر

جلانے کو دل داغ سینہ ہو حاضر
مگر تو ہی اے داغ پہلو بدل کر

جو کھینچے گا بھی تیر سینے سے ظالم
تو پیکان سے لیجائیگا دل بدل کر

اونھین آتے دیکھا تو دوڑین نگاہین
گئی یہ آنکھین اونسے بھی آگے نکل کر

یہ میری طرف پاؤن محفل مین کیسے
ذرا آدمیت سے بیٹھو سنبھل کر

عزیز اسقدر نقد جان کیون ہوا یدل
خدا دے جو ہمت تو نذر اجل کر

بشر کیون نہ ہو بیطرح ہوکے مضطر
تڑپتی ہے جو دریا سے مچھلی نکل کر

دو بسمل ہوے جب یہ تیغ تا تو نے کھینچا
لگے چپ سے گر پڑی تیغ اوچھل کر

مرا دل بھی آئینہ انجمن ہے
دکھاتا ہے سو رنگ صورت بدل کر

قدم جب خوشی نے در دل پہ رکھا
صدا غم نے دی دیکھ ظالم سنبھل کر

امیر اہل مسجد سے اظہار تقوی
ابھی آئے ہو میکدے سے نکل کر

دکھائی ادا طرفہ ظالم نے چلکر
دوپٹہ گرا سر پہ شانے سے ڈھل کر

ارادہ ہے خود اونسے پوچھون مین چلکر
یہ خط تمنے پھاڑا کہ قاصد نے جل کر

جو برسات مین تا در یار پہونچے
بنایا کیا خود گرے ہم پھسل کر

توقع سے ہوگئے مین اگر وہ پھر لین
کہ لکھا ہے نامہ اونھین خط بدل کر

کہین مجھ سب چونکا دے نہ خوش سے
نہ جا بوسے میکدے سے نکل کر

یہ مہر و مہ و لالہ و گل نہ سمجھو
دکھاتے ہین جلوے وہ شکلین بدل کر

زمین پر نہین پاؤن رکھتا ہے قاتل
کہو خون دامن پکڑ لے اوچھل کر

وہ نیرنگ پرداز ہے عمر انسان
دکھاتی ہے یہ تین شکلین بدل کر

نکالا جو پیر مغان نے تو کیا غم
بلا لیگی پھر دختر رز مچل کر

کھنچے دل نہ کیونکر حسینون کی جانب
جو پارہ بھی دوڑے کنوئین سے نکل کر

دم فکر ہے دھیان کس خوبرو کا
کہ سانچے مین آتے ہین مضمون ڈھل کر

پڑا ہے جو بے آب چاہ زنخدان
ہوا کیا عرق تیرے رخ سے نکل کر

نفس دار کی ایک جا آمد و شد
کہ مقصود اپنا ٹھکانا تھا چل کر

حسین کیون نہ جوش جوانی کو روئین
کہ جوبن مٹا اشک کی طرح ڈھل کر

وہ مقتل ہے تیرا کہ آتے ہین قاتل
جوان دوڑ کر گھٹنیون بطفل چل کر

نہ جائے کبھی وار قاتل کا خالی
جگر دب رہے روک لے دل اوچھل کر

یہ خواہان ہے نقش نگین بے نشانی
نہ جائے کہین نام ہے نکل کر

مرے قتل سے وہ مگر کب ہے منکر
خطر کیا ہو بیٹھی ہو کیون ناف ٹل کر

یہی سوز غم ہے تو اشکون کی صورت
کسی روز بہ جائیگا دل پگھل کر

امیر اپنے تن کی بڑھی یہ حرارت
کہ جن ہو گئی خاک ساقی سے جل کر

اڑ جاتا تھا اوس تک کبوتر دہل کر
روانہ کیا خط مین قاز مل کر

تھکے مدتون راہ مین جب کہ چل کر
وہ دو تک بھی آئے نہ گھر سے نکل کر

شب تار ہو جائیگا روز روشن
زمانے کو بدلو نہ آنکھین بدل کر

کرے وہ جو بندے کی اپنے حفاظت
تو یوسف بجان بھیڑیون مین بچل کر

ضعیفون کو ہے باعث زیب بستر
کہ تنکا ہے گلشن آشیانے سے نکل کر

ذرا گرم نظروں سے دیکھے جو ساقی — ابھی مے سے تپلا ہو شیشہ پگھل کر
لگا رہتے دود رسے بیتاب دل ہو — کہاں جاے بازو سے مچھلی نکل کر
گریں گرم آنسو جو دریا مین میرے — صدف مین گہر بھی ہو قطرہ پگھل کر
عجب خاک تیرہ بھی ناگن سے موذی — کرے نخم سے بچوں کو اپنے نگل کر
سے گرم نے کردیا گرم ساقی — صراحی پلا کوئی شورے سے نکل کر
یقین ہو کہ پھر جان ہی لین یہ موذی — جو بیٹھیں کبھی مثل چیچک نکل کر
جو وہ آٹھ چلے اہل محفل تو کیسے — پکڑ لے سپند اسکا دامن اوچھل کر
رقیبوں سے کیا راہ ہے ڈاکیوں کو — کر دیتے ہیں مجکو خط اوسکا بدل کر
وہ مجنون ہوں شکوہ جو صحرا مین بھٹکوں — چراغ سر باد ہو گیا نفس جل کر
ابھی جان دیدوں جو مرے مجکو مٹی — غبار اوس ستمگر کے دل سے نکل کر
اوٹھا ابدل آنکھوں سے اتنا نہ طوفان — کنوئیں بیٹھ جاتے ہیں اکثر ابل کر
نظر چشم دل کو وہ بے پردہ آئے — جلایا جو پردون کو آنکھون نے جل کر
جھنکائی لحد گلر خون کو فلک نے — پڑی کس شکنجے مین نازون سے پل کر
مرے آنسوؤں نے مجھے بخشوایا — بڑے کام آئے یہ لڑکے مچل کر
کہو میر امر نانہ اوس گلبدن سے — مٹا دے نہ رنگ حنا ہاتھ مل کر
وہ لاغر تھا مین ہفت قلزم مین ڈوبا — گرا آنکھ سے ایک آنسو جو ڈھل کر

امیر آسمان بھی کھلاڑی ہے سو شاطر
دکھاتا ہے کیا کیا یہ نقشے بدل کر

آستیں سے جو ہوا دست ستمگر باہر — میں یہ سمجھا کہ ہوا میان سے خنجر باہر
قدرت آسکے نہیں میرے سینہ ناسے — ماہ و خورشید چلے جاتے ہیں باہر باہر
داغ الفت مرے دل مین کوئی چھپ سکتا ہے — شمع فانوس کا نور ایک سے اندر باہر

خنجر قاتل سے جدا ہو نہیں آتا ہے یقین
ہوگا سگ کوچۂ قصاب سے کیونکر باہر

کیا ہوا خط کا جو اوس چاہ ذقن پہ ہے ہجوم
مور روزن سے نکلتے ہیں برابر باہر

شوق ہوتا جو نہ اوس چاہ ذقن کا رہبر
کبھی ظلمات سے ہوتا نہ سکندر باہر

ایک گھر میں نہیں رہ سکتے ہیں پری و انسان
حشر کو ہونگے ہر اک قبر سے ستر باہر

ہوں وہ دیوانہ جو رکھتا ہو نہیں حد سے قدم
غل یہ زنجیر مچاتی ہے کہ باہر باہر

مجمر چشم سے کیوں اے اشک آئے نہ تند
کہ سپند آگ سے آتا ہے چٹک کر باہر

ہوں وہ جانباز میں آیا تو پے استقبال
تیر ترکش سے چلا میان سے خنجر باہر

چاہتا ہے کہ وہ بے پردہ ہو آنکھوں کے حضور
آتا جامے سے نہو اے دل مضطر باہر

قاصدی کیا جو خط اوس تیر فگن میں لکھوں
چاہ سے ڈر کے نہو کوئی کبوتر باہر

شیخ صاحب نے جو رندوں کی سنی ہے آمد
کیسے گھبرائے ہوئے پھرتے ہیں اندر باہر

بھوں چڑھاتا ہے عبث جان بھی دی سر بھی دیا
کب ہوا تجھ سے میں اے ترک ستمگر باہر

بادہ خواروں کا زمانے سے جدا ہے عالم
بھٹیاں ہوتی ہیں آبادی سے اکثر باہر

روح سے قدر ہے اس پیکر خاکی کی امیر
کیا حقیقت ہے صدف کی جو ہو گوہر باہر

موج وحشت نے ہزاروں کو پنہائی زنجیر
رنگ لائی تری گردن کی طلائی زنجیر

ہے بہاے دل صد چاک کا حصہ وہ زلف
شانہ ہے کون جو چھوتا ہے پرائی زنجیر

آج منت ہوئی پوری ترے دیوانے کی
ملک الموت نے پاؤں کی بڑھائی زنجیر

اے جنوں ہاں خدا کو نہ کہیں کر تجھ سے
عرش ہل جائیگا میں نے جو ہلائی زنجیر

ہے خوشی تجکو جو زندان سے رہائی کی تو یہ
تنگ ہے قید سے پائیگی رہائی زنجیر

ترے [illegible] نالاں ہیں فقط
کھینچتی ہے مرے پاؤں کی دہائی زنجیر

قید خانے کی غرض وادی وحشت میں ہوں قید
ہو گئی مجکو مری آبلہ پائی زنجیر

یاد گیسو نے دکھایا ہے تماشا کیسا
شیشۂ دل مین ہمارے اوتر آئی زنجیر

کس پری کے گل عارض کا مین دیوانہ تھا
کہ مرے پانون مین پھولی نہ سمائی زنجیر

قید خانہ نظر آیا مجھے وحشت مین چمن
صبح گل آئی تو سمجھا کہ مین آئی زنجیر

لے پری دست حنائی کا مین دیوانہ ہون
چاہیے ہو مری گردن مین طلائی زنجیر

پانو پر اونکے گری ہوکے پریشان کاکل
مری وحشت نے پری کو بھی پنہائی زنجیر

اپنے ابرو کا وہ دیوانہ جو سمجھا مجھکو
یار نے توڑ کے شمشیر بنائی زنجیر

لیچلے یون ترے وحشی کو قیامت مین ملک
ہتکڑی ہاتھون مین پانون مین پنہائی زنجیر

اک حسین کا ہون مین دیوانہ تکلف ہے ضرور
نقرئی طوق سہی زیبا تو طلائی زنجیر

تیرا وحشی جو کبھی جانب صحرا گذرا
طوق گرداب نے موجون نے پنہائی زنجیر

ہر گھڑی نعل در آتش ہون جو ای آہنگر
آہن برق سے کیا تو نے بنائی زنجیر

ای جنون پانون مین مجروح تو گردن مین خراش
طوق گلرنگ لہو سے ہے حنائی زنجیر

اپنے دیوانے کے مدفن پہ جو آیا وہ امیر
جائے گل سایۂ گیسو سے چڑھائی زنجیر

تیغ قاتل بھی نہین چلتی کبھی مجھ زار پر
وائے بے رحمی کہ پانی بند ہے بیمار پر

جابجا سبزہ نہین اے دل یہ قصر یار پر
بال کھولے پریان پھرتی ہین سر دیوار پر

ہون وہ وحشی جب قدم رکھا در دلدار پر
چڑھ گیا سایہ پری بنکر سر دیوار پر

چو در ہفت افلاک ہین انسان کے جسم زار پر
بوجھ ان ساتون چھتون کا ہے اسی دیوار پر

یہ ہے بیت الحزن پہ چھائی ہو جو سیدگی
ڈرتے ڈرتے سایہ رکھتا ہے قدم دیوار پر

لے گئی گل کر کے میری شمع بالین کو صبا
کھوئی اے نادان رونق ہے سر بیمار پر

بے نقاب او چمن مین تم تو ہو رنگ حنا
ہاتھ رکھدے بڑھکے چشم نرگس بیمار پر

ہون مین وہ بلبل یہ کیا گلشن کو نغمون مین مست
دست گلچین پڑ گیا اکثر بہک کر خار پر

وار کرنیکی نہ قاتل کو ملی گلشن مین بار
دوڑ کر خود رکھدیا مین نے گلا تلوار پر

باغ سے پہونچا مین وحشی نہ بکلف سوے دشت
پانون بھی رکھا نہ مثل بوے گل دیوار پر

جو سے کپڑے نہ اہدان خشک کے کیا تر کیے
جلکے بیٹھے آگ رکھدی جبہ و دستار پر

وہ حسین ہو تو ہوا زندان جسد میں جلوہ گر
کھینچ گئی تصویر یوسف ہر طرف دیوار پر

بیٹھتے ہی بیٹھتے ہر پر ہوا بال ہما
جو کبوتر اوڑ کے آ بیٹھا تری دیوار پر

گر دگل کانٹے نہیں ہوتے یہ گلشن مین نمود
اونگلیان اوٹھنے لگی ہین عندلیب زار پر

کی نظر قاتل نے جب میری طرف کی مین نے آہ
وار روکے سیکڑون تلوار کے تلوار پر

تیرہ بالا یہ کیا مرغان گلشن نے ہجوم
اور اک دیوار اوٹھی باغ کی دیوار پر

آنکھ اگر آئینۂ وحدت نما سے ہو دوچار
ہے پری طوطی کا عالم سبزۂ زنگار پر

باغ سے باہر تو کیا جاؤنگا مین بے بال و پر
اوڑ کے پہونچون بھی تو پہونچون باغ کی دیوار پر

شمع سان گریان ہو قاتل میرے بالین پر امیر
موت کو روتے ہوے دیکھا اسی بیمار پر

ڈرتے ہین عشاق کیا کیا ابروے خمدار سے
سوز یاروں کے گلے کٹتے ہین اس تلوار پر

جلوہ گر ہے تو وہ اپنے طالب دیدار پر
دھوکے کی ٹٹی ہے پردہ یار کے رخسار پر

دیکھکر چھالے سراپا میرے جسم زار پر
کیسے جھنجھلائے وہ اپنے موتیون کے ہار پر

شان اوسکی ہے کوئی فارغ ہو کوئی زیر بار
چھت جو نیچی ہے تو کڑیان پڑتی ہین دیوار پر

سے کے ہم پہونچی جو ابرو تک پلک وہ آنکھ کی
بانکے دیکھی رکھکے اونگلی ترک نے تلوار پر

بند آنکھونکی دکھائین ہم کو شین ہنگام مرگ
آخر شب کیا اوداسی چھا گئی بازار پر

اوج دولت مین بھی کتنے شاد ہین کتنے حزین
لالہ دامن کی کبک دیکھے خندہ زن کہسار پر

ہوئے ہین محروم راحت گر بپاؤن فرش خواب
گر پڑے دیوار چھت کر سایۂ دیوار پر

رہی بلند و پست کی کب تیغ قاتل کو تمیز
سیل کی سی ہے چال کیا تیغ ادا ہموار پر

ہو وہی وہ طائر لذت غم کب مجھ کو پوری نصیب
لوٹتے میں رہ گئے صیاد سے دو چار پر

اسلیے تا دور ہی سے دیکھنے والے ہوں مست
بوتلوں کے ٹکڑے ہیں میخانے کی دیوار پر

کر کے گلگشت چمن گھر کو چلا جسدم وہ گل
ابر کے بدلے اوداسی چھا گئی گلزار پر

ہے یہی باعث جو ہے رنگ بدن طوطی کا سبز
زہر کھایا ہے تمہارے سبزۂ رخسار پر

سبزۂ قاتل سر بسمل پہ خندان زخم تن
کیا اوگا ہے نخل ماتم قہقہہ دیوار پر

اٹھ پری آتے سلیمان بھی عیادت کو اگر
سورۂ جن پڑھ کے دم کرتے ترے بیمار پر

تیز پڑتی ہے نظر اوس ترک کی مجھ پر امیر
تل رہا ہے باز کیا کنجشک سے آزاد پر

ہوا گر ناز سے وہ بزم میں رقصاں جھک کر
چوم لے پاؤں سر گوشۂ داماں جھک کر

مرتبہ پیش خدا ہوتا ہے اتنا ہی بلند
جسقدر چلتا ہے انساں سے انسان جھک کر

خاکساران زمیں کا ہے یہ شوق پابوس
رہ گئی ہے کمر گنبد گردان جھک کر

رفعت قصر تواضع سے اگر واقف ہوں
آئیں پھر خانۂ درویش میں سلطان جھک کر

ہیں وہ عاشق ہوں صفائیش پہ پریوں کا
ملتے ہیں مجھ سے بغلگیر سلیمان جھک کر

دیکھ پائے جو ابھی تھا مجھ سے تجھکو اے ترک
لے قدم دوڑ کے رستم سر میدان جھک کر

تم وہ لیلے ہو جو آئے تو برائے تسلیم
بید مجنوں ہوئے شمشاد گلستان جھک کر

بیڑیاں بھی جو کھینچیں ہوں وہ اسیر الاغر
پاؤں میں میرے پہنے طوق گریبان جھک کر

سرکشی اہل تواضع سے کوئی چلتی ہے
پست دروازے سے آتا ہے خود انسان جھک کر

تو وہ گلرو ہے اگر باغ میں رکھتا ہے قدم
چوم لیتی ہے قدم شاخ گلستان جھک کر

قد خم گشتہ پہ کس طرح نہ روئیں انسان
سب سمجھتے ہیں کہ گر جائے ہے ایوان جھک کر

آئی پیری تو ملی خاک میں تعمیر حیات
چار دیوار عناصر ہوئے ویران جھک کر

ہے یہ ایمان کہ چلا چاہتے ہیں زیر زمین
چلتے ہیں جو کہ پیری میں جو انسان جھک کر

کہدو صیاد سے کیا ہاتھ بڑھانے سے ہی کام
خود وہ پا ویگی مجھے شاخ گلستان جھک کر

یاد رکھ مصرع استاد یہ ہر وقت امیر
دوست دشمن سے ملے چاہیے انسان جھک کر

دل کو رہتی ہی جو یاد رخ جانان رات بھر
ہم بھی حافظ کی طرح پڑھتے ہین قرآن رات بھر

یاد زلف یار مین جمعیت خاطر کہان
خواب آتے ہین نظر ہمکو پریشان رات بھر

ان دنون کٹتی ہین یون اپنی بسر لیل و نہار
یاد رخ دن بھر خیال زلف پیچان رات بھر

کچھ شب فرقت نہ پوچھو حال اشک و آہ کا
برق چمکی صبح تک برسا ہی باران رات بھر

بندھ گیا ہی شام سی کس زلف کی افشانکا دھیان
جگنوؤن سے ہو رہے گھر مین چراغان رات بھر

باغبان ہوتا ہی مجھ گریان سے کیون چین بہ جبین
مثل شبنم ہو چکا مین گلشن مین مہمان رات بھر

نیت بد ہی تو کار نیک سے حاصل ہے کیا
جاگتے ہین دزد بھی مثل نگہبان رات بھر

عالم افلاس مین کیا روشنی کی احتیاج
ہی چراغ خانہ اپنا ماہ تابان رات بھر

اور بیماری مین ہوتا ہی شریک درد کون
شمع رہتی ہی مرے بالین پہ گریان رات بھر

تیرے وحشی کی سواری کا ملا کچھ تو پتا
بھونکتے ہین مشعلین غول بیابان رات بھر

آتش شوق اور بھی قصہ خوان نے تیز کی
کیون سنایا ذکر بلقیس و سلیمان رات بھر

کی عبادت صبح تک بھیجا کیے ہم بھی سلام
حکم حیدر تھی جو آواز نگہبان رات بھر

پوچھتے ہو کیا شب فرقت کی تاریکی کا حال
اپنی آنکھون سے رہے ہم آپ پنہان رات بھر

ذرہ و پروانہ آسا گردش ایام سے
ہین پریشان حال دن بھر ہم تو سوزان رات بھر

کشورون مین لکھ کے خط احباب کو بھیجے امیر
کیسے کیسے طے کیے خامے نے میدان رات بھر

غنچے پنہان ہیں جو دلا سر بگریبان ہو کر
رخ یار آئیگا آنکھون مین گلستان ہو کر

روح ہین گلشنون کی گلے ملتی ہین شادان ہو کر
عید سے عید ہوئی یار پہ قربان ہو کر

پتلیاں کب تک آنکھوں میں رہیں اے غیرت حور
دیکھنے آئی ہیں پریاں تجھے انسان ہوکر

عکس عارض میں ترے تار نظر جاتے ہیں
رہیں قرآن میں شیرازۂ قرآن ہوکر

ناتوانی نے مری مجھکو بنایا کانٹا
چشم مردم میں کھٹکتا ہوں میں انسان ہوکر

ہوکے محمود میں ہوں بندۂ قربان ایاز
ناز پریوں سکے اوٹھاتا ہوں سلیمان ہوکر

ابھی اتنا ہے حجاب انکو جو کچھ کہتا ہوں
نیچی کر لیتے ہیں آنکھیں جو پشیمان ہوکر

جالگا آگے ہی دانا جو مری قسمت کا
آسیا رہ گئی انگشت بدندان ہوکر

ہو جدا تمسے تو کیا خاک رہے عاشق میں
جسم پیوند زمیں ہوتا ہے بیجان ہوکر

ہوں وہ وحشی مجھے نظروں سے گرالے جو جہان
چشم عالم میں پھروں خواب پریشان ہوکر

دل ملا خاک میں ایسا کہ ملا پھر نہ پتا
سیکڑوں دانے اوگے خاک میں پنہان ہوکر

گل ہوا غنچہ تو آواز ہوا اوس سے آئی
جمع پھر دل نہیں ہوتا ہے پریشان ہوکر

کچھ اوٹھایا نہ تڑپنے کا مزہ تڑپا کر
چل دیا زخموں پہ قاتل نمک افشان ہوکر

خون دل کو جو چھپا گئے سینے میں جو بہے
جلوہ گر ہو شفق شام غریبان ہوکر

ہو تماشا جو مرے داغ چمن میں چمکیں
جل اوٹھیں شہپر طاؤس چراغان ہوکر

چاہتے ہیں تری تلوار کے جوہر اوترکر
دہن زخم میں جم بیٹھتے دندان ہوکر

باغ سے ہمکو نکالا تو ہماری آنکھیں
رہ گئیں رخنۂ دیوار گلستان ہوکر

موسم گل میں تقاضاے جنون کا یہ امیر
چاک ہو جیب میں زینت گریبان ہوکر

زار ایسا میں ہوا بادیہ پیما ہوکر
ذرہ چاہے تو تھکا دے مجھے صحرا ہوکر

اسقدر تھک گئے ہم بادیہ پیما ہوکر
کف پا اوٹھ نہ سکے نقش کف پا ہوکر

ہم مریضوں سے یہ اغماض مسیحا ہوکر
کیسے نادان بنے جاتے ہو دانا ہوکر

لذت درد سے جینے کا مزہ ملتا ہے
چھیڑتا کیوں ہے مجھے زخم دل اچھا ہوکر

بعد مرنے کے بندھی ہے مرے نالون کی ہوا
گنبد قبر اڑے کیون نہ بگولا ہوکر

سرو و گل سے تمھین تشبیہ مین کٹ جاتا ہون
لال آنکھین نہ کرو آگ بگولا ہوکر

یاد کس ترک کی آئی کہ مرا زخم جگر
رہگیا دیدۂ بسمل کی طرح وا ہوکر

نالۂ ماہ کا دل شوق سے ایسا پھسلا
آرہا کان مین اوس مہ کے بالا ہوکر

اونچے اوڑتے ہین کبوتر تری نگری کے غضب
جا لگے چرخ سے کیا عقد ثریا ہوکر

حسرت دست حنائی مین ہم ایسا روئے
بہگیا آنکھ سے دل خون تمنا ہوکر

دل حسینون کی محبت مین لگا ہے رہنے
غرق کردے نہ یہ قطرہ مجھے دریا ہوکر

دیکھ لے وہ جو کڑی آنکھ سے گلشن کیطرف
چور ہو دانۂ انگور ہو مینا ہوکر

لیچلے مال امیرون سے فقیرون کے لیے
لوٹیے دولت دین طالب دنیا ہوکر

آکے وحشت مین جو کہتا ہون نہین سہ جاتا ہے
ناز حسینون کے اوٹھاتا ہے وہ لیلی ہوکر

بید ہون بنتے ہو تا تم سے جلانا نہ پڑے
خوب دم دیتے ہو مردون کو مسیحا ہوکر

نہ محبت نہ تلطف نہ عنایت نہ وفا
تم ہی کہدو کرے پھر کوئی کسکا ہوکر

لیکے وہ تیر و کمان جاتے ہین جب بہر شکار
قاف سے آتے ہین جن آہوے صحرا ہوکر

خرمن جان و جگر مزرع امید امیر
دل نے پھونکا شرر آتش سودا ہوکر

کبھی تو بھول کے رکھدے قدم مرے سر پر
پڑا ہون صورت نقش قدم ترے در پر

جو فتح بھی ہو تو احسان نہ رکھ ستمگر پر
یہ ذکر خیر رہیگا زبان خنجر پر

وہ مست ہون کہ رگڑتا ہون سینہ خنجر پر
وہ شیشہ ہون کہ پٹکتا ہون سر کو پتھر پر

وہ مست جب کبھی گذرا ہے میکدے کیطرف
بہک کے دست سبو جا پڑا ہے ساغر پر

دل شکستہ نے اوس بت کے دلکو نرم کیا
کیا ہے ٹوٹ کے شیشے نے زور پتھر پر

ہے ننگ سایۂ ہما پائمال ساری عمر
مین جسکے پانون پڑا پانون رکھدیا سر پر

لکھا جو خط مین سگ یار کو سلام نیاز
ہمانے سایہ پرون سے کیا کبوتر پر

ہے لے بوسہ لب ہی سہی تو مرگ کے بعد
حباب بنکے رہونگا مین آب کوثر پر

ازل سے طبع ملاحت پسند رکھتا ہون
چھڑک لیا تھا نمک مین نے شیر مادر پر

پھڑک رہا ہے مرا مرغ روح لے قاتل
کہ جوہرون نے بچھایا ہے جال خنجر پر

وہ زار ہون کہ جو لیٹون تو شک یہ ہوتا ہے
پڑا ہوا ہے فقط رخت خواب بستر پر

نگہ کو دیتے ہین گردش جو آئینے مین ترے کج
چھری کو کرتے ہین در پردہ تیز پتھر پر

جو آبرو کا ہے خواہان تو خاکساری کر
یہ قول گرد یتیمی سے روے گوہر پر

صف مژہ کو بھی ہے تاک چشم ساقی کی
گرے ہین سیکڑون میخوار ایک ساغر پر

چلا ہے نامہ مرا لیکے نامہ بر یارب
ترے حبیب کا سایہ مرے پیمبر پر

سوال سے ہے یہ نفرت نہ ہاتھ اوٹھاؤن امیر
پڑھون جو فاتحہ مین تربت تو انگر پر

وہ ناتوان ہون جو لیٹا کبھی مین بستر پر
گمان ہوا کہ شکن پڑ گئی ہے چادر پر

پھر ینگے حشر مین کھولے ہوئے وہ زلف دراز
بڑی بلا تو پڑے گی یہ اہل محشر پر

کچھ اسمین شان نکلتی ہے تیرے نشتر کی
نثار سو رگ جان ایک نوک نشتر پر

کیا عدو نے جو گیسوے یار مین شانہ
ہوا یہ رشک کہ آرے چلے یہان سر پر

پیا تھا جوش جنون مین کبھی لہو میرا
وہی مزا ہے ابھی تک زبان خنجر پر

ہوا تلون اہل دول سے یہ ثابت
قدم ٹھہر نہین سکتے ہین آب گوہر پر

مین سخت جان ہون وہ کرتا ہے سنگسار مجھے
خطر ہے ضرب نہ آجاے اوسکی پتھر پر

سلے جو خدمت آئینہ داری خوبان
مرے گناہون کی گٹھری ہے غیر کے سر پر

لیے ہین دفتر عصیان کو کاتب اعمال
مرے گناہون کی گٹھری ہے غیر کے سر پر

یہ مجکو حسرت دیدار یار تھی دم قتل
پس فنا نہ چڑھا خون بھی مرا سر پر

جو ایکدم کو بھی غرفے مین آپ آ بیٹھے
ہجوم خلق سے دیوار اوٹھ گئی در پہ

وہ ناتوان ہون نکالے جو گھر سے یار محب
چلون وہ چال کہ پہونچون نہ حشر تک در پہ

ہجوم اشک سے دانتون کے عشق مین یکھلا
بندھا ہے موتیون کا پل یہ آب گوہر پہ

وہ ناتوان ہون کہ آے جو نیند کا جھونکا
تو اوڑ کے شل پر کاہ جاؤن بستر پہ

اسیر ظلمت عصیان سے رکھیا پردہ
عجب نقاب پڑی روے اہل محشر پہ

شناسی سے جو نام وہ لے درد جگر
تڑپ کے دل نے صدا دی کہ ہاے درد جگر

رضا جو عشق کی ہو وہ طرح ہو نہین راضی
گھٹائے درد جگر یا بڑھائے درد جگر

نہ کوئی دوڑنے والا نہ مہربان ہے طبیب
کہان سے آئے الٰہی دوائے درد جگر

زبان ارک نہین سکتی ہے رنگ چہرہ ہے زرد
کہان تلک کوئی یارب چھپائے درد جگر

تڑپ سے دل کے یہ ہوتا ہے اب مجھے ثابت
کہ جان جائے یہ ہے انتہائے درد جگر

دیا ہے قسمت بد نے عجب مرض مین مرض
کہ درد سینے مین بھی ہے سوائے درد جگر

ہوئی دوا بھی لکھے عاملون نے بھی تعویذ
ٹلی نہ سر سے ہمارے بلائے درد جگر

اٹھا کے آنکھ بھی دیکھا نہین کسی کی طرف
ہوا کہان سے یہ بیٹھے بٹھائے درد جگر

ہمارے دل کا وہی درد اسیر کچھ سمجھے
ہوا ہو عشق مین جو مبتلائے درد جگر

جلتا ہے دل فراق مین کیونکر نہ خوش آئے ابر
پرکالے آگ کے ہین مجھے لکہ ہاے ابر

بیکس وہ ہون کہ میری لحد پہ جو آئے ابر
رو رو کے چادر آب رواں کی چڑھائے ابر

رہین کسکے غم مین نالہ درد آشناے رعد
ہے کسکے غم مین گریۂ بے انتہائے ابر

دریا بہاتی ہین مری آنکھون کی پتلیان
آئی ہے ٹھیک انکے بدن پر قبائے ابر

ساقی ہین بادہ خوار تہے بادشاہ وقت
سر پر ہے انکے سایۂ بال ہمائے ابر

سرسبز کیا ہو کشت وہ برگشتہ بخت ہون
بجلی گرے تڑپ کے جو مانگون دعاے ابر

مین ہجر یار مین نکرون نالے تو اے فلک
بلبل تو ہاے گل کہے طاؤس ہاے ابر

آئی خزان بہار گئی رنگ و بو کہان
چھائی ہے کیا چمن مین اداسی بجاے ابر

اک برق وش کی یاد مین رو رو کے مر گیا
کیونکر چڑھے نہ قبر پہ میری رداے ابر

دل مین ہمارے آگ لگا کر فراق مین
پانی کو دوڑتے ہین عبث لکہ ہاے ابر

ہر دامن تر مین سمندر بھرے ہون جب
پھر کس طرح نظر مین ہماری سماے ابر

خط اس طرح سے روے کتابی یار پہ
کاغذ پہ کاغذی کوئی جیسے اوڑھاے ابر

بیجا ہی میرے دیدۂ گریان سے سامنا
کہدو کہ آبرو کو نہ اپنی مٹائے ابر

مجھہ مست سے پھری ہوئی ہے ترے ایاغ
شیشہ بھرون جو مے سے تو پتھر گرائے ابر

برسات مین بھی ہے اگر میکشی کا لطف
دامن مین زاہدون کے نہ دھبا لگاے ابر

ہم بیکسون کا کون عزادار ہے امیر
ہان نیلگون ہے دوش ہوا پہ رداے ابر

لے بتو لازم ہے چشم لطف دولت خواہ پر
بوسہ یا دشنام کچھہ تو دو خدا کی راہ پر

جانور بھی ہونگے ہر جا تا بلندون کے مطیع
سایہ کرتا ہے ہما شہپر سے فرق شاہ پر

پھنس گیا ہون دام مین صیاد کا ہے اختیار
اب گلا میرا دباے خواہ اوڑائے خواہ پر

بیٹھنے دو پاس لینگے بوسۂ عارض نہ اب
شک اگر ہو تو قسم ہم کہا دین کلام اللہ پر

چہرۂ روشن سے تیرے کس طرح تشبیہ دین
چھائیان ہمکو نظر آتی ہین رخ ماہ پر

کاسۂ دریوزہ آنکھونکو بنانا ہے عبث
چاہیے ہر وقت انسان کی نظر اللہ پر

کی شفقت ہو گئے ہم خاک جسکی راہ مین
اے فلک وہ آجتک آتا نہین ہے راہ پر

اوٹھ سکیگا کس طرح مجھہ ناتوان سے کوہ ہجر
ڈالتے ہو کوہ کا تم بوجھہ برگ کاہ پر

شکر ہے اتنا تو الفت نے کیا پیدا اثر
آ کر اوٹھتا ہے وہ بیدردی میری آہ پر

ہو وہ شاہ حسن ہین افلاک بھی زیرِ نگین
سکّہ بٹھلاؤ زرِ خورشید و سیم ماہ پر

دیکھتے کیا ہو دلِ نالان کو دیکھو رعد کو
کیا بڑہی آوازہ ہے اس قامتِ کوتاہ پر

ہون وہ بیمارِ محبت مین جو چاہونگا علاج
چرخ سے اوترینگے عیسے سقفِ بیت اللہ پر

ہے تفاوت بوریا و تخت مین تا زندگی
موت کا قابو برابر ہے گدا و شاہ پر

شکر ہے آئے کبھی ہیسے گھر مین مہمان بھی ہوے
یہ عنایت یہ عنایت بندۂ درگاہ پر

دم مین ہٹ جائینگے یہ مثلِ حباب ای امیر
ہین عبث مغرور منعم خیمہ و خرگاہ پر

کون وحشت کا ہوا سلسلہ جنبان چلکر
آ رہا جو مرے دامن مین گریبان چلکر

تھا وہ دیوانہ کہ زندان کی محبت نہ گئی
مرگیا چار قدم سوے بیابان چلکر

جمع عشاق ہین نکلو کہ گری لاش پہ لاش
تیغ کی چال دکھاؤ سرِ میدان چلکر

ابر آیا ہے بہت بیٹھیے چلکے مسجد مین
کیجیے بادہ کشی آج گلستان چلکر

قصد اوس بزم کا کیجیے کہ ملے بوسۂ لب
لیجیے مول کوئی لعل بدخشان چلکر

جاتا ہون کہ مجھے یاد دلاتا ہے وہ چال
چال مجھ سے نکرلے کبکِ خرامان چلکر

باغ باغ اوسکی گلی مین ہے مرا غنچۂ دل
کیا کرون مین طرف روضۂ رضوان چلکر

سخت جان ایسے ہین عاشق کہ نکلتا نہین دم
پانی پانی ہے ترا خنجرِ برّان چلکر

تو خرامان ہو جو گلشن مین تو تیرے آگے
کبک طاؤس نہ کیونکر ہون پشیمان چلکر

دل بھر آتا ہے احباب کی فرقت مین امیر
روئیے خوب سرِ گورِ غریبان چلکر

طرفہ دولت کا نشان زلفِ رسا ہے سر پر
توشۂ حسن سے یہ ظلِ ہما ہے سر پر

سارے عالم مین پھرے ہم نہ ملی امن کی جا
پہونچے جب شہر مین دیکھا کہ قضا ہے سر پر

واقعی کتنی ہے معشوقۂ دنیا بے شرم
تیغ پر اسکے ہے نہ برقع نہ ردا ہے سر پر

شمع سان سوزش غم سے نہین دنیا کو نجات
کیا تکلف ہے اگر تاج طلا ہی سر پر

دھوپ مین چلکے دکھایا ہی نیا تمنے فروغ
آفتابی سے کروامان قبا ہی سر پر

روبرو اوسکے جھپکتی ہی مہ و مہر کی آنکھ
چاند سورج کی وہ چوٹی مین ضیا ہی سر پر

کہکشان چرخ پہ دیکھی تو یہ سمجھے شب ہجر
ترک کھینچے ہوے شمشیر جفا ہی سر پر

سلطنت کو ترے درویش سمجھتے ہین جو بال
سایۂ بال ہما ابر بلا ہی سر پر

سرخ ٹوپی نہین پہنی ہی مرے قاتل نے
خون ناحق کسی کشتے کا چڑھا ہی سر پر

حسب ارشاد نبی فقر حقیقت مین ہی فخر
ابر رحمت گر گلیم فقرا ہی سر پر

دشت مین گرمی رفتار و بخار دل سے
بجلیان پانون کے نیچے ہین گھٹا ہی سر پر

حامل کوہ غم ہجر ہون کیا راہ چلون
پانون اوٹھ سکتے نہین بوجھ بڑا ہی سر پر

کوے جانان مین گرایا مجھے ای لغزش پا
بارک اللہ یہ احسان ترا ہی سر پر

میکشو پانون اوٹھائے ہوے گلشن کو چلو
ساتھ چلتی ہی ہوا سرد گھٹا ہی سر پر

محتسب لیے ہی شیشے کی پری کا دشمن
سخت دیوانہ ہی جن اسکے چڑھا ہی سر پر

واعظ شہر بھی رکھتا ہی کنھیا کا مکٹ
واہ عمامہ عجب جلوہ نما ہی سر پر

اہل دنیا ہین غرض کے لیے دیندار امیر
وقت سوگند کے قرآن کی جا ہی سر پر

اور بھی تیر لگا دل پہ مری جان دو چار
ساتھ پیکان کے نکلجاتے ہین ارمان دو چار

دیکھ او مصحف عارض کا بھی ہوتا ہی ضرور
جمع ہوتے ہین جہان حافظ قرآن دو چار

ساکنان حرم و دیر کو ہم دیکھ آئے
رخ کے حیران ہین تو گیسو کے پریشان دو چار

جب نکلتے ہین مکان سے وہ بدلکر کپڑے
چاک ہو جاتے ہین رستے مین گریبان دو چار

مجلس گور غریبان نہین رہتی خالی
روز آرہتے ہین اسمین نئے مہمان دو چار

جھانک کر روزن دیوار سے دیکھو تو ذرا
در پہ ہین خاک نشین بے سر و سامان دو چار

عاشق عارض و لب قید سے چھوٹے جب دم
لگئے وس بیس حلب کو تو بدخشان دو چار

ہوں وہ وحشی کہ ٹھہرتا نہیں دل روز سرا
جتبلک طے نہیں کرتا ہوں بیابان دو چار

رخ کے عشاق سے وابستہ گیسو ہیں سوا
لاکھوں ہندو نظر آتے ہیں مسلمان دو چار

ہوں وہ بسمل کہ زخموں کو مزہ درد کا ہے
نہ بھرے جی جو نہ خالی ہوں نمکدان دو چار

امتحان مردم دنیا کا کیا ہے امیر
دیو خصلت جو ہزاروں ہیں تو انسان دو چار

تمھیں کو جانا تمھیں کو سمجھے تمام عالم سے تنگ ہو کر
دوئی کا وحشت میں دخل کیسا ہے ہمیشہ اکنگ ہو کر

ادا تو دیکھو کہ وقت زینت ہر ایک رگ یان بدن کا اوسکے
چبھا رگ جان میں مثل نشتر جگر پہ بیٹھا خدنگ ہو کر

ٹھہر گیا ہے ہمارے دل میں ہزار منت سے درد الفت
مگر تمھیں رہے کہ اوٹھ نہ جائے مکان کی تنگی سے تنگ ہو کر

قدم جو اوسکے مکان میں رکھوں نہیں ہے ممکن کہ ہوں نہ زخمی
لگائے درد نے مجھکو چھرے ہر ایک روزن تفنگ ہو کر

جو سخت دل کہ شوں سے چھوٹے تو پہونچا اونکو دس ایذا
بدنکو زخمی کرے مقرر جدا فلاخن سے سنگ ہو کر

عبوز دریا میں ساتھ میرے ہے میری تقدیر کی برائی
بچا ہے کشتی پہ اپنی پیسے جو آرہ پشت نہنگ ہو کر

نہان تھا آنا کہ ہو نہ ظاہر عیان تمھارا جانا کہ سب نے ماہر
وہ دل میں آئی امنگ ہو کر گئے تو چہرے کا رنگ ہو کر

بت [illegible] کی بچوں کی صحبت کا شوق اسی جا جیو ہے ہمکو
حرم کو تم سیدھی اوجاؤ ہم آرہینگے فرنگ ہو کر

کہاں طریق جنوں میں ہمسا ہے کوئی آماجگاہ آفت
چھپا جو تلوے میں اپنے کانٹا وہ لیکے بیٹھا خدنگ ہو کر

غضب ہے انسان کو مصیبت کہ ہے جو انسان سے بیوفائی
کہ دیکھو چکی کے پاٹ کیسے ہم ہو گردش میں سنگ ہو کر

ہوے تھے ہندو بچوں کے عاشق شہید ہونے کی کیا خبر تھی
نہ جانتے تھے کہ خون ہمارا اوڑیگا ہولی کا رنگ ہو کر

اثر بجائے کسی طرح سے مرے مقدر کی کوتہی کا
فلک تھم وسیع بھی ہے دو وہ قبر بنجائے تنگ ہو کر

گیا وہ موسم کشادگی کا کہ غنچہ ہوتا تھا ہاتھ میں گل
وہ فصل ہے اب اگر ہیں نگھوں تو پھول غنچہ ہو تنگ ہو کر

جواب خط وہ ادھر سے آیا کہ دل کیا ہے امیر زخمی
ہوا کی صورت گیا کبوتر پھر اوہاں سے خدنگ ہو کر

نکو باطن ہو اے برہمن ذرا تو چشم تمیز وا کر
خدا کا بندہ بتوں کو سجدہ خدا خدا کر خدا خدا کر

جو اونکی پہلو سے انجمن میں وہ دور بیٹھے ہیں مجھسے جا کر
تڑپنے درد جگر کے دلکو ٹھیک پایا ہوا اوٹھا اوٹھا کر

شکر ہے کمند پست فطرت پھنسا ہے کیوں سختیوں میں آ کر
یہ کیا سمجھ کر پڑے ہوئے ہیں تمہیں ارادہ منزل فنا کر

قدم کو لغزش نہ پانوں کو لکنت ہے رعشہ ہاتھوں کو سر کو جنبش
کدھر گئی ہائے نوجوانی ان آفتوں میں ہمیں پھنسا کر

جو آنکھ کھولی تو کچھ نہ دیکھا سحر کو سنسان سب سرا تھی
ہوا سحر اب سو رہے ہو آنا کہ ساتھ لیتے مجھے جگا کر

نہ بھول اس زندگی پہ غافل نہیں ہے کچھ اعتبار اسکا
کہ راہ لیگی یہ اپنی اک دن عدم کا رستہ تجھے بتا کر

بپا ہے طوفان بے ثباتی رواروی میں ہیں گرم موجیں
ہوا میں باقی بھرا ہوا ہے حباب رہتے ہیں گھر بنا کر

چمن ہے کشتوں کا تیرے مدفن یہ لالہ و گل نہیں شگفتہ
صبا نے گویا کہ تربتوں پر چراغ روشن کیے ہیں لا کر

نہیں ہے کوئی جہان میں باقی چلیگی اب تیغ ناز کس پر
مگر ترے قتل گہ میں لائیں مسیح مردے جلا جلا کر

وہی گل ہے رنگ یاسمن میں وہی ہے بو باس نسترن میں
جو کھٹکے پتا بھی اس چمن میں خیال آئے آواز آشنا کر

بلا ہے حرص و ہوائے دنیا کہ جس سے چکر میں ہیں سب انسان
کیا پریشان آندھیوں نے تمام ذروں کو خاک اڑا کر

جو آئینہ ہو تو ٹوٹ جائے جو آنکھ ہو وہ تو پھوٹ جائے
خدا نہ منہ غیر کا دکھائے فروغ عارض ترا دکھا کر

سخنوروں سے معاملے میں سوائے ذلت حصول کیا ہے
چمن میں سمجھے جو ہمسے تو ہنس کے پھول کھلکھلا کر

یہ کسکی تیغ جفا کا یا رب ہر ایک پر ہے رعب غالب
ہلال کی ہے خمیدہ گردن سپہر چلتا ہے سر جھکا کر

شبیہ مدنظر ہے کسکی کہ کوئی پوری نہیں اوترتی
مٹا دیے صانع ازل نے ہزاروں نقشے بنا بنا کر

زمانہ ہے دل جلوں کی محفل سپند سے کم نہیں تو اے دل
کوئی تو ہنگامہ تو بھی غافل اس انجمن میں کبھی تپا کر

ہو بزم جاناں حشر بپا تڑپ کا دل کے یہ تھا تقاضا
مگر تیری شکلوں سے روکا ادب نے زانو دبا دبا کر

جواب لکھتی نہیں ہیں دنیا فسونگری میں تمہاری آنکھیں
فریب دیتی ہیں اک جہانکو نئے شعبدے دکھا کر

ذرا سے کھٹکے نے نیند اوڑائی کہ چوٹ تم پہ جب لگائی
صدا یہ گوش شرر میں آئی کہ خواب غفلت سے چشم وا کر

امیر میری رگ گلو کو یہ تیغ قاتل کی آرزو تھی
ملے وہ آکر جب بعد مدت تو خوب روئے گلے لگا کر

ہوا سوا ہمکو جوش وحشت چمن میں ع زبہار جاکر
گلون نے ہنس ہنس کے مارڈالا و غنچون نے مسکرا کر

وہ مست ہیں ہم کہ پانون انپے ٹکے ہیں عرش برین پہ جا کر
کبھی جو کھٹ پہ پیکدے کی گرے ہیں نشہ مین لڑکھڑا کر

عبث ہے مغرور تجکو نخوت نہیں غریبونکو تیری پروا
خدا ہی ہے ہر ناتوان کا جو تو سلیمان ہے تو ہوا کر

یہ ظلم سارے ہیں چند روزہ ہے ایکدن انتقام کا بھی
امیر جام گرم کر لین فقیر کا جھونپڑا جلا کر

خیال گیسو مین دل ہمارا جو آجکی شب الجھ رہا ہے
کہان سے لایا ہے یا الٰہی یہ گھر مین کالی بلا لگا کر

شب جدائی ہوئی یہ حالت رہی تپ درد و غم کی شدت
جو ہوش آیا تو ہمنے ٹپکا زمین پہ تکیہ سے سر اٹھا کر

خدا ہی نے دی ہوا کچھ ایسی کہ دل سے اوس گرم خو کا پانی
کیا ہے لوگون نے آگ اوسکو لگا لگا کر بجھا بجھا کر

عیان جو سرخی شفق کی دیکھی ہمارے دلکو ہوا یہ دھوکا
ترے شہیدون مین ترک گردون ہوا ہے شامل لہو لگا کر

نکیر و منکر جو آئینگے اب تو راہ ہو لینگے بے تامل
ہماری تربت پہ قربانی کیا ہے اندھیر خاک ڈالا کر

نبی نے چھوڑا جا نمین قرآن سمجھے کوئی تو خود ہی جاہل
قصور رہبر وہی ہو جو اندھا گئے خضر راستہ بتا کر

طبیب سے کوئی جا کے کہدے دوا کی ہے فکر تجکو بیجا
یہ درد دل ہے علاج کیسا خبر ہے کچھ ہوش کی دوا کر

بجا ہے چاہ ذقن کو تیرے کہے اگر خلق چاہ زمزم
مریض اچھے ہوئے ہیں آ کر اسی کنوئین میں نہا نہا کر

جدا ہی پہلو سے کسکا پہلو کہ سارے اعضا ہوے ہیں دشمن
فشار دیتے ہیں زندگی میں ہمارے پہلو ہمیں دبا کر

رقیب نے تیرے گھر سے ہمکو صنم نکالا اگر نکالا
زمین پہ آئے جنان سے آدم فریب شیطان سے داغ اٹھا کر

بہار آئی چمن میں ساقی ہمیں بھی کردو رجام سے خوش
نسیم گلشن نثار ہی ہر گلون کو کیا کیا ہنسا ہنسا کر

امیر قسمت میں جو لکھا ہی اوسیکا ہر روز سامنا ہے
خدا ہی مالک خدا ہی رازق کسی سے ہرگز نہ التجا کر

ردیف رائے ثقیلہ

سنمہ پھیر کر وطن کیطرف یون وطن کو چھوڑ
چھوٹے جو بوے گل کیطرح سے وطن کو چھوڑ

اے روح کیا بدن مین پڑی ہی بدن کو چھوڑ
میلا بہت ہوا ہے اب اس پیرہن کو چھوڑ

کیا لطف اگر کجی پہ فلک ہم بھی آ گئے
سیدھی طرح سے راہ پر آ اس چلن کو چھوڑ

ہی روح کو ہوس کہ نہ چھوٹے بدن کا ساتھ
غربت پکارتی ہی کہ غافل وطن کو چھوڑ

کہتی ہی بوے گل سے صبا آکے صبحدم
اب کچھ ادھر اودھر کی ہوا کھا چمن کو چھوڑ

تلوار چل رہی ہی کہ یہ تیری چال ہے
ای بت خدا کیواسطے اس بانکپن کو چھوڑ

نقاش فکر یار کا رخ کھینچ زلف کھینچ
کھینچا نہ جائیگا کبھی اوسکے دہن کو چھوڑ

بندہ ترا ہوا ہے خدا کو وہ چھوڑ کر
اے بت امید خیر نہ رکھ برہمن کو چھوڑ

عریان محض مجکو نہ کر کچھ خدا سے ڈر
چادر تو لے فلک کوئی میرے کفن کو چھوڑ

نادان سواے حق ہی کسیکا کہان وجود
باتین خودی کی خوب نہین ما و من کو چھوڑ

بیباک میرے سامنے پھرتا ہے چوکڑی
ای وحشت اب تھکا کے غزال ختن کو چھوڑ

بسمل کو تیری تیغ سے کرتی ہے کیا جدا
دولھا سے کہتی ہی قضا اس دولھن کو چھوڑ

راحت سے بیٹھہ کوچۂ محنت سے ہاتھ اوٹھا
ایدل ہواے زلف شکن در شکن کو چھوڑ

شاعر کو فکر شعر مین راحت کہان امیر
آرام چاہتا ہے تو مشق سخن کو چھوڑ

ردیف زاے معجمہ

کیا ہوش ربا ہین تری تلوار کے انداز
سیکھی ہی یہ شاید تری رفتار کے انداز

اک جلوہ مین غش کر گئے ای حضرت موسی
ہوتے ہین یہی طالب دیدار کے انداز

ہنگام غضب منھ مین زبان کرتی ہی لغزش
ہین محتسب شہر مین مے خوار کے انداز

طوبی کے تلے برسون ہی فردوس مین بیٹھے
پائے نہ تمھارے سایۂ دیوار کے انداز

کیا نازنین صاحب تمھین یکتای جہان ہو
دیکھو تو ذرا اور بھی دو چار کے انداز

بوسہ کوئی مانگے تو نہین کہتے ہین ہنسکر
انکار مین بھی صاف ہین اقرار کے انداز

کس شوق سے ملتا ہے گلے خنجر قاتل
ظالم کی کھچاوٹ مین بھی ہین پیار کے انداز

جب چوکڑیان بھرتے ہوئے جاتے ہین آہو
یاد آتے ہین مجکو تری رفتار کے انداز

انصاف تو فرمائیے کیونکر مین اوٹھاؤن
ہر بار کے یہ ناز یہ ہر بار کے انداز

آنکھین تہ خنجر بھی ہین دیدار کی طالب
دیکھو تو ذرا طالب دیدار کے انداز

ہر موج سے اک لغزش مستانہ ہی پیدا
ہین آب روان مین تری رفتار کے انداز

کن آنکھون سے دیکھون مین نزاکت رگ گل کی
پھرتے ہین نظر مین کمر یار کے انداز

عیسے مین تری چال تھے ناز کہان ہین
ہان باتون مین البتہ ہین گفتار کے انداز

گھبرا کے مسیحا جو چلا ہے سوے گلشن
اچھے نہین کچھ نرگس بیمار کے انداز

کہتی ہے امیر اوس سے اجل میرے سرہانے
اچھے نہین عیسے ترے بیمار کے انداز

ہے یہ تیری کاکل پیچان دراز
عمر خضر ایسی کہان جانان دراز

ہر مصیبت مین رہی میرے شریک
یا خدا عمر شب ہجران دراز

سینہ خالی رہ گیا دل لے گئے
کرکے دست ظلم وہ مژگان دراز

کیون نہ دعوی تیرے قامت سے کرے
قد صنوبر کا ہے اے جانان دراز

اہل دنیا کی ہوس ہے اے امیر
مثل مو ہے قیدی زندان دراز

ردیف سین مہملہ

جاتا ہون لے کے بس یہی صنم بیوفا کے پاس
پہونچا جو اوسکے پاس وہ پہونچا خدا کے پاس

یون دل رہا ہوا اوس صنم بیوفا کے پاس
جس طرح آشنا کسی ناآشنا کے پاس

پہلو مین دل کے چاہیے تصویر یار کی
بتخانہ بھی بنے حرم کبریا کے پاس

بولا وہ بت سرہانے مرے آکے وقت نزع
فریاد کو ہمارے چلے ہو خدا کے پاس

ثابت ہوا یہ گرم نگاہی سے یار کے
نکلی نہین ہے ہو کے وہ چتون حیا کے پاس

تلوار کے تو دور سے کتنے لگائے وار
جلاد کوئی ہاتھ چھری کا بھی آکے پاس

سنبل کو چھیڑ کر جو پریشان کر دیا / کیا بوے زلف یار بھی تھی کچھ صبا کے پاس

توفیق اتنی دے مجھے افلاس مین خدا / حاجت نہ لیکے جاؤ کبھی اغنیا کے پاس

انصاف کر کہ ہجر مین کیونکر مین جان دون / قاتل کہان ہین تیری ادائین قضا کے پاس

مجروح لاکھون جنبش مژگان سے ہو گئے / کیا کیا کٹاریان ہین تمھاری ادا کے پاس

مرنے کی آس بھی نہ رہی عاشقونکو اب / جب پوچھیے قضا کو ہے اونکی ادا کے پاس

رہتے ہین ہاتھ باندھے ہوے گلرخان دہر / یارب ہے کس غضب کا فسون اوس حنا کے پاس

نظارہ چاہتے ہین ہم حسن و عشق کا / آئینہ دیکھتے ہین وہ مجکو بٹھا کے پاس

آئی قضا جو حسرت پابوس مین تو خیر / بنتا مزار کاش ترے نقش پا کے پاس

لٹکا کے مار رکھتی ہے عشاق کو ترے / لٹکا عجب یہ ہے تری زلف رسا کے پاس

پیچھے پڑا ہے اونکے گیسو کے دل امیر / جاتا ہے دوڑ دوڑ کے یہ خود قضا کے پاس

آئین ہین پہن کے نئے گلبدن لباس / یارب ہزار رنگ کے بدلے چمن لباس

کرتے ہو کیا لباس سے آرایش بدن / اک روز فرش خاک ہے مسند کفن لباس

کیا کیا بتون کو دہر مین آراستہ کرے / اوترا ہوا جو پائے ترا برہمن لباس

پھاڑون مین اپنا جامۂ ہستی تو سے کفن / پہنائے یون جیا مجھے چرخ کہن لباس

کہدو قریب آئی سواری بہار کی / پہنے نیا اوتارے پرانا چمن لباس

دزد کفن کا گور کی منزل مین خوف ہے / اس راہ مین بھی لوٹتے ہین رہزن لباس

تا نافے بسائین قیمت مشک ختن بڑھے / پائین ترا جو تاجر ملک ختن لباس

یاد آئے مجھ غریب کی عریان تنی اگر / پہنین کبھی نہ بھول کے اہل وطن لباس

زیبا ہو خاک عشق کا جامہ رقیب کو / کیونکر خوش آئے مرد کا پہنے جو زن لباس

ہے عیدگاہ مین بھی تماشاے بوستان / کیا لعل لعل پہنے ہین گل پیرہن لباس

عریان تنوں پہ تیرے سے اللہ کا کرم | گذرین ہین مدتین نہین ہوتا کہن لباس

ہیں ٹکڑے ٹکڑے یار وطن مین دل امیر
کیونکر کرے نہ چاک غریب الوطن لباس

بیتاب ہجر یار مین اپنا جگر ہے دل کے پاس | بسمل تڑپتا ہو کوئی جیسے کسی بسمل کے پاس
تعبیر ظاہر ہے کہ وہ جائین گے بزم غیر مین | دیکھا زحل کو خواب مین ہم نے مہ کامل کے پاس
لیلی حسین تم نازنین وقت سفر ای مہ جبین | ناقہ ہو ناقے کے قرین محمل رہے محمل کے پاس
ہون وہ گدا لے تیغ گھر مین ہرے خلق خدا | گویا کہ نقش بوریا ہے نقش حب عامل کے پاس
کیونکر ہوا اس رخ پہ خط چاہ ذقن سے خوشنما | سرسبز رہتا ہے بہت جو کھیت ہے ساحل کے پاس
پیری مین باقی ہین کہان ہوش و خرد تاب و توان | لوٹا گیا یہ کاروان پہونچے جو ہم منزل کے پاس
ناصح جو تنہائی مین تھا کچھ تجکو باتون کا مزہ | لازم تھا کنج انزوا ہمخوابگی منزل کے پاس
نزدیک وصل دلربا دل کو تسلی سے ہے بجا | لنگر سفینے کو ہوا پہونچا اگر ساحل کے پاس
یہ فوج غم آکر گری اکدم مین ساری لٹ گئی | جتنی متاع صبر تھی مجھ خستہ جان کے دل کے پاس
جسمین سما جائین گہر اس چشم تر کے سربسر | دامن رازای چشم تر ایسا کہان ساحل کے پاس
بیمار ہجر یار ہون عیسی سے مین بیزار ہون | دیوانہ ہشیار ہون جاتا ہون کب عامل کے پاس
ناوک فگن شکر خدا سینہ ہدف تو نے کیا | پیکان تیر ترچھا شل جگر ہے دل کے پاس
جبتک ہے سر ہوش سر پہ جائیگا کیونکر درد سر | صحت کہان عیسی کو گر چلیے کسی قاتل کے پاس
آنکھین تری سفاک ہین خونریز ہین چالاک ہین | دو ساحر بیباک ہین بیٹھے ہین [illegible] دل کے پاس
کیا ذکر اہل سیم و زر سلطان گدا ہون بیشتر | وہ بھیک دینے کو اگر آئین کبھی سائل کے پاس
دنیا سے راحت دور ہے سرکش عبث مغرور ہے | تاج سر فغفور ہے کاسہ نہین سائل کے پاس
محفل مین تو زہرہ جبین گرد اوسکے سارے نازنین | گویا کہ ہین محفل نشین انجم مہ کامل کے پاس
کیا حسن فرخ فال ہے جادو کی وہ تمثال ہے | چاہ ذقن پر خال ہے زہرہ چہ بابل کے پاس

تڑپا ہون خواب عیش پہ جو ہون تن قتیل اگر	پہونچے سمٹ کر لوٹ کر سر زانوی قاتل کے پاس

سن جو امیر ایدل کہے تا پھر نہ تو صدمے سے
ناقص نہ پھر ناقص رہے بیٹھے اگر کامل کے پاس

ردیف شین معجمہ

رہی جو یوہین مرے پیک آہ کی گردش	دہائی دیگی رسالت پناہ کی گردش
ازل مین کسنے دکھائی نگاہ کی گردش	کہ سارے خلق کو ہے ایک راہ کی گردش
کسیکا ساتھ زمانے مین کون دیتا ہے	پھرا جو سر تو نہ دیکھی کلاہ کی گردش
جو گردباد کو دیکھا یقین ہوا دل کو	اسی طریق سے ہے چتر شاہ کی گردش
بجا ہے تیغ نگہ سے جو آبدار ہو ترک	کہ سان ہے تری چشم سیاہ کی گردش
ہزار بار ادھر کی اودھر کرے دنیا	فلک نہ پائیگا تیری نگاہ کی گردش
گلی گلی اسے چکر ہے اوسکو شہر بشہر	کہین فقیر سے افزون ہے شاہ کی گردش
پھنسینگے حشر مین فریادرس جو غافل ہین	بنے گی طوق گلو دادخواہ کی گردش
صف مژہ کو وہ دیتا ہے جنبش مردم	پسند شاہ کو ہے خود سپاہ کی گردش
تمہاری گرمی رخسار سے یہ بھڑکی آگ	بنی ہے شعلۂ جوالہ راہ کی گردش
اوٹھاؤ پردۂ رخ کب سے دیکھتے ہین غریب	کہین ٹھکانے لگے مہر و ماہ کی گردش
دھوئین اوڑائے زحل سے مقابلہ کر کے	بڑھی رہی ہے بخت سیاہ کی گردش
فلک نے جب کوئی چکر بڑا دیا مجھکو	نظر مین پھر گئی تیری نگاہ کی گردش
بنینگے نہ ورق چرخ پر دوائر داغ	رہی جو یوہین مرے کلک آہ کی گردش

وہ لالہ رو در گلشن سے جا کے پھر آیا
امیر طالع مردم گیاہ کی گردش

پھنسائیگی طلب عز و جاہ کی گردش	بنے گی حلقۂ زنجیر سلسلہ کی گردش

نہین ہی چرخ پہ بیوجہ ماہ کی گردش
پھرا رہی ہے کسیکی نگاہ کی گردش

جو آئی حشر مین یاد اوس نگاہ کی گردش
زبان بھول گئی داد خواہ کی گردش

مکان یار مین تب دخل مین نے پایا
جب اوسکے کوچے مین دیکھی چار راہ کی گردش

کسیکے ساتھ نہ سیدھا چلا یہ کج رفتار
زمانہ ہے کہ تمھاری نگاہ کی گردش

لگاکے سرمہ نظر اوسنے پھیر لی ہے
اثر دکھا گئی بخت سیاہ کی گردش

کسیکے کوچۂ گیسو مین دل ہے سرگردان
کسیکے پانون ہین اورکوئی شاہ کی گردش

جو کچھ نصیب مین پہلے ہوس وہ ملتا ہی
پھرا ہے سر جو اوٹھائو نہین راہ کی گردش

خدا کی شان کی نیرنگیان دکھاتی ہے
بتون کی چشم سفید و سیاہ کی گردش

یہ ہین زمانہ ہوا اندھیر میری آنکھون مین
فلک بناتی ہے کیون دود آہ کی گردش

تمھاری سیدھی نظر نے تو یہ دیے چکر
خدا دکھائے نہ ترچھی نگاہ کی گردش

برنگ جادۂ صحرا ازل سے ای وحشت
مرے نصیب مین لکھی ہے راہ کی گردش

جنون مین ضعف سے یہ مشکل بنگئی ہے امیر
لپٹ کے پانون سے روتی ہے راہ کی گردش

جوان کو بھی ہے وصل کی اوقات کی تلاش
طاؤس کو ہمیشہ ہے برسات کی تلاش

یہ ایک حسن لاکھ شرافت سے بڑھکے ہے
نادان ہے وہ کیسے دل جو کرے ذات کی تلاش

بوسے کی آرزو ہے ہمین مفلسی مین یون
جیسے گدا کو ہوتی ہے خیرات کی تلاش

پیری مین چاہیے نہ جوانی کی آرزو
بیعقل ہے جو دن کو کرے رات کی تلاش

جز ذات سب بے نیاز کوئی یان غنی نہین
عالم کو ہے کسی نہ کسی بات کی تلاش

کب بھولتی ہے یاد خط و زلف یار انھین
دن رات عاشقونکو ہے آفات کی تلاش

حضرت کو گر نہین مری پروا تو غم نہین
بندے کو کب ہے قبلۂ حاجات کی تلاش

ہے میکشی کا دھیان عبادت کے وقت مین
مسجد مین بیٹھکر ہے خرابات کی تلاش

شہر پیے حسن کے ہوے مشتاق یار ہم
سُنکر صفات ہمکو ہوئی ذات کی تلاش

ہم اور بوسۂ لب محبوب سبزہ رنگ
کرتا ہے کون پردۂ ظلمات کی تلاش

ای شیخ ہے آسیر تو دیدار کا فقیر
اسکو نہ کشف کی نہ کرامات کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

دل کو ہے زلف سیہ فام کی حرص
ورنہ کس مرغ کو ہے دام کی حرص

میری آنکھون کو مرے کانون کو
ہے ترے نامہ و پیغام کی حرص

ذوق دل مست مجھے رکھتا ہے
جم نہین ہون جو کرون جام کی حرص

باغ عالم مین ہے عنقا کی طرح
بے نشانی مین مجھے نام کی حرص

ہے عجب درد محبت مین مزا
اس مرض مین نہین آرام کی حرص

نام محبوب رہے وردِ زبان
کام کی ہے تو یہ ہے کام کی حرص

نظر آجاے جو وہ مصحف رخ
ہندوؤن کو بھی ہو اسلام کی حرص

عاشق خانہ خرابی ہین ہم
کسکو ہے زیب در و بام کی حرص

خط کے لایا ہے وہان سے پرزے
آپ پہ قاصد کو ہے پیغام کی حرص

ابھی پختہ نہین وہ سیبِ ذقن
کیجیے کیا طمع خام کی حرص

لبِ شیرین پہ ترے خط نکلا
اب نہ بوسے کی نہ دشنام کی حرص

عشق نے سب سے کیا بے پروا
ننگ کی ہے نہ مجھے نام کی حرص

ہجر جانان مین نہانا کیسا
کیا کسی مردے کو ہو حمام کی حرص

خوش ہین ہم جامۂ عریانی مین
کسکو ہے جامۂ احرام کی حرص

پھول دیکھے ہین جو چوٹی مین ترے
عندلیبون کو ہے گلدام کی حرص

ہجو میکش سے ہے جب واعظ پہ
دل مین پوشیدہ ہے مے و جام کی حرص

لیگئی ہند سے تا شام امیر
ہمکو اوس زلفِ سیہ فام کی حرص

سیدھی نگاہ مین ہین ترے تیر کے خواص
ترچھی ذرا ہوئی تو ہین شمشیر کے خواص

مشہور ہین جہان مین جو اکسیر کے خواص
وہ سب ہین خاکِ روضۂ شبیر کے خواص

حیرت مجھے ملی ہے جو تمکو ملا ہے حسن
دونون طرف ہین ایک ہی تصویر کے خواص

دنیا سے بے نیاز ترے خاکسار ہین
ہین تیری خاکپا مین بھی اکسیر کے خواص

کرتی ہے یہ بھی اوسکی طرح سے مخالفت
تدبیر مین بھی ہین مری تقدیر کے خواص

ابرو دکھا کے دل کو وہ کر لیتے ہین شکار
یہ طرفہ ہین کمان مین بھی تیر کے خواص

ترکش مین تیر میان مین شمشیر مضطرب
دیکھو تو بے قراری نخچیر کے خواص

اوترے نہ مرکے بھی تری عاشق کے پانو سے
زنجیر مین ہین زلف گرہگیر کے خواص

آتی ہے خاک گورِ غریبان سے یہ صدا
غافل ہین مجھ مین سرمۂ تسخیر کے خواص

بھیجا جو نامہ تو نے مسیحا مین جی اوٹھا
تحریر مین بھی ہین تری تقریر کے خواص

مشکل پڑی حضور کو گھر رات کاٹنی
دیکھے ہمارے نالۂ شبگیر کے خواص

کہتا ہے شعر سنکے کوئی واہ کوئی آہ
کچھ میرزا کے مجھ مین ہین کچھ میر کے خواص

برزخ سے بڑھکے شغل نہین ہے کوئی امیر
آجاتے ہین مرید مین بھی پیر کے خواص

ردیف ضاد معجمہ

مکان سے ہے نہ کچھ ہمکو لامکان سے غرض
جہان حضور رہین ہمکو ہے وہان سے غرض

تمہارے جلوے کے مشتاق ہین جہان ہو نصیب
زمین سے کام نہ کچھ ہمکو آسمان سے غرض

تمہاری ذات سے مطلب ہے دین و دنیا مین
نہ کچھ عیان سے غرض ہے نہ کچھ نہان سے غرض

ہر ایک فصل مین مانند سرو ایک ہے رنگ
بہار سے ہے نہ مطلب نہ کچھ خزان سے غرض

خیال ہی کہ جو برق آئے منفعل نہ پھرے
نہین کچھ اور خس و خار آشیان سے غرض

پتا مکان کا پوچھا تو اوسنے ہنسکے کہا
کہ آپ کون ہین کیا ہی مرے مکان سے غرض

جو تو ہو پاس تو ناصح کی کون سنتا ہے
شب وصال مین ہی کسکو قصہ خوان سے غرض

تمیز عشق و ہوس مین کہان وہ کم سن ہین
نہ جھوٹ سچ پہ نظر ہے نہ امتحان سے غرض

نہ پھولنے کی توقع یہان نہ پھلنے کی
نہال خشک ہون کیا مجکو باغبان سے غرض

زمین کوچۂ جانان مین دفن ہو جاؤن
اگر غرض ہی تو اتنی ہے آسمان سے غرض

ہجوم اشک سے جان عزیز کہتی ہے
وہ یوسف اور تھے جنکو تھی کاروان سے غرض

حرم سے کام نہ مطلب ہی دیر سے ہمکو
سر نیاز کو ہے تیرے آستان سے غرض

کسے ہے فکر مضامین تازہ کی فرصت
امیر ہے مجھے شیرینی زبان سے غرض

جلائے دل عاشقون نے کیونکر نہ وقت نظارۂ عارض
وہ روئے روشن ہی مہر محشر تو صبح محشر نقاب عارض

جو ہے ایمان کی بات پوچھو کہان ہی اسکا جواب عارض
اگر وہ عارض ہی مصحف رخ علاوہ مصحف نقاب عارض

عیان ہے اعجاز حسن سب پر ہنوز مانہ مطیع کیونکر
جمال اوسکا ہی وہ پیمبر ہی جسپہ نازل کتاب عارض

بیان توصیف خال و خط مین جو کوئی لکھے تو بس یہ لکھے
یہ خط گلزار صفحۂ رخ وہ نقطۂ انتخاب عارض

خدا نے نور و ضیا سے ایسے کیے ہین پیدا دونون عالم
فلک پہ ہی آفتاب خاور زمین پہ ہی آفتاب عارض

حسین کوئی کہان ہی ایسا کہ ہون مناسب تمام اعضا
اوسیکا گیسو جواب گیسو اوسی کا عارض جواب عارض

ہزار غش ہر کوئی جائے وہ چہرہ بے پردہ کیا دکھائے
جو خواب عاشق کو بھی آکے کبھی الٹ کر نقاب عارض

کہون بہشت برین ہین گلبن تو نامناسب نہین ہے کہنا
ہزار ہا نقد و یک عدد ہین کیا ہی ہین بے حساب عارض

شراب پی کر وہ مہر طلعت گرا کہ مستی مین موجب لب
کباب ما کی جھلکیو کو کرے وہ ہی یا التہاب عارض

عرق جو رخ سے ٹپک رہا ہے یہ رشحہ رشحہ ہی آب باران
غلط نہین ہی یہ خط سبزہ جو ہو گمان سحاب عارض

ہوئے ہین ہم محو حسن ایسے کہ علم ہی اور طاق نسیان
بیاض اپنی بیاض گردن کتاب اپنی کتاب عارض

نہیں ہے ممکن عیان فانوس میں جو ہو شبہ شمع روشن
اگر پڑینگے ہزار پردے نہوگی وجہ حجاب عارض

بنا گئے رہ بسان شبنم ہزار سعی اگر کرین طالب
دکھائے آفتاب عارض نہ کھائیے آفتاب عارض

نمود خط سیہ اگر ہے تو بوسہ عاشق کو ہو عنایت
ضرور ہے ہمکو صدقہ دینا گہن میں ہے آفتاب عارض

کہیں مہ پارہ اگر ہم تو ہے یہ تشبیہ محض بیجا
کہ دو پہر نصف النہار سب ہے نہ ہے یہ خطاب عارض

امیر کی احتیاط ہے یہ وگرنہ ممکن تھا ہم بھی کہتے
شراب عارض کباب عارض شباب عارض عذاب عارض

ردیف خے

آیا ہے بندھکے تیر مین مجکو اودھر سے خط
لکھنا پڑا جواب مین خون جگر سے خط

کرتا ہون مین تو روز روانہ ادھر سے خط
لکھا نصیب کا نہیں آتا اودھر سے خط

مضمون امین ہین کمر یار کے رقم
آتا نہ باندھ کھینچ کے قاصد کمر سے خط

غربت مین کس طرح سے پریشان ہون نہیں عجب
اک عمر ہوگئی نہیں آیا ہے گھر سے خط

مضمون شوق کچھ ہین قلم سے نکل گئے
ڈر ہے نکل نہ جائے کبوتر کے پر سے خط

چڑھتے نہ ناتوانی پہ اوسکے ہوسے لقاب
لکھوائیے غلامی کا پہلے قمر سے خط

غربت نے نام اہل وطن سے کے بھلا دیے
بھیجون کسے مین لکھ کے الٰہی سفر سے خط

مین تھام لون جگر کو بہت سے ہے بیقرار
قاصد ٹھہر نہ کھول ابھی تو کمر سے خط

بہتے ہین اشک آنکھ سے فرط سرور مین
اے دل نہ شاد ہو کہ لگا چشم تر سے خط

اونکو غرور حسن ہے مجکو غرور عشق
آئے کبھی اودھر سے نجائے ادھر سے خط

آیا جو تیر روح سبقے قالب سے یہ کہا
میری طلب مین دیکھ یہ آیا اودھر سے خط

آنسو معاف نہیں دم تحریر خط شوق
تحریر کر رہا ہون مین آب گہر سے خط

پڑھنے دیا نہ دل کی تڑپ نے مجھے امیر
ایسے ہجوم شوق مین آیا اودھر سے خط

لکھتا ہون فرط شوق مین مین بار بار خط
لکھتا نہین ہے ایک مجھے وہ نگار خط

جھنجھلا کے ایک بھی نہ پڑھیگا یقین ہے وہ
لکھے ہیں ایک روز میں مین نے ہزار خط

کیا شوق ہے بنا کے کبوتر کو نامہ بر
ایک ایک پر میں باندھ دیے چار چار خط

لکھون ذرا کدورت دل کا اگر مین حال
خط غبار کیا ہو سراپا غبار خط

ممکن نہین کسیکو کرے نامہ وہ رقم
جبتک نکالتا نہین اوسکا غبار خط

بھیجا جو یار تک نہین پہونچا یہ کیا ہوا
ڈوبا کہ جل گیا مرے پہ ہو ردگار خط

لکھا ہوا اپنے ہاتھ سے اوسنے یہ نامہ پر
آنکھون سے کیون لگاؤن نہ مین بار بار خط

یٰسین کے بدلے اوسکو پڑھو میرے سامنے
آجائے یار کا جو دم احتضار خط

وہ سخت جان ہون پڑتی ہین تیغین ہزار بار
پڑتا نہین ہے تن پہ مرے زینہار خط

نقلین مری رقیبون نے کین سیکڑون امیر
لکھا جو اوسنے مجھکو ہوا اشتہار خط

ردیف ظاے معجمہ

جان ہے دم سے وہ شوق غنیمت واعظ
خلد مین ہاتھ نہ آئیگی یہ صحبت واعظ

توبہ سو بار مین کر لونگا کچھ انکار نہین
مے کشی سے تو ذرا ہو مجھے فرصت واعظ

کانپتا خوف سے مستون کا ہے ہر دیان ویان
کچھ زبان سے نہین توبہ کی ضرورت واعظ

دل جلون سے نہ جہنم کا کیا کر مذکور
کہین انکو بھی نہ آجائے حرارت واعظ

حق بجانب ہے جو زہاد کی تعریف کرے
تونے رندون کی وہ شائی نہین صحبت واعظ

صدد ل کون سنے ذکر جو مین کرتا ہون
اور اولٹی مجھے کرتا ہے نصیحت واعظ

فیض ساقی سے یہان پیر جوان بنتے ہین
ورنہ میخانہ نہین ہے در جنت واعظ

ہمسے دیوانون کے آگے یہ قیامت کا بیان
کہین آجائے تجھی پہ نہ قیامت واعظ

تو جو رندون کی حقیقت نہین سمجھا نہ سمجھ
رند سمجھے ہین تری خوب حقیقت واعظ

جام سے دیکھ کے جامے سے ہوا تو باہر
پی لے دو گھونٹ تو کیا ہو تری صورت واعظ

بات کیا سیدھی نظر سے نہین لیتا ہے سلام
گھر ہین اللہ کے رکھ رہے یہ مشیخت واعظ

دیکھ میخانے پہ گھنگھور گھٹا چھائی ہے
سر پہ ستون کے ہے اللہ کی رحمت واعظ

ایسے پڑھنے سے تو اچھا تھا کہ جاہل رہتا
نہ حیا تجھ مین ہے باقی نہ مروت واعظ

مست ہم دختر رز کے ہین وہ حورون کا امیر
کبھی سمجھے گا نہ رندون کی حقیقت واعظ

صبح کے وقت صبوحی کی مذمت واعظ
کیا ہوا ہے تجھے کیون آئی ہے شامت واعظ

فصل گل مین بھی ہے محروم مئے گلگون سے
دن تو اچھے ہین بری ہے تری قسمت واعظ

اپنی کچھ کہہ مری کچھ سن تو مزہ بھی اوٹھے
تا کجا تذکرۂ دوزخ و جنت واعظ

دو گھڑی بادۂ گلرنگ کا بھی چرچا ہو
ختم کر ختم کر اب وعظ کی صحبت واعظ

بے سبب آٹھ پہر ذکر مے و جام نہین
کچھ تو ملتی ہے زبان کو ترے لذت واعظ

نشۂ بادۂ وحدت سے کے اوٹھائے جو مزے
تو کرے پیر خرابات کی خدمت واعظ

ذوق پر اپنے ہے موقوف عذاب و ثواب
ہے یہی میکدہ دوزخ یہی جنت واعظ

ذکر تو دختر رز کا ہے کسی رنگ سے ہو
وعظ مین تیرے بھی کچھ ملتی ہے لذت واعظ

قبر پر سنگ کی جا چاہیے خشت سر خم
کر اوٹھا آج بہک کر یہ نصیحت واعظ

ایک دم ذکر سے اوسکی نہین تھمتی ہے زبان
دختر رز سے ہے تجکو بھی محبت واعظ

سجدہ خانۂ کعبہ تو بہت دیکھ چکا
میکدے کی بھی مناسب ہے زیارت واعظ

دیکھتا ہے نہ سمجھتا ہے کہ سے ہے کیا چیز
نہ بصیرت ہے تجھے ہے نہ بصارت واعظ

میکدہ چھوڑ کے جنت کی طرف جائے امیر
چڑھ کے منبر پہ یہ کی خوب عدالت واعظ

چپ بھی ہو بک رہا ہے کیا واعظ
مغز رندون کا کھا گیا واعظ

تیرے کہنے سے رند جائین گے
یہ تو ہے خانۂ خدا واعظ

اللہ اللہ یہ کبر اور یہ غرور
کیا خدا کا ہے دوسرا واعظ

بے خطا میکشون پہ چشم غضب
حشر ہونے دے دیکھنا واعظ

ہم ہین قحط شراب سے بیمار
کس مرض کی ہے تو دوا واعظ

رہ چکا میکدے مین ساری عمر
کبھی میخانے مین بھی آ واعظ

ہجو مے کر رہا تھا منبر پر
ہم جو پہونچے تو پی گیا واعظ

دخت رز کو برا مرے آگے
پھر نہ کہنا کبھی سنا واعظ

آج کرتا ہون وصف مے مین امیر
دیکھون کہتا ہے اسمین کیا واعظ

ردیف عین مہملہ

پیش رخ پر نور ہے ہر دم سفری شمع
کیون شام ہی سے ہو نہ چراغ سحری شمع

دن رات یہ روشن ہے وہ روشن ہے تو شب بھر
پائے تشے کانون کی کہان جلوہ گری شمع

کس مہر درخشان کی طرف دیکھ رہی ہے
بے وجہ نہین ہے تری آنکھون کی تری شمع

پروانون سے ہوتا ہے جو رخصت بجھتے ہوے
آتی ہے کوئی دم مین نسیم سحری شمع

ظاہر مین ہے معشوق تو باطن مین ہے عاشق
سیرت مین ہے دیوانہ تو صورت مین پری شمع

وہ جل گئے ہوا خاک خبر تک نہین تجھکو
پروانے سے اچھی نہین یہ بے خبری شمع

بیچارے پتنگون کے پر و بال جو پھونکے
یہ بھی ہے کوئی شیوۂ بیداد گری شمع

سبزہ تشے کانون کا اگر عکس فگن ہے
شمشاد کی صورت ابھی ہو جائے ہری شمع

کیا میری طرح تو بھی کسی کی ہے عاشق
زردی ترے چہرے پہ ہے آنکھون مین تری شمع

بلبل سے کہو آئے وہ پروانے کے بدلے
گل کر گئی محفل مین نسیم سحری شمع

پروانے کرین کس سے بیان حال دل اپنا
سنتی ہے نہین شکوۂ بے بال و پری شمع

معشوق کرے کیا جو مرے آپ ہی عاشق
پروانہ جلے خود تو خطا سے ہے بری شمع

محفل میں کھلے بالوں حسین کیا کوئی آیا
بیوجہ نہیں تیری پریشان نظری شمع

بہتے ہیں امیر اشک جو اسکے تو اثر کیا
ہے سوز و گداز تم الفت سے بری شمع

میرے دل میں نہیں ہیں ارمان جمع
گھر میں اللہ کے ہیں مہمان جمع

سیکڑوں عیش کے ہیں سامان جمع
پر نہیں خاطر پریشان جمع

جوش سودا خیال خط غم زلف
ہیں پریشانیوں کے سامان جمع

آرزو داغ بیکسی حسرت
کیسے کیسے ہیں دل میں مہمان جمع

ہم کوئی روکنے سے رکتے ہیں
در جانان پہ کیوں ہیں مہمان جمع

ایک دل کے ہزار دل ہو جائیں
اس لیے کر رہا ہوں پیکان جمع

ہنس پڑو تم ہمارے رونے پر
لطف دیں ہوں جو برق باران جمع

آرزوئیں تری ہیں دل میں بھری
یا پری خانے میں ہیں پریان جمع

ملے جنوں کب سے دونوں ہیں مشتاق
آج ہو جائیں جیب و دامان جمع

آج اوٹھیں گے زخمیوں کو مزے
ہو رہے ہیں وہاں نمکدان جمع

گر یہی طبع کی روانی ہے
چار دن میں ہے اپنا دیوان جمع

اب ملیگی سخن کی داد امیر
آج محفل میں ہیں سخندان جمع

ردیف غین معجمہ

دیکھنا ہمدم یہ بجلی ہے جو چمکاتی ہے تیغ
یا پری کھولے ہوئے کھینچے ہوئے آتی ہے تیغ

جب گنہگاروں پہ تیرے رحم فرماتی ہے تیغ
ابر رحمت بنکے محشر میں برس جاتی ہے تیغ

واہ رے شوق شہادت ایک پر گرتا ہے ایک
عمر گذری پر کبھی دم لینے نہیں پاتی ہے تیغ

چین پیشانی پہ ابرو پر شکن اچھی نہین
دیکھیے بیکار ہو جائیگی بل کھاتی ہے تیغ

روحین قالب سے نکل آتی ہین مارے شوق کے
میان سے اوسکے نکلنے بھی نہین پاتی ہے تیغ

یہ لگاوٹ یہ کھنچاوٹ یہ چلن یہ بانکپن
تھرکی چالین تجھے اے ترک سکھلاتی ہے تیغ

سخت جانی نے خجل کس کسکو مقتل مین کیا
اوس سے شرماتا ہون مین اور مجھسے شرماتی ہے تیغ

بسملون کا جذبۂ شوقِ شہادت دیکھنا
میان سے بیتاب ہوکر خود نکل آتی ہے تیغ

آبروے الفتِ دندان قاتل مین ملی
اپنا مالا اب گلے مین میرے پہناتی ہے تیغ

چاہتی ہے بے مشقت سرخرو ہو جائیے
قتل ہو جائیگا بیڑا مجھسے اوٹھواتی ہے تیغ

ہے یہ بازارِ جزاے تیغ زن اپنی خبر
دیکھ وہ تیری قضا کھینچے ہوے آتی ہے تیغ

سخت عاجز ہے ہماری سخت جانی دیکھکر
پیستی ہے دانت سر پتھر سے ٹکراتی ہے تیغ

حال سارا آبداری کا ابھی کھلجائے گا
منہ ہے زخمونکا کیون آ آ کے کھلواتی ہے تیغ

کیا عروسِ مرگ کا دولھا بنائیگی اسے
سرخ جوڑا تیرے کشتے کو جو پہناتی ہے تیغ

ہے یہی آنے مین بجلی سے سوا جانے مین ہے
ناز سے آتی ہے اور انداز سے جاتی ہے تیغ

خضرِ رہ بھی ہے فقط رہزن نہ اسکو جانیے
جان لیتی ہے تو منزل پر بھی پہونچاتی ہے تیغ

اور میری تشنہ کامی پر کسے آتا ہے رحم
حلق مین دو بوند پانی آ کے ٹپکاتی ہے تیغ

تشنۂ دیدار ہون پیاسا نہ مجھکو ذبح کر
دیکھ قاتل شرم سے پانی ہوئی جاتی ہے تیغ

مجرمانِ عشق کوئی دم مین بیڑا پار ہے
آج کل دریاے رحمت بنکے لہراتی ہے تیغ

بسملون کے خون سے قاتل ہے سیراب کب
دیکھ تو لب ہے زبانِ خشک کھلاتی ہے تیغ

رعب ایسا چھا گیا ہے سخت جانی کا امیر
موت میری دور ہی سے مجھکو دکھلاتی ہے تیغ

تیرے آگے کیا حسینون کا چلے مہر و چراغ
انجم و مہتاب پروانے ہین تیرے تو چراغ

ہاتھ سے اپنے جلائے تو جلے گل ہو چراغ
گل بھی ہو جائے تو پھولونکی دے خوشبو چراغ

وقت گریہ یاد گیسو لخت دل ہمراہ اشک
رات کو برسات مین ہون جسطرح جگنو چراغ

نور عرفان کے لیے آنکھو نمین آنسو ہین ضرور
نور تب تیا جب روغن سے مملو ہو چراغ

قصر سلطان خانۂ درویش پر ہے طعنہ زن
سلے مہ تابان ہو گردون پہ نکلکر تو چراغ

فرقت محبوب مین کیسی بہار بزم عیش
تیرہ آتا ہے نظر مثل گل شبو چراغ

جوش وحشت مین بیابان مرگ قسمت نے کیا
قبر پر راتون کو ہوگا دیدۂ آہو چراغ

ان کے سندھی پاؤنمین جب وہ ہوے گرم خرام
نقش پا سے شبکو روشن ہو گئے ہر سو چراغ

نور کا تپلا بنایا کیا تجھے اللہ نے
ساق سیمین شمع روشن کاسۂ زانو چراغ

چھڑکی افشان زلف مین شبکو چراغان ہو گیا
ہو گئے روشن میان کوچۂ گیسو چراغ

صبح تک شبکو تصور کسکے عارض کا رہا
گاہ اس پہلو تھا روشن گاہ اس پہلو چراغ

ایک سے ہر ایک کو اس محفل عالم مین فیض
شبکو ہے آنکھون کے حق مین قوت بازو چراغ

کسکی زلف مشک سا کی لائی ہے خوشبو صبا
آتشکبو شمعین سر محفل ہین عنبر بو چراغ

صاف محراب حرم سے ابروے خمدار یار
کیون نہ کیجے فال روشن کو تہ ابرو چراغ

روشنی اسکی ہے شب بھر ہے یہ روشن رات دن
کیا چراغ داغ دل کا ہوگا ہم پہلو چراغ

شمع کا نور ہی مبارک منعمون کی بزم کو
ہین ہمارے خانۂ تاریک مین جگنو چراغ

سینہ ہے تپ داغ اشکون مین ہین لخت دل امیر
باغ مین گویا کہ روشن ہین کنار جو چراغ

نہ آئے شب کو میسر اگر نہ آسے چراغ
کہ داغ سینے کے روشن ہین یان بجاے چراغ

گلہ نہین ہے اگر اقربا نہ لائے چراغ
کہ جگنوؤن نے مری قبر پہ جلائے چراغ

نقاب ڈال کے آئے ہین وہ تو کیا پردا
چھپے نہ پردۂ فانوس مین ضیاے چراغ

لنڈھے شراب کے ساغر جو محتسب آیا
ہوا محتسب کی چلی یک قلم بجھاے چراغ

موے جو ہم تو مرادین بر آئین عالم کی
بتون نے خانۂ اللہ مین جلائے چراغ

یہ اپنی عمر کا عالم ہے عہد پیری مین
نسیم صبح سے جس طرح جھلملاے چراغ

تمیز ہو کہ نہ ہو شرط دل کا آنا ہے
خدا کی شان کہ پروانہ آشنا سے چراغ

جہان کو فیض ہے مجھسے مین قید کلفت مین
مکان مین نور اندھیرا ہے زیر پاے چراغ

وہ صاف دل تھا جلے بے فتیلہ و روشن
جو کاسہ گر نے مری خاک سے بنائے چراغ

عبث ہے سامنے جاہل کے شعر کا پڑھنا
وہ بے تمیز ہے اندھے کو جو دکھاے چراغ

جنون رہا یہی تا صبح یاد عارض مین
کبھی جلائے کبھی رات کو بجھاے چراغ

خدا ہے دل جو بچے حادثون کے جھوکون سے
کہان تلک تہ دامن کوئی چھپاے چراغ

رکھے ہے نہ داغ جوانی امیر پیری مین
جلائے شب کو سحر ہو گئی بجھائے چراغ

ردیف ف

زلفین آئی ہین لٹک کر رخ جانان کیطرف
پانون پھیلائے ہین حسن کا فرنے قرآن کیطرف

گھر سے اٹھے تھے کہ جائینگے گلستان کیطرف
وحشت دل لیچلی ہمکو بیابان کیطرف

پھول مرجھا جائین شاخون پر شجر ہو جائین خشک
مین جگر تفتہ جو جا نکلون گلستان کیطرف

دل کے اک اک گوشے ہم دیر تک دیا کیے
لیگئی عبرت جو کل گور غریبان کیطرف

رہگیا ہے آسرا تیری عنایت کا مجھے
تو ہی اب ہے یاس ہو جاے میرے ارمان کیطرف

ہون وہ زخمی دل کو میرے درد کا ہے پیشرو
دیکھتے ہین زخم حسرت سے نمکدان کیطرف

ہو چکین وہ دست وحشت کی جو تھین چالاکیان
ہاتھ اب سو نہین اٹھتا گریبان کیطرف

حشر ہے شہر خموشان مین جو برپا دیکھتا
کسکی میت آئی ہے گور غریبان کیطرف

کچھ تو تمکو چاہیے اپنے اسیرون کا خیال
روزنا کھلا کرو دم بھر کو زندان کیطرف

زاہدا تسبیح مین زنار کا ڈورا نہ ڈال
یا برہمن کی طرف ہو یا مسلمان کیطرف

آپ سے جاتا نہین ہر بار مین مجبور ہون
دل کھنچا جاتا ہے میرا کوے جانان کیطرف

چاہتا ہون وصل اوس سے جو دو عالم مین نہین
مجکو دیکھو اور میرے دل کے ارمان کیطرف

اب کہین یاران رفتہ کا نشان ملتا نہین
شوق دل لیچلا ہے مجھے گور غریبان کیطرف

جا کے اب یارونکی تنہائی مین دیکھونگا امیر
لے چلی ہے بیکسی گور غریبان کیطرف

شوخیان کہتی ہین ہم ہین اوسکی چتون کیطرف
چتونین کہتی ہین ہم ہین چشم پرفن کیطرف

سیر دیکھو دل بھی ہے اوس شوخ پرفن کیطرف
دوست ہوکر بولتا ہے میرے دشمن کیطرف

دیکھ قاتل جذب شوق قتل کا ہنگامہ
وہ چلے تلوار تیری میری گردن کیطرف

اوس رخ رنگین پہ زلفین دیکھکر کہتی ہے خلق
جھوم کر کالی گھٹا آئی ہے گلشن کیطرف

ہاتھ جب وحشت سے اوٹھاتا ہے مرا دست جنون
بڑھکے کہتا ہے گریبان مین ہون دامن کیطرف

عارض گلگون سے اولٹی ہے جو اوس گل نے نقاب
بلبلین اب رخ نہین کرتی ہین گلشن کیطرف

گر پڑا کیا کوئی لخت دل کا لعل اے چشم تر
ڈھونڈھنے کو اشک آتے ہین جیب و دامن کیطرف

کھینچ لیتا ہے جو قاتل ہاتھ میرے قتل سے
دیکھتی ہے تیغ کس حسرت سے گردن کیطرف

کوئی گل توڑا کہ گلچین نے کیا بلبل کو ذبح
اے صبا ہنگامہ کیسا ہے یہ گلشن کیطرف

دونون آنکھون سے ہے میری آبرو برسات کی
ایک بھادون کیطرف ہے ایک ساون کیطرف

تا قبول خلق سمجھا کوئی عالم مین عیب بین
برق بھی آتی نہین ہے میرے خرمن کیطرف

میان سے کھینچا جو خنجر یار نے اللہ رے شوق
روح سارے جسم کی کھنچ آئی گردن کیطرف

میرے گھر آتے نہین اچھا تم خوش رہو
خاک اوڑاتے آوگے اک روز مدفن کیطرف

پھول گر جھڑ جائین تو مجھسے نہ کرنا کچھ گلہ
اے صبا چلنے کو مین چلتا ہون گلشن کیطرف

آجتک خورشید کا منہ اس طرف ہوتا نہین
دیکھنا آسان نہین اوس روے روشن کیطرف

جب مین کہتا ہون مرے آخر کوئی اپنا نہین
تیغ کہتی ہے کہ مین ہون تیری گردن کیطرف

جب بہت تعریف سنتا ہون مین چشم حور کی
دیکھ لیتا ہون ترے کمرے کے روزن کیطرف

[illegible] مژگان و نون حامی ہین ہمارے ــ ایک سینے کیطرف ہو ایک گردن کیطرف

لا ابالی جب نکل چلتے ہین پھر رکتے نہین ــ بوئے گل کب دیکھتی ہو پھیر کے گلشن کیطرف

لاکھوا و پھاڑے وحشت دل کھینچے جانان سے امیر
مین نہ صحرا کی طرف جاؤن نہ گلشن کی طرف

کیونکر نہ مرغ دل ہو ہمارا شکار زلف ــ رشتہ جو دام کا ہو وہ اک ایک تار زلف

افسون پڑھو ہزار اترتا نہین یہ زہر ــ ہر اوسکی موت ہی جسے ڈس جائے مار زلف

چوٹی مین اپنے پھول جو رکھے ہین یار نے ــ دکھلا رہی ہے طرہ تماشا بہار زلف

کرتا ہو بعضی کے گیسوؤن مین دل خدا کی یاد ــ مصروف ذکر مین ہو یہ شب زندہ دار زلف

حاضر ہو میری آنکھون سے اور دامن مژہ ــ منظور جھاڑنا ہو جو تمکو غبار زلف

جاؤگے تم جو کھولے ہوئے بال سوے دشت ــ آہو کرینگے مشک کے نافے نثار زلف

سودا اگر اپنا دل ہے تمھارے ہین اسکے دو ــ یا سبزوار خط ہے وطن یا تتار زلف

گلزار سے یار کی کیا چھٹ گئی ہو زیب ــ آیا ہے گھر کے اوس پہ جو ابر بہار زلف

چھپ جائین دل نہ ہو بیچ اوسکے شانہ کر کمک ــ گھبرا رہے ہین قیدی زندان تار زلف

جاتا نہین ہے بہر دل اسکی طرف ــ آیا پسند جیسے سواد دیار زلف

بڑھ جاتی اور چشم بصیرت کی روشنی ــ دیتا ذرا جو کحل جواہر غبار زلف

او دل سمجھ کے کوچۂ الفت مین رکھ قدم ــ ڈرتا ہون کاٹ کھائے کہین او ڈسکے مار زلف

بہتر کہین ہو قید رہائی سے سب امیر
ہون پائے بند سلسلۂ تابدار زلف

ردیف قاف

ہین تری زلف رسا کے عاشق ــ ہم بھی ہین یار بلا کے عاشق

تیرے معشوق خدا کے معشوق ــ تیرے عاشق ہین خدا کے عاشق

غمزے حورون کے اوٹھاتے ہین کوئی — آپ کے ناز و ادا کے عاشق
منھ دکھاؤ نہ سناؤ آواز — کان اپنے ہین صدا کے عاشق
پانؤن رکھتے نہین بالاے زمین — تیرے نقش کف پا کے عاشق
ان جفاؤن پہ وہی ذوق وفا — ہم تو ہین اپنی وفا کے عاشق
تجھ سے روٹھے نہین اے تیغ جفا — ناز کرتے ہین ادا کے عاشق
شوخ چشمی نہ کر اتنی ظالم — گڑے جاتے ہین حیا کے عاشق
مہندی ملواؤ نہ تم غیرون سے — رنگ لائین گے حنا کے عاشق
دیکھیے حشر مین کیا ہوتا ہے — ہم ہین محبوب خدا کے عاشق
رغبت اب دل کو ہے یون جانب غم — جیسے معشوق کو تاکے عاشق

رات دن ہوتے ہین دس بیت پہ امیر
سیکڑون بندے خدا کے عاشق

ہین نہ زندون مین نہ مردون مین کمر کے عاشق — نہ ادھر کے ہین الٰہی نہ ادھر کے عاشق
ہر گھڑی آنکھ جو مشتاق ترے دید کی ہو — کان وہ ہین جو رہین تیری خبر کے عاشق
جتنے ناوک ہین کماندار ترے ترکش مین — کچھ مرے دل کے ہین کچھ میرے جگر کے عاشق
یہ ہین جو تیرے کعبے سے پھر آئے حاجی — تیرے در سے نہ سرکتا تھا نہ سر کے عاشق
آنکھ نہ کھلواؤ نہین مرتے ہون جو آنکھون پہ — ہم تو ہین یار محبت کی نظر کے عاشق
چھپ سکے ہونگے نظر سے کہین عنقا کی طرح — توبہ کیجیے کہین مرتے ہین کمر کے عاشق
بے جگر معرکۂ عشق مین کیا ٹھہرینگے — کھاتے ہین خنجر معشوق کے چرکے عاشق
تجھکو کعبہ ہو مبارک دل ویران ہمکو — ہم ہین زاہد اسی اجڑے ہوے گھر کے عاشق
کیا ہو الفت کی ہین پیاں جو بلائین تیری — کہ پری زاد بھی ہوتے ہین بشر کے عاشق
بیکسی درد الم داغ تمنا حسرت — چھوڑے جاتے ہین پس مرگ یہ ترکے عاشق

بے سبب سیر شب ماہ نہین ہے یہ امیر
ہوگئے تم بھی کسی رشکِ قمر کے عاشق

جادۂ راہ عدم سے رہِ کاشانۂ عشق
ملک الموت ہین دربان درِ خانۂ عشق

مرکزِ خاک سے دردِ تہِ پیمانۂ عشق
آسمان ظرف برآوردۂ میخانۂ عشق

کم بلندی مین نہین عرش سے کاشانۂ عشق
دونون عالم ہین دو مصراع درِ خانۂ عشق

ہے جو واللیل سراپردۂ کاشانۂ عشق
سورۂ شمس سے قندیل درِ خانۂ عشق

دل مرا شیشہ ہوا آنکھین مری پیمانۂ عشق
جسم باجوش محبت سے ہے پیمانۂ عشق

ہم تھے اور پیش نظر جلوۂ مستانۂ عشق
جس زمانے مین نہ محرم تھا نہ بیگانۂ عشق

غرق ابھی بحر فنا مین یہ دو عالم ہوجائین
ایک اشارہ جو کرے نرگسِ مستانۂ عشق

ہم وہ فرہاد تھے کاٹا نئی صورت سے پہاڑ
حسن کا گنج لیا کھود کے ویرانۂ عشق

کچھ گرہ مین نہین گرمی کے سوا مثلِ سپند
برگ و بر دود و شرر ہون جو اُگے دانۂ عشق

عین مستی مین ملے ہین مجھے گوشِ شنوا
سن رہا ہون مین صدائے لبِ پیمانۂ عشق

آرہے باغِ جنان سے جو زمین پر آدم
فی الحقیقت تھی وہ اک لغزشِ مستانۂ عشق

معتقد کون نہین کون نہین اسکا مرید
پیر ہفتاد و دو ملت کا ہے دیوانۂ عشق

دل نے تسبیح بنا کر وہ کیے زیبِ گلو
ہاتھ آئے جو کوئی گوہرِ یکدانۂ عشق

زلفِ معشوق شگفت جاے ادب کا ہے مقام
ٹہرے چلین تنے نہ سولی سرِ دیوانۂ عشق

سننے والون کے یہ ڈر ہے نہ جلین پردۂ گوش
کیا سناؤن کہ بہت گرم ہوا افسانۂ عشق

خاک ہر کا رہے وہ لوث خطا سے جو ہو پاک
ورنہ ہر خاک سے اُگتا ہے کوئی دانۂ عشق

سمجھے ہین مرگِ جوانی جسے سب اہلِ جہان
اپنے نزدیک ہے وہ بازیٔ طفلانۂ عشق

آہ عاشق سے ہوئی غفلتِ معشوق کم
خواب تھا حسن فسون ساز کو افسانۂ عشق

بخت برگشتہ ہون تب بھی نہین جاتا یہ مزہ
[illegible] پیمانۂ عشق

طور پر کہتی ہے یہ شمع تجلّی کی زبان
سرمۂ حسن ہے خاکستر پروانۂ عشق

طالب ورد ہوا بس درجہ مرا طائر دل
ٹوٹ پڑتا ہے یہ جب دام مین ہو دانۂ عشق

ہون وہ دیوانہ کہ قدمون سے لگا ہی رکھے حسن
ہر مرے پانون مین زنجیر پریخانۂ عشق

مرکے دے روح کو میری یہ الٰہی قدرت
ہنس بن بن کے چگے گوہر یکدانۂ عشق

کیا فلاطون کو ہو نسبت ترے دیوانے سے
آشنا ہے یہ محبت کا وہ بیگانۂ عشق

ہم تھے اور چہرۂ محبوب کا نظارہ امیر
شعلۂ حسن تھا جب روزنۂ پروانۂ عشق

جلد آجاؤ کہ ہین گور کنارے مشتاق
دم مین آجائین نہ جو روح کے تمہارے مشتاق

دل صد چاک بھی چلمن سے کسی کم رہے کی
سر جھکاتے ہین تو کرتے ہین نظارے مشتاق

مست ہونیکا انھین حکم ہے اے نرگس یار
خوب پہچانتے ہین تیرے اشارے مشتاق

قد و بالا ترے دیدار کا طالب نہین کون
گل زمین پر ہین تو گردون پہ ستارے مشتاق

آنکھو انکھین جلدی ہو بدن سے باہر
ہین ہماو سگ محبوب تمہارے مشتاق

بیخودی تا بکجا آپ مین آؤ بھی امیر
دیر سے بیٹھے ہین احباب تمہارے مشتاق

ردیف کاف تازی

آئی جو گل کے زلف رسا سر سے پانون تک
لینے لگی بلائین ادا سر سے پانون تک

لاغر ہون اسقدر مجھے پہچانتی نہین
رہ رہکے دیکھتی ہے قضا سر سے پانون تک

تیغ نور جبہہ نور شکم نور ساق نور
تو اے صنم ہے نور خدا سر سے پانون تک

کھائے ہین مجھے گل ترے چھلون کے اسقدر
خالی نہین ہے جسم مین جا سر سے پانون تک

گنڈا الٰہی گذر کا پہنائے گی آپ کو
قدنا تھی ہے زلف رسا سر سے پانون تک

دلکش ہے مجھ ضعیف کا ہر عضو جسم زار
مین کاہ ہون وہ کاہ ربا سر سے پانون تک

دوران سر کے ساتھ ہے چکر بھی پانون مین
ہون مبتلائے رنج و بلا سر سے پانون تک

موقوف شمع پر نہین کچھ سوزش درون
جسپر گرے یہ برق جلا سر سے پانون تک

ادنی یہ خار وادی وحشت کی ہے خلش
اک آبلہ ہے جسم مرا سر سے پانون تک

میری نگاہ شوق کی اللہ رے گرمیان
وہ گل عرق مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

کچھ تمکو میری طوق و سلاسل کی ہی خبر
زیور مین غرق ہوتے ہو کیا سر سے پانون تک

اچھی کسی کی آنکھ کسی کی نگاہ ہے
یکتا ہین آپ نام خدا سر سے پانون تک

گرمی سے حسن کے وہ ہوا ہے عرق عرق
دیکھو ٹپک رہی ہے ادا سر سے پانون تک

زلف دوتا سے آپ ہی الجھن مین اونکا دل
گھیرے ہے دو طرف سے بلا سر سے پانون تک

گریان اگر مین نہر لبن سے گذر گیا
فوارۂ آب آب ہوا سر سے پانون تک

تڑپے شب وصال نہ کیونکر نگاہ شوق
گھیرے ہوے ہے اونکو ادا سر سے پانون تک

جب مین نے فکر کی ترے دانتون کے وصف مین
آب گہر مین ڈوب گیا سر سے پانون تک

پہونچائے کربلا مین جو بخت رسا امیر
ملیے بدن مین خاک شفا سر سے پانون تک

کرون ضبط نفس ہمدم کہان تک
لگی ہے آگ اک دل سے زبان تک

دھوان دل سے مرے اوٹھا ہے ایسا
اندھیرا ہے زمین سے آسمان تک

کرون کس شوق سے ہر بار سجدہ
جو پہونچے سر تمہارے آستان تک

تجھے ملتا نہین گھر اونکا قاصد
گئے کیونکر ہمیشہ لامکان تک

غش آیا ہے مجھے مسجد مین شب سے
چلو لیکر مجھے پیر مغان تک

جو موت آئے تو پہچانے نہ مجکو
ہوا ہون ہجر مین لاغر یہان تک

امیر اب مہربان ہے مجھپہ صیاد
خبر پہونچے نہ اوسکی باغبان تک

ردیف کاف فارسی

مرے ہر عضو کو ہے اوس تیغ خونخوار سے لاگ
دلکو ہے تیر سے گردن کو ہے تلوار سے لاگ

اوس دل آرام کو ہے میرے دل زار سے لاگ
مژدہ اے مرگ مسیحا کو ہے بیمار سے لاگ

رو رہی ہین کھول کے دل تو بھی کچھہ آنسو پچھہ جائین
ضبط غم تجکو ہے کیون دیدۂ خونبار سے لاگ

کند تلوار سے کرتا ہے جو عاشق کو حلال
دل مین کہتا ہے وہ جلاد گنہگار سے لاگ

جھانک کر دیکھ لیا کرتے ہین چلمن سے کبھی
ہے جو در پردہ اونھین طالب دیدار سے لاگ

پھلنے پھولنے کی نوبت نہین آنے پاتی
کیا خزان کو ہے الٰہی مرے گلزار سے لاگ

شانے کی طرح سے صد چاک رہا کرتا ہے
جیسے ہے دل کو ترے گیسوے خمدار سے لاگ

دو قدم یار چلا اور قیامت آئی
فتنۂ حشر کو ہے یار کی رفتار سے لاگ

ہم نہ ہین دوست کسی کے نہ کسی کے دشمن
یار سے ہمکو لگاوٹ ہے نہ اغیار سے لاگ

مددے پیر مغان المدد اے پیر مغان
بڑھ گئی ہے بہت اب چرخ ستمگار سے لاگ

تارے گن گن کے شب ہجر بسر کرتا ہون
کیا کرون خواب کو ہے دیدۂ بیدار سے لاگ

کیون حیا اونکو نکلنے نہین دیتی باہر
حسن یوسف کو ہے کیون گرمی بازار سے لاگ

عدؤ عشق ہون میں ایک سے دونون ہین مجھے
کچھہ نہ کافر سے محبت ہے نہ اغیار سے لاگ

بیطرح حال تمھارا جو مین پاتا ہون اسیر
ہو گئی کیا کسی معشوق طرحدار سے لاگ

ردیف لام

سنتا نہین وہ دل سے کبھی داستان دل
کس سے بیان کرے کوئی دردِ نہان دل

کرتا ہے آب آب جگر کو بیان دل
افسانے کی طرح نہ سنو داستان دل

اے شاہ کشور دل و جان جہان دل
قربان ہے ادا پہ دل و جان جان و دل

کس بے نشان کی یاد نے ایسا مٹا دیا
سینے مین نام کو نہین باقی نشان دل

ہمراہ دوڑتا ہون مین اوس شہسوار کے
ہر دست اختیار سے باہر عنان دل

جیسے کہ تیر یار کے سینے مین ہے جگہ
خالی نہین رہا ہے مرا آشیان دل

خوا کا عشق قسمت آدم مین جو لکھا
پہلا تھا نقطۂ قلم امتحان دل

بے شبہ اس مین سے جدا ہی زمین عشق
ابر آسمان سے ہے الگ آسمان دل

پھونک جائے صور حشر جو ہونا ہو جلد ہو
کبتک کرون مین ہجر مین ضبط فغان دل

پھولے ہین کیسے لالہ وگل فیض عشق کے
قابل ہے تیری سیر کے یہ بوستان دل

جیسے کہ دھیان سے رخ تابان یار کا
ہے آفتاب حشر چراغ مکان دل

جائیگا کیا تصور خال سیاہ یار
آنکھون مین مردمک ہے سویدا میان دل

حسرت وہی فروغ وہی ہے جلا وہی
کچھ کچھ تو آئینے سے ہے آئینہ شان دل

تو ہے وہ ماہ مصر کہ جاتا ہے جس طرف
رہتا ہے ساتھ ساتھ ترے کاروان دل

غصے مین آکے ہاتھ سے پھینکا ٹیک دیا
آئینے پر ہوا اونھین شاید گمان دل

ممنون ضعف عالم پیری ہون اے امیر
جھکتا چلا ہے سر طرف آستان دل

مانو ہے گلرخون کے دوبالا ہے شان دل
سب ماہ و آفتاب نہین آسمان دل

عنقا سے ہے بلند کہین آشیان دل
مٹتے ہین نام پر نہین ملتا نشان دل

فیض قدم سے تیرے بڑھی ہے شان دل
ہین ساتون آسمان تہ آسمان دل

دو رخ شرار نالۂ آتش فشان دل
فردوس ہے برنگ گل بوستان دل

کعبہ ادب سے آتا ہے میرے طواف کو
جیسے ہوا مین گوشہ نشین مکان دل

تنہے کے توڑنے کو سمجھتا ہون معصیت
سونگھی ہے جسنے بوئے گل زعفران دل

اپنے لیے پسند ہے مجکو چمن کی سیر
گل شکل داغ دل ہے صنوبر بسان دل

رہتے ہین وقت نکو ہمکنار سے کم نہین
گرتا ہے سر جھکاکے مین سیر جہان دل

آئے نظر نہ عالمِ غم ہو اگر مکین
خالق نے کیا وسیع بنایا مکانِ دل

سختی نہین ہے اہلِ صفا کے خمیر مین
دیکھا کہان کسی نے کبھی استخوانِ دل

کیا آنسوؤن نے پردۂ الفت کیا ہے فاش
آنکھون سے آشکار ہے رازِ نہانِ دل

کرلین گے یاد ہم تبسم دُر دندانِ یار کو
اسطرح موتیون سے بھرینگے دہانِ دل

ممکن نہین کہ وہم کسیکا پہنچ سکے
کوسون ہے لامکان سے بلند آستانِ دل

مانند شمع نطق کی طاقت نہین مگر
روشن مری زبان سے ہو مطلبِ بیانِ دل

وہ ٹکڑے ہوا ابھی جگر بو الہوس امیرؔ
کھینچون جو معرکہ مین مین تیغِ زبانِ دل

گل وہ رخِ نازک سے ہے پسینا عرقِ گل
شبنم سے ہے لبریز کٹورا طبقِ گل

بلبل کا قفس چھاؤ کبھی پھولون سے صیاد
اس چرخ پہ بھی چاہیے پھولے شفقِ گل

تا زیست تھا مجھ زار کو عشقِ رخِ رنگین
ہو غسل و کفن کو عرقِ گل ورقِ گل

اوس رو سے کتابی کا ہو ذکر اور دہن اپنا
بلبل کو فراموش نہوگا سبقِ گل

ہو فصلِ خزان مین بھی وہی رنگ بہاران
گل سینۂ بلبل مین ہے داغِ قلقِ گل

کیسے رخِ رنگین کا سنا ہے فسانہ
گل کان ہے کان کے پردے ورقِ گل

کب خار او لجھ سکتے ہین دامانِ صبا سے
گلشن کی قلمرو مین ہے نظم و نسقِ گل

آہون نے کیے لختِ جگر برہم و درہم
کیا تند ہوا مین ہین پریشان ورقِ گل

آندھی ہے یہ گلزار مین کسکی کہ صبا نے
صدقے کے لیے زر سے بھرے ہین طبقِ گل

وہ رنگ کہان اب کہ خزان باغ مین آئی
بیکار ہے اب تذکرۂ ماسبقِ گل

تحریر کرے وصفِ رخِ اوسکا تو ہو لازم
کاتب خط گلزار مین لکھے ورقِ گل

تر پیا ہے کھودن مین جو خلاف خاک چمن کو
پھولی ہے عجب موسمِ گل مین شفقِ گل

پایکا امیرؔ اوس رخِ گلرنگ کا بوسہ

بلبل کے سوا کوئی نہین مستحق گل

بجا ہین بلبل و گلچین خراب خندۂ گل
دوا تشنہ ہے چمن مین شراب خندۂ گل

گرائے برق اگر التہاب خندۂ گل
تو کیون نہو دل بلبل خراب خندۂ گل

ہنسی ہے اوس گل تر کی جواب خندۂ گل
تبسم نمکین انتخاب خندۂ گل

کریگی بلبل نالان جو حشر مین فریاد
صبا سے ہوگا حساب کتاب خندۂ گل

محال ہے کہ چڑھے عشق حسن کے منہ پر
کہان ہے نالۂ بلبل جواب خندۂ گل

چمن مین نالہ کشی ہے قبول اے صیاد
پر اس چمن مین نہین مجکو تاب خندۂ گل

ابھی تو صورت شبنم ہون اشک بلبل خشک
چمک دکھائے اگر آفتاب خندۂ گل

جو کاسۂ سر بلبل ملے وہ منعفت ہون
بھرون مین اوسمین لبالب شراب خندۂ گل

شراب نغمۂ بلبل کو پی کے کیون نہو مست
ابھی تو نام خدا سے ہے شباب خندۂ گل

سمند ہوش ہے بلبل کا کیون نہ برق خرام
جو تازیانہ ہو موج شراب خندۂ گل

دیا ہے وہ مجھے اللہ نے دل نازک
کہ آب آب کرے جسکو تاب خندۂ گل

نجانتی تھی صبا یہ کہ ہوگی غش بلبل
کھلا کے غنچہ اوٹھائے نقاب خندۂ گل

ذرا شمین کسی بلبل کو ہوش صورت مست
غضب کی تند کھنچی ہے شراب خندۂ گل

غش آگیا مجھے غنچون کے مسکرانے سے
کسے ہے حوصلۂ انتخاب خندۂ گل

یہی ہے شام سے مضمون گریۂ بلبل
سحر کو دیکھیے گا اضطراب خندۂ گل

نظیر گریۂ بلبل ہے گریۂ مینا
ہنسی ہے جام کی ساقی شراب خندۂ گل

امیر خیر ہے گلشن مین جان بلبل کی
کھنچی ہے صبح سے تیغ خوشاب خندۂ گل

پرتو رخ سے ترے ہے جو منور محفل
ہے تجلی کدۂ طور سے بڑھکر محفل

جذب دل کھینچ کے گل پیرہنونکو لے آ
عطر مجموعہ سے ہوجائے معطر محفل

رشک پروانہ ہیں ہم تم ہو اگر غیرت شمع
امتحان کے لیے ہو جائے مقرر محفل

بت فراہم ہوئے اس سے جو سوم میں میرے
بن گئی غیرت بتخانۂ آذر محفل

ہجر میں چار ادھر چار ادھر رہتے ہیں
جس طرح ماہ محرم میں ہو گھر گھر محفل

صاف فانوس خیالی کا گماں ہوتا ہے
کھا رہی ہے یہ ترے رقص سے چکر محفل

باغ کس کام کا جس میں گل و شمشاد نہوں
لطف دیتی نہیں بے شیشہ و ساغر محفل

رقص کے وقت قیامت ہے تمھاری ٹھوکر
کیوں الٹ جائے نہ مثل صف محشر محفل

سیکھنے نالوں کے علم ہم بھی ضرور آئیں گے
ہو گی جس روز محرم میں ترے گھر محفل

جا چکا عہد جوانی کا چلیں سوے عدم
شمع ساں دیکھ چکے دہر میں شب بھر محفل

شمع فانوس میں پھولی نہ سمائی لے گل
تیرے آتے ہی ہوئی جامے سے باہر محفل

رس گیا یار کا ابرو جو ذرا رقص کے وقت
ایک ہم کیا کہ ہوئی کشتۂ خنجر محفل

گذرا وس ماہ دو ہفتہ کا بھی شاید ہو امیر
کیجیے چودھویں تاریخ مقرر محفل

فرقت یار میں ماتم کدہ ہے ہر محفل
بلکہ ہنگامۂ محشر کے برابر محفل

ہے عجب شمع کی صورت ل قاتل نہ جلے
بسملوں کے ہو تہ سایۂ خنجر محفل

چاہیے آئینہ رویوں کا بھی ہو جائے
کیجیے چل کے سر قبر سکندر محفل

ہم بغل مجھ سے ہو غیروں کو لگائے رکھو
گھر میں خلوت ہی سے جمع ہو باہر محفل

کس پری رو کا تصور نہیں دل میں اپنے
جمع رہتی ہے اس آئینے کے اندر محفل

سب مکانوں سے جدا پیر مغاں کا ہے مکاں
میکشوں کی ہے الگ شہر سے باہر محفل

لے ہے یہی حسن سے تیرے یہ جہاں کی رونق
جس طرح شمع سے ہوتی ہے منور محفل

تھک گیا ہو جو انشا کی نہ اخفا کا خیال
گھر کے باہر کبھی خلوت کبھی اندر محفل

بھر دل سوختگاں و الم ہو شب عیش
چشم پیمانہ میں آتشکدہ ہو ہر محفل

دل کے جاتے ہی ہوئی انجمن چشم اوداس — محفل آرا نہو کوئی تو ہے ابتر محفل

شمع محفل مین ہین پروانے ہین گرد سر شمع — کیا تکلف ہی کہ محفل کے ہے اندر محفل

ہم ہین پروانہ دل سوختۂ بزم خیال — شعرویون سے بیان گرم ہی شب بھر محفل

سرفروش آئے ہین مشتاق شہادت ای ترک — جمع کرتا ہے ہمیشہ ترا خنجر محفل

اوسکے بھڑکانے سے برہم ہوئی یہ غیر امیر
شمع کیا ہمیہ ہوئی دست پہ خنجر محفل

جب یار ہوا جفا کے قابل — تب ہم نہ رہے وفا کے قابل

ہی خوف سے سارے تن مین رعشہ — اب ہاتھ کہان دعا کے قابل

آئے سب مجھے دیکھنے اطبا — جب مین نہ رہا دوا کے قابل

بولے مرے دل پہ پیسکر دانت — یہ دانا ہے آسیا کے قابل

کلفت سے امیر صاف کر دل
یہ آئینہ ہے جلا کے قابل

ای دل مجھے بحث جہلا بات سے حاصل — خالی ہی مکان حرف و حکایات سے حاصل

تسکین مجھے دیتے نہین ای حضرت واعظ — کیا اور مجھے قبلۂ حاجات سے حاصل

پتھر ہو ترا دل مین کہون حالت دل کیا — کعبے مین جو بت ہو تو مناجات سے حاصل

ہی زیست کا حاصل تو فقط وصل کی لذت — جس رات کا وعدہ نہو اوس رات سے حاصل

رقا ہون لو بھی تو مجھے نہین ملتی — کیا بندگی پیر خرابات سے حاصل

ظاہر مین دعا بوسہ تو کیا دل سے ہے مکدر — نیت ہی نہین ٹھیک تو خیرات سے حاصل

تقدیر ہی تو نہ بدل دیگا دعا سے — ای شیخ پھر ایسے کشف و کرامات سے حاصل

قسمت مین جو ہے وہ بہر کیف ملیگی — پھر قاضی و مفتی کی ملاقات سے حاصل

پہچانتے ہین اہل سخن خوب سخن کو

خاموش ہین آپہی مباہات سے حاصل

ردیف میم

کیون نالے کرین بلبل گلشن تو نہین ہم
اے ضبط جنون عقل کے دشمن تو نہین ہم

دکھلو جو سمجھاتا ہون تو کہتی ہین وہ آنکھین
کیا لوٹ ہی لین گے کوئی رہزن تو نہین ہم

تعلق نے تمھین مہر بنایا ہمین شبنم
دکھلاؤ جو تم چہرۂ روشن تو نہین ہم

کہہ دیکے تجھے کوچۂ جلاد مین بھیجین
کچھ خیر ہے قاصد ترے دشمن تو نہین ہم

زینت سے کبھی لین گے نہ ہم بوسۂ گیسو
صدقہ کسے دیتے ہو برہمن تو نہین ہم

کیا ضعف سے حاصل کہ ترے گھر مین پہونچے
ذرے ہین مگر ذرۂ روزن تو نہین ہم

دل کھینچے لیے جاتا ہے قاتل کی گلی مین
کچھ آپ روانہ سوے مدفن تو نہین ہم

رہجائینگے پیچھے نہ کبھی ساتھ سے تیرے
سایہ ہین غبار سم توسن تو نہین ہم

سو بار ہین گے ارنی طور پہ جا کر
کیا سمجھے ہین موسی ہین الکن تو نہین ہم

کرتا ہون جو کنگھی تو یہ کہتے ہین وہ گیسو
کانٹون مین نہ کھینچو ہمین دامن تو نہین ہم

ظاہر مین تو نرگس کی طرح پائی ہین آنکھین
پر قابل نظارۂ گلشن تو نہین ہم

بجنے کا دیا حکم تو بولے دہن زخم
سلواتے ہو کیون قابل سیدن تو نہین ہم

موسی سے یہ کہدو کہ بہت بڑھکے نہ بولین
کچھ نابلد وادی ایمن تو نہین ہم

کہتا ہے حیا سے وہ دہان مسی آلود
کیا دیکھتے ہین سب گل سوسن تو نہین ہم

غیرون کے جو دشمن ہین تو کیا تیری طرح سے
اے دوست کسی دوست کے دشمن تو نہین ہم

کیا تارکشی کی ہمین تہمت دیتے ہین عجب
انسان ہین ناقوس برہمن تو نہین ہم

کمرتی ہین یہ طرز اونکے خط سبز پہ آنکھین
کچھ پیر ہین خضر ہین رہزن تو نہین ہم

کیا حوصلہ اونکا ہے جو زندان مین یہ سمجھین
زندانی تاریکی مدفن تو نہین ہم

پیے منت احباب یہان قبر ہے روشن
محتاج چراغ سر مدفن تو نہین ہم

بوے گل فردوس امیر اپنا ہے مردہ
سر کا جو ذرا تختہ مدفن تو نہین ہم

ہوئے چور رنگ وصل یار مین ہم
اچھے پھولے پھلے بہار مین ہم

ہوگئے مردہ ہجر یار مین ہم
گھر مین اپنے ہین یا مزار مین ہم

اوسکو لائین گے خاک تابوت مین
کہ نہین اپنے اختیار مین ہم

کون پوچھے گا ہم غریبون کو
روز محشر ہین کس شمار مین ہم

فرش سے عرش تک نشان نہین
دور پہونچے ہین ہوائے یار مین ہم

حضرت دل جو تم ہو پہلو مین
مر کے بھی رہ چکے مزار مین ہم

وصل مین بھی شکستہ خاطر ہین
تو یہ مست ہین بہار مین ہم

پیش رخسار یار خار ہین گل
ایک دو کیا کہین ہزار مین ہم

قاصد آیا ہے پر نہین پاتا
گم ہوئے ایسے انتظار مین ہم

گھر مین ہین لیکن اپنے نام کی طرح
ہین ہر اک ملک ہر دیار مین ہم

زلف و رخسار کے تصور سے
ہین حلب مین کبھی تتار مین ہم

جبر جو چاہین ہمپہ وہ کرلین
ہین امیر اونکے اختیار مین ہم

ہوا کہ زندہ رہا نامہ بر نہین معلوم
کچھ آج تک ہمین اوسکی خبر نہین معلوم

مکان دل مین ہے کسکا گذر نہین معلوم
یہ بیخودی سے کہ گھر کی خبر نہین معلوم

کیا ہے بیخبری نے جہان سے فارغ
فلک کہان ہے زمین ہے کدھر نہین معلوم

مین جسکو دیتا ہون اوس نقشہ گر کے نام کا خط
وہ ٹالتا ہے کہ مجھکو تو گھر نہین معلوم

تری گلی ہے کہ میدان حشر ہے قاتل
یہان کسی کو کسیکی خبر نہین معلوم

ہوا شہید تبسم جگر کہ دل یارب
گری تڑپ کے یہ بجلی کدھر نہین معلوم

کیا ہے ذوق شہادت نے محو یہ دم قتل — کہ لگے ہین زخم کہان جسم پر نہین معلوم

شب وصال ہون محو کنار سے محروم — دہن کہان ہو کدھر ہے کمر نہین معلوم

پڑا ہے تیغ کے نیچے کہ پاے قاتل پہ — کدھر کو اوڑ کے گیا تن سے سر نہین معلوم

شب وصال سر شام سے وہ کہتے ہین — کہ آج کیون نہین ہوتی سحر نہین معلوم

ادھر کو منہ جو نہین پھیرتا کبھی خورشید — یہ کسکا گرم ہے بازار اودھر نہین معلوم

جو کل تھے ساتھ گئے آج کسطرف یارب — کسیکا حال کسیکی خبر نہین معلوم

خضر ہو راہبری سے ثواب اے زاہد — کہ ہمکو بادہ فروشون کا گھر نہین معلوم

ہمیشہ نالۂ دل بے اثر ہے کیا باعث — یہ نخل کیون نہین لاتا ثمر نہین معلوم

جہان مین اب نظر آتا ہو رات دن اندھیر — فلک سے کیا ہوے شمس و قمر نہین معلوم

بھٹکتے پھرتے ہین ہم مثل گرد راہ امیر
ہوا ہے قافلہ راہی کدھر نہین معلوم

تیر بے جور و ستم اوٹھائین ہم — یہ کلیجا کہان سے لائین ہم

جی مین ہے اب وہان نہ جائین ہم — دل کی طاقت بھی آزمائین ہم

نالے کرتے نہین یہ الفت مین — باندھتے ہین تری ہوائین ہم

اے لب یار کیا ترے ہوتے — لب ساغر کو منہ لگائین ہم

دل مین تم دل ہو سینہ سے خود گم — کوئی پوچھے تو کیا بتائین ہم

آب شمشیر یار اگر مل جاے — اپنے دل کی لگی بجھائین ہم

اب جو منہ موڑین بندگی سے ترے — اے بت اپنے خدا سے پائین ہم

زندگی مین ہے موت کا کھٹکا — قصر کیا مقبرہ بنائین ہم

توبۂ مے سے کیا پشیمان ہین — زاہد و دیکھکر گھٹائین ہم

دل مین ہے مثل ہیزم و آتش — جو گھٹائے اوسے بڑھائین ہم

زار سے زار ہین جہان مین امیر
دل ہی بیٹھے جو لطف اوٹھائین ہم

ردیف نون

کیا دیر ہے امیر کے عفوِ گناہ مین
اللہ کیا کمی ہے تری بارگاہ مین

آئے ہو تیغ کھینچ کے تم قتل گاہ مین
تولو تو پہلے موے کمر کو نگاہ مین

کانٹا ہوا ہون سوکھ کے لیکن نہال ہون
کھٹکونگا اور اپنے عدو کی نگاہ مین

بیہوش کوئی بزم خرابات مین نہین
مشہور یہ خبر ہے غلط خانقاہ مین

خالی شرارتون سے نہین ظلمت جہان
لپٹی ہوئی ہے برق گلیم سیاہ مین

پیری مین قد نگون جو ہوا دانت بھی چلے
بھاگڑ پڑی شکست علم سے سپاہ مین

مدت ہوئی پھرے ہوئے آنکھونکی تپلیان
صورت تمھاری پھرتی ہے اب تک نگاہ مین

نکلا نہین ہے خط ترے عارض پہ حسن نے
کانٹے بچھائے ہین یہ محبت کی راہ مین

کشتی فروسا تجھ سے ہے تیرے اے فقیر
ڈوبے نہ قلزم کرم بادشاہ مین

بے قصد بد سے بھی کبھی ہوتا ہے کار نیک
شبکو چراغ غول جلاتے ہین راہ مین

دعوی بہت تھا سنگدلی کا حضور کو
کیون دل پکڑ کے بیٹھ گئے ایک آہ مین

اللہ رے جذب میری تڑپ کا کہ چرخ سے
تاثیر دوڑی آتی ہے آغوش آہ مین

اعلی کو کیون نہ صحبت ادنی سے ہو حذر
دیکھا کبھی نہ ہو تو خورشید چاہ مین

یوسف سے بھی سوا ہے مرے دل کا مرتبہ
ڈوبا ہوا ہے چاہ زنخدان کی چاہ مین

بیداغ عشق ارض سے تا آسمان ہے کون
ماہی مین فلس ہے تو کلف جرم ماہ مین

ہے نقش دل پہ صورت توحید اے امیر
ہون محو ذکر اشہد ان لا الہ مین

ہون زار اسقدر کہ تری جلوہ گاہ مین
چھپ جاؤنگا مین پردۂ گرد نگاہ مین

ہین جلوہ گر شرار تری دود آہ مین — یہ تخم چھپتے ہین کوئی ابر سیاہ مین
وہ توڑلے فلک ہو مرے تیر آہ مین — کیا ہون تو رخنے ہون سپہر و ماہ مین
سمجھے سریر و تاج کو کجکول و بوریا — ہو فقر کا مزہ جو دل بادشاہ مین
آہ اوس دہن سے نکلے تو کیونکر حسین نہو — بنجائے ماہ سیم جو ملجائے آہ مین
سایہ پڑا مگر مرے بخت سیاہ کا — یہ تیرگی نہ تھی تری زلف سیاہ مین
افعال نیک کے لیے اچھی جگہ بھی ہو — مے پیجیے تو چل کے کسی خانقاہ مین
آنے نہ دے حیا کو یہ ہو رات وصل کی — کیا کام غیر کا ہے تری جلوہ گاہ مین
دیوانہ تیرا آتا ہے لرزان ہین اہل شہر — رستم کی دھاک سے ہے تزلزل سپاہ مین
کیون مثل رخ نہ ہمکو خط سبز ہو پسند — پھولون کی ہمکو آتی ہے خوشبو گیاہ مین
اہل زمانہ بنکے بگڑتے ہین کیسے جلد — ہر ماہ کو زوال و کمال ایک ماہ مین
ہم رہروان عشق کو محشر کا خوف کیا — پڑتے ہین ایسے کتنے ہی میدان راہ مین
زلفون کی آڑ مین نہین کرتے وہ چشمگین — بجلی تڑپ رہی ہے یہ ابر سیاہ مین
کیا سمجھے قدر ساغر جمشید کی وہ چشم — دنیا نہین سماتی ہے جسکی نگاہ مین
تونے تو اے سیاہی شبہائے تار ہجر — دھبا لگا دیا مرے بخت سیاہ مین
اوہرسے جو نشہ توبہ کرین ہم شراب سے — لغزش نہ تا زبان کو ہو عذر گناہ مین

آئے وہ گور پر جو ہوئے دفن ہم امیر
جاگے نصیب سوئے اگر خوابگاہ مین

کس کام کی ہو آنکھ ترے جلوہ گاہ مین — کیا احتیاج شمع تماشائے ماہ مین
ہین شوخیان یہی جو تمھاری نگاہ مین — بجلی گرے گی چار طرف جلوہ گاہ مین
محراب اوسکی تیغ کو سمجھا پڑھی نماز — پہونچا مین قتل گاہ مین یا عیدگاہ مین
فریاد کس سے تیرے سوا اے اجل کرین — ساتھی ہمارے چھوڑ گئے ہمکو راہ مین

چہرہ دکھا جو حسن کا شاہد ہے آئینہ
قرآن صرف چاہیے دست گواہ مین

ادس ترک کجکلہ پہ وہ نہین کیون نہ انگلیان
اندازہ ماہ نو کا ہے طرف کلاہ مین

دیکھو جہاکے آنکھہ تو دیکھو رقیب کو
چھریان بھری ہوئی ہین تمھاری نگاہ مین

برگشتہ بخت وہ ہون جو منزل چلا کبھی
گھیرا ادھر ادھر سے بگولون نے راہ مین

کوچے سے تیرے اوٹھگیا شاید ترا فقیر
کملی سی اک پڑی ہوئی دیکھی ہے راہ مین

اعضا تمام صوم مین تھے ہین وزہ دار
روزے ہزار رکھتے ہین ہم ایک ماہ مین

پست و بلند دائرہ عشق مین نہین
پائین و صدر ایک ہے اس بارگاہ مین

سیدھا راستہ تو وہی جو ہے دین رسول پر
ہوتی ہے کوئی راہ غلط شاہراہ مین

غواص آئین بحر سے موتی نکالتے
پرتو اگر پڑے ترے دانتون کا چاہ مین

یون رشتے یار دیکھ کے مجروح دل ہوا
ہوجائے جیسے چاک کتان نور ماہ مین

مقراض دو نون پانون ہین وحشت کے جوش مین
کچھ ماندگی سے کام نہین قطع راہ مین

نشہ کے ڈورے یار کی آنکھون مین ہین امیر
یا چند سرخ پوش مکان سیاہ مین

وہ تو سنتا ہی نہین میں دادخواہی کیا کرون
کسکے آگے جاکے سر پھوڑون الٰہی کیا کرون

مجھ گدا کو شے نہ تکلیف حکومت اے ہوس
یار دنگی زندگی مین بادشاہی کیا کرون

شک نہ کیجو غیر میرا محضر خون دیکھکر
سوچتا ہے اسپہ مین اپنی گواہی کیا کرون

دھو نے دیکھو آنسوؤن سے ہوگئین آنکھین سفید
بخت بد جاتی نہین تیری سیاہی کیا کرون

مجکو ساحل تک خدا پہونچا ئیگا اے ناخدا
اپنی کشتی کی بیان تجھسے تباہی کیا کرون

نزع مین آنکھین ملا کر یار نے مجھسے کہا
تب ہی آنکھون مین دم ہے کم نگاہی کیا کرون

ترک لذت سے جدائی مین زبان سے آشنا
بادہ صاف و کباب مرغ و ماہی کیا کرون

شوق کہتا ہے پہونچ جاؤن میں اب کعبہ مین جلد
راہ مین بتخانہ پڑتا ہے الٰہی کیا کرون

کھل گیا تھا عیش پر اہد سوچتا ہون دل مین آج
خدمت پیر مغان مین عذر حوا ہی کیا کرون

غرض کردم آہ رک سکتی ہی تھم سکتے ہین اشک
چھپ نہین سکتا ہی لیکن رنگ کا ہی کیا کرون

وہ مرے اعمال روز و شب سے واقف ہی امیر
پیش خالق ادعاے بیگنا ہی کیا کرون

گلے مین ہاتھ تھے شب وصل جن کی راہین تھین
سحر ہوئی تو وہ آنکھین نہ وہ نگاہین تھین

شگل کے چہرے پہ میدان صباحت خط نے کیا
کبھی وہ تھا ایسا کہ بند راہین تھین

فراق مین ترے عاشق کو جا کے کل دیکھا
کہ وہ تو ہیچ تھا کچھ اشک تھے کچھ آہین تھین

بگولے اب ہین کہ غربت ہی گور شاہان پہ
سرادق پہ چتر جلو مین کبھی سپاہین تھین

ہزارون لوٹ گئے کل ادھی جو وہ چلین
خدنگ موے مژہ برچھیان نگاہین تھین

کیا یہ شوق نے اندھا مجھے نہ سوجھا کچھ
وگرنہ ربط کی اوس سے ہزار راہین تھین

یہ ضعف ہی کہ نکلتی نہین ہین اب دل سے
کبھی فلک سے بھی دو پنجے ہماری آہین تھین

جگر مین ہجر کی چبھتہ ہی تھین کچھ پھانسین
اگرچہ غور سے دیکھا تری نگاہین تھین

پہونچ گئے سر منزل چلے جو چال نئی
او نصیب مین پھیر تھا کہ کجی کی جو راہین تھین

فلک کے دور سے دنیا بدل گئی ورنہ
جہان ہجر ہین یہ میخانے خانقاہین تھین

یہ ضعف اب ہی کہ بلنا گران ہی قدمون کو
شبگردی مین کبھی انکو دستگاہین تھین

مشاعرے سے حسین کیون نہ چھین لیجاتے
رہا عیان مری جو گوشہ کلاہین تھین

حسین نہ رکے ہین طالب کہ اب ہین گرد امیر
غریب ہم تھے تو یہ پیار تھا نہ چاہین تھین

جب کبھی اوسکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین
دل ہی واقف ہی جسے زبان سے ہم دیکھتے ہین

داغ سے بڑھ کے نہین دلمین کسیکا جلوہ
گھر کی رونق اسی مہمان سے ہم دیکھتے ہین

بجز پری تو نہین پریون کی مگر تو تجھ مین
انس تجھکو بہت انسان سے ہم دیکھتے ہین

ضعف کا پاس کرے وست جنون کے ہوتے
یہ بہت دور گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہے اگر طالب مقصود تو سٹ جا اے دل
نفع تیر اترے نقصان سے ہم دیکھتے ہین

حشر مین ہاتھہ سے رضوان کے اوسے بھی ہو نصیب
جو لیتین جو ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

مظہر خاص تجھے حق نے بنایا ہے صنم
شان اوسکی تری ہر شان سے ہم دیکھتے ہین

گرد ابرو پہ ہے منھہ لال ہے حیوان ہے چھری
آج اوٹھین اوروہی سامان سے ہم دیکھتے ہین

جب نظر بندہ نوازی پہ تری جاتی ہے
مور کو بڑھہ کے سلیمان سے ہم دیکھتے ہین

دل یہ کہتا ہے بدخشان مین شفق پھولی ہے
سرخ جب منھہ ترے پان سے ہم دیکھتے ہین

خاک پر پاتے ہین غلطان اوسے حسرت کے سبب
جو گہر دور ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

بار بار آتی ہے تر لعل اوس رخ روشن کیطرف
ربط کافر کو مسلمان سے ہم دیکھتے ہین

ہو کہین لالہ و گل اور کہین شمس و قمر
ہر جگہ تمکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہین

کنہ باری کو پہونچ جاے دلا فکر سے تو
یہ تو باہر ترے امکان سے ہم دیکھتے ہین

ہر طرف اپنی ہی صورت ہمین آتی ہے نظر
آئینہ خانہ مین حیران سے ہم دیکھتے ہین

کیا سواری کسی قاتل کی پھری مقتل سے
لاشے آئے ہوئے میدان سے ہم دیکھتے ہین

کچھہ تحسین سے نہین کاوش ہے حسینونکو امیر
چھیڑ ہے یون کو ہر انسان سے ہم دیکھتے ہین

تیغ جلاد کو ارمان سے ہم دیکھتے ہین
موت کو اپنی عجب شان سے ہم دیکھتے ہین

اب بھی قاتل تجھے ارمان سے ہم دیکھتے ہین
زیر خنجر بھی اوسی آن سے ہم دیکھتے ہین

دیکھتے ہے رخ امید کو جس حسرت سے
یاس کو بھی اوسی ارمان سے ہم دیکھتے ہین

سنکے حال دل عشاق کو اس کان سے وہ
صاف اڑا دیتے ہین اوس کان سے ہم دیکھتے ہین

آنکھ آئینے سے کیون اونکی پھری جاتی ہے
کیا یہ سمجھے ہین کہ حیران سے ہم دیکھتے ہین

مدح کرتا ہے تو غیر کی دانائی کی
پھر دن منھہ کو ترے نادان سے ہم دیکھتے ہین

شکل آئینہ بنایا ہے ہمین حیرت نے
دیکھتے ہین جسے حیران سے ہم دیکھتے ہین

شک یہ ہوتا ہے کہ حلقے مین ہے ناگن کے یہ من
زلف لپٹی جو ترے کان سے ہم دیکھتے ہین

جان باقی نہین گو دل مین ہماری لیکن
تجھپہ قربان اوسے سو جان سے ہم دیکھتے ہین

خط نمایان کبھی کرتا ہے کبھی خال وہ رخ
روز اک معجزہ قرآن سے ہم دیکھتے ہین

بھر گیا جی غم دلدار سے شاید اے دل
کچھ کشیدہ تجھے مہمان سے ہم دیکھتے ہین

رشک ہوتا ہے کہ شاید ہے تمھارا عاشق
تنگ ہی جان جسے جان سے ہم دیکھتے ہین

ساغر بادہ بھی ہے جام جہان بین ساقی
سیر عالم ترے احسان سے ہم دیکھتے ہین

جی مین آتا ہے کرین ہاتھ کلائی سے قلم
جب لگا اسکو گریبان سے ہم دیکھتے ہین

ہوگیا سیل کچھ اشکین کہ اب غیر ان کو
جھک کے ملتے ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

محو جادو سے آہن ہے ہوا موم تو کیا
دلکو پانی تری ہر تان سے ہم دیکھتے ہین

عرش کا حال دل صاف سے آتا ہے نظر
رفعت بام کو دالان سے ہم دیکھتے ہین

دوربینی کہین کیا چشم بصیرت کی امیر
صاف میر قدم امکان سے ہم دیکھتے ہین

بخت سیہ سے گو کہ کلیم گدا ہون مین
شاہون کے سر پہ سایۂ بال ہما ہون مین

صحرا مین مثل موج ہوا گم نما ہون مین
دریا مین نقش آب کی صورت فنا ہون مین

وا کردہ چشم دل صفت نقش پا ہون مین
ہر رہگذر مین راہ تری دیکھتا ہون مین

مطلب جو اپنے لیے کہے عاشقون نے سب
وہ بت بگڑ کے بولا وتھا کیا خدا ہون مین

اے انقلاب دہر مٹاتا ہے کیون مجھے
نقشے ہزار مٹ گئے تب بنا ہون مین

وحشت مین گو کہ قیس سے بڑھکر نہین مگر
اتنا کہ تو کہ ایک وہ تھا دوسرا ہون مین

افتادگی مین اوس سے نہ سمجھو جدا مجھے
سایہ صفت قدم بقدم زیر پا ہون مین

محنت یہ کی کہ ہوگیا ناخن بھی گھس گیا
عقدہ یہ آجتک نہ کھلا عجب کیا ہون مین

ہوں عشق کا مبتلا ہون جو کھلا ہے داغ عشق
پروانۂ چراغ حریم جدا ہون مین

کشتہ کیا ہے مجکو محبت کے جوش نے
مذبوح خنجر نگہ آشنا ہون مین

اعضاے تن کو بسکہ ہے زخمون کا اشتیاق
آہن ہے تیغ یار تو آہن ربا ہون مین

کھنچتی ہے ہر بلا تری زلف دراز سے
چھوٹے سے قد پہ میرے نہ جانا بلا ہون مین

رسوا ہوے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ دل نے کیا بیخطا ہون مین

زندہ کیے ہین مین نے دل مردہ سیکڑون
فیض سخن سے عیسی معجز نما ہون مین

مقتل ہے میری جان کو وہ جلوہ گاہ ناز
دل سے ادا یہ کہتی ہے تیری قضا ہون مین

لذت ہے آب تیغ مین آب حیات کی
زندہ لبان خضر ہون گو مرچکا ہون مین

مانند سبزہ اس چمن دہر مین امیر
بیگانہ وار ایک کنارے پڑا ہون مین

دامن سے لوگ دیکے اکثر لگے ہوے ہین
کوچے مین سیکڑون کے بستر لگے ہوے ہین

کیونکر نہون نگاہین قاتل کی تیز ایسی
پتلی کی سان پر خنجر لگے ہوے ہین

نکلین گے حشر کے دن ہم ناتوان کیونکر
قبرون کے منہ پہ بھاری پتھر لگے ہوے ہین

کیا دیکھے عاشقون کے وہ داغدار سینے
پھولون کی کشتیون مین زیور لگے ہوے ہین

یارب ہے کسکی آمد جو شہر مین ہے شادی
صندل کے آج چھاپے گھر گھر لگے ہوے ہین

چاہی جو مین نے عجلت بولا بگڑ کے قاصد
اڑ جاؤن کسطرح مین کیا پر لگے ہوے ہین

کیا حال دل چھپاؤن جاسوس اس پری کے
اندر لگے ہوے ہین باہر لگے ہوے ہین

ٹلتے وہ باری باری عشاق کے پڑے ہین
عجلت سے کچھ نہو گا نمبر لگے ہوے ہین

[illegible]تا ہون بلبل جو ہے تری حقیقت
ایک مشت استخوان مین دو پر لگے ہوے ہین

کیا [illegible]ین ہین مژگان کی یاد مین بھی
ایک ایک رگ مین سو سو نشتر لگے ہوے ہین

[illegible] ہے داغ جو مین کیا [illegible] سے میرے
کون لیے لعل تجھ مین گوہر لگے ہوے ہین

ہے حکم یار کوئی میری طرف نہ دیکھے | یہ اشتہار اونکے گھر گھر لگے ہوئے ہین

مجھ بینوا گدا کو پوچھے امیر وہ کیا
شاہون کے اوس گلی مین بستر لگے ہوئے ہین

جب خوبرو چھپاتے ہین عارض نقاب مین | کہتا ہے حسن مین نہ رہونگا حجاب مین
ہے قصد لکھدیا ہے گلہ اضطراب مین | دیکھون کہ کیا وہ لکھتے ہین خط کے جواب مین
بجلی چمک رہی ہے فلک پر سحاب مین | اب دخت رز کو چین کہان ہو حجاب مین
اللہ رے میرے دل کی تڑپ اضطراب مین | گھبرا کے کروٹین لگے لینے وہ خواب مین
مہمان کے ساتھ کھانیکا ہوتا نہین حساب | ہم تم کباب کھائین ڈبو کر شراب مین
اے برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھہر گئی | یان عمر کٹ گئی ہے اسی اضطراب مین
ملنے کا وعدہ منہ سے تو اونکے نکل گیا | پوچھی جگہ جو مین نے کہا ہنسکے خواب مین
دو کی جگہ دیے مجھے بوسے بہک کے چار | تھے نیند مین پڑا اونھین دھوکا حساب مین
قاصد ہو قول و فعل کا کیا اونکے اعتبار | پیغام کچھ کہا ہے لکھا کچھ جواب مین
ترغیب میرے قتل کی دو اونکو پھر سو | ہے کار خیر تم بھی ہو داخل ثواب مین
کیا آہ کی ہوا سے ہوا حل سگے جو دو | اوٹھتا مزہ جو بند نہوتے نقاب مین
سمجھے ہین دل مین کیا جو یہ گلگرد ہوا مین ہین | مہمان چار دن کا ہے جوبن حساب مین
سمجھا ہے تو جو غیبت پیر مغان حلال | واعظ بتا یہ مسئلہ ہے کس کتاب مین
خونخوار ہے وہ مست ملے گا بڑا مزہ | قیمہ مرے جگر کا ملا دو کباب مین
کام آئی کیسی ظلمت عصیان بروز حشر | سایہ ہمارے سر پہ رہا آفتاب مین
دیکھا کیا جو دفتر آفاق بعد جمع | ہم پہلے ہوگئے نظر انتخاب مین
منظور قید و قتل جو ہو حکم دیجیے | ہے یہ گناہگار بھی حاضر جواب مین

سا | دامن مین اونکے خون کی چھینٹین پڑین امیر

بسمل سے پاس ہو نہ سکا اضطراب مین

قاضی بھی اب تو آئے ہین بزم شراب مین ساقی ہزار شکر خدا کی جناب مین
جا پائی خط نے اوسکے رخ بے نقاب مین سورج گہن پڑا شرف آفتاب مین
دامن بھرا ہوا تھا جو اپنا شراب مین محشر کے دن نہائے گئے آفتاب مین
رکھا یہ تمنے پاے حنائی رکاب مین یا پھول بھر دیے طبق آفتاب مین
تیر دعا نشانے پہ کیونکر نہ بیٹھتا کچھ زور تھا کمان سے سوا اضطراب مین
وہ ناتوان ہون قلعۂ آہن ہو وہ مجھے گر دے جو کوئی بند مکان حباب مین
حاجت نہین تو در لب دنیا سے کام کیا پھنستا ہے تشنہ دام فریب سراب مین
شش نفس آمد و شد سے ملا فراغ جبتک ہی حیات رہے اضطراب مین
سرکش کا ہے جہان مین دوران سر مآل کیونکر نہ گردباد رہے پیچ و تاب مین
چاہے جو حفظ جان تو نہ کر اقربا سے قطع کب سوکھتے ہین برگ شجر آفتاب مین
دل کو جلا تصور حسن ملیح سے ہوتی ہے بے نمک کوئی لذت کباب مین
ڈالی ہین نفس شوم نے کیا کیا خرابیان موذی کو پال کر ہین پڑا کس عذاب مین
اللہ رے تیزدستی مژگان خستہ گر بیکار بند ہوگئے اونکی نقاب مین
چلتا نہین ہے ظلم تو عادل کے سامنے شیطان ہی پردہ در کہ ہین جہد ہی حجاب مین
کچھ ربط حسن و عشق سے چاہے عجب نہین بلبل سے بنے جو بلبلہ اوٹھے گلاب مین
چومے جو اسکا مصحف رخ زلف مین پھنسے مار عذاب بھی ہے طریق ثواب مین
ساقی کچھ آجکل سے نہین بادہ کش ہین ہند اس خاک کا خمیر ہوا ہے شراب مین
قدرت مین تیرے دل کے ڈرانیکے واسطے مشعل ہے برق کی کف دیو سحاب مین

جب نامہ بر کیا ہے کبوتر کو اے امیر
اسنے کباب بھیجے ہین خط کے جواب مین

راحت کہان ہے اوسکو جو ہے پیچ و تاب مین
دیکھا نہ پاے موج کو کفش حباب مین

ساقی صبوح وقت ہے بزم شراب مین
دیتا ہے بھر کے مے قدح آفتاب مین

دریا سے حل یہ مسئلہ ہے فہم چاہیے
دیکھو ملا صدف مین خلا ہے حباب مین

دل صاف ہو تو کشمکش دہر کیا کرے
شعلہ ہے کب دھوئین کسطرح پیچ و تاب مین

دنیا بھی دین ہے جو ہو لذت بشر سے ترک
کیون ہو حرام نشہ نہو جس شراب مین

مردہ جو اہل دل ہون تو زندہ انھین سمجھ
عارف کی آنکھ رہتی ہے بیدار خواب مین

دریا مین ہو گیا ہے نہانے سے اونکو عشق
شاید ہے نقش حب کا اثر نقش آب مین

خط اوسکے رخ صاف پہ نکلا غضب ہوا
مانند ماہ داغ لگا آفتاب مین

رکھ دیکھ بعد مرگ بھی سر کے گلے پہ تیغ
طاقت ہے جذب آب کی مردہ سحاب مین

دکھلاتے ہین وہ وقت گزک معجزہ مسیح
ہونٹون سے جان پڑتی ہے مرغ کباب مین

پیدا انھین ہے ہمکو اگر ہین قفس مین بند
صیاد سیر باغ کی کرتے ہین خواب مین

پیری مین یہ جھکی ہوئی پلکون کا حال ہے
دیوارین جیسے خم ہون مکان خراب مین

لکھا ہے ہمین نے دیدۂ گریان کا اپنے حال
جذاب چاہیے کوئی کاغذ کتاب مین

سمجھانے مین جو آئے تو ناصح برے ہے خوش
دم مار نیکی جا نہین انسان کو آب مین

پیاسون کو خاک سیر کریگا یہ آسمان
چشمہ تو ہے پر آب نہین آفتاب مین

زاہد کو فیض صحبت رندان سے کیا اسیر
عالم کبھی نہ ذرہ کے ہو کیڑا کتاب مین

خنجر بکف جو اپنے قاتل کو دیکھتے ہین
دل ہمکو دیکھتا ہے ہم دل کو دیکھتے ہین

واماندہ دور سے یون منزل کو دیکھتے ہین
کشتی شکستہ جیسے ساحل کو دیکھتے ہین

ہر چند ماندگی نے ہمکو بٹھا دیا ہے
صد شکر دور سے تو منزل کو دیکھتے ہین

آنکھون کو بند کرلین خالق سے لو لگائین
کیون غرق ہونیوالے ساحل کو دیکھتے ہین

شوق نظارہ دیکھو پٹی ہوئی ہے عینک
آنکھیں ہیں بند لیکن قاتل کو دیکھتے ہیں

پروا نہیں جو آنے پاتے نہیں ہیں شب بھر
ہم خواب میں تمھاری محفل کو دیکھتے ہیں

کیوں منھ بنا رہے ہو بوسے کے مانگنے پر
خوش ہوتے ہیں سخی جب سائل کو دیکھتے ہیں

لیلی کو دیکھکر جو بیخود نہیں ہوے ہیں
ناقے کو دیکھتے ہیں محمل کو دیکھتے ہیں

دنیا امیر ساری ہے محفل مشائخ
دیتا ہے جان اوسپر جس دل کو دیکھتے ہیں

شمشیر ہی ستان ہے کسے دون کسے ندون
اک جان ناتوان ہے کسے دون کسے ندون

مہمان ادھر ہما ہی ادھر ہی سگ حبیب
اک مشت استخوان ہے کسے دون کسے ندون

دربان ہزار اوسکے یہاں ایک نقد جان
مال اسقدر کہان ہے کسے دون کسے ندون

بلبل کو بھی ہے پھولونکی گلچین کو بھی طلب
حیران باغبان ہے کسے دون کسے ندون

سب چاہتے ہیں اوس سے جو وعدہ وصال کا
کتنا ہی اک زبان ہے کسے دون کسے ندون

شہزادی وحشت رنگ کے ہزارون ہیں خواستگار
چپ شاہ مغان ہے کسے دون کسے ندون

یارونکو بھی ہے بوسے کی غیرونکو بھی طلب
ششدر وہ جان جان ہے کسے دون کسے ندون

دل مجھسے مانگتے ہیں ہزاروں حسین امیر
کتنا یہ ارمغان ہے کسے دون کسے ندون

تصور ایک بحر حسن کا یون ہے مرے دل میں
رواں ہے جیسے دریا جسطرح آغوش ساحل میں

ہوائے زلف جاناں نے نہ چھوڑا مرکے بھی پیچھا
قیامت میں بھی ہم جکڑے ہوئے آئے سلاسل میں

شراب سرخ شیشے میں نہیں ہے یار اے ساقی
بھرا ہے خون بسمل یہ گلوے مرغ بسمل میں

تمنائے شہادت ہے یہ مرکر بھی ہوئی رجعت
تڑپ کر خلد سے پھر آرہا ہیں کوچہ قاتل میں

ترا خال زنخدان دیکھا تو مجھکو یہ خیال آیا
فرشتونکی جگہ ہے قید زہرہ چاہ بابل میں

کیا جو ہر مجھے جسدم نکھر کر رو برو آیا
بجائے تیغ آئینہ ہے لازم دست قاتل میں

رہ صحرائے ہستی کو یہ آسانی سے کاٹے گا
تری تلوار کا دم آگیا ہے میرے بسمل مین

جگہ تربت ہی کی تھوڑی ملی بعد فنا مجکو
فلک پر بھی حق ہے کچھ زمین کوے قاتل مین

یہ کسکے نوک مژگان کا تصور آنیوالا ہے
کھٹک جاتا ہے اک کانٹا سا جو ہر دم مرے دل مین

نکالے رنگ کو جاہل نہین ہے قابل صحبت
طلب ہوتا ہے کب طاؤس ہر رقص محفل مین

تڑپتے ہین کہ شوق قتل مین یہ رقص کرتے ہین
تماشا بسملون کا ہو رہا ہے کوے قاتل مین

یہ کیون گھبرا رہے ہین کچھ سبب اسکا نہین کھلتا
کبھی جاتے ہین آنکھو مین کبھی آتے ہین وہ دل مین

چھری کو تیرے اے صیاد اب تک بیقراری ہے
کوئی رگ رہ گئی ہے کیا گلوے مرغ بسمل مین

تقاضا جان نثاری کا یہ ہے پیدا ہوا اسکو
خوشی سے کاٹ کر سر اپنا رکھدین دست قاتل مین

سنا روتے قیس شہر بسا تھے سمجھتے ہین بیابان نہین
رہے دل مین خیال یار کیا لیلے ہے محمل مین

کبھی غمزہ اگر تیغ نگہ کو روک لیتا ہے
تو پلکون کے چبھو جاتے ہین نشتر میرے دل مین

جہان ظلمت تھی میرے گھر شب فرقت سمٹ آئی
دھوئین کا نام اب باقی نہین ہے چاہ بابل مین

بمشکل ضعف مین پہنچا ہون میدان شہادت تک
نجانے دے قدم اے درد پہلو کوے قاتل مین

سر ہر رگ تری تیغ کا منہ چوم لیتی ہے
نکلتی ہے لگا کر جب یہ غوطہ خون بسمل مین

نکلجائے ترا تیر آکے پہلو سے یہ کیا ممکن
ابھی اے تیر اتنی جان باقی ہے مرے دل مین

اسیر اب تک نہین کھلتے جو اسکے تیغ کے جوہر
توقف کیون ہے کیا مہندی لگی ہے دست قاتل مین

کسی مہر شمائل کا تصور ہے مرے دل مین
منجم یا قمر کا ہے گذر خورشید منزل مین

قدم سنبھلے تو فرماؤ کوئی رہنے نہ پائیگا
نکلجائینگی جتنی آرزوئین ہین مرے دل مین

چھٹیگی خوب اے قاتل غضب کا رنگ لائیگی
لگائی ہے جو مہندی پیس اسکو خون بسمل مین

نہین کرتا کبھی پروے جنت آگے گل خوبی
نہایت پانی بھرتے ہین نیازی تیرے سائل مین

یہی حیرت کا عالم ہے تو نظارہ کہان مجنون
نکل بھی آئے محمل سے تو پھر لیلی ہے محمل مین

دوئی اوٹھ جائے تو جھگڑا کہان شیخ و برہمن کا
بتآئیں سجدے کرتے شوق سے اس کعبۂ دل مین

تڑپتا ہے دل صیاد بھی اسکے تڑپنے پر
قیامت کا اثر ہے اضطراب مرغ بسمل مین

یہ بیماری محبت کی کوئی نیرنگ ہے اے دل
جہان آیا مسیحا درد دونا ہو گیا دل مین

دہان زخم ذکس کس مزے سے اسکو چوسا ہے
لب شیرین کی لذت ہے زبان تیغ قاتل مین

جدا ہوتی نہین گردن سے قاتل زور کرتا ہے
زبان تیغ نے لذت یہ پائی خون بسمل مین

ذرا محمل سے ہٹکر خاک اڑا او بے ادب مجنون
خیال اتنا تو کرنا چاہیے ہے کون محمل مین

کرامت ہے کوئی ساقی کہ تیری چشم میگون سے
چھلکایا ایک پیمانے سے تونے سبکو محفل مین

لگا کر وار اوچھا پھر نہ دیکھا اوس طرف ہمنے
قضا روتی رہی بیٹھی ہوئی پہلوے بسمل مین

اجازت چاہتی ہے کس سے پروانونکی آنے کی
کھڑی ہے عرض بیگی کی طرح جو شمع محفل مین

نہ آمادہ ہوا ہو کوئی غمزہ اوسکا شوخی پر
الٰہی خیر بجلی سی چمکتی ہے مرے دل مین

امیر اوسکی تجلی گاہ ہے دنیا جو آنکھین ہون
وہی گل ہے گلستان مین وہی ہے شمع محفل مین

بے حجابانہ اگر وہ لب آب آتے ہین
شوق دیدار مین آنکھون سے حباب آتے ہین

اشک آنکھون مین سرگرم شتاب آتے ہین
شہسواران عدم پا برکاب آتے ہین

یاد وہ ولولۂ عہد شباب آتے ہین
جوش کیا کیا ہمین ہنگام خضاب آتے ہین

پی کے جو جذب یہ مجھ رند کا بڑھ جاتا ہے
اڑکے مینہ تک صفت مرغ کباب آتے ہین

اس طرح مجلس زہاد مین جاتا ہون مین رند
متقی جیسے سوے بزم شراب آتے ہین

بیخبر دیکھ کے مردون کو یہ کہتی ہے زمین
جو یہان آتے ہین مست مے خواب آتے ہین

جو تہ گور ہے تسلیم و رضا بیٹھے سے ہے
غیب سے اونکے سوالونکے جواب آتے ہین

سہم رہوار سے روندینگے وہی خاک مزار
تا در گور جو ہمراہ رکاب آتے ہین

صفت شمع سحر جو تری محفل سے ہین دور
موت کے اونکو پسینے دم خواب آتے ہین

موت آتی ہو کہ آتی ہے سواری اونکی — کبھی جلاد کبھی ہمراہ رکاب آتے ہین
مرگ کے بعد نہ آئینگے کبھی ہم اونھین یاد — جن حسینون کے تصور دم خواب آتے ہین
غیر منھ پر نہ چڑھے کھینچتے ہین ہم نالے — کہو ابلیس سے ہٹے تیر شہاب آتے ہین
سوزش دل سے یہ جلتی ہین ہماری آنکھین — اشک منھ پہ صفت اشک کباب آتے ہین
ہجر ساقی مین کبھی دل کبھی جلتا ہے جگر — ہر طرح سے مرے حصے مین کباب آتے ہین
اختر وصل کی یاد آتی ہے اوڑ جاتے ہین ہوش — غش پہ غش ہجر کی شب مین جو ہم خواب آتے ہین
یہ قضا ہے کہ ادا آپ کی سبحان اللہ — صف اولٹتی ہے جو مسجد مین جناب آتے ہین
نہین جاتے کبھی پیری مین جوانی کے خیال — صبحکو یاد مجھے رات کے خواب آتے ہین
کرتے ہین ہجر کے پیغام مرا دل زخمی — تیر آتے ہین کہ نامون کے جواب آتے ہین
عمل بد جو ہوے ہم سے سیہ کاری مین — گور مین بنکے وہی مار عذاب آتے ہین
کیون نہو دیدۂ تر یار کو رحم آہی گیا — خوب چھینٹے تجھے اے خانہ خراب آتے ہین
دھیان بیجا ہے بط مے کی ہم آوازی کا — ایسے نغمے تجھے کب مرغ کباب آتے ہین
پانون رکھتے ہین کوئی بحر جہان مین اوسکے — سر اوٹھائے ہوے جوش حباب آتے ہین
جوش وحشت مجھے ہر سال بناتا ہے جوان — جب بہار آتی ہے ایام شباب آتے ہین
ہم ترے کوچے مین آئے تو کیا کون گناہ — لوگ کعبے مین پے کسب ثواب آتے ہین
حال افلاک دل صاف مین آئینہ ہے — ایک قطرے مین نظر سات حباب آتے ہین

دھیان بندھتا ہے جو اوس عارض و گیسو کا امیر
شیشۂ لخلخۂ مشک و گلاب آتے ہین

—

عینک حسن خواہ آئینہ اے رشک ماہ ہون — جیسا ہون پیش چشم ہون پیش نگاہ ہون
باعث بخت تیرہ مین روشن نگاہ ہون — شرمندہ ہون کہ سرمۂ چشم سیاہ ہون
منکر ہو میرے قتل سے قاتل جو روز حشر — بولی زبان تیغ کے مین گواہ ہون

کر دینگے اشک گرم مرے مجکو روسپید
گو روسیاہ ہون مگر ابرِ سیاہ ہون

حرص و ہوا کو حدِ جہان سے نکال دون
دو دن کو مین جہان مین اگر بادشاہ ہون

رہتے مین ایک دن تو مرے گھر مین آئیے
اُمیدوارِ رحمتِ گاہ گاہ ہون

رہتا ہے صبح و شام گناہون کا سامنا
فارغ جو اس سے ہون تو کبھی عذرخواہ ہون

حیراں ز چرخ غول نہین کوئی پیش و پس
تاریک شب مین رہروِ گم کردہ راہ ہون

تاب و توان مجھ مین نہ عقل و حواس و ہوش
شکلِ آدمی کی صورتِ مردم گیاہ ہون

کہتا ہے روے یار یہ خطِ سیاہ سے
تو ہالہ ماہ کا ہے مین ہالے کا ماہ ہون

لاغر یہ عشق موے کمر نے کیا مجھے
پنہان نگاہ خلق سے مین مثلِ ماہ ہون

دستِ گشادہ ہے سببِ تنگیِ معاش
دریادلی سے اپنے مین محبوسِ چاہ ہون

اس قلزمِ جہان مین سفینہ ہے میری ذات
سارا جہان ہو غرق اگر مین تباہ ہون

رکھتا نہین ہے فرق سر ہو مرا سخن
گویا زبانِ خامۂ صنعِ الٰہ ہون

مد نظر ہے صاحبِ جوہر کا مجکو حفظ
مثلِ نیام تیغ کے حق مین پناہ ہون

روضہ رسول کا ہے اگر بارگاہِ حق
مین بھی امیرِ خاک در بارگاہ ہون

خیالِ لب مین ابرِ دیدہ ہاے تر برستے ہین
یہ بادل جب برستے ہین لبِ کوثر برستے ہین

خدا کے ہاتھ ہے چشمون مین ہے اب آبرو اپنی
بھری بیٹھی ہین آنکھین آج وہ کس پر برستے ہین

ڈبو دینگی یہ آنکھین بادلونکو ایک چھینٹے مین
بھلا برسین تو میرے سامنے کیونکر برستے ہین

کبھی آہین کبھی ہین سختیِ ایام سے نالے
ہوا چلتی ہے بجلی گرتی ہے پتھر برستے ہین

جہان ان ابروؤن پہ بل آیا کٹ گئے لاکھون
یہ وہ تیغین ہین جنکے ابر سے خنجر برستے ہین

لبِ شیرین سے ایسی سخت باتین میری تربت پر
کہ گویا کوہکن کی قبر پہ پتھر برستے ہین

چھلکے پڑتے ہین مے سے جوش پر ہے رحمتِ ساقی
ہمارے میکدے مین غیب سے ساغر برستے ہین

جو ہم برگشتہ قسمت آرزو کرتے ہین پانی کی
نہ ہے باران رحمت چرخ سے پتھر برستے ہین

غضب کا ابر خون افشان ہے ابر تیغ قاتل بھی
روان ہے خون کا سیلاب لاکھون سر برستے ہین

سمائے ابر نیسان خاک مجھ گریان کی آنکھونمین
کہ پلکون سے یہان بھی متصل گوہر برستے ہین

وہان ہین سخت باتین یان امیر آنسو پر آنسو ہین
تماشا ہے ادھر موتی اودھر پتھر برستے ہین

عروس مرگ پر جو دل نثار کرتے ہین
لپٹ کے خنجر قاتل کو پیار کرتے ہین

وہ شانہ بالون مین کیا بار بار کرتے ہین
لباس زیست مرا تار تار کرتے ہین

جو سیدھی طرح سے آنکھین وہ چار کرتے ہین
ہزار تیر کلیجے کے پار کرتے ہین

جو راہ چلتے ہین وہ لگے پانون مین مہندی
زمین کو صفحۂ نقش و نگار کرتے ہین

سوے پہ بھی لحد اپنی ہے تختۂ نرگس
ہزار آنکھ سے ہم انتظار کرتے ہین

ہزار شکر گئین بدگمانیان اونکی
وہ میری بات کا اب اعتبار کرتے ہین

سنے نہ تیون کے تو خود لوٹتے ہین حضرت دل
خدا سے مفت مجھے شرمسار کرتے ہین

دل و جگر کو نکالو بھی میرے سینے سے
تڑپ تڑپ کے مجھے بے قرار کرتے ہین

ہین مرکے خاک ہوا خاک ہو گئی برباد
وہ موت کا بھی نہین اعتبار کرتے ہین

نہ شاخ گل ہے مرا دل نہ دامن ہی خوار
بہار مین اسے کیون داغدار کرتے ہین

مین بادہ کش ہون وہ وحشی کہ کھینچے ساقی
لگا کے شیشے مجھے سنگسار کرتے ہین

خدا نے ان حسینون کو دی ہے ادا ہی کیا
بس اتنی بات پہ یہ افتخار کرتے ہین

وہ صاف دل ہین قباحت کا کچھ خیال نہین
جو تمکو پیار کرے اوسکو پیار کرتے ہین

طلسم گنج بھی آتا ہے جب نظر ہمکو
وہ مردہ دل ہین گمان مزار کرتے ہین

کبھی تو یون ہے جو تڑپا ہون وصل کی خواہش
خدا کے فضل کا امیدوار کرتے ہین

گلہ نہین جو اوڑاتے ہین تیغ سے ٹکڑے
یہ ترک ایک سے مجکو ہزار کرتے ہین

فلک کے قصر سے ہے اور کیا ہمین حاصل
فقط نظارۂ نقش و نگار کرتے ہین

چلو امیر چلو تا کجا اقامتِ دہر
مسافرانِ عدم انتظار کرتے ہین

کیون نہ موسی کو خطر ہو شوق برقِ طور مین
مشکلین پڑتی ہین سالک کو حجابِ نور مین

روزِ حشر ایسی جلن ہوگی دلِ محرور مین
بھاگ کر ڈوبیگا دوزخ چشمۂ کافور مین

خاکسارونکی رہی ذلت دیدۂ مغرور مین
مال کیا ظرف گلی سے ہے مجلس فغفور مین

ہم ہون یا موسی ہون کوئی دیکھہ سکتا ہو اوسے
پر دے حیرت کے پڑے ہین جلوہ گاہِ طور مین

کیا تماشا ہو اسے سمجھے ہین غافل جلترنگ
جام چینی رو رہے ہین ماتمِ فغفور مین

حوصلہ عالی اگر ہو ہر جگہ معراج ہے
دار بھی ہے شاخ سدرہ دیدۂ منصور مین

گور مین چونکا کے یہ عبرت پکارے بار بار
ہوشیاری شرط ہو غافل شبِ دیجور مین

نزع کی وقت آدمی سے مل سکین کیا ہاتھ پانون
شام کو باقی نہین رہتی سکت مزدور مین

بت تراشون پر پڑین پتھر کیا پھر جلوہ گر
چھپ رہے تھے بت خدا کے ڈر کے سنگِ طور مین

گھر بنایا ہے یہ کسکا قصرِ تن ہو بے ثبات
جھونکتی ہے خاک عبرت دیدۂ مزدور مین

شیخ کو تھوڑا نچا تو یہ بڑا مکار ہے
ساری دنیا چھوڑ بیٹھا ہو تلاش حور مین

منزلِ مقصود کی مستون کو دکھلاتی ہو راہ
خضر بن بیٹھی ہے سبزی دانۂ انگور مین

اونسے کہتی ہو حیا اپنا جو میرا پاس تھا
نور بنکر چھپ رہی ہوتی نگاہِ حور مین

محتسب کے لاکھ احسان کر خوشے کی طرح
لٹکا کر مستون کے سر لٹکا دیے انگور مین

ہے اگر گردون مخالف غم نہین مجکو امیر
ہون مین ظلِ دامنِ شاہِ ابو المنصور مین

چمکتے ہین اعضا یہ گرمی [illegible] قصور مین
جلے ہیزم استخوان جلتے ہین اس تنور مین

رنگ پریون کا جدا الطف [illegible] اوس حور مین
ہے زمین و آسمان کا فرق نار و نور مین

جان جاتی ہے خیال عارض پر نور میں
ڈوبتی ہے یہ ہی کشتی چشمۂ کافور میں

چاہتا ہے ایک دم میں طور سے ہستی کی یاد
آج ایسی آگئی طاقت تن رنجور میں

اپنی طاعت کی خبر کیا دو جہاں خالق سے بشر
پہلے محنت سے اجر [illegible] مزدور میں

جمع مال انساں تو کیا حیوان کو کرتا ہے تباہ
شہد دلواتا ہے آتش خانۂ زنبور میں

فرش استبرق کی کچھ حاجت نہیں [illegible]
یاد رکھتی [illegible] گے سایہ انگور میں

ہیں اگر چھوٹوں خلش سے آسمان پیدا کرے
خار ہو ہر پنجہ میں جیسے نیش ہے زنبور میں

سچ ہے اہل درد سے ہوتا نہیں ہرگز ضبط
اشک بہتے ہیں لبالب دیدۂ ناسور میں

کشتگان عشق سے کہتی ہے تیغ حسن یار
شربت دیدار کا چشمہ ہے کوہ طور میں

ساقیا کیوں مبدم یہ خشک و شاداب ہے
خون ترستوں کا شاید بھر دیا انگور میں

سچ ہے انسان کو مصیبت میں خدا آتا ہے یاد
موت کا دھیان اکثر آتا ہے دل رنجور میں

میری بزم عیش میں رویا ہے یہ جی کھول کر
ایک قطرہ خون نہیں باقی تن طنبور میں

داغ سے ہے سینۂ پر سوز عاشق کا فروغ
گردۂ ناں آئینہ ہے خانۂ تنور میں

داغ الفت کھائیے جاتی ہے تو کیا
چاہیے شب بھر چراغ اے دل شب دیجور میں

رات دن میں لاکھ بار اوٹھ اوٹھ کے رہ جاتا ہے پھر
درد شاید قید ہے میرے دل رنجور میں

عیب سلطان کیا ضرورت ہے رعیت میں بھی وہ
لنگ ہی رہتے تھے کیا سب کشور تیمور میں

ترک کر لذت اگر چاہے جہان میں عافیت
شہد آتش سے سوا ہے خانۂ زنبور میں

سب کو لنگر خانۂ خالق سے حصہ مل چکا
کیا مری قسمت کی روٹی جل گئی تنور میں

سینۂ پر درد میں کیا روح کو آرام ہو
کون ہو با چین سے ہمسایۂ رنجور میں

کیسی موسیٰ لن ترانی کی صدا کیسی امیر
حسن کے نیرنگ سے تھے خلوت سرا سب طور میں

ہٹاؤ آئینہ امیدوار ہم بھی ہیں
تمھارے دیکھنے والوں میں یار ہم بھی ہیں

تڑپ کے روح یہ کہتی ہے ہجر یاراں میں
کہ تیرے ساتھ دل بیقرار ہم بھی رہیں

رہے دماغ اگر آسمان پہ دور نہیں
کہ تیرے کوچے میں بنکے غبار ہم بھی رہیں

کہو کہ نخل چمن ہم سے سرکشی نکریں
اونھیں کی طرح سے باغ و بہار ہم بھی رہیں

ہمارے آگے ذرا یہ تجھ سے زمزمہ سنج
کہ ایک نغمہ سرا ہے ہزار ہم بھی رہیں

کہاں تلک آئینے میں دیکھو بھال ادھر دیکھو
کہ اک نگاہ کے امیدوار ہم بھی رہیں

شراب منھ سے لگاتے نہیں ہیں اے زاہد
فراق یار میں پرہیزگار ہم بھی رہیں

ہمارا نام بھی لکھ لو جو ہے قلم جاری
قدیم آپ کے خدمتگزار ہم بھی رہیں

ہمارے ہیں اگر مری ہڈیوں کے آٹھ پہر
سگ آپکے کہتے ہیں امیدوار ہم بھی رہیں

جو لڑکھڑا کے گرے تو قدم پہ ساقی کے
ایسے مست نہیں ہوشیار ہم بھی رہیں

چار ابرو ہیں ترے حسن میں بہتر چاروں
کیا رباعی ہے کہ مصرع ہیں برابر چاروں

کس گل تر کا میں کشتہ تھا کہ مرقد پہ مرے
بن گئے چار چمن گوشۂ چادر چاروں

ایکدم حکم خدا مجکو فراموش نہیں
دلپہ لکھے ہیں سماوی ہیں جو دفتر چاروں

کیا ہوا چار عناصر جو پریشان ہیں آج
دم میں یہ ہو جائینگے اک جا دم محشر چاروں

ہاتھوں پانوں کا بھروسا تھا سو وہ بھی تہ خاک
ہو گئے مجھ سے جدا واے مقدر چاروں

ابر مژگاں کی شب ہجر جو بارش ہے یہی
گھر کی دیواریں گرائیگا مقرر چاروں

زہرہ و مشتری و شمس و قمر وقت نثار
گرد پھرتے ہیں ترے باندھکے چکر چاروں

خود ستی کی کہاں فرقت جاناں میں امید
حد اصلاح سے اخلاط ہیں باہر چاروں

حق تو یہ ہے کہ ہیں تیرے در دولت کے گدا
خسرو و قیصر و دارا و سکندر چاروں

خاک ہیں لعل و زمرد ہوں کہ یاقوت و عقیق
ہیں غنی پھر بھی نظر میں ہیں یہ پتھر چاروں

بطن مادر لحد گور مکان باغ بہشت
اپنے بندوں کو خدا نے یہ دیے گھر چاروں

اے امیر احمد مرسل کے جو ہین چار وزیر
چار یار ہی ہون مجھے ہین یہ برابر چارون

سہواً کسی سے اپنی کہانی اگر کہون
طاقت جواب دے کہ بار دگر کہون

طول شب فراق کا قصہ نہ پوچھیے
محشر تلک کہون مین اگر مختصر کہون

قاصد یہ کوے یار سے کہتا ہوا پھرا
اپنی خبر نہین مجھے کسکی خبر کہون

اے اہل دیر و کعبہ مین غماز کچھ نہین
جو اس طرف کی سنکے کسی سے ادھر کہون

سنتے ہین آپ سارے زمانے کا درد دل
کیجیے تو مین بھی قصہ سوز جگر کہون

شب کو کہو جو روز تم اپنی زبان سے
سورج قمر کو شام کو مین بھی سحر کہون

حاصل صفاے قلب ہو آئینے کی طرح
کیون منہ پہ صاف صاف نہ عیب ہنر کہون

وقفہ بہت قلیل ہے حسن شباب کا
بڑھکر کہون تو جلوہ برق شرر کہون

تشبیہ سامنے کی ہو اے فکر چاہیے
گیسو کو شام چہرے کو اوسکے سحر کہون

محروم ہون مین لذت بوس و کنار سے
کیونکر نہ اونکو بے دہن و بے کمر کہون

ہرگز نہ فرق آئے مری بات مین امیر
اکبار جو کہا ہے وہی عمر بھر کہون

لخت دل لپٹا ہوا ناحق آہ بے تاثیر مین
کچھ نہین حاصل جو پیکان ہو ہوائی تیر مین

ہو کے میری لاش نے پامال حسرت سے کہا
آگے آگے دیکھیے کیا ہو مری تقدیر مین

پھر تو ہو اے دل کنار مرگ کا زیر قدم
پیرتے دو ہاتھ اگر آب دم شمشیر مین

بہتے بہتے ایکدن شیرین کو پہونچیگا ضرور
نامہ لکھکر ڈالدے فرہاد جوے شیر مین

عشق ابروے بتان مین دل نے کی ایسی طپش
زلزلہ آیا زمین کوچہ شمشیر مین

جس پری کی آنکھ مجھ سے پھر گئی بولا جنون
لو ٹیا رک اور اک حلقہ بڑھا زنجیر مین

آئے جب نخچیر ہونے پر کمی ترکون کی کیا
پر نہین سرخاب کا اے ترک تیرے تیر مین

سوی ابروے بتان ہین تل نہین ہی مرغ روح
دانہ چھینکا ہے یہ دام جوہر شمشیر مین

عشق گیسو مین ملی دنیا کی گردش سے نجات
نیند بھر کر پانون سوئے خانۂ زنجیر مین

رونہ رسوائی سے نادم مجھکے قاتل بعد قتل
وہ تری تقدیر مین تھا یہ مری تقدیر مین

کشتۂ خون پیاسا ہی رہتا دو رہتر کا نہین اگر
روند عزرائیل پھرتے کوچۂ شمشیر مین

نیند تیرے وحشیون کو صبح تک آتی نہین
رتجگا رہتا ہے شب بھر خانۂ زنجیر مین

باندھتا ہے گر ہولے ظلم کر مجھکو شکار
جب گھٹین گے پر مرے تب پر لگین گے تیر مین

عشق ابرو مین جو چلاتا ہون کہتا ہے وہ ترک
کون دیتا ہے دہائی کوچۂ شمشیر مین

منحصر ہے مجرمون پر شان رحمت کا ظہور
بے خطا ہے فاش اگر تقصیر ہو تقصیر مین

تیر پر تیر اوس ستمگر نے لگائے اس قدر
رہ گئی حسرت تڑپنے کی دل نخچیر مین

کج نہادون سے ضرر کیا راستبازونکو امیر
خم نہین آتا ہے صحبت سے کمان کے تیر مین

ہے یہ بہری کا چرچا دور چرخ پیر مین
خون مادر طفل پیتے ہین ملا کر شیر مین

قصہ غیر وان ہے تمھارے عشق ابرو مین ہوا
جل گیا ہتھیار ہم سے کوچۂ شمشیر مین

ضبط غم سے آہ بنتی ہے مرے دلمین گرہ
تیر ہو جاتا ہے پیکان سینۂ نخچیر مین

سرنوشت اتنی جو کچھ مجھ وہ اثر گون طالع کی ہے
شاید اولٹا قط لگا تھا خانۂ تقدیر مین

صبح پیری کا بھی لے مانی نشان باقی رہے
چھوڑ دیتا کچھ سفیدی بھی ہی تصویر مین

کھینچیے دنیا کی ساری لذتون کو انتخاب
لیجیے شیراز سے مے پیجیے کشمیر مین

زیر ابرو شوخیان کرتی نہین چشمان یار
چوکڑی بھرتے ہین آہو سایۂ شمشیر مین

آئے ہین کس بادشاہ ملک وحشت کے قدم
ہوتی ہے تالون کی شلک خانۂ زنجیر مین

دیر سے سوئے حرم پیری مین جا کر کیا کرون
تھا جو طاعت کا زمانہ کھو چکا تقصیر مین

اے جنون تو جذب کو کچھ کام فرمائے اگر
چشم لیلےٰ کے ہون حلقے قیس کی زنجیر مین

ذوقِ رحمت کھینچتا ہے سوے رحمت اے کریم
جانتا ہے تو کہ مین مجبور ہون تقصیر مین

ملکے آنکھین ابروے جانان سے جب روئے ہین ہم
بھر دیے ہین ہمنے موتی دامنِ شمشیر مین

انجمن مین مست ہو جائین نہ کیونکر سامعین
قلقلِ مینا کا عالم ہے تری تقریر مین

نقل سے کوئی نکلتا ہے جہان مین کارِ اصل
پائین کب غواص موتی قلزمِ تصویر مین

بیقراری سے مجھے الفت مین حاصل ہے سکون
پاے دل موجِ پریشانی سے ہے زنجیر مین

دورِ گردون مین کہان ہے جاے آسایش امیرؔ
سیل کو آتی ہے ویرانی ہر اک تعمیر مین

عاشقون سے ہے ترقی حسن کی تنویر مین
جھکے رخ سے رنگ اُڑ آیا تری تصویر مین

قتل مجکو یاد ابرو مین اون آنکھون نے کیا
ان پلکون نے ملکے مارا کوچۂ شمشیر مین

غیر ممکن ہے دلِ حیران مین میرے دخلِ غیر
عکس پڑتا ہے کہان آئینۂ تصویر مین

قتلِ عاشق قاتلون کیواسطے ہے قوتِ روح
جب لہو چاٹا مرا دم آگیا شمشیر مین

بیخبر میرے مآلِ مرگ سے ہے وہ حسین
مجھکے یوسف ہے پریشان خواب کی تعبیر مین

عشقِ ابرو مین جوان و پیر سب ہوتے ہین قتل
رات دن چلتا ہے رستہ کوچۂ شمشیر مین

اپنی وحشت سے ہے روشن خانۂ زندانِ غم
ہر ملک ہے پانون اپنا دیدۂ زنجیر مین

گرمیِ خورشیدِ محشر سے اونھین کیا کام ہے
ہین ترے کشتون کی روحین سایۂ شمشیر مین

کام آتی ہے جوانون کے بہت تدبیرِ پیر
طاقتِ پرواز ہے زورِ کمان سے تیر مین

دھیان وصلِ ابرو کا آیا عارضِ روشن کے بعد
دھوپ سے ہم اوٹھکے بیٹھے سایۂ شمشیر مین

جمع زر ممسک جو کرتا ہے ہوا ثابت ہمین
اسکی قسمت مین نہین ہے خیر کی تقدیر مین

زخمیون کا کام نکلے کچھ تو ہے ناوک فگن
ہے مناسب گر ن پر کاوش ہو تیرے تیر مین

کیا عجب ہے اوس رخِ پر نور پر نکلا جو خط
جمع ہوتے ہین پتنگے شمع کی تنویر مین

کب خزانہ غیب کا ملتا ہے بے قسمت امیرؔ

چھپاتا ہے خاک ناحق خواہش اکسیر مین

وطن کی یاد ہے لیل و نہار غربت مین
یہی ہے ایک شریک غمگسار غربت مین

شگفتگی کے ہون سامان ہزار غربت مین
برابر ایک سی ہے خزان و بہار غربت مین

گل وطن کی جو بو لیچلی اوڑا کے مجھے
لپٹ گئے مرے دامن سے خار غربت مین

عجب نہین ہے جو ہو موجۂ نسیم کرم
دکھائین خار گلون کی بہار غربت مین

امید و بیم و غم بیکسی و درد فراق
یہی رفیق ہین دو تین چار غربت مین

مین بوے ناقۂ آہو کہ نکہت گل ہون
وطن مین چین نہ مجکو قرار غربت مین

بچھا کے مین نے مصلا پڑھا دوگانۂ شکر
اگر ملا شجر سایہ دار غربت مین

وہ زار ہون کہ مین زندہ ہوا زمین مین دفن
پڑا جو اڑکے بدن پر غبار غربت مین

چراغ شام غریبی نے گل کھلائے نئے
دکھائی صبح وطن کی بہار غربت مین

قرار گھر مین بیابان مین اضطراب ہے کیون
وہی وطن مین جو ہی کردگار غربت مین

کبھی کبھی تو لکھو نامہ کوئی اہل وطن
کہ بڑھ چلے سوت ہے انتظار غربت مین

تڑپ گیا صفت ابر یہ دل مضطر
برس پڑا اگر ابر بہار غربت مین

کبھی نہ بھولے کے اہل وطن نے یاد کیا
نہ ہچکی آئی مجھے زینہار غربت مین

جو دوستان وطن نے دیے ہین داغ امیر
مین جانتا ہون اوسے لالہ زار غربت مین

تڑپا مین جو آنکھون کو پسند آگئین آنکھین
دل لوٹ گیا چوٹ غضب کھا گئین آنکھین

کیا مست نگاہین مجھے دکھلا گئین آنکھین
دو جام تھے لبریز کہ چھلکا گئین آنکھین

مجروح ہوا ایک نظارے مین مرا دل
دو پھل کی کٹاری تھی کہ چمکا گئین آنکھین

آفت کی سفیدی تھی قیامت کی سیاہی
نیرنگ دو عالم مجھے دکھلا گئین آنکھین

اوروں سے تو بیباک سر بزم لڑا کین
عاشق سے ہوئین چار تو شرما گئین آنکھین

موسیٰ کی طرح تاب تجلی کی نہ آئی
ہم طور پہ پہونچے تھے کہ پتھرا گئین آنکھیں

ہون لاکھ زبانین رہے پر شوق خموشی
پلکون سے اشارے مین سمجھا گئین آنکھیں

معشوق کا جلوہ مجھے دل مین نظر آیا
صد شکر جسے ڈھونڈھتی تھین پا گئین آنکھیں

تیغین تھین کہ یا رب مرے قاتل کی نگاہین
بسمل کی طرح سے مجھے تڑپا گئین آنکھیں

اوس فتنۂ دوران نے جو دی آنکھ کو گردش
چکر کبھی آیا کبھی تیورا گئین آنکھیں

اس ناز سے دیکھا کہ بہم کٹ گئے عاشق
ایک ایک کو ایک ایک سے لڑوا گئین آنکھیں

ہے سوز غم عشق سے یہ سوز حرارت
رونے پہ دل آیا تو مری آگئین آنکھیں

تا چند امیر اس چمنستان کا نظارہ
دل سیر سے اوکتا گیا پتھرا گئین آنکھیں

گم گشتہ دل کی تا بکجا جستجو کرین
جان اور دل ملے تو تری آرزو کرین

فرقت مین سیر باغ کی کیا آرزو کرین
دل خون ہو اگر کسی غنچے کو بو کرین

یا رب وہ ذوق دے کہ ترے مست معرفت
مستی بغیر بادۂ جام و سبو کرین

دنیا سے ہاتھ دھو کے چلین کوے یار مین
جائز نہین کہ طوف حرم بے وضو کرین

مغرب سے اوٹھکے تم سے مشرق جو آ بسو
مردون کو دفن پھر نہ کبھی قبلہ رو کرین

بوسہ جو چار ابروے محبوب کا ملے
کعبے مین سجدہ آٹھ پہر چار سو کرین

قدرت خدا کی اشک مسلسل بنائین ہم
مالے کو موتیون کے وہ زیب گلو کرین

ملتے ہین ہاتھ دیکھکے صبح شب وصال
یہ چاک وہ نہین ہے کہ جسکو رفو کرین

گلزار کو جو آپ سے اذن ثنا ملے
پتّے بنین زبان شجر گفتگو کرین

دامن ہے چاک چاک گریبان ہے تار تار
کس کس جگہ لباس ہم اپنا رفو کرین

مین بعد موت خاک رہ کسی گلبدن کا ہون
سونگھین نہ گل حسین مری مٹی کو بو کرین

ہم سے جو بت خفا ہین تو نا مہربان خدا
کعبے کا قصد دیر کی کیا آرزو کرین

مین دست روزگار مین تیغ اصیل ہون ‌‌ جوہر شناس ہون تو مری آبرو کرین

نیچی نظر حیا سے کرین کیا وہ جنگجو ‌‌ جو اک نظر مین خون ہزار آرزو کرین

پلکون سے وہ امیر لیا کرتے ہین سلام ‌‌ جس طرح گنگ انگلیون سے گفتگو کرین

مجروح خون پر جو چشم کرم جنگجو کرین ‌‌ سو زخم ایک تار نظر سے رفو کرین

منہ پر جو گرد آہ پڑے شست وشو کرین ‌‌ اتنی تو میرے اشک مری آبرو کرین

جو لوٹتے ہین ایک نظر مین وہ اور ہین ‌‌ بیکیف ہم جو نوش سبو کے سبو کرین

دیوانگی کا سلسلہ طاعت مین بھی نہ جائے ‌‌ پہلے پڑہین نماز تو پیچھے وضو کرین

تا ز نگاہ دیدۂ یعقوب اگر ملے ‌‌ ہم چلکے چاک دامن یوسف رفو کرین

ہون مست معرفت مجھے کب ہوش باغ ہے ‌‌ غمزے نہ میرے سامنے جام وسبو کرین

انسان بچکے ہم رہین محروم اے فلک ‌‌ سبزے کی سیر سرو لب آب جو کرین

ہم میکشون کو کام شراب گزک سے ہے ‌‌ قرآن پڑہین تو ورد کلوا واشربوا کرین

ملنے نہ ملنے سے ہمین کیا کام ہے ہمکام ‌‌ جبتک کہ دم مین دم ہے تری جستجو کرین

زاہد ترے فرشتون کو یہ دن نہین نصیب ‌‌ جنت سے حور آئے جو ہم آرزو کرین

ثانی نہ میرے یار کا پائین یہ مہر و ماہ ‌‌ برسون چراغ لیکے اگر جستجو کرین

مرنے کے بعد بحث کو آئے ملک تو کیا ‌‌ کچھ حوصلہ اگر ہو تو اب گفتگو کرین

جبتک کہ دل ہو چاہیے ہمکو تری تلاش ‌‌ جبتک چلے زبان تری گفتگو کرین

کب زاہدون کو مسئلہ عشق کا ہے فہم ‌‌ نا محرمون سے راز کی کیا گفتگو کرین

آیا وہ مست باغ مین لگے سحاب کے ‌‌ کہدو کہ جام لالہ و گل شست وشو کرین

چوری ہو کب ثبوت مرے نقد ہوش کی ‌‌ تفتیش شہ قطع نہ دست سبو کرین

شوق سجود ہے تہ محراب تیغ اگر ‌‌ آب بقا سے خضر و سکندر وضو کرین

ہے غنچہ سان بہار خموشی مین اے امیر
بلبل کی طرح باغ مین کیا ہاو ہو کرین

جیتے جی جان سے گذرتے ہین
مرنے والون پہ ہم تو مرتے ہین

کچھ نہ پوچھو کہ ہاتھہ خالی سے
ہم تو دن زندگی کے بھرتے ہین

دل ٹھہر جائے یہ امید نہین
ایسے بگڑے کہین سنورتے ہین

کس سے چوری اگر خدا سے نہین
سچ ہے زاہد بتون پہ مرتے ہین

لگتے ہین بھلا جو وہ رقیبون کو
روز ہم جیسے تمہین گذرتے ہین

دل گیا گھاٹ تیغ قاتل کا
اب کوئی دم مین پار اترتے ہین

چاہتے ہین تو اک نظر مین امیر
مہر ذرے کو بھی وہ کرتے ہین

یہ چرچے یہ صحبت یہ عالم کہان
خدا جانے کل تم کہان ہم کہان

جو خورشید ہو تم تو شبنم ہین ہم
ہوے جلوہ گر تم تو پھر ہم کہان

حسین قاف مین گو کہ پریان بھی ہین
مگر ان حسینون کا عالم کہان

الٰہی سے دل جائے آرام غم
نہ ہوگا جو یہ جائیگا غم کہان

کہون اوسکے گیسو کو سنبل مین کیا
کہ سنبل مین یہ پیچ یہ خم کہان

وہ زخمی ہون مین زخم ہین بے نشان
الٰہی لگاؤن مین مرہم کہان

زمانہ ہوا غرق طوفان امیر
ابھی روئی یہ چشم پرنم کہان

شہرے جو دور دور ہماری فغان کے ہین
وحشت کے ہوش اڑ گئے آسمان کے ہین

ظاہر مین ہم فریفتہ حسن بتان کے ہین
پر کیا کہین نگاہ مین جلوے کہان کے ہین

یاران رفتہ سے کبھی جا ہی ملین گے ہم
آخر تو پیچھے پیچھے اسی کاروان کے ہین

گھبرا کے جب فراق مین مانگی دعاے وصل
آئی صدا یہی تو مقام امتحان کے ہین

سات آسمان کو توڑ کے تا عرش جا چکا
اے تیر آہ بس اب ارادے کہان کے ہین

ٹھکرا کے میرے سر کو وہ کہتے ہین ناز سے
تو ایسے مفت سجدے مرے آستان کے ہین

مرکر بھی مے سے ہمکو تعلق وہی رہا
تختے لحد مین پیر مغان کی دکان کے ہین

ڈوبے ہوے لہو مین نظر آئین کیون نہ گل
سینچے ہوے مرے مژۂ خون فشان کے ہین

شکوۂ شب وصال مین تا چند چپ بھی ہو
اے دل نکالے تو نے یہ جھگڑے کہان کے ہین

ناوک فگن چمک یہ تمھارے عارضون کی ہے
وہ آئینے لگے ہوے گھر مین کمان کے ہین

طاقت ہماری گھٹ گئی ہمت نہین گھٹی
پیچھا کرین تو آگے ہی عمر رواں کے ہین

دنیا مین بھی سفر ہمین عقبےٰ مین بھی سفر
ہم لوگ رہنے والے الٰہی کہان کے ہین

روشن چراغ برق سے رہتا ہو رات بھر
چمکے ہوے نصیب مرے آشیان کے ہین

خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہین میرے زخم
ظالم مزے بھرے ہوے تجھ مین کہان کے ہین

اے ہمت بلند ابھی تو کمی نہ کر
جلوے جو خاص ہین ادھر لامکان کے ہین

یان جان پر بنی ہو سمجھے ہین مکر کاوشین
اے تیغ یار چل بھی یہ غمزے کہان کے ہین

وہ اور وعدہ وصل کا قاصد نہین نہین
سچ سچ بتا یہ لفظ اونھین کی زبان کے ہین

اوس مہوش کو کیا مین لکھون شرح اشتیاق
اے کلک گل یہ سات ورق آسمان کے ہین

بلبل کو شوق گل تھا نہ قمری کو عشق سرو
سارے یہ گل کھلائے ہوے باغبان کے ہین

ان ابروؤن سے حضرت دل روز سامنا
کیسے تو ایسے آپ بہادر کمان کے ہین

سمجھے یہ ہم جو خلد مین حور آ گئی نظر
شاید ابھی مقام مین ہم امتحان کے ہین

اوس طفل تند خو سے جو ملتا ہون اے امیر
کہتے ہین لوگ ڈھنگ برے اس جوان کے ہین

دل اور جگر دونون جلا کر ہین فسانہ انگار ہین جہان مین ملی ہوئی
تمھارے شہر مین اے ترک تو کیا پیسی کی بجلیان ملی ہوئی

مجال ہمسری نہیں پیدا کہ انگور سے لب دہن کا
ہزاروں ٹن ہیں ہزاروں جائیں ہیں تب آنسی گچھا لیاں ملی ہین

نہیں تو نغمہ پسند آیا ہے نغمہ سنجان بوستان کا
سُنے نہ دیکھے خلیق تا لو صدائیں اور باغبان ملی ہین

تریں ہیں گھر کر جو لطف اٹھایا ادا ہو کس طرح شکر اوسکا
کبھی یا ہیں تحسین نہ کی ہیں ہزار تحسین بہان ملی ہین

خدا وہ سلطنت جہان کی گرسنہ حجت ہیں ہے جسکا شہرہ
وسیع ملک سخن ہے اپنا حدیں کہانسے کہان ملی ہین

اسیر گیسو ہیں جب سے ہم ہوئے ہیں آزاد قید غم سے
نہ کیوں تجھ سے اپنے جنون کے صدقے کہ ہمکو بیڑیاں ملی ہین

اندھیرا رہتا تھا جس جگہ پہ وہاں کل اک ڈھیر راکھ کا تھا
وہ خاک چھانی تو ریزہ ریزہ تجلی سی کچھ تجلیاں ملی ہین

تمہارے ہوتا ہی آئینے سے وہ بیگانہ خو برسون
حیا دیکھو نہیں آتا ہے اپنے روبرو برسون

رہی جو گل سیکڑوں خون کو تیری جستجو برسون
پھرا کی کو بکو پیراہن یوسف کی بو برسون

فلک دیتا ہے کل زخم کسکو فرصت راحت
جو کچھ ہنستا ہے ہنس لے پھر تو روئیگا لہو برسون

دل شگاف میں دیکھا ہے جلوہ ہٹے حیران کا
رہے ہیں اے سکندر یون ہم آئینہ رو برو برسون

کہاں ہمسایہ کوئی مرد میدان دشت وحدت میں
کیا ہے خموشی کی زبان سے ذکر ہو برسون

سراپا جسم ہوں لیکن وہ زہ پاک طینت ہوں
کیا زاہد نے میری آب خجلت سے وضو برسون

خدا کے گھر سے لوٹا تشنہ لب کوئی جاکے پھر آیا ہے
عجب کیا گر نہ نکلے تیرے دل سے آرزو برسون

فراق یار میں سب دوستون نے مجھ سے منہ موڑا
شریک میرے تنہائی رہا اک درد تو برسون

مری حالت پہ جب یاس میں مر گئی حسرت
دل مایوس سے رو کی لپٹ کر آرزو برسون

جھکاتے ہم کہاں تک سر نہ پائے خم ہوا ہے ساقیا
حمائل اپنی گردن میں رہا دست سبو برسون

جنون میں بخیہ گری کی سعی جو وحشت نے
کیا ہے چاک دامن گریبان کو رفو برسون

تمہاری اک نگاہ ناز نے توڑا اشارے میں
بنایا چشم و دل نے جو طلسم آرزو برسون

ہلائے جسنے لب ایک ہاتھ مارا اوڑ گئی گردن
زبان تیغ سے اوس قتل کرنے کی گفتگو برسون

ہوا ہوں آتش رنگ حنا سے خاک میں جل کر
مری مٹی سے لپکی گل عشرت کی بو برسون

کہاں ہونگی امیر ایسی ادائیں حور و غلماں میں
رہیگا خلد میں بھی یاد ہمکو لکھنؤ برسوں

کریگا یاد واہی غم ہمکو بعدِ مرگ تو برسوں
کھلایا ہی جگر برسوں پلایا ہی لہو برسوں

تڑپ کر دل نے میرے مدتوں رسوا کیا مجکو
بہا کر اشک آنکھوں نے ڈبوئی آبرو برسوں

گدازِ عشق مثلِ شمع ہر موسی ہوا ظاہر
پسینا بنکے ٹپکا جسم سے میرے لہو برسوں

مزہ یہ ذبح میں پایا کہ کرتا ہے دعا بسمل
کسے یوں ہی الٰہی ربطِ شمشیر و گلو برسوں

کوئی میرے برابر کیا کریگا ضبطِ الفت کو
نہیں آتا زباں تک دل سے حرفِ آرزو برسوں

فنا کے بعد ایسے بیکسوں کو کون پوچھے گا
اگر ای بیکسی رویا کریگی مجھکو تو برسوں

چھپائے منہ اگر وہ یوسفِ گل پیرہن دو دن
چمن کا منہ نہ دیکھے کاروانِ رنگ و بو برسوں

نہیں ای بیکسی بعدِ فنا کچھ خوف تنہائی
رہیگا میری تربت پر ہجومِ آرزو برسوں

رہائی حلقۂ گیسو سے جیتے جی تو کیا ممکن
ہوئے پر بھی نہ اوتریگا مرا طوقِ گلو برسوں

نچھوڑا یاس ایماں حق پرستی اسکو کہتے ہیں
رہِ شوقِ بتاں میں بھی چلے ہم قبلہ رو برسوں

مزا ایسے لیکے رگڑا ہی گلا شمشیرِ قاتل سے
برنگِ زخم ہم ہنس ہنس کے روئے ہیں لہو برسوں

نہ آیا ساقیِ پیماں شکن ہم سرو کی صورت
قدم کو گاڑ کر بیٹھے کنارِ آبِ جو برسوں

وہ بلبل ہوں کہ یوں صیاد نے جی میرا بہلایا
لگایا ڈھیر پھولوں کا قفس کے روبرو برسوں

نہ کر ای یاس یوں برباد میرے خانۂ دل کو
اسی گھر میں جلایا ہی چراغِ آرزو برسوں

کبھی ہمکو بھی آتا ای دردِ دعویٰ ضبطِ الفت کا
پلٹ جاتے تھے نالے دل سے آکر تا گلو برسوں

امیر اس بے نشاں تک کسی سے کوئی جو جا سکتا
تو کیسے پاؤں ہم آنکھوں سے کرتے جستجو برسوں

رہے بے تصویر حیرانی ہم اونکے روبرو برسوں
لبِ خاموش سے کی دردِ دل کی گفتگو برسوں

نہیں نکلتی ہی دل سے مرنے آنکی آرزو برسوں
یہ وہ گل ہی کہ مرجھانے پہ بھی دیتا ہی بو برسوں

کوئی گاہک نہ ٹھہرا دل کا بازارِ محبت مین
پھرے ہم بیچتے یوسف کو اپنے چار سو برسون

نہو گا بادہ فا میخوار اے پیرِ مغان ہمسا
گھٹا کر خون بڑھائی دخترِ رز کی آبرو برسون

رہے مر کر بھی یا رب میکدے مین نور مستون کا
بنائے جائین انکی خاک سے جام و سبو برسون

یہ کس تیغِ نگاہِ ناز نے زخمی کیا مجکو
کہ آئی میرے زخمون سے بھی بوے ناز بو برسون

چلے بھیجے ایکدن ٹھکرا کے ساغر کو مستون نے
کیئے سر زاہدون کے کاٹ کر نذرِ سبو برسون

رہین کیونکر نہ توصیفِ دہن مین ہم بجود شاعر
جگہ کچھ بھی اگر پاتے تو کرتے گفتگو برسون

پسیجا دل نہ اوسکا بھی کبھی تیری طرح قاتل
کیا خنجر سے ہمنے شکوۂ دردِ گلو برسون

صدف سے نہ نکلے شرم آئی تیرے دانتون سے
گرہ مین باندہ رکھی موتیون نے آبرو برسون

ہماری آنکھ نے کیا جانے کس حسرت سے دیکھا تھا
کہ تیغِ یار روئی چشمِ جوہر سے لہو برسون

زبان اظہارِ حق سے کافرو لیکن کوئی رکتی ہے
خدا کی حمد کی ہمنے بتون کے روبرو برسون

لگایا دخترِ رز کو منہ نہ مینے ہجرِ ساقی مین
سبت طاقون پہ سر ٹپکا کیئے جام و سبو برسون

ہوا یہ قحطِ آبِ آتشین ساقی کی فرقت مین
رہا وردِ دعاے توبہ ہمکو بے وضو برسون

تصور کب گیا دل سے مری مژگانِ جانان کا
کھٹکتا ہی رہا آنکھون مین روز ایک ایک مو برسون

امیر الف مصرعِ تربت کہین صورت دکھاتا ہے
بدن مین خشک جب ہوتا ہے شاعر کا لہو برسون

بے حجابانہ مرے گھر جو وہ آجاتے ہین
ایک تصویر درِ دل پہ لگا جاتے ہین

طرفہ شوخی ہے اگر طور پہ آجاتے ہین
ہوش وہ برقِ تجلی کے اڑا جاتے ہین

دم کے دم کو مرے پہلو مین جو آجاتے ہین
دل لگانے کی جگہ تیر لگا جاتے ہین

پتلیان تک بھی تو پھر جاتی ہین دیکھو ہم نزع
وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چرا جاتے ہین

یہ بھی ایسا ہے کہ غصہ نہین اوترا اب تک
جائے گل قبر پہ تیوری جو چڑھا جاتے ہین

کرتی ہے تیغِ قضا ڈھونڈ کے انکو چورنگ
چوٹ شمشیرِ ادا کی جو بچا جاتے ہین

یاد آتا ہی جو ہنس ہنس کے رولانا میرا
چار آنسو مری تربت پہ بہا جاتے ہین

ساغر زہر ہلاہل بھی جو دیتا ہے فلک
یاد ساقی مین بلا نوش چڑھا جاتے ہین

کیا سخی ہین عدم آباد کے جانے والے
نقد جان پہلی ہی منزل مین لٹا جاتے ہین

جب پلٹ جاتے ہین وہ ہاتھ کمر پر رکھ کر
جادۂ ملک عدم مجھکو بتا جاتے ہین

اور بچپا کے کرین کیا ادھر آنے والے
مارے بخیرت کے زمین مین تو سما جاتے ہین

کسکے کوچے سے یہ آتے ہین ہوا کے جھونکے
کہ مری شمع لحد روز بجھا جاتے ہین

جو ترے دل مین ہی وہ دیکھنے والے تیرے
نگہ ناز کے انداز سے پا جاتے ہین

کیسے چالاک ہین یہ ترک کہ کرتے ہی نگاہ
سرمہ تلوار سے آنکھون مین لگا جاتے ہین

گل سے مطلب ہین گلشن مین نہ بلبل سے غرض
سیر کرنے کو کبھی باغ مین آجاتے ہین

گو نکل جاتے ہین آکے گھٹا کے لگکے
ساقیا دل تو یہ مستون کے بڑھا جاتے ہین

سادہ آئینہ رخون کو نہ سمجھنا اے دل
کیسے مطلب کی تو یہ صاف اڑا جاتے ہین

ہیزم خشک سمجھتے ہین مجھے کیا رہرو
راہ چلتے ہوے جو آگ لگا جاتے ہین

سچ ہے آندھی ہین مٹانے کو حسین دل کیلئے
جو گھروندا یہ بناتا ہے مٹا جاتے ہین

ہین خریدار اگر ہون تو نگہ کا اونکی
تیغ کیون میرے گلے سے وہ لگا جاتے ہین

حسن کی شان کو ہے بوقلمونی لازم
کیا کہون کیسے وہ نیرنگ دکھا جاتے ہین

ملک الموت کبھی سنکے سلا دیتے ہین
فتنۂ حشر کبھی بن کے جگا جاتے ہین

کیا بلا ہوکے وہ گیسو مجھے لپٹے ہین امیر
آنکھ ہو بند تو دل پر مرے چھا جاتے ہین

مین الفت کے وہ حسن کے جوش مین
نہ مین ہوش مین ہون نہ وہ ہوش مین

لٹک کر وہ زلف آئی ہے تا کمر
کہ لیلی ہے مجنون کے آغوش مین

نہ او شوخ ابھی رم سے کشو
ہمین بھی تو آ لینے دو ہوش مین

نکل آنکھ سے اشک ٹھہرا ہے کیا
گہر ہو کبھی اُس گوش مین

کہین لعل ہم کیا لبِ یار کو
کہ ہے فرق گویا و خاموش مین

قدم پر جو گرنے لگا غش مین مین
کہا ہٹ کے آؤ ذرا ہوش مین

بہت دخترِ رز سے گرمی نہ کر
کہین آئے واعظ نہ وہ جوش مین

نہ کر ساقیا اب تو قحطِ شراب
نہین جان رندِ قدح نوش مین

پلا وصل مین مے نہ او نکرا امیر
مزہ کیا رہے جب نہ وہ ہوش مین

میکش کے دل کے راز کسی پر عیان نہین
شیشے کو دیکھ لو کہ وہان ہی زبان نہین

عالم مین اوسکے حسن کا جلوہ کہان نہین
فانوس کا بھی شمع سے خالی مکان نہین

موجود خشت خم ہے اگر نردبان نہین
اتنی تو میفروش کی اونچی دکان نہین

کرتے ہو انکسار کی باتین یہ آج کیا
میرا بیان ہے یہ تمھارا بیان نہین

مردہ جو مجھ غریب کا بے گور رہ گیا
دو گز بھی کیا زمین تہِ آسمان نہین

اک حور وش کی خانۂ زندان مین ہے جو یاد
موجین نسیم خار کی ہین بیڑیان نہین

کیا کیا کرینگے قتل نکرنے تو داد نہین
پنہان ہے تیغ زنگ مین جوہر عیان نہین

کیا باغبان کا ڈر کہ مین ہون طائرِ اثر
جز شاخ نالہ اور کہین آشیان نہین

چشمِ سیاہ یار کے اتنے کیے ہین وصف
ہے میل سرمہ منہ مین ہمارے زبان نہین

طوطی ہے آجکل سگِ جانان کا بولنا
لذت مین نیشکر ہین مرے استخوان نہین

مرقد مین بھی نصیب کی گردش وہی رہی
سمجھے تھے ہم زمین کے تلے آسمان نہین

بالیدہ اوسکے آنے سے ایسا ہوا چمن
ساقی وہ کون شیشہ ہے جو آسمان نہین

زندان چمن ہے وحشی نازک مزاج ہون
پھولونکی بدھیان ہین مری بیڑیان نہین

آنکھون سے ہم تو ساعدِ جانان کے گرد ہین
حلقے ہماری آنکھون کے ہین چوڑیان نہین

ہون اس چمن مین طائر کم پر تو کیا ہوا
صیاد ابھی ہو دور بلند آشیان نہین

لذت جو آبلے نے اوٹھائی ہے خار کی
کیونکر بیان کرے کہ دہن مین زبان نہین

پیری مین اور بھی مجھے زینت ہوئی نصیب
اُتو قبا سے تن پہ ہے یہ جھریان نہین

ادنیٰ یہ فیض ہے سخن آبدار کا
موتی صدف مین ہے مرے منہ مین زبان نہین

ایذا کا خوف صاحب تمکین کو کیا امیر
نشتر سے آشنا رگ سنگ گران نہین

مرتبہ تیغ ادا کا وہی بسمل سمجھین
زیست کو مرگ مسیحا کو جو قاتل سمجھین

قاتلون سے کہو سر کاٹ کے مغرور نہ ہون
اپنے سر کو بھی تہ خنجر قاتل سمجھین

اے پری اونکے لیے فکر سلاسل ہے عبث
جو تری زلف مسلسل کو سلاسل سمجھین

اک تجلی مین جو موسیٰ سے ہو طالب کا یہ رنگ
اور پھر کسکو وہ دیدار کے قابل سمجھین

جان جان جسکو کہے جان اسے ہم جانین جان
دلربا جسکو کہے دل اوسے ہم دل سمجھین

لاکھ دو لاکھ مین شاید کہ اوٹھے ایک کا پانون
عاشق اتنی جو کڑی عشق کی منزل سمجھین

زندگی یار کی اور موت ہے اللہ کے ہاتھ
کسکو آسان کہین ہم کسے مشکل سمجھین

آشنا درد سے کچھ ہون جو بتان بیدرد
میری ہر آہ کو اک مصرع بیدل سمجھین

کیا کسی دل کے تڑپنے پہ اونھین رحم آئے
رقص بسمل کو جو آرایش محفل سمجھین

بت مین بھی دیکھتے ہین نور خدا کا جلوہ
واعظو حق کسے جانین کسے باطل سمجھین

اپنے ہاتھ اپنا گلا کاٹ کے خود بسمل ہون
کچھ بھی لذت جو تڑپنے کی یہ قاتل سمجھین

زخم کا ذکر تو کیا ضد ہے بیان تک مجھسے
زہر دین بوسہ خط کا جو وہ سائل سمجھین

آپ پیری و جوانی پہ بجا ہین صاحب
دل عاشق کو بدستور وہی دل سمجھین

گھر کرین دل مین وہ شرماتے ہین کیون آنکھون سے
اسکو محمل تو اونھین پردہ محمل سمجھین

یون تو ہر غنچہ گل شکل صنوبر سے امیر

جسمین کچھ درد کی بو آئے اُسے دل سمجھین

کسطرح موت کو آسان نہ وہ بسمل سمجھین / تیغ کو تیغ جو قاتل کو نہ قاتل سمجھین

آملے دیکھین کرین میرے تحیر پہ نظر / ہمہ تن چشم وہ مجکو ہمہ تن دل سمجھین

پیچ قسمت نے دیے ہین یہ اسیر و نکو ترے / موج گل بھی اگر آجاے سلاسل سمجھین

کھینچ کر تیغ ہی آئین وہ کہین آئین تو / نہ علائین نہ سہی قتل کے قابل سمجھین

جلد سے لین کہین اسکو بھی فراغت ہو جاے / وہ مری جان کو بھی کاش مرا دل سمجھین

حورین بن بن کے ہین رحین شہدا کی نکلین / خلد سمجھین کہ اسے کوچۂ قاتل سمجھین

ہے مزہ عفو گنہ کا او نھین کچھ دور نہین / بیگناہون کو جو تعزیر کے قابل سمجھین

دور ساقی مین ہے یہ ربط شکستِ دل مین / ٹوٹ کر چور ہو شیشے کو اگر دل سمجھین

دل جو انگارون پہ لوٹے تو وہ کیون شاد ہون / شمع و پروانہ سے جو گرمی محفل سمجھین

پانی ٹپکائین دم نزع دہن مین احباب / تشنۂ آب دم خنجر قاتل سمجھین

بسمل ناز و ادا ہم سے کہان ہوتے ہین / ترک کے گر تیغ چلے غمزۂ قاتل سمجھین

اسقدر خود بین ہون یارب کہین تو دین اسکو / آئینے کو یہ حسین کاش مرا دل سمجھین

ہمہ تن داغ مین لالے کا تختہ ہے بدن / لالہ رو کاش مجھے سیر کے قابل سمجھین

ذبح کے دم جو پڑے تیغ کے مالے پہ نظر / ہم وہ بسمل ہین کہ گردن مین حمائل سمجھین

مردے کچھ کم نہین زندون سے زمین کے نیچے / قافلون سے کہو محفل تہ محفل سمجھین

لے اوڑے گر طرف باغ فنا ہمکو امیر
نالۂ دل کو پر طائر بسمل سمجھین

دامن رحمت اگر آیا ہمارے ہاتھ مین / پھول ہو جائینگے دوزخ کے شرارے ہاتھ مین

گل ترے چھلون کے ہین اے گلچین سارے ہاتھ مین / باغ الفت کا ہے گلدستہ ہمارے ہاتھ مین

پوچھتے ہو کس سے جو چاہو کرو مختار ہو / دل تمہارے ہاتھ مین ہے یا ہمارے ہاتھ مین

اے پری افشان چھڑکنے کا جو تجکو شوق ہو — زہرہ دوڑے آسمان سے لیکے تارے ہاتھ مین
لطف اوٹھے سیر ساحل کا شب مہتاب مین — ہاتھ اوسکا ہو جو دریا کے کنارے ہاتھ مین
ہم وہ مجرم ہین کہ دوزخ ہمکو خس خانہ ہوا — حورین دوڑین لیکے جنت سے ہزارے ہاتھ مین
ہم بہت لاغر ہین پہناؤ نہ ہمکو ہتھکڑی — ڈال دو چھلا کوئی اپنا ہمارے ہاتھ مین
اونگلیان شوخی سے چمکاتا نہین وہ رقص مین — یہ سمند ناز بھرتا ہے طرارے ہاتھ مین
جام کیسا جام چلو کو بنا سکتے نہین — ہے تہیدستی سے رعشہ بھی ہمارے ہاتھ مین
نازسے کہتے ہین رکھکر اپنی آنکھون پروہ ہاتھ — دیکھو یون نخچیر ہوتے ہین چکارے ہاتھ مین
آتش رنگ حنا بھی ہے عجب معجز نما — ہے ضیا مثل کف موسی تمھارے ہاتھ مین
کیا نزاکت ہے جو توڑا شاخ گل سے کوئی پھول — آتش گل سے پڑے چھالے تمھارے ہاتھ مین

حلقۂ گیسوے جانان وہ بلا ہے اے امیر
چھپ رہی ہین مچھلیان دہشت کی مارے ہاتھ مین

کھائی شکست گل نے اوس گل سے یہ چمن مین — اتبک ہے ٹکڑے ٹکڑے جو عضو ہے بدن مین
ہین چشم و دل ٹھکانے جبتک ہے روح تن مین — کیا مصحف آرسی ہے دولھا مین اور دولھن مین
ہے چرخ پر یہ ایما ابروے ماہ نو کا — پھر کچھ خمیدگی بھی لازم ہے بانکپن مین
غصے سے یاد اوسنے مجکو کیا ہے شاید — جو ساتھ ہچکیو نکے رعشہ بھی ہے بدن مین
بڑھتی ہے عمر جتنی ہوتی ہے عقل افزون — ہردم نیا مزہ ہے اس بادۂ کہن مین
تمکین قدم سے تیرے بالیدگی ہے ایسی — جو شمع ہے لگن مین شمشاد ہے چمن مین
ہے جمع مال آفت دیکھو ای بخیل غافل — کیسے کا باندھتے ہین کسکر گلا رسن مین
کیا جانیے کہ چھوڑا پھولون نے کیا شگوفہ — بلبل پکارتی ہے صیاد کو چمن مین
شیخ حرم اگر تو جلوہ بتون کا دیکھے — کعبے سے اوٹھکے بیٹھے پہلوی برہمن مین
دیوانگی بھی غافل گدڑی فقیر کی ہے — ہشیار بھی ہین اکثر مستو نکے پیرہن مین

دیبا حریر قاقم تھا رفت خواب جنکا
زیر لحد پڑے ہین لپٹے ہوئے کفن مین

داغ جگر کا پھاہا چلکر وہین چھڑائیت
یہ بھی کنول ہو روشن اوس گل کی انجمن مین

تن سے جو تبکدے مین اوس گل کی آمد آمد
چھپتا پھرے ہر اک بت دامان برہمن مین

کیا تکمہ گریبان انگور کا ہے دانہ
رنگ شراب گلگون ہے اوسکے پیرہن مین

مین نفس سے ہون درپے ہے نفس میری درپے
رہزن کو فکر میری مین فکر راہزن مین

کنعان کی چاہ مین تھا یوسف کو سہل گرنا
جب جانتے کہ گرتے تیرے چہ ذقن مین

یاران رفتہ کا ہے غم اے امیر ناحق
چھوٹے ہوئے سفر کے ملجائینگے وطن مین

سمجھا یہ مین جو نکلے شاخون سے گل چمن مین
صوفی نکل کے بیٹھے خلوت سے انجمن مین

ہے باغ باغ بلبل جسطرح تو چمن مین
پھرتے تھے یون ہی ہم بھی خوش خوش کبھی وطن مین

اوس بت نے منھ چھپایا گیسوے پرشکن مین
ای دل خدا خدا کر خورشید ہے گہن مین

آزاد رہ کے سہنے ایام عمر کاٹے
دو چار دن سفر مین دو چار دن وطن مین

ظاہر پہ جا نہ اسکے ہے پیر زال دنیا
غافل ہے یہ زلیخا یوسف کے پیرہن مین

آواز کن جو آئی کانون مین ہم یہ سمجھے
غربت پکارتی ہے بس رہ چکے وطن مین

حال بدن کہون کیا دل ہی بجھا ہوا ہے
اک شمع ہے سو وہ بھی خاموش انجمن مین

کیا جانین جز خموشی تیرے گرفتہ خاطر
کہنے کو سو زبانین ہین غنچے کے دہن مین

یارون سے انس کیسا غربت مین عمر گذاری
ٹھہرے مسافرانہ دو چار دن وطن مین

راتون کو مثل شبنم چھپ چھپ کے باغبان سے
ہر پھول سے لپٹ کر روتا ہون مین چمن مین

غربت مین ہے جو صورت خط مین لکھون کہانتک
تصویر اپنی بھیجون احباب کو وطن مین

فرقت مین عیش کیسا شیشے کی طرح ساقی
رو رو کے دل مین خالی کرتا ہون انجمن مین

گھل گھل کے بہ گئے ہین فرقت مین سارے اعضا
مثل حباب باقی ہے سانس پیرہن مین

موے سفید سر پہ تیاری عدم سے ہے
غربت سے خاک اوڑاتی جاتی ہین ہم وطن مین

سنبل نے روز فرقت پھانسی گلے مین ڈالی
سولی پہ مجکو کھینچا شمشاد نے چمن مین

عشقِ دہن مین تیرے منھ سے یہ خون ڈالا
اب تک لہو بھرا ہے ہر غنچے کے دہن مین

چھیڑے صبا نہ اتنا کہدو مین بوے گل ہون
جا کر چمن سے مجکو آنا نہین چمن مین

کسوقت ہون پشیمان کب ہونٹ چاٹتا ہون
جب دانت تک نہین ہین باقی مری دہن مین

وحشت امیر اپنی کچھ آج سے نہین ہے
مانندِ گل ازل سے ہی چاک پیرہن مین

ہم جو مستِ شراب ہوتے ہین
ذرے سے آفتاب ہوتے ہین

ہے خرابات صحبتِ واعظ
لوگ ناحق خراب ہوتے ہین

کیا کہین کیسے روز و شب ہم سے
عمل ناصواب ہوتے ہین

بادشہ ہین گدا گدا سلطان
کچھ نئے انقلاب ہوتے ہین

ہم جو کرتے ہین میکدے مین دعا
اہل مسجد کو خواب ہوتے ہین

وہی رہجاتے ہین زبانون پر
شعر جو انتخاب ہوتے ہین

کہتے ہین مست رند سودائی
خوب ہمکو خطاب ہوتے ہین

آنسوؤن سے امیر ہین رسوا
ایسے لڑکے عذاب ہوتے ہین

کچھ خار ہی نہین مرے دامن کے یار ہین
گردن مین طوق بھی تو لڑکپن کے یار ہین

سینہ ہو کشتگانِ محبت کا یا گلا
دونون یہ تیرے خنجرِ آہن کے یار ہین

خاطر ہماری کرتا ہے دَیر و حرم مین کون
ہم تو نہ شیخ کے نہ برہمن کے یار ہین

کیا پوچھتا ہے مجھسے نشانِ سیل و برق کا
دونون قدیم سے مرے خرمن کے یار ہین

کیا گرم ہین کہ کہتے ہین خوبانِ لکھنؤ
لندن کو جائین وہ جو فرنگن کے یار ہین

وہ دشمنی کرین تو کرین اختیار ہے | ہم تو عدو کے دوست ہین دشمن کے یار ہین
کچھ اس چمن مین سبزۂ بیگانہ ہم نہین | نرگس کے دوست لالہ و سوسن کے یار ہین
کانٹے ہین جتنے وادیِ غربت کی ای جنون | سب آستین کے جیب کے دامن کے یار ہین
گم گشتگی مین راہ بتاتا ہے ہمکو کون | ہے خضر جسکا نام وہ رہزن کے یار ہین
چلتے ہین شوق برق تجلی مین کیا ہے خوف | چیتے تمام وادیِ ایمن کے یار ہین

پیری مجھے چھڑاتی ہے احباب سے امیر
دندان نہین یہ میرے لڑکپن کے یار ہین

بے نشانی تو گذر خلد کے گلشن مین نہین | داغ مے ایک بھی زاہد ترے دامن مین نہین
زار ای مرگ ہون مین کچھ بھی مری تن مین نہین | کس سے اوجھین گے فرشتے کوئی مدفن مین نہین
سرو بے سایہ جو تجھ سا کوئی گلشن مین نہین | طوق قمری کی طرح میری بھی گردن مین نہین
کہدو آئین نہ فرشتے مجھے خجلت ہو گی | ہے جگہ تنگ سمائی مرے مدفن مین نہین
کیون نہ خوش ہون کہ بھرا ہی یہ مرے کینے سے | کہ مرے دوست کی جا اب دل دشمن مین نہین
مرگ کے بعد بھی ہے تیرگی بخت ایسی | کہ کفن کی بھی سفیدی مرے مدفن مین نہین
کیا مری طرح سے ہوگا ترا عاشق ای بت | پتلی تھرائی ہوئی چشم برہمن مین نہین
آب فوارہ صفت خاک لہو اوچھلے گا | رگ جہندہ کوئی قاتل مری گردن مین نہین
غم دوری کی نکالے دلِ عشاق سے پھانس | نوک ایسی مژۂ یار کی سوزن مین نہین
مین وہ رہرو ہون کہ ہے دست تہی نان سفر | کچھ ندامت کے سوا قسمتِ رہزن مین نہین
ہین زمانے کی جو لذت سے بری عالی قدر | گذر برق کبھی ماہ کے خرمن مین نہین
حور و غلمان مین جو ہے حسن بشر مین بھی وہ ہے | کم یہ تصویر گلی رنگ مین روغن مین نہین
دوڑتے ہین دل عاشق سمجھکر کنجشک | ابھی کم سن ہین اونھین ہوش لڑکپن مین نہین
بخت سے مجکو وہ معشوق ملا سادہ مزاج | چین چوٹی مین شکن تنگ کے دامن مین نہین

دونون خواہان تھے پڑی پہلے مجھی پرہ تیغ
لاگ اور اوسکے سوا کچھ سر و گردن مین نہین

دولتِ حسن کو کیا دولتِ دنیا پہونچے
جو چمک رنگ طلائی مین ہے کندن مین نہین

ہون وہ لاغر جو ملک آئے پسِ مرگ امیر
پھر گئے دل مین یہ سمجھے کوئی مدفن مین نہین

چھوٹ سکے بھی قید ہون قوت جو مرے تن مین نہین
گر نشان طوق کا ہے طوق جو گردن مین نہین

خوف آفات جہان کا دلِ روشن مین نہین
دخل سیلاب کبھی ماہ کے خرمن مین نہین

چشم نمناک نے اشکون کا یہ مینہ برسایا
کہ کہین گرد کدورت دل دشمن مین نہین

پردہ بیجا ہے غم عشق کوئی چھپتا ہے
چشم خونبار نہان گوشۂ دامن مین نہین

دل جو صد چاک ہوا وسین ہے خیالِ رخِ دوست
شاہد پردہ نشین کون سی چلمن مین نہین

اپنے چہرے کی سیاہی سب اوسی کو دیتا
کیا کرے بخت مرا قابوِ دشمن مین نہین

باغبان باغ کو کیا آکے خزان نے لوٹا
کوئی گل میخ بھی دروازۂ گلشن مین نہین

فاتحہ پڑھتے مری قبر پر آئے کوئی کیا
طائرون کا بھی گذر گنبدِ مدفن مین نہین

گرے آنسو ترے میخوار کے ہین اے ساقی
رات کو کرمکِ شب تاب یہ ساون مین نہین

بزم میخانہ ہے کیا انجمن ناز و نیاز
ہاتھ کس مست کے یان شیشے کی گردن مین نہین

دل کھنچے جاتے ہین سب کے ترے بازو کی طرف
نقش حب کا کوئی تعویذ تو جوشن مین نہین

کوچۂ عشق مین جا دیکھ فروغِ رخِ حسن
طور کس جا ہے اگر وادی ایمن مین نہین

خندہ زن کیا ہی کہ طوق ایک ہی آہن ہو کہ زر
تیری گردن مین نہین یا مری گردن مین نہین

غور سے دیکھ لیا عاشق و معشوق ہین ایک
خالِ عارض ہی سویدا دل روشن مین نہین

کیا زمانہ ہی نہین صاف کسی سے کوئی
دوست کے دل مین بھی وہ جو دلِ دشمن مین نہین

اب یہ سنجیدگیِ طبع سے خالی ہے جہان
مصرع سرو بھی موزون کسی گلشن مین نہین

سیکڑون شیشۂ دل کی ہے حفاظت لازم
دیکھو پتھر تو کوئی ابر کے دامن مین نہین

واہ کیا تازہ مضامین تیری رنگین ہین امیر
رنگ ایسا کبھی فردوس کے گلشن مین نہین

غم دنیا کا گذارہ مرے مسکن مین نہین
اشک ماتم کی جگہ دیدۂ روزن مین نہین

کون سا بل ہی جو زلف بت پرفن مین نہین
روز ایسا کسی اوڑتی ہوئی ناگن مین نہین

ای جنون خوب ہوا دور ہوئی قید لباس
شکر ہی طوق گریبان مری گردن مین نہین

کسکی آمد ہوئی گھبرا کے جو کہتا ہی یہ رنگ
رخصت ای گل کہ گذارہ مرا گلشن مین نہین

ای جنون دست درازی کا ترے قایل ہون
چاک ہے کون گریبان کا کہ دامن مین نہین

چاہیے کیا مجھے محشر مین کوئی اور گواہ
کیا مرے خون کا دھبا تری دامن مین نہین

کہتے ہین وہ خط رخ جلد بنا اے حجام
کام اس سبزہ قدم کا مرے گلشن مین نہین

ڈھونڈھ لو گرمی دل جا کے گرانجانون مین
یہ شرر سنگ مین ہوگا اگر آہن مین نہین

ہمہ تن ہو کے زبان کہتی ہی مقتل مین وہ تیغ
کون سر ہے جو مرے سایۂ دامن مین نہین

آتش مے سے جو اوٹھتا ہی دھوان کافی ہے
کسکو پروا ہے ہوا ابر جو گلشن مین نہین

جانتا ہی مری خاطر کی کدورت وہ مہر
ذرہ خورشید سے پنہان کسی روزن مین نہین

کبھی زندان کی طرف بھی وہ پری آ نکلے
اثر اتنا کسی زنجیر کے شیون مین نہین

تیغ قاتل کا لب خشک ہو تر ذبح کے وقت
خون اتنا بھی ہماری رگ گردن مین نہین

دور کر پیچ طبیعت سے کہ ہو سب کو عزیز
عقدۂ تار کی جا دیدۂ سوزن مین نہین

تیرے بیتاب کو کیا سیر ہو گلشن کی پسند
آشیان طایر سیماب کا گلشن مین نہین

کشتۂ تیغ تحیر ہون مین اس محفل مین
جان تصویر کے مانند مرے تن مین نہین

کیون لگاتے ہین سر گور غریبان لوحین
دفن لاشے ہین دفینہ کسی مدفن مین نہین

بزم مین جنکے رہا کرتی تھین شمعین روشن
سوجھتا کچھ اونھین تاریکی مدفن مین نہین

تھی کبھی سایۂ دیوار مکان ظل ہما
آشیان جغد کا اب کون سے روزن مین نہین

قتل کرتی ہی دوبارہ ہمین شرم اونکی امیر
خم شمشیر ہے خم یار کی گردن مین نہین

عالم پیری مین وہ یوسف لقا ملتا نہین
صبح ہی خورشید روشن کا پتا ملتا نہین

وصل ثابت ہوتا نہین ہے یا خدا ملتا نہین
ڈھونڈھنے پر آدمی آئے تو کیا ملتا نہین

حسن بے پردہ ہے عاشق کا پتا ملتا نہین
فیض بخشی پر کریم آیا گدا ملتا نہین

ای امیر اول تو وہ نا آشنا ملتا نہین
مل گیا جسکو کہین اوسکا پتا ملتا نہین

دل لگاتے ہین تو دنیا کے مزے کیواسطے
ای بتو تم سے کوئی بہر خدا ملتا نہین

ذبح کرتا ہی تو میرے دست و بازو کھولدے
رحم کر قاتل کہ بے تڑپے مزا ملتا نہین

حسرتین گھیرے ہین اس کثرت سی بسمل کو ترے
روح نکلے تن سے اتنا راستہ ملتا نہین

اک مجھی سے رہگیا سارے زمانے کا حجاب
کون ہے جس سے وہ عالم آشنا ملتا نہین

ٹھوکرین کھاتا مقدم ہی جو منزل کا ہے قصد
راہرو بھٹکے نہ جب تک راستہ ملتا نہین

ہوشیاری شرط ہی غافل جہان جھپکی پلک
خواب مین بھی ساتھ والون کا پتا ملتا نہین

دیر مین بھی ہی اوسی کا فیض ای اہل حرم
برہمن کو بت بھی بے اذن خدا ملتا نہین

منکر یکرنگی معشوق وہ عاشق ہین جو لوگ
دیکھ لین کیا رنگ کاہ و کہربا ملتا نہین

اتنی تیزی کر نہ قاتل ذبح کرنے مین مرے
دم تو لینے دے تڑپنے کا مزا ملتا نہین

تازہ وارد ہون عدم مین حال دل کس سے کہون
ملک بیگانہ ہے کوئی آشنا ملتا نہین

ہجر کے حرفون مین بھی ایسا اثر ہے ہجر کا
لب سے لب وقت تلفظ اک ذرا ملتا نہین

رزق کی وسعت جو ہی منظور ای دل کر دعا
بھیک کا ٹکڑا گدا کو بے صدا ملتا نہین

راہرو کا ذکر کیا ہے سرزمین عشق مین
سیکڑون منزل نشان نقش پا ملتا نہین

جس لحد مین دیکھیے ستر ہین مردی ای امیر
خاک کے نیچے بھی گنج انزوا ملتا نہین

موے مژگان سے ترے سیکڑون مرجاتے ہین
یہی نشتر تو رگِ جان مین اُتر جاتے ہین

حرم و دیر ہین عشاق کے مشتاق مگر
تیرے کوچے سے ادھر یہ نہ اودھر جاتے ہین

کوچۂ یار مین اے دل تو گذر مشکل ہے
جو گذرتے ہین زمانے سے گذر جاتے ہین

شمع سان جلتے ہین جو بزم محبت مین ترے
نام روشن وہی آفاق مین کر جاتے ہین

اثر آب بقا خاک رہِ عشق مین ہے
وہی زندہ ہین یہان آکے جو مرجاتے ہین

تم جو چڑھتے ہو نظر پر تو تمھارے ہوتے
سب حسینان جہان دل سے اوتر جاتے ہین

زاہدو تمکو جنان ہمکو درِ یار پسند
خیر جاؤ تم اودھر کو ہم ادھر جاتے ہین

زندے کیا اہل عدم کو بھی پھنسا لاتے ہین
زلف کے بال اگر تا بہ کمر جاتے ہین

کیا اثر نام علی مین ہے کہ لیتے ہی امیر
کام بگڑے ہوے جتنے ہین سنور جاتے ہین

مے پئین کیا کہ کچھ فضا ہی نہین
ساقیا باغ مین گھٹا ہی نہین

خضر کیا جانین مرگ کی لذت
اس مزے سے وہ آشنا ہی نہین

شعر وصفِ دہن مین سُنکے کہا
ایسا مضمون کبھی سنا ہی نہین

کسطرح جائین اونکی محفل مین
جنکے دل مین ہماری جا ہی نہین

کیا سنین گے وہ خلق کی فریاد
کہتے ہین جو کوئی خدا ہی نہین

لذتِ عیش وصل کیا جانین
اسمین حصہ ہمین ملا ہی نہین

کل تلک تھا وہ ربط وہ اخلاص
آج وہ شوخ آشنا ہی نہین

ہی ہمین اب تو تیری الفت مین
صدمہ وہ جسکی انتہا ہی نہین

مرنے والون سے کہتے ہین وہ امیر
کیا تمھاری کبھی قضا ہی نہین

مری مرقد کو ٹھکرانے قیامت بنکے آتے ہین
پڑا ہون مین یہان آکر تو یون مجکو ستاتے ہین

دیا ہی غسل یارون نے کفن رنگین بچھاتے ہین
تماشا ہی کہ کشتے کو ترے دولہا بناتے ہین

ہماری بیخودی تمہید ہی تیری نمائش کی
مٹا کر نقش اپنا ہم ترا نقشہ جماتے ہین

محبت کا برا ہو دل کو روؤن یا جگر تھامون
مری قابو سے یہ دونون کی دونون نکلے جاتے ہین

گذرگاہ جہان خالی نہین رہتی ہی کثرت سے
تماشا گاہ ہی دیکھو ہزارون آتے جاتے ہین

شعاع مہر کس کس شوق سے آکر لپٹتی ہے
کبھی کوٹھے سے پڑھ کر وہ جو بال اپنے سکھاتے ہین

طلب شانے کی ہی زلف دوتا کی خیر ہو یارب
خدا حافظ ہی یکتائی کا آئینہ منگاتے ہین

بہانہ ہی حنا بندی کا یہ بھی ایک شوخی سے
ہمارا ہی تو دل مٹھی مین ہے ہم سے چھپاتے ہین

نظر اسپر نہین کرتے خود آئے ہین پری بنکر
ہمین کو اور اُلٹے اپنا دیوانہ بناتے ہین

نظر آتا نہین کچھ دیکھنے والونکی آنکھونمین
لگاتے ہین وہ سرمہ یا کوئی جادو جگاتے ہین

عزیز ایسی ہوا ای قاتل کہ بسمل جان دے دیکر
تری تلوار کا دم اپنے سینے مین چراتے ہین

حسینان جہان رکھتے ہین شاید درد کا شیوہ
جگہ دیتا ہی جو دل مین اوسی کا دل دکھاتے ہین

نہین خالی ہماری وحشت دل ہوشیاری سے
گریبان پھاڑ کر پیوند دامن مین لگاتے ہین

جنازے پر جو آنے کو کہو آنے تو کہتے ہین
کہین تابوت کا بوجھ ایسے نازک بھی اٹھاتے ہین

تکلم ہی وہ نہین کھاتی ہین مسی مل کے ہونٹھون پر
نگین یاقوت کا نیلم کی پٹری پر جماتے ہین

وہ مسکین ہین کہ کھلتے ہین سہرا پھیر کر دلہن
کوئی شیشے کا ٹکڑا راستے مین بھی جو پاتے ہین

ہماری لغزش کی تجھکو ای زاہد خبر کیا ہے
فرشتے تھامتے ہین ہاتھ جب ہم لڑکھڑاتے ہین

وہ اوٹھی ہی گھٹا وہ برق چمکی وہ بہار آئی
اٹھو رندو چلو واعظ تو یونہین سر پھراتے ہین

دیا جاتا ہے شمشیر قضا پر باڑھ کا ڈورا
مبارک مرگ نو ای دل وہ پھر سرمہ لگاتے ہین

نہین ہی پیار بھی درپردہ اونکا چھیڑ سے خالی
رلا دیتے ہین اکثر وصل کی شب گدگداتے ہین

امیر افسردہ ہو کر غنچہ دل سوکھ جاتا ہے
وہ میلے ہمکو قیصر باغ کے جب یاد آتے ہین

کیا بہ پیچ ہین ہم کرد ٹین ہر سو بدلتے ہین
جل اُٹھتا ہی جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہین

سیہ پوشاک بنکر خانۂ کعبہ مین جا پہونچے
بلا کا بھیس اوکا فر ترے گیسو بدلتے ہین

بہار آئی ہی صبح عید کا عالم ہی گلشن مین
نئی پوشاک شمشاد کنار جو بدلتے ہین

نزاع کفر و دین ہی دور دور زلف و عارض مین
مسلمانون سے ٹوپی آجکل ہندو بدلتے ہین

تری نیچی نگاہین سایۂ مژگان مین پھرتی ہین
پری مین جیسے بانکے پیترے ہر سو بدلتے ہین

بہا مین کچھ تو پایا ہی انھین ای چشم تر بہتر
جو اپنے موتیون سے جوہری آنسو بدلتے ہین

مے کہنہ ہی یہ آب وضو تیرا انھین زاہد
جو چشمے نور کے ہین کب وہ رنگ و بو بدلتے ہین

تری محفل مین یہ دیوار کی کہتی ہین تصویرین
او بے بیٹھنے والے کہین زانو بدلتے ہین

امیر اس باغ مین رہکر رہین کیا دم او لجھتا ہے
نہ نخوت چھوڑتے ہین گل نہ کانٹے خو بدلتے ہین

گو کہ دیکھے خواب اچھے سب نے تعبیرین کہین
وصل کی بنتی ہین ان باتون سی تدبیرین کہین

پہونچے ہم جس شہر مین پوچھا یہ اہل شہر سے
خوبرویون کی یہان بکتی ہین تصویرین کہین

نیچی نظرون سے مجھے آخر لگے وہ دیکھنے
اوپر اوپر جاتی ہین آہون کی تاثیرین کہین

قیدیون کا اپنے اوس ظالم کو ہی ایسا خیال
چونک اوٹھتا ہی جو غل کرتی ہین زنجیرین کہین

ابروؤن سی ہر کس و ناکس کو تم کرتے ہو قتل
خوف ہی تم کی نہ کھا جائین یہ شمشیرین کہین

وہ بت آئیگا تو بت بن جائینگے واعظ ابھی
حاکمون کے سامنے چلتی ہین تقریرین کہین

لاغری سے اپنی زندان مین یہ مجکو خوف ہے
پانون سے میرے اوتر جائین نہ زنجیرین کہین

اوسکے کوچے مین ٹھہرنے کو جگہ چاہے اگر
بولے دربان جاؤ کیا بٹتی ہین جاگیرین کہین

لاکھ محنت کی نہ نکلی وصل کی صورت امیر
سامنے تقدیر کے چلتی ہین تدبیرین کہین

تمام عمر مین ہین چھالے اگرچہ نزا اہون مین
کرو جو خوف تو قطرہ آنسوؤن کا تارہون مین

بجا ہے سر سے قدم تک جو داغدار ہون مین
کہ ہجر مین ہمہ تن چشم انتظار ہون مین

کرم کرے جو وہ شمشیر کیسی تنہائی
جدا ہون عضو بدن ایک سے ہزار ہون مین

الٰہی آئے کوئی بورِ باغ جنت سے
اُلجھ رہا ہون کہ تنہا تہِ مزار ہون مین

جو اپنے ہاتھ سے دیتے ہو دو مجھے تعزیر
گناہگار نہین تو گناہگار ہون مین

ہزار مردون مین زندہ رہا جو ایک تو کیا
زمانہ مست ہے کیا خاک ہوشیار ہون مین

بغیر جرم ہون پامال شرم ہمجنسی
کوئی گناہ کسی سے ہو شرمسار ہون مین

شریک وردِ نباتات ہون بشر کیسے
پڑین درخت پہ پتھر تو سنگسار ہون مین

کہو فلک سے ملائے نہ خاک مین مجکو
کہ انتخاب جہان فخر روزگار ہون مین

صفا بنی ہے جہان مین مری کدورت سے
کرے جو آئینون کو صاف وہ غبار ہون مین

فسردگی ہے مری باعث خزان چمن
شگفتگی مین تماشائے نوبہار ہون مین

اوٹھاکے پردۂ امکان قدم کو کیا دیکھون
کہ اپنی شکل سے آئینے مین دوچار ہون مین

وہ تیغ مہر ہے جس تیغ کا مین ہون کشتہ
نگاہ لطف ہی جس تیر کا شکار ہون مین

بہائے اپنے ہی خرمن کو جو وہ ہون سیلاب
جلائے اپنے ہی دامن کو وہ شرار ہون مین

سکون دل ہو جو حاصل تو سامنے ساحل
دکھاؤن جوش تو دریائے بیکنار ہون مین

امیر فوج ظفر موج جرأت و ہمت
وزیر اعظم سلطان تاجدار ہون مین

حریم لطف و عطا مین شمیم خلق نبی
دم دعا کف حیدر مین ذوالفقار ہون مین

خمیر خاک سے مردم مین نور کا پتلا
شریک عام نہین خاص کردگار ہون مین

امیر دل مین جو کچھ آگیا کیا موزون
زبان بند نہین صاحب اختیار ہون مین

کرم کہ تیرے کرم کا امیدوار ہون مین
گناہگار ہون یارب گناہگار ہون مین

ہمیشہ گوشہ نشین ہون وفا کشا ہون مین
ہوا اوڑا نہ سکے جسکو وہ غبار ہون مین

نگاہ واپسین آنسوؤن کا تار ہون مین — گلوے باصرہ مین موتیون کا ہار ہون مین
کسی کی تیغ کھنچے قتل کو تو غبار ہون مین — کسی تیر چلے صید پہ شکار ہون مین
نگاہے تند مجھے وہ تمہ دوست کب دیکھون — برگ گل سے ہمہ تن چشم انتظار ہون مین
کھوگے جو مجھے مین بھی وہی کھونگا تمکین — اگرچہ لنگر تمکین سے کوہسار ہون مین
ہوائین باندھتے ہو کیا یہ جھوٹ کہہ کہہ — اڑا رہے ہو کسے کیا کوئی غبار ہون مین
گمان دزد کفن ہو اگر نسیم آسے — قفس مین بند کہ مردہ تہ مزار ہون مین
مرے گناہون سے ہے اونچی مغفرت کی نمود — گناہ اگر نہ کرون تو گناہگار ہون مین
بتون کی زلف پراغشان عذار پر غازہ — رہونگا گرد حسینون کے وہ غبار ہون مین
ہوا جو قصر فریدون مین کل گذر اپنا — صدا یہ آئی کہ او چڑا ہوا اعزار ہون مین
رقیب پھولون کی بدھی اوسے پنہاتا ہے — ملے مجھے تو اجل کے گلے کا ہار ہون مین

امیر جاتی جوانی یہ مجھ سے کہتی ہے
خزان نہ سمجھو مجھے آخری بہار ہون مین

ٹھوکرین کھاتا ہے سر ہر گام پر رفتار مین — چال میری کوئی دیکھے کوچۂ دلدار مین
لیگیا لخت جگر اپنے جو مین گلزار مین — برگ گل بلبل سمجھ کر لیگئی منقار مین
دیکھ سکتا ہون کوئی باہر ہے مین اندر کا حال — در مین رخنہ ہے نہ روزن یار کی دیوار مین
بزم کثرت نور وحدت سے کبھی خالی نہین — چشم بینا ہو تو یوسف سیکڑون بازار مین

حال آئینہ ہے میری جبہہ سائی کا امیر
منہ نظر آنے لگا سنگ در دلدار مین

ردیف واؤ

صورت غنچہ کہان تاب تکلم مجھکو — منہ کے سو ٹکڑے ہون آئے جو تبسم مجھکو
اور تھا کون شب ہجر مصیبت کا شریک — دیکھ لیتا تھا مین انجم کو تو انجم مجھکو

مرکے راحت تو ملی پر ہے یہ کھٹکا باقی
آکے عیسی سر بالین نہ کہین قم مجھکو

وقت فرصت تھا مین عبرتکدۂ ہستی مین
کف افسوس ملی جسنے کیا گم مجھکو

ایک کو ایک سے بڑھکر تری جلوی کا ہے شوق
آنکھ کہتی ہے نگہ پر ہو تقدم مجھکو

اشک سان خاک مین ملنا بھی مجھے طاعت ہے
لاکھ سجدے کے برابر ہے تیمم مجھکو

آبرو ہے یہ مری پیر مغان کے آگے
منھ سے ساغر جو نکل جاے تو دے خم مجھکو

وحشت دل سے زمانہ مین پھرون مثل نگاہ
سات پردون مین کرین قید جو مردم مجھکو

روز دکھلاتی ہے دنیا کا سپید اور سیاہ
اوسکی شام مسی وہ صبح تبسم مجھکو

ہون وہ مضمون کہ زمانے کو اگر ہاتھ آؤن
صورت گوہر نایاب کرے گم مجھکو

اثر طالع واژون سے عجب کیا ہے اگر
تیغ بجاے مرا دست تظلم مجھکو

ہون مین مشتاق شہادت کہین حسرت تو مٹے
خاطر غیر ہی سے قتل کرو تم مجھکو

حشر مین وعدکنان قبر سے یارب نکلون
نفخۂ صور ہو آواز ترنم مجھکو

مجلس وعظ مین مین مست اگر جا بیٹھون
منچھے کھینچ کے لیجائین سر خم مجھکو

شمع کی طرح مین وہ سوختہ قسمت ہون امیر
مول لے لے کے جلا دیتے ہین مردم مجھکو

لیگئی کل ہوس سے جو سر خم مجھکو
ہوش کی طرح سے مستی نے کیا گم مجھکو

کعبۂ رخ کیطرف پڑھتے ہی آنکھون سے نماز
چاہیے گرد نظر بہر تیمم مجھکو

واہ اے بیخودی شوق کیا خوب سلوک
اوسکو جب ڈھونڈھ نکالا تو کیا گم مجھکو

ہون مین وہ قطرہ جو نیسان کی بغل سے چھوٹون
کھینچ لے شوق سے آغوش مین قلزم مجھکو

نہین معلوم وہ مہمان ہوئے ہین کس کے
آج گھر گھر لئے پھرتا ہے توہم مجھکو

غنچہ سان نزہت خاطر سے عدم کو پہونچا
بال و پر ہو گئے لب [illegible] ب مجھکو

تہمت [illegible] مین کچھ کام نہین ساقی کا
جام [illegible] بھر کے پلا دے [illegible] م مجھکو

بے ثباتی مین نہین کون سی جا میری نمود
ذرے جتنے ہین مجھے گنتے ہین انجم مجھکو

خم مے تھا کبھی اک قطرے سے کم اے ساقی
اب وہی مین ہون کہ ہے قطرۂ خم مجھکو

مین تو کیا عکس سے وہ آئینہ کو کہتا ہے
پیار کی آنکھ سے دیکھا نہ کرو تم مجھکو

دہوکھا کھائے ہوے آدم کو زمانہ گذرا
ہنستے ہین دیکھ کے اب تک لب گندم مجھکو

مردمک ہون کہ سویدا ہون الٰہی کیا ہون
دیدہ و دل مین جگہ دیتے ہین مردم مجھکو

مین ترا عکس تھا اس آئینۂ ہستی مین
تو نے کیا پھیر لیا منہ کہ کیا گم مجھکو

دیکھتا ہون کبھی آئینہ تو روتا ہون امیر
اپنی صورت پہ خود آتا ہے ترحم مجھکو

قطرۂ مے نے کیا ہوش صفت گم مجھکو
ہر حباب مے پر زور ہوا خم مجھکو

ہون مین نقش قدم اس رہگذر ہستی مین
ایک ظاہر ہو کرے چار کرین گم مجھکو

مین جو مرجاؤن تو اے پیر مغان کہدینا
نیچے کھینچ کے ڈال آئین پس خم مجھکو

ہو مری قتل کی یارب یہ خوشی قاتل کو
بڑھ کے دے چار قدم تیغ تبسم مجھکو

زندہ اعجاز مسیحا سے تو ہو سکتا ہون
ضعف سے اٹھ نہ سکونگا نہ کہین قم مجھکو

دی صدا دل کو جو اس بزم مین تنہا چھوڑا
ساتھ لائے تھے اسی دن کے لیے تم مجھکو

ہو سر عجز سے تابش گہر سجدہ قبول
چاہیے گرد یتیمی سے تیمم مجھکو

لالہ و گل ہون خس و خار ہون یارب کیا ہون
ڈوبتا ہون تو ڈبوتا نہین قلزم مجھکو

لیچلی ہے تو سنبھالے ہوے لیچل سوے یار
بیخودی راہ مین کرتا نہ کہین گم مجھکو

ہون وہ میکش جو کرون رخ در توبہ کی طرف
لیے جاتے ہو پکارے دہن خم مجھکو

نگہ مہر کہان یار جفا پیشہ کہان
ملک الموت سے ہے چشم ترحم مجھکو

سوز دل وجد کا باعث ہو بیان مثل سپند
میری فریاد ہے آواز ترنم مجھکو

نظر بد نہ لگے یار کی سفاکی کو
قتل ہونے نہین دیتا یہ توہم مجھکو

بحث کو آئے جو واعظ مجھے آجاے یہ جوش
لب یمین ساغر مے کے دہن خم مجھکو

جانتے ہین جو حقیقت سے ہین آگاہ امیر
کن کے کلمے یہ بھی معنی سے ہے تقدم مجھکو

اشک سان جنبش مژگان نے کیا گم مجھکو
لغزش پا ہوئی دریا کا تلاطم مجھکو

تجھکو قاتل ہی گے لعل لب خندان کی قسم
نیمجان چھوڑ نہ اے تیغ تبسم مجھکو

برسون جھیلی ہے مصیبت شب تنہائی کی
مدتین گذری ہین گنتے ہوے انجم مجھکو

دیکھ لون اونکو ذرا نزع مین آلینے دے
رحم اے بیخبری کر نہ ابھی گم مجھکو

خط نکلنے سے ترے سوگ نشین ہین آنکھین
کھل گئی وجہ سیہ پوشی مردم مجھکو

شوق طوف حرم عشق مین باندھی ہے کمر
گرد غربت سے مناسب ہے تیمم مجھکو

شب کو نکلون جو مین لاغر تو ہین مثل کمند
کھینچ لیجاے شاع مہ و انجم مجھکو

ہون مین وہ رند کہ مسجد مین لگاؤن زاہد
ہاتھ آجاے اگر خشت سر خم مجھکو

شمع سان محفل عالم مین وہ ہون سوختہ بخت
دل بھر آتا ہی جو آتا ہی تبسم مجھکو

صاف کہد و نہین دیدار دکھاتا ہی اگر
کعبہ و دیر مین دوڑاتے ہو کیون تم مجھکو

اسنے جنت سے جہنم مین مجھے پھینک دیا
زہر کی گانٹھ ہوا دانہ گندم مجھکو

اسقدر طول خموشی کو ہوا عزلت مین
بزم مین بھول گئی طرز تکلم مجھکو

واے قسمت کہ یہان قتل کی حسرت ہی امیر
اور وہ سمجھے ہین سزاوار ترحم مجھکو

پہلے تم [illegible] اپنی نظر کو دیکھو
پھر جسے دل دیا ہی اوسکے جگر کو دیکھو

کیا [illegible] کم گشتگی کا مجھ سے
اپنے دہن کو دیکھو اپنی کمر کو دیکھو

ہاتھ [illegible] یون سے ہی برق طور ٹھنڈی
پڑھتے ہین کسکے منہ پر شمس و قمر کو دیکھو

ٹھہر گئی [illegible] آنکھین جب جا ملا تک کی
جاکر وہان لڑی ہے میری نظر کو دیکھو

ملتا نہین ہی نالے مدت سے ڈھونڈتے ہین
بیٹھا ہے منہ چھپا کر کیسا اثر کو دیکھو

لیٹا جو قبر مین مین منہ سے کفن ہٹا کر
بولی یہ مجھ سے غربت لو اپنے گھر کو دیکھو

غیرون کی منہ توے ہین مین شکل آئینہ ہون
رخ پھیرو اسطرف سے صاحب ادھر کو دیکھو

حالت مریض غم کی کچھ تم بھی جانتے ہو
ایک ایک غش کو دیکھو ددو پہر کو دیکھو

کس مرتبہ پہ پہونچا آخر یہ رفتہ رفتہ
اس آستان کو دیکھو اور میرے گھر کو دیکھو

آخر ہی وصل کی شب افسردہ کیون ہون ہم
رنگت اوڑی ہوئی ہی شمع سحر کو دیکھو

رکھتے ہی خط کمر مین پر لگ گئے ہین گویا
جاتا ہی کس خوشی سے وان نامہ بر کو دیکھو

کیا وصل ہو وہ کافر تم ای امیر مومن
کتنے جدا جدا ہین شام و سحر کو دیکھو

سنگلے کہین سگے نہ یون پیرہن بدل کے چلو
چلیگی تیغ سر رہ ذرا سنبھل کے چلو

جنون بہار مین دیتا ہی ہمکو یہ ترغیب
چمن کو خانۂ زنجیر سے نکل کے چلو

برنگ صفحۂ نقاش ہو زمین رنگین
حنا جو پانؤن مین میرے لہو کی مل کے چلو

خرام یار کا طاؤس و کبک سے ہی یہ قول
نہ آئے گرمیِ رفتار لا کھہ جل کے چلو

سر مزار غریبان ہین جابجا پتھر
لگے نہ پانؤن کو ٹھوکر ذرا سنبھل کے چلو

کفن پہن کے چلین گور کی طرف عاشق
جو عیدگاہ کو تم پیرہن بدل کے چلو

بدل نہ جائین کہین میرے راہ مین تیور
چلو جو ساتھہ نہ تیوری بدل بدل کے چلو

سنا ہی محتسب آتا ہی دو گھڑی کے لیئے
قدح کشو کہین اب میکدے سے ٹل کے چلو

ملے ہو ہمکو جو میلے مین تم تو عجلت کیا
ذرا تو ٹھہرو کہین شہر سے نکل کے چلو

بہار آئی ہوا مین ہین پھول خوشبو پر
خجل ہون عطر جو تم پیرہن مین مل کے چلو

رجوع کفر مین اسلام سے یہ کہتا ہے
کہ سوئے بتکدہ کعبے مین پہلے جل کے چلو

اگر تمہین نہین فرصت تو کہدو تیغون سے
کہ خلق جمع ہے تم میان سے اگل کے چلو

نصیب وحشت مین لائے ہین وحشیو تمکو
اوچھالتے ہوئے سونا اُچھل اُچھل کے چلو

مری غزل کوئی رنگین سی چھانٹ کر پڑھ لو
مشاعرے مین جو آئے ہو تم تو پھل کے چلو

قضا کا گرم ہے ہنگامہ کوے قاتل مین
امیر خیر ہے منہ مین نہ اچل کے چلو

آہ مین کھینچون تو کھینچین آپ بھی شمشیر کو
بانکپن کی نوک رکھیے کاٹیے اس تیر کو

ای خوشا حدت کشا کثرت کشا نیرنگ عشق
دیکھتا ہون ہر مرقع مین تری تصویر کو

اپنے بسمل کا ذرا شوق شہادت دیکھیے
دی رہا ہے کیا گلے مل مل کے دم شمشیر کو

جانتے ہو لوٹتا ہے خاک پر نخچیر کو
ڈھونڈھتا پھرتا ہی مقتل مین تمھارے تیر کو

ڈال دے عشاق کی آنکھو پہ حیرت کی نقاب
واہ کس پردے مین رکھا حسن کی تصویر کو

گردن و پہلوے نخچیرون کے آتی ہے صدا
آفرین اس تیغ صد آفرین اس تیر کو

کھینچنے بیٹھا جو نقاش ازل حیرت کی شکل
رکھ لیا پیش نظر پہلے مری تصویر کو

سینۂ عاشق پہ جڑ دے یا رب جوہر گلین
چوکتا درکار ہے آئینۂ شمشیر کو

دست و بازو کو ترے تکلیف کیون ہو دی مجھے
آپ رکھ لون چیر کر پہلو مین تیرے تیر کو

صاف کھینچا چاہتا ہے شکل حیرانی اگر
آئینے پر کھینچ اے مانی مری تصویر کو

پیاس لاکھون کی بجھائی واہ ری دریا دلی
پانی پی پی کر دعائین دون تری شمشیر کو

پوچھتے کیا ہو تجھے بے بال و پر کسنے کیا
یہ پری پرواز پر کسنے دے ہین تیر کو

خود مین کھنچ جاتا ہون روز ناتوانی دیکھنا
کھینچتا ہے جب کبھی مانی مری تصویر کو

زلف مین حلقے بنائے ہین شرارت دیکھنا
طوق پہنائے ہین کیا اس شوخ نے زنجیر کو

چلتے چلتے تھک گئی ہے منہ نہ موڑی خوف ہے
بسم اللہ دم لینے تو دو شمشیر کو

لب پر آئی آہ ادھر سے جب اٹھی اسکی نظر
دیکھنا کیا تیر پر روکا ہے سینے

تا بہ یہ شاہد ہون وہ دعوی خونفشانی کا کرے
لب دے سوفار کو بخشی زبان تیر کو

لوٹتا ہی خاک پراے ترک مدت سے امیر
ذبح بھی کرڈال تڑپاتا ہے کیا نخچیر کو

اوکمان ابرو سمجھ کر صید کر نخچیر کو
سخت جان سے یہ کہین صدمہ نہ پہونچے تیر کو

ہوچکا مین قتل تو اُس سے قضا نے یہ کہا
لو مبارک آج سے فرصت ملی شمشیر کو

جب نظر اُس ترک کی مجھپر پڑی تیوری چڑھی
بل پڑے شمشیر مین سیدھا کیا جب تیر کو

فصل گل مین گل کھلے تازہ ہوا نخل کہن
کرچکا تھا ان جوانون نے سنبھالا پیر کو

رنگ وحدت دل مین کثرت سی سما جاے اگر
ایک برگ گل پہ کھینچون باغ کی تصویر کو

چیر کر پہلو کو دل نکلا ہے مشتاق نگاہ
کیا تماشا ہی ہدف لینے چلا ہے تیر کو

ہجر دندان کا ہون مجرم ہو سزا بھی حسب حال
موتیون کا چاہیے درّہ مری تعزیر کو

ناز کیونکر ہو گنا ہون پر نہ مجکو اے کریم
پیار کرتی ہے تری رحمت مری تقصیر کو

پیچ کی باتین رہین شانے ہی سی اے زلف یار
خوب سُلجھاتا ہی دل اوجھی ہوئی تقریر کو

صفحۂ رخسار جانان پر لکھا کیا خوب خط
چوم لون پانون جو دست کاتب تقدیر کو

کسکو کرتے ہین نشانہ کسکو کرتے ہین شکار
ترک لڑوائین گے کیا نخچیر سے نخچیر کو

جب کمان سے چھوٹتا ہی دل مین کرتا ہے مقام
خوب سیدھی راہ دکھلائی ہے تُمنے تیر کو

دل کی ہوتی ہی درستی جتنی ہوتی ہی شکست
کرتی ہی آباد بربادی ابھی تعمیر کو

پوچھتی ہی شمع پروانون سی تیری داستان
گل سنا کرتے ہین بلبل سے تری تقریر کو

قالب خاکی سے ہر دم ہی یہ تہدید اجل
خاک مین اکدن ملا دینگے ہم اس تعمیر کو

پانون اپنا درمیان تھا کٹ گئے عقدے تمام
سخت مشکل تھین یہ کڑیان جھیلنی شمشیر کو

دل مین گھر اوسکا ہو گردن تک گذر اسکا امیر
تیغ قاتل سے جگہ اچھی ملی ہے تیر کو

گھر گھر تجلیان ہین طلبگار بھی تو ہو
موسیٰ سا کوئی طالب دیدار بھی تو ہو

ای تیغ یار کیا کوئی قایل ہو برق کا
تیری سی اوس مین تیزی رفتار بھی تو ہو

دل دردناک چاہیے لاکھون ہین خوبرو
عیسی اسیکڑون کوئی بیمار بھی تو ہو

چھاتی سے مین لگائے رہون کیون نہ داغ کو
ای دل کوئی انیس شب تار بھی تو ہو

گر ہم نہین تو رونق بازار عشق کیسا
ای حسن خود فروش خریدار بھی تو ہو

پردے مین چاہتا ہے کہ ہنگامہ ہو بپا
ای آفتاب حشر نمودار بھی تو ہو

اتنی اوداس صحبت سے واہ میکشو
دست سبو مین شیخ کی دستار بھی تو ہو

زاہد امیدوار رحمت حق اور ہجو سے
پہلے شراب پی کے گنہگار بھی تو ہو

ساقی ابھی سے جاؤن مین کیا بہر میکشی
آئی بہار رونق گلزار بھی تو ہو

بیجا تری نگاہ کو تیزی پہ ہے گھمنڈ
برچھی کی نوک دل سے مرے پار بھی تو ہو

سوؤن مین آکے دھوپ سے پاؤن امان اگر
راضی تمھارا سایۂ دیوار بھی تو ہو

کیونکر ہو درد دل کی ہماری اوسے خبر
پردے مین خامشی کے کچھ اظہار بھی تو ہو

اشکون کے ساتھ عشق مین نالہ ضرور ہی
آراستہ ہی فوج علمدار بھی تو ہو

ساقی اوداس کیون نہو بزم سے شبو
میخانے مین امیر سا میخوار بھی تو ہو

وہ حسن کیا ہی حسن جو خاطر نشین نہ ہو
کس کام کا وہ نام جو نقش نگین نہو

کیونکر ہو دل شگفتہ جو عزلت نشین نہو
پھولے پھلے نہ دانہ جو زیر زمین نہو

وہ یاس ہی کہ وصل مین بھی ہر نگاہ پر
ڈرتا ہون مین کہین نگہ واپسین نہو

راحت کی جستجو مین ہین اہل جہان عبث
ہاتھ آئے وہ کسیکو کہان جو کہین نہو

ایذائے خلق پر ہے یہ عشق موذی فلک
بے سانپ چاہتا ہے کوئی آستین نہو

ساحل سے ہون مین تشنہ دہن خود کنارہ کش
کہدو کہ بحر موج سے چین بر جبین نہو

مانند بوئے گل چمن دہر سے نکل
اس باغ بے ثبات مین عزلت نشین نہو

تمام اُس حسین کا قلب مصفا پہ نقش ہے
کیونکر اس آئینے پہ گمان نگین نہو

ہستی جہان کی ہستی حق پر دلیل ہے
کیونکر جہان ہو جو جہان آفرین نہو

زاہد کا صاف زہد ریائی ہے آشکار
سجدہ کرے درست تو داغی جبین نہو

ساقی مین تشنۂ مۓ عرفان سے مست ہون
افلاس مین جو بادہ میسّر نہین نہو

تیرا اسنو مکان جو مشہور ہے فلک
کہتے ہین جسکو عرش ترا شہ نشین نہو

دل سے جو چشم فیض ہی تجکو تو پاک رکھ
کس کام کی ہے صاف اگر دوربین نہو

ہم رند مشربون کی معاصی سے ہی نمود
روشن ہو نام کیا جو سیہ رو نگین نہو

مین تنگ اس جہان سے وہان لیچل لے جنون
جس جا پہ آسمان نہو یہ زمین نہو

ساجد خدا پرست بھی اُس آستان پہ ہین
کیون بے نیاز وہ صنم نازنین نہو

آتا ہی مجکو گریہ لب کشت زعفران
اتنا بھی جور چرخ سے کوئی حزین نہو

سر آستان دل پہ نہ پہونچے کبھی امیر
جب تک کہ عرش پر قدم اولین نہو

یاد زلف آئی دم نزع ستانے ہمکو
کس بُرے وقت مین گھیرا ہے بلانے ہمکو

منہ لگایا ہے بتون نے نہ خدا نے ہمکو
نہ ادا نے کبھی پوچھا نہ قضا نے ہمکو

آس کسکو تھی شب غم کی سحر ہونے کی
اے بتو دن یہ دکھایا ہے خدا نے ہمکو

ہجر جانان مین کسی روز جو ہچکی آئی
جی اوٹھے ہم کہ کیا یاد قضا نے ہمکو

رخصت اے ہوش و خرد اب نہین ٹھہرا جاتا
بیخودی دور سے آئی ہے بلانے ہمکو

کشمکش مین ہین بیتابی دل رکھتی ہے
آنے دیتی ہے نہ ظالم کہین جانے ہمکو

قہر کرتی ہین شب وصل تمہاری آنکھین
ابھی پردے مین تو مارا ہے حیا نے ہمکو

ساقیا دیر سے مستی نے سنبھالا ہوتا
خوب ہی روک لیا لغزش پا نے ہمکو

شمع آسا کبھی جلتے کبھی روتے گذری
آگ پانی سے بنایا ہے خدا نے ہمکو

دیر مین شیخ حرم سے یہ صنم کہتے ہین
تو نے اللہ کو جانا ہو تو جانے ہمکو

خنجر ناز سے بچ کر جو چلے چار قدم
رکھ لیا برچھیون تیرا وا اسنے ہمکو

حوصلہ کون تماشاے تجلی کا کرے
غش تو دیتا ہی نہین ہوش مین آنے ہمکو

کیا بگاڑا ہی ترا اے شب فرقت سہنے
روز آتی ہے بلا بنکے ڈرانے ہمکو

آئینہ دیکھ کے ہر بار وہ بت کہتا ہے
خود نمائی کو بنایا ہے خدا نے ہمکو

لامکان مین نہ پتا ہے نہ مکان مین اوسکا
بے ٹھکانے کے بتائے ہین ٹھکانے ہمکو

وہ بلا دوست ہین جب کوئی کڑی آئی ہے
نام لے لے کے پکارا ہے بلانے ہمکو

خار کیا کھائے گل دیکھ کے فرقت مین امیر
ایسے کتنے ہین ابھی داغ اوٹھانے ہمکو

آج محفل سے تم آئے ہو اوٹھانے ہمکو
ہائے وہ دن کہ جو اوٹھتے تھے بٹھانے ہمکو

تمنہ سے شب ہجر دکھایا نہ قضانے ہمکو
کون پوچھےگا نہ پوچھا جو خدا نے ہمکو

حوصلہ دل سے تڑپنے کا نکلتا کیونکر
دم ہی لینے نہ دیا تیغ ادا نے ہمکو

تیغ جلاد نے جوہر کو کیا ہم سے عزیز
آنکھ اوٹھا کر بھی تو دیکھا نہ قضا نے ہمکو

اتنی نسبت بھی کفایت ہی بیان بخشش کو
کاش وہ اپنا گنہگار رہی جانے ہمکو

حلقۂ زلف مین پھنسکر کوئی نکلا ہے کبھی
موت کے منہ سے چھڑایا ہے قضانے ہمکو

مسجدون مین کبھی بھیجا کبھی بتخانون مین
ٹھیک ٹھیک اوسنے بتاے نہ ٹھکانے ہمکو

آتے جاتے ہو وہان غیر کے گھر تم ہر شب
رشک آتا ہے یہان روز ستانے ہمکو

یاد آئین تری آنکھین تو یہ سمجھے دم نزع
حورین فردوس سے آئی ہین بلانے ہمکو

اوس ستمگر نے جو پہلو سے اوٹھایا اپنے
درد دل تو بھی تو اوٹھا نہ بٹھانے ہمکو

لیچلے داغ ہزارون چمن ہستی سے
زندگی لائی تھی کیا سیر دکھانے ہمکو

مرد آزادگی کہ آفت مین پھنسا رکھا ہے
آگ نے خاک نے پانی نے ہوا نے ہمکو

سن کے آواز موذن کی شب وصل کی صبح
صاف سمجھے کہ بلایا ہے خدا یا نے ہمکو

ہین وہ مشکش جو گرے ہین کبھی لغزش کھا کر
بدلیان دوڑ کے آئی ہین اوٹھانے ہمکو

امتحان تھا جو ہمارا وسے منظور نظر
ذبح رگ رگ کے کیا تیغ ادا نے ہمکو

وہ پر کاہ سمجھے اس گلشن ہستی مین امیر
دوش سے پھینک دیا باد صبا نے ہمکو

پیچ پر پیچ دیئے زلف دوتا نے ہمکو
کن بلاؤن مین پھنسایا ہے خدا نے ہمکو

پر لگائے یہ ترے تیر ادا نے ہمکو
تھک گئی دوڑ کے پایا نہ قضا نے ہمکو

تو وہ تیر و نگا کیا تیر ادا نے ہمکو
شکر صد شکر لگایا تو ٹھکانے ہمکو

تیرے بیمار سے یہ بیخبری کہتی ہے
کہ خبر کو ترے بھیجا ہے قضا نے ہمکو

کہتے ہین حشر وہ رفتار سے برپا کرے
ایسے کتنے ابھی فتنے ہین جگانے ہمکو

کی ہے جب شوق سے منعم کی عمارت پہ نظر
عبرت آئی ہے وہین گور جھکانے ہمکو

سارے عالم مین یہ شہرت ہے قضا نے مارا
واہ کس پردے مین مارا ہی ادا نے ہمکو

وہ کہین گے نہ اوٹھا صدمۂ فرقت دو دن
موت کیون آئی ہی یہ داغ لگانے ہمکو

دفن بھی اپنی گلی مین نہ کیا وائے نصیب
مرگئے پر بھی لگایا نہ ٹھکانے ہمکو

ڈھیرون انگور پڑے کہتے ہین ساقی لیکن
ہاتھ آتے نہین دو چار بھی دانے ہمکو

عیش کرنے کو بتو تمکو کیا ہے پیدا
رنج اوٹھانے کو بنایا ہے خدا نے ہمکو

عشق ابرو مین خدا پار لگائے بیڑا
آب شمشیر مین غوطے ہین لگانے ہمکو

حیرت عارض جلاد سے سکتا جو ہوا
آئی تیغ اجل آئینہ دکھانے ہمکو

نقد ہوش و خرد و صبر نہ چھوڑا کچھ امیر
آج لوٹا غضب اس دزد حنا نے ہمکو

ہون وہ بلبل گل تلک پہونچون تو گلشن خشک ہو
مثل خار آشیان شاخ نشیمن خشک ہو

چاہتا ہی سوز فرقت اس محیط حسن کا
تن مین مثل خار باہی ہر رگ تن خشک ہو

تازگی ہو روے جانان کی زنخدان کے سبب
چاہ جس گلشن مین ہو کیونکر وہ گلشن خشک ہو

تابش خورشید محشر سن کے پڑتی ہے اسیر
مجھ سے تر دامن کا بھی شاید کہ دامن خشک ہو

ہون وہ پیاسا ذبح کے دم بھی نہ مین سیراب ہون
حلق مین پانی بسان آب آہن خشک ہو

زیست پیری مین کہان رونق جوانی کی گئی
کیا رہے روشن چراغ ایدل جو روغن خشک ہو

تیغ کھینچے میکدے کی سمت اگر آئے وہ ترک
بت کا زہرہ آب ہو خون برہمن خشک ہو

آبیاری ہو اگر بلبل کی اشکون کی یہی
ہی یقین فصل خزان مین بھی نہ گلشن خشک ہو

داغ دل سے گرم اپنی خاک ہو کیا ہو عجب
چادر گل پڑتی ہے بالاے مدفن خشک ہو

اور بھی گردون ستاتا ہی جو پاتا ہے ضعیف
پایمال گاو دہقان ہو جو خرمن خشک ہو

حسرت دیدار مین کھینچون اگر مین آہ سرد
ایک جھوکے مین یقین ہی نخل ایمن خشک ہو

چھین کر رخصت سفر پامال ظالم نے کیا
پانون شل ہو جائین یارب دست رہزن خشک ہو

اوس مسی آلودہ لب کا وصف کیا کوئی کرے
سامنے سب کے زبان برگ سوسن خشک ہو

چھیڑتی ہی روز ا[illegible] قاتل کی تیغ آبدار
غیر ممکن ہے کہ اپنا زخم گردن خشک ہو

حسرت دیدار سے ہمکو مکان یار کی
دیدۂ تر کیا برنگ چشم روزن خشک ہو

ہین اگر رونے پر آؤن صورت ابر بہار
سبز ہو دم بھر مین برسون کا جو گلشن خشک ہو

اسقدر ہو بخیہ گر کو غم جو دیکھے میرے زخم
جان مثل رشتہ تن مانند سوزن خشک ہو

اس گلستان مین ہو مجھ سا کون [illegible] بد نصیب
پانون رکھون مین جہان شاخ نشیمن خشک ہو

کیا حرارت ہی نگاہون مین اگر منہ سے اسیر
جام مثل چشمۂ خورشید روشن خشک ہو

[illegible]

لٹکاؤ نہ گیسوے رسا کو
پیچھے نہ لگاؤ اس بلا کو

ظالم ہے تجھے دل دیا خطا کی
بس بس مین پہونچ گیا سزا کو

کانٹون سے کھو سنبھال لینا
آتا ہے غش اک برہنہ پا کو

بلبل کو ملی جو باغبانی
روکے درِ باغ پر صبا کو

ای حضرت دل بتون کو سجدہ
اتنا تو نہ بھولیئے خدا کو

گل کر گئی میری شمع تربت
کیا موج یہ آگئی صبا کو

کوچے مین ترے ملا لیا آرام
نیند آگئی چشم نقش پا کو

اتنا بکیے کہ کچھ کہے وہ
یون کھولیے قفل مدعا کو

کہتا ہے یہ شوخ قتل ہر دم
دم لینے نہ دیجئے قضا کو

کیا کیا تری چتونین بچائین
دھوکے دیئے تیر بے خطا کو

دکھلا کے ہم اپنی سخت جانی
غصہ دلواتے ہین قضا کو

ہاتھ آئے اگر نگین حسرت
کھدوایئے نقش مدعا کو

راضی برضا ہون اسے صنم مین
جو کچھ منظور ہو خدا کو

کہتی ہے امیر اوس سے شوخی
اب منہ نہ دکھایئے حیا کو

وصال پر ہے جو وصل امتحان کر دیکھو
امیر یون ہی سہی چند روز مر دیکھو

خدا کی شان کہ دیکھین ہم اپنی آنکھین
نگاہ تک نہ کرو تم ادھر ادھر دیکھو

پڑا ہون ہجر مین مردے کی طرح بستر پر
ابھی تو جان سے آئے جو اک نظر دیکھو

جنازہ غیر کا نکلا ہے تو نکلنے دو
ہمین کو بیٹھو جو چلمن سے جھانک کر دیکھو

مری طرف سے کہے کوئی حضرت غم کو
بہت رہی مرے دل مین اب اور گھر دیکھو

کسی کا دل نہ دکھاؤ خدا کا خوف کرو
ذرا کلیجے پہ اپنے تو ہاتھ دھر دیکھو

چھپا چھپا کے نظر باز یان ہون غیرون سے
ہمین سے آنکھ چرانا ذرا ادھر دیکھو

دکھا کے تیغ کو تڑپا رہے ہو دیر سے کیا
جو دیکھنا ہو تماشا تو ذبح کر دیکھو

ہو سحر عشق کہ جلتے پر نہین بلبل
لگی ہے آتش گل باغ مین جدھر دیکھو

گیا تھا لیکے خط آیا ہے ہاتھ کٹوا کر
ذرا خدا کے لیے شان نامہ بر دیکھو

اوٹھا دو آنکھ یہ کیا شرم ہے خدا سے ڈرو
کسی کی جان کا ہو جائیگا ضرر دیکھو

بغیر غم نہین ممکن حصول دولت دہر
نظر جو آئے محرم کا چاند زر دیکھو

امیر جلوۂ وحدت سے آشنا ہو جو دل
وہی ظہور وہی شان ہے جدھر دیکھو

دل ہے وابستہ کسی زلف رسا سے کچھ ہو
اب تو سر مین یہی سودا ہی بلا سے کچھ ہو

فکر بیجا ہے طبیبو مرض عشق سے یہ
غیر ممکن ہے کہ تخفیف دوا سے کچھ ہو

دیکھیے خط اب کسے بھیجون کہ بر آئے مطلب
جب نہ قاصد نہ کبوتر نہ صبا سے کچھ ہو

مل گئے وہ کسی رستے مین تو مانند غبار
ہم لپٹ جائینگے دامان قبا سے کچھ ہو

جان پر کھیل گیا مین تو کہا اُس بت نے
مین نہ سمجھا تھا کہ تم فضل خدا سے کچھ ہو

نظر آجائے جو اُس زلف سیہ کی ناگن
ڈال دون ہاتھ مقرر مین بلا سے کچھ ہو

تیرے بیمار محبت کی ہے صحت مشکل
فکر ہو لاکھ دوا سے نہ دعا سے کچھ ہو

سخت جان وہ ہون نہ کٹ جاؤن اگر شرم ہے بت
شرمندہ ہوتا ہون جو پھر تیغ قضا سے کچھ ہو

ہے دہنِ تنگ کا دشوار بہت
حل مطلب ہو تو شاید شعرا سے کچھ ہو

تو بھی آخر کسی در کا ہے گدا اے سلطان
عفو لازم ہے جو تقصیر گدا سے کچھ ہو

نہ محبت کی وہ آنکھین نہ وہ الفت کی نگاہ
حال دل کس سے کہون تم تو خفا سے کچھ ہو

یا دم صبح ملے تم سے یہ امید کہان
منہ پہ تم تو مرے خون کے پیاسے کچھ ہو

[illegible] پہ کھڑے ہین کب سے
اب تو ہمکو بھی عطا خوان عطا سے کچھ ہو

کوے جانان مین کوئی دم تو ٹھہر جای پانون — ایسی آفتادہ مری لغزش پا سے کچھ ہو

عالم فقر مین تکلیف گوارا ہے امیر
نہ ملین گے نہ ملین گے امرا سے کچھ ہو

دیر سے قتل کے مشتاق ہین باہر آؤ — دیکھو اتنا نہ کھنچو کھینچ کے خنجر آؤ

آمد و شد نفس چند کی باقی ہے فقط — اپنے گھر مجکو بلاؤ کہ مرے گھر آؤ

نہ سہی زیست مین مرنے پہ تو لو میری خبر — اب نہ آؤ تو جنازے پہ مقرر آؤ

دیکھ لے کوئی نہ آتے مری تربت پہ کہین — چاندنی شب ہے ذرا اوڑھ کے چادر آؤ

دیکھکر آئینے کو عکس سے کہتا ہے وہ شوخ — کچھ اگر حسن کا دعوی ہے تو باہر آؤ

نذر عاشق کی ہے کچھ لوٹ نہین ہے صاحب — دل و جان دونون جو لینے ہین تو لیکر آؤ

ساتھ اگر راہ مین ہے باتین بھی ہوتی جائین — آگے پیچھے نہ چلو میرے برابر آؤ

ناف کی طرح نہ پڑ جائے شکم پر کوئی آنکھ — کھول کر بند نہ دروازے کے باہر آؤ

جان بلب ہون مین عیادت ہے مریضونکی ثواب — مانو اللہ کو تم بہر پیمبر آؤ

تب مزہ جانے کا دہان ہے کہ کہے یار امیر
میری آنکھون پہ تم آؤ مرے سر پہ آؤ

حشر کے روز نہو تشنہ دہانی مجکو — دے تری تیغ جو اک قطرہ بھی پانی مجکو

تیزی موج اگر بحر روان مین دیکھے — یاد آئی تری خنجر کی روانی مجکو

آب خنجر سے تری پیاس کوئی بجھتی ہے — اور بھی آگ لگاتا ہے یہ پانی مجکو

خوبرویون مین صنم ایک ہی تو ایک ہے تو — نظر آتا نہین تیرا کوئی ثانی مجکو

اور کس سے ہون دہان و کمر یار کے وصف — خوب معلوم ہین یہ راز نہانی مجکو

اس سے آنکھ ہے یہ مطلب کہ کرون مین بھی فغان — ہدیہ بھیجا ہے تو دیوان فغانی مجکو

نوجوان کوئی جو پیری مین نظر آتا ہے — یاد آتی ہے بہت اپنی جوانی مجکو

داغ کھا کھا کے کرون اپنی مین اوقات بسر
اسلیے دیتے ہین چھلاوہ نشانی مجھکو

بات وہ کر کہ مری خواہ ترے کام کی ہو
ایسی اے بت نہ سُنا رام کہانی مجھکو

جسطرح صبح کو خورشید عیان ہوتا ہی
آکے پیری نے دیا داغ جوانی مجھکو

بے خطر خاک تہ سقف فلک بیٹھون مین
نظر آتی ہے نہایت یہ پرانی مجھکو

سینہ جلتا ہے پلا جلد شراب ای ساقی
آگ بھڑکی ہوئی ہے چاہیے پانی مجھکو

یہ موحد تو سمجھے نہین اطلاق صحیح
کہین اول تو بتا دین کوئی ثانی مجھکو

آرزو اسلیے فردوس کی مجھ پیر کو ہے
ہاتھ آئیگی وہان میری جوانی مجھکو

توف ہی وصف مین اوس چاہ ذقن کے اتنا
کہ ڈبوے نہ طبیعت کی روانی مجھکو

نغمہ سنجان گلستان سخن ہین جو امیر
کہتے ہین بلبل گلزار معانی مجھکو

چل دلا دیر سے کرتا ہے اشارے گیسو
نہ زبان ہے نہ دہن ہے کہ پکارے گیسو

خط شگون پہ یہ آتے نہین پیارے گیسو
جال پر جال بچھاتے ہین تمھارے گیسو

یہ ترو تازہ چمن ہے کہ تمھارا عارض
یہ دھوان دھار گھٹا ہی کہ تمھارے گیسو

مچھلیان دام بچھا رہین جو موجون مین نہان
کھل گئے کیسے کہ دریا کے کنارے گیسو

دن کو رخسار دکھاتا ہے فروغ خورشید
شب کو چمکاتے ہین افشان کے ستارے گیسو

جال کنگھی سے جو سلجھائے تو دل اولجھا لیا
تیرہ بختون کو بگاڑا جو سنوارے گیسو

دل صد چاک نے شانے سے کہا چلکے یہ رات
اوس سیہ کار تجھے باندھ کے مارے گیسو

شہر سے بڑھکے اگر جانب صحرا جائین
شانۂ شاخ سے سلجھائین بچارے گیسو

ہو چکے جن و بشر قید ملک باقی ہین
اب سر عرش ہے زنجیر اوتارے گیسو

عاشقون کے دل پروانہ سے ایسے چمکے
ہوگئے شہپر طاؤس تمھارے گیسو

سانپ نے گھیر لیا گلشن جنت کو امیر

حلقہ حلقہ نہین عارض کے کنارے گیسو

ہون ہین وہ میکش اوٹھا ساقی مری تعظیم کو
گردن میناے مَی خم ہو گئی تسلیم کو

آتے ہی اون مست کے گلزار مین آئی ہے بہار
ابر اوٹھا تعظیم کو شاخین جھکین تسلیم کو

ساغر جمشید سے کچھ ساغر مے کم نہین
کیجیے ہین بادہ کش گھر بیٹھے ہفت اقلیم کو

غیر کو دشنام دو بوسہ عنایت ہو مجھے
چاہیے مردم شناسی صاحب تقسیم کو

بیٹھے بیٹھے میرے پہلو سے جو وہ عیسیٰ اوٹھا
درد دل بھی ساتھ ہی اوسکے اوٹھا تعظیم کو

لب پہ ہے غنچہ دہن تحریر مسی کی نہین
کاتب تقدیر نے خلعت دیا ہے میم کو

نقد آمرزش کا طالب ہو اگر اے خود فروش
تول میزان عدالت مین امید و بیم کو

ہین جو مردان خدا آفت مین راحت ہے انھین
عید تھی قربانی فرزند ابراہیم کو

عیب خالی خال ہے کنج دہن مین یار کے
ہے تعجب جیم کا نقطہ دیا ہے میم کو

خاک اوڑاتے تشنگان عشق کے آتے ہین غول
کہدو رضوان سے بچائے کوثر و تسنیم کو

مشکل سے منزل کا نشان ملتا ہے اے اہل فنا
ہر قدم پہ خضر ہے نقش قدم تعلیم کو

مال رکھنے کو نہین کہدو غنی سے بانٹ دے
لفظ مین تقسیم کے داخل کیا ہے سیم کو

اپنے وقت مرگ سے غافل رہا اختر شناس
گو پرا ہے جان کے رکھا کئے تقویم کو

چشمۂ دیدار جانان کی ہین وہ تشنہ امیر
جانتا ہون خوب اصل کوثر و تسنیم کو

بنکے خضر آیا ہے واعظ کیا مری تعلیم کو
اک دوراہہ جانتا ہون مین امید و بیم کو

تیغ قاتل سے صفائی مین برابر ہی سہی
یہ روانی کب ملی ہے کوثر و تسنیم کو

دو قدم اس ناز سے جس سرزمین پر تم چلو
اوٹھ کھڑے ہون سیکڑون فتنے وہان تعظیم کو

دشت ہستی مین قدم بڑھکر ہٹے پیچھے نہ پھر
ساتھ ہو عمر رواں غافل اسی تعلیم کو

جادۂ تیغ قضا پر سر کے بل عاشق چلے
طے کیا کس حوصلے سے منزل تسلیم کو

نام کو بھی اک نشان باقی رہن اسکا کہان ۔ کاتب قدرت نے لکھ کر چھیل ڈالا میم کو
فتنہ برپا ذات سے مفسد کے ہوتا ہی ضرور ۔ کیا ہوا اٹھے اگر وہ غیر کی تعظیم کو
حشر کے دن نامۂ اعمال کا کیا ہی اعتبار ۔ حال بہی کے بعد باطل کہتے ہین تقویم کو
یہ غزل رنگین سناؤن مین ظہوری کو اگر ۔ دھوئے آب شرم سے گلزار ابراہیم کو
کبر و دولت کیا ہو کرتا ہے زمانہ انقلاب ۔ دم مین کر دیتا ہی کچکول گدا دیہیم کو
بھیجتا ہون پہلے مین گور غریبان کی طرف ۔ گھر مین آتے ہین کبھی مزدور اگر تقسیم کو
آہ کی شمشیر پر تکیہ ہے نامردون کا کام ۔ مرد رکھتے ہین کمر مین خنجر تسلیم کو

یہ وظیفہ سب وظیفون سے ہی بہتر ای امیر
یاد احمد کو کرون یا احمد بے میم کو

انسان عزیز خاطر اہل جہان نہو ۔ وہ مہربان نہو تو کوئی مہربان نہو
کلفت کا اپنے نالہ کشی مین نشان نہو ۔ ہم سو برگ ہو آگ جلائین دھوان نہو
مشاطہ چاہیئے رخ زیبا کے واسطے ۔ کس کام کا وہ باغ جہان باغبان نہو
ممکن نہین کہ زلف سے الجھے نہ اسکی زلف ۔ قرآن کی طرح سے جو وہ رخ درمیان نہو
کیا داغ سینہ زیر گریبان چھپائیے ۔ خورشید دامن گردون نہان نہو
تار نظر سے بڑھ کے ہے لاغر مرا بدن ۔ عشق کمر مین یون بھی کوئی ناتوان نہو
کیونکر ہمارے یوسف دل کا پتا ملے ۔ چاہ ذقن پہ جب گذر کاروان نہو
لکھتا ہون وصف عارض و ابروی یار کے ۔ کیون صفحہ آفتاب قلم کہکشان نہو
پیری مین بھی کیا نہ تغافل ہزار حیف ۔ اتنا بھی کوئی مائل خواب گران نہو
ہی حادثون سے بعد فنا بھی کہان نجات ۔ ممکن نہین کہ زیر زمین آسمان نہو
لازم ہی ضبط نالۂ دل بعد مرگ بھی ۔ ہی لطف جام ٹوٹ چکی مے روان نہو
ٹوٹین نہ مہرون کی اگر شیشہ ہاے دل ۔ ہو شب جشن مین نام کو ریگ روان نہو

آنکھوں سے فایدہ جو نہ دیدار ہو نصیب
حاصل جبین سے کیا جو ترا آستان نہو

جانے اگر کہ چاہ عدم مین گرائیگا
کوئی سوار توسن عمر رواں نہو

وہ گل جو آئے تو یہ چمن کا ہو رنگ زرد
کچھ بھی امیر غیر گل زعفران نہو

عکس سے بچتو نہ آئینے مین اتنا دیکھو
جانے دو اپنی طرف ای گل رعنا دیکھو

چشم پوشی کا مین کہتا ہون جو اُنسے شکوہ
آنکھین دکھلاتے ہین وہ اور تماشا دیکھو

نہوا زندہ مین عیسی نے بہت سر مارا
تم بھی اس قالب بیروح کو ٹھکرا دیکھو

پھیرنے کے لیے دل آئے ہم یہان ای جان
کر چلے جان بھی نذر اور تماشا دیکھو

شوق اوس کوچے کا کہتا ہے یہی ہم سے امیر
خود چلو دوڑ کے قاصد کا نہ رستا دیکھو

میرے پہلو مین جو دیکھا خنجر جلاد کو
دل سے لاکھون حسرتین نکلین مبارکباد کو

ہون وہ دیوانہ بلاتا ہون جو مین فصاد کو
ساتھ لاتا ہے حمایت کے لیے جلاد کو

پھر جو کھولے بھی تو کب کھولے خزان جب آگئی
رحم آیا بھی تو کب آیا مرے صیاد کو

قتل کرنے کا مرے اللہ رے اوس ظالم کو شوق
حکم تینون دیدیے یکبارگی جلاد کو

یاد مین اک رشک عیسی کے جو مین مرنے لگا
ہچکیان آئین دم آخر مبارکباد کو

خاک ہو جانے پہ بھی ظالم نہین ہوتا عزیز
کب کوئی دیتا ہے مٹی کشتۂ فولاد کو

زیر خنجر او دل بسمل تڑپ اچھی نہین
قہر ہو جائیگا گر رحم آگیا جلاد کو

سایۂ رحمت مین تیرے جاکے بیٹھے اے کریم
کیا ٹھکانا ہاتھ آیا ہے مری فریاد کو

مجھ سا صید خفتہ طالع کون ہوگا عندلیب
نغمہ سنجی سے مری نیند آگئی صیاد کو

دو قدم اوس فتنۂ عالم نے چلکر وقت سیر
خوب لڑوایا چمن مین قمری و شمشاد کو

جرم میرا کیا اگر قدمون پہ سر کٹ کر گرا
خیر جانے دیجیے کیا کیجیے افتاد کو

کیون نہین بھاتی عدو کو میری نظم طبع زاد
دوست رکھتی ہی طبیعت غیر کی اولاد کو

ہمسری اوسکے قد موزون سے ہی جرم عظیم
آئندہ دوزخ کا بنائیگا خدا شمشاد کو

شوق پڑھنے کا ہوا اوس طفل کو سنتے ہین ہم
مژدہ مکتب کو مبارک مرگ نو استاد کو

عید موسی کو ہوئی برق تجلی کی مگر
پہلے نظارے مین غش آیا مبارکباد کو

شکر کرتا ہون کہ پایا قدردان مدت کے بعد
داستان میری پسند آئی مرے صیاد کو

کیا کھلیگی فصد کیا سودا ہمارا ہوگا کم
ضعف ایسا ہی کہ رگ ملتی نہین فصاد کو

خوش ہوا ایسا وہ میری قتل کی سنکر خبر
جشن شادی کا کیا خلعت دیا جلاد کو

کس طرف سے آگیا جھونکا ہوائے مرگ کا
کیا پریشان کر دیا مجموعۂ اضداد کو

قید تھی مدت سے اب آزاد ہوتی ہی امیر
روح نکلیگی دعا دیتی ہوئی جلاد کو

پہلے تو مجھے کہا نکالو
پھر بولے غریب ہی بلا لو

بیدل رکھنے سے فایدہ کیا
تم جان سے مجھکو مار ڈالو

اسنے بھی تو دیکھی ہین یہ آنکھین
آنکھ آرسی پر سمجھ کے ڈالو

آیا ہی وہ مہ بجھا بھی دو شمع
پروانون کو بزم سے نکالو

گھبرا کے ہم آئے تھے سوئے حشر
یان پیش ہی اور ماجرا لو

تکیے مین گیا تو مین پکارا
شب تیرہ ہی جاگو سونے والو

اور دن پہ امیر تکیہ کب تک
تم بھی تو کچھ آپ کو سنبھالو

غربت مین وطن یاد دلاتی نہین مجھکو
بھولے سے بھی ہچکی کوئی آتی نہین مجھکو

کس منہ سے کرون قافلہ والونکی شکایت
آواز جرس بھی تو جگاتی نہین مجھکو

ساقی کا گلہ کیا ہے جو دیتا نہین بوسہ
منہ دختر رز بھی تو لگاتی نہین مجھکو

مین غنچۂ پژمردہ ہون گلزار جہان مین
کیسی ہو بہار آئی کھلاتی نہین مجکو

مشتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر
کہتے ہین لگاوٹ بہت آتی نہین مجکو

کیا بیخبری ہے کہ خبر یار کی مجھ تک
آتی بھی ہو تو آپ مین پاتی نہین مجکو

کہتا ہی قیامت سے مرا طالع خفتہ
مردون کو جلاتی ہے جگاتی نہین مجکو

وہ جنس ہون بازار جہان مین کہ قضا بھی
لینے کو تو کیا ذکر چکاتی نہین مجکو

چھاتی سے لگاتا نہین تو قتل ہی کر یار
یہ روز کی تکرار تو بھاتی نہین مجکو

سکتا ہے تجھے دیکھ کے رخسارۂ قاتل
کیون آئینہ شمشیر دکھاتی نہین مجکو

کچھ عار نہین تیری خوشامد سے پر اے یار
مجبور ہون مین اس سے کہ آتی نہین مجکو

وہ مجرم بیقدر ہون مقتل مین مین تیرے
تلوار تری ہاتھ لگاتی نہین مجکو

جھوٹون بھی مجھے خوش نہین کرتی مری تقدیر
تصویر کی صورت بھی ہنساتی نہین مجکو

آئینے کی صورت ہمہ تن چشم ہون لیکن
اسپر بھی وہ صورت نظر آتی نہین مجکو

ہی خواب مین آنیکا امیر اُس سے جو وعدہ
موت ایک طرف نیند بھی آتی نہین مجکو

پردے مین بھی منہ موت دکھاتی نہین مجکو
کافور سے بوے کفن آتی نہین مجکو

افتادہ ہی کیا موت جو آتی نہین مجکو
ہون نازکسی کا کہ اوٹھاتی نہین مجکو

اس تنگ قضا سے مین نکل جاون کہین جو
وحشت مری وہ راہ بتاتی نہین مجکو

سرپر سے مرے ہوکے چلی جاتی ہو خلقت
کیا نقش قدم ہون کہ جگاتی نہین مجکو

اس ڈر سے کہ برہم ہو نہ ہنگامۂ محشر
آتی ہی قیامت تو اوٹھاتی نہین مجکو

تھے تجھ ہی تک سب مرے منہ دیکھنے والے
اب ایک کی صورت نظر آتی نہین مجکو

لاغر بھی مین ایسا ہون تمھاری نہین تقصیر
بستر پہ مری موت بھی پاتی نہین مجکو

کرتی نہین کب دختر رز مجھسے شرارت
کس دن یہ پری آگ لگاتی نہین مجکو

کوچے سے ترے مین جو نکلتا ہون تو وحشت
ہے کون سا کوچہ کہ جھکاتی نہین مجکو

ای ہمتِ دل ہاتھ مین قاتل کے ہے تلوار
اک دو قدم اور آگے بڑھاتی نہین مجکو

ہو جاؤن مین دو ہاتھ مین اس پار سر اس پار
تلوار تری گھات دکھاتی نہین مجکو

مین مست بھی ای دخترِ رز نشہ مین ہون چور
کیون درد کے مانند بٹھاتی نہین مجکو

میکش مین بلا نوش ہون خم منہ سے لگا وے
ساقی یہ صراحی تو چھکاتی نہین مجکو

گردش مری قسمت کی پھراتی ہے وہ کوچہ
ای لغزشِ پا تو بھی گراتی نہین مجکو

مین گل ہی امیر آپکو اس باغ مین سمجھون
قسمت مری اتنا بھی ہنساتی نہین مجکو

اے ضبط دیکھ عشق کی اونکو خبر نہو
دل مین ہزار درد اوٹھے آنکھ تر نہو

مدت مین شام وصل ہوئی ہے مجھے نصیب
دو چار سو برس تو الٰہی سحر نہو

اک پھول ہے گلاب کا آج اونکے ہاتھ مین
دھڑکا مجھے یہ ہے کہ کسی کا جگر نہو

ڈھونڈے سے بھی نہ معنیٔ باریک جب ملا
دھوکا ہوا یہ مجکو کہ اوسکی کمر نہو

فرقت مین یان سیاہ زمانہ ہے مجکو کیا
گردون پہ آفتاب نہو یا قمر نہو

دیکھی جو صورت ملک الموت نزع مین
مین خوش ہوا کہ یار کا یہ نامہ بر نہو

آنکھین وہی ہین اشک بہانے کیواسطے
بیکار ہے صدف جو صدف مین گہر نہو

الفت کی کیا امید وہ ایسا ہے بیوفا
صحبت ہزار سال رہے کچھ اثر نہو

طولِ شبِ وصال ہو مثلِ شبِ فراق
نکلے نہ آفتاب الٰہی سحر نہو

منہ پھیر کر کہا جو کہا مینے حالِ دل
چپ بھی رہو امیر مجھے درد سر نہو

ردیف ہائے ہوز

آیا نہ مرکے بھی شجرِ قدِ یار ہاتھ
طوبیٰ سے بھی بلند ہے کیون اسکو ملا ہاتھ

پیری مین ضعف سے یہ نہین رعشہ دار ہاتھ
ہین دامن قضا کے لیے بیقرار ہاتھ

پہونچے کبھی نہ خواب مین بھی اُسکی پانون تک
پیدا کیے تھے کیون مرے پروردگار ہاتھ

دل کو مرے چھڑاؤ یہ بیڑی یہ ہتھکڑی
ہے پانون کا قصور نہ تقصیر وار ہاتھ

تکلیف سایلون کی جنون مین نہین پسند
دامن کو پھاڑ دون مین بڑھائین جو خار ہاتھ

اے گل یہ رنگ پنجۂ مرجان مین بھی نہین
دکھلا رہے ہین طرفہ حنا سے بہار ہاتھ

ہے مرگ مجکو زیست کو کوچے مین یار کے
دو گز زمین آ گئی پھر مزار ہاتھ

دینے کی وجہ جنگ مین کیا ہے تمھین کہو
کیا میرے دو ہین اور رقیبون کے چار ہاتھ

برہم ہو پھنسا کے مرے دل کو زلف یار
خوش قسمتو نکو آتے ہین ایسے شکار ہاتھ

باغِ جہان مین راحت بے غم کہان نصیب
پتّون سے ملتے ہین شجرِ سایہ دار ہاتھ

جب چاہے دوڑی ساتھ مری قیس تجد مین
میدان جیت لونگا مین بڑھ کر ہزار ہاتھ

تڑپا مین بحر خون مین تو قاتل نے یہ کہا
بیڑا ہے پار اور لگا تین چار ہاتھ

وہ سخت جان تھا غیر کہ تب سر جدا ہوا
سفاک نے جو گنگے لگائے ہزار ہاتھ

ایک اُسکی چوٹ مین رہے سو چھپکیت کھیت
کتنا منجھا ہوا ہے دم کارزار ہاتھ

سمجھے یہ سب کہ پیکڑون منزل گیا امیر
پہونچا جہان زمین کے تلے کوئی چار ہاتھ

دل جو سینے مین زار سا ہے کچھ
غم سے بے اختیار سا ہے کچھ

رخت ہستی بدن پہ ٹھیک نہین
جامۂ مستعار سا ہے کچھ

چشم نرگس کہان وہ چشم کہان
نشہ کیسا خمار سا ہے کچھ

نخل امید مین نہ پھول نہ پھل
شجر بے بہار سا ہے کچھ

ساقیا ہجر مین یہ ابر نہین
آسمان پر غبار سا ہے کچھ

کل تو آفت تھی دل کی بیتابی
آج بھی بے قرار سا ہے کچھ

مردہ ہے دل تو گور ہے سینہ
اسکو دنیا کی اوسکو خلد کی حرص

داغ شمع مزار سا ہے کچھ
رند ہے کچھ نہ پارسا ہے کچھ

پہلے اس سے تھا ہوشیار امیر
اب بے اختیار سا ہے کچھ

داغ غم بھی ہو والا نالۂ شبگیر کے ساتھ
کہ سپاہی کو سپر چاہیے شمشیر کے ساتھ

تیر پر تیر لگا دیکھ کے او صید افگن
لوٹ جائے نہ قضا بھی کہین نخچیر کے ساتھ

کیا شبیہ رخ گلگون نے دکھایا عالم
کھنچ گیا رنگ مین نقاش بھی تصویر کے ساتھ

مانگ بالون مین ہے ابرو ہے قریب مژگان
تیغ عریان وہ سپر پر یہ کمان تیر کے ساتھ

حشر تک کشمکش زندگی و مرگ رہے
تھم دم ذبح کیے یار جو تکبیر کے ساتھ

عرصۂ جنگ مین بھی پیچھے مے او ساقی
کیا مزا ہو جو چلے جام بھی شمشیر کے ساتھ

کیا ہوا تیری نگہ سے کوئی زندہ جو بچا
تھک گئے پاے اجل دوڑ کے اس تیر کے ساتھ

تونے تیوری جو چڑھائی تو ہوئی سب قاتل
کھنچ گئین سیکڑون تیغین تری شمشیر کے ساتھ

بحر ہستی مین کہان چشم لقاش حباب
اٹھتی ہے موج خرابی مری تعمیر کے ساتھ

میرے ہوتے نہ چھری پھیر کسی پر ای ترک
کاٹ ڈالون کا گلا گردن نخچیر کے ساتھ

ہون وہ دیوانہ رہا ہو کبھی زندان مین رہا
کٹ گئے پانون بھی شاید مری زنجیر کے ساتھ

دی سزا اوسنے گناہونکی مجھے ہنس ہنس کر
ادرتا یاب ملے درۂ تعزیر کے ساتھ

میرے پھنستے ہی ستمگر سے چھٹا شوق شکار
کٹ گئے تیر کے پر بازو سے نخچیر کے ساتھ

بھر دیا درد یہ رگ رگ مین غم گیسو نے
ہڈی ہڈی مری غل کرتی ہے زنجیر کے ساتھ

خط رخسار کو اوس مہر کے کیا یاد کیا
شرح شمسیہ پڑھی حاشیۂ میر کے ساتھ

ناتوانی سے بیان تک ہمیا میری مین کب
پانون اٹھ جاتے ہین اب نالۂ زنجیر کے ساتھ

مطلع ساتھ ہو گردون کے مرا نالۂ دل
جسطرح راہ مین رہتا ہے عصا پیر کے ساتھ

بات سیدھی مری ہو جاتی ہو اُلٹی جو امیر
ضد ہے شاید مری تقدیر کو تدبیر کے ساتھ

آنس رکھتا ہو بہت نالۂ شبگیر کے ساتھ
دل نکل جائے نہ یارب کہیں اس تیر کے ساتھ

حوصلہ وار لگانے کا عبث ہو او ترک
کھنچ گئی روح بدن سے تری شمشیر کے ساتھ

او کمان دار یہ چٹکی کی صفائی کا ہو لطف
دل بھی پہلو سے نکلجائے ترے تیر کے ساتھ

خوب دیکھا تو نہیں کوئی کسی کا پس مرگ
طفل ہمراہ جوان ہو نہ جوان پیر کے ساتھ

قتل کرتے ہین وہ مین اُنکو دعا دیتا ہون
چلتی ہو میری زبان یار کی شمشیر کے ساتھ

پیچ گردان ہو وہی رستم و سہراب کمان
تھک گئے کیسے جوان لڑ کے اس پیر کے ساتھ

صید اوس ترک کا بچتا نہین کتنا بھاگے
کو سون آتی ہو قضا دوڑ کے نخچیر کے ساتھ

یار کی حسن جوانی کو مٹاتا ہے فلک
مین بھی مٹ جاؤن الٰہی اسی تصویر کے ساتھ

حسن صورت نے مصور کو کیا مستغنے
ہاتھ کھینچا ہو جہان تری تصویر کے ساتھ

گوشہ نشین لاکھ زمانہ پھر جائے
قطب گردش نہین کرتا فلک پیر کے ساتھ

مین جو بیچون کا ہون بیمار مری نسخے مین
عرق شیر بھی ہو قرص طباشیر کے ساتھ

قابل نطق نہین کلک کے مانند زبان
خامشی خلق ہوئی ہو مری تقریر کے ساتھ

ظلم یاد آتے ہین اس بت کی جو پڑھتا ہون نماز
منھ سی فریاد نکل جاتی ہو تکبیر کے ساتھ

پہلوے مہر مین ذرہ نظر آئے سب کو
حور کا نقشہ ہو کھینچین تری تصویر کے ساتھ

ہون وہ نخچیر مجھے دیکھ کے یہ گھبرایا
دست قاتل سے کمان چھوٹ گئی تیر کے ساتھ

کیا عجب مین بھی شہید و نہین ہون محسوب امیر
آنس رکھتا ہون بہت حضرت شبیر کے ساتھ

بڑھ کے تصویر سے لاغر ترا حیران ہے کچھ
وصل کی باتین بڑی دیر کیا چھوٹی ہون اگر

ہڈیان چار بدن مین ہین فقط جان ہے کچھ
یہ تو کہہ اے فلک اس مین ترا نقصان ہے کچھ

میرے مرنے کی خبر کوئی کہے تو اوس سے
کیون ہوا کیا نہ سمجھ جائیگا نادان ہی کچھ

وصل مین بولے وہ گھبرا کے مری صحبت سے
کیا کرے بات کوئی اس سے یہ انسان ہی کچھ

یاد غیرون کو تو ہر وقت کیا کرتے ہو
یہ تو فرماؤ ہمارا بھی کبھی دھیان ہی کچھ

حال پوچھے جو وہ قاصد فقط اتنا کہنا
آج کل غم ہے بہت سخت پریشان ہی کچھ

دیکے بوسہ مجھے وہ وصل مین کہتے ہین امیر
سچ بتا دل مین ترے اور بھی ارمان ہی کچھ

رند مشرب ہم ہوئے دست سبو پر دھر کے ہاتھ
دستگیری اب ہی ساقی کوثر کے ہاتھ

عشق بت تجانے سے جانے نہین دیتا مجھے
دب گیا ہی کیا کرون زاہد تلے پتھر کے ہاتھ

دخل جو رکھتا ہی فن مین قدردان ہوتا ہی وہ
بیچیے آئینہ دل چل کے اسکندر کے ہاتھ

لاش بھی مدفون اسی کے کوچے مین ہو یا خدا
دامن جلاد آیا ہے مجھے مرمر کے ہاتھ

اسلیئے تا جاے نامہ کوئی دے جائے قریب
خط مجھے بھیجا تو بھیجا اوسنے بازیگر کے ہاتھ

سخت جانی مجکو شرمندہ نہ قاتل سے کرے
آبرو اب اسی گلو سے ہے تیری خنجر کے ہاتھ

فصل گل آئی ہوے سب مست اب کیا لحاظ
گردن قاضی مین ہین مست مئے احمر کے ہاتھ

لاکھ ہون سامان دولت ایک بھی رہتا نہین
دو نون خالی پاسے بعد مرگ اسکندر کے ہاتھ

دست نازک سے اٹھین گے کب کڑی بھاری امیر
گر کسے بیری تو باندھون سامنے زرگر کے ہاتھ

ردیف یاے تحتانی

دیدے سے بڑھ کے تجکو تری چال ہو گئی
موج خرام پانون مین خلخال ہو گئی

زلف اوسکی مرغ دل کے لیے جال ہو گئی
چوٹی گندھی تو جان کا جنجال ہو گئی

اللہ رے گرمیان تری وحشی کی اوی پری
زنجیر پانون مین جو پڑی لال ہو گئی

کیسا سلوک تیرے کیا اشہب شرم نے
[illegible] سیاہی خط اعمال ہو گئی

خوش خوش سمند ناز کو دوڑا رہے ہین وہ
کیا غم کسی کی لاش جو پامال ہو گئی

چھوٹا جو ہجر حسن پڑے ہم عذاب مین
فرقت مین جو گھڑی تھی وہ گھڑیال ہو گئی

دیتا ہماری لاش کو غربت مین کون غسل
روئی جو چشم تر وہی غسال ہو گئی

یہ وصف مین کیا شعرا نے مبالغہ
نقطہ دہان تنگ کمر بال ہو گئی

ملتی نہین جو سکۂ داغ جنون ہمین
ای عشق بند کیا تری ٹکسال ہو گئی

دل مل گئے وصال کے سودا اکھڑ گیا
الفت کی آنکھ بیچ مین دلال ہو گئی

ادبار تھا فراق تھا جب تک کہ یار سے
وہ مل گئے ترقی اقبال ہو گئی

راتون کو چھپ کے آنے لگا ہے وہ مہروش
ہر شام صبح غرۂ شوال ہو گئی

پایا نہ اوس سے تو نے کبوتر جواب خط
آنکھ اس سے روتے روتے تری لال ہو گئی

آیا تھا سوے حشر مین تفریح کے لیے
یان تو شروع پرسش اعمال ہو گئی

ساقی ہی دختِ رز سا حسین کون خوش مزاج
کین اور گرمیان جو کئی سال ہو گئی

آرایش اسکی زلف نے کس کس طرح سے کی
ہنسلی گلے مین پاؤن مین خلخال ہو گئی

محفل مین کہہ رہی ہے انا الحق پکار کے
منصور کی زبان تری تمثال ہو گئی

کرتے ہین فاقے فرقت زلف سیاہ مین
یہ کالکا ہمارے لیے کال ہو گئی

اچھا ہوا کہ مرگ سے ہم پہلے مر گئے
ہونی جو تھی امیر وہ فی الحال ہو گئی

چاہنا ہمکو تو اوسکا چاہیے
وہ نہین چاہے تو پھر کیا چاہیے

دل نے جب پوچھا مجھے کیا چاہیے
درد بولا اوٹھ تڑپنا چاہیے

کان جب آواز سنتے ہین تری
آنکھ کہتی ہے کہ دیکھا چاہیے

بوالہوس لو اوڑلے سوز عشق
داغ کھانے کو کلیجا چاہیے

دل ترا کہتا ہے سنکر شور حشر
یہ نمک زخمون پہ چھڑکا چاہیے

وعدہ آنے کا ہی اُسنے خواب مین
خواب کب آتا ہے دیکھا چاہیے

حرص دنیا کا بہت قصہ ہی طول
آدمی کو صبر تھوڑا چاہیے

طالب بے پردگی ہی اوسنے حسن
شرم کہتی ہے کہ پردا چاہیے

امتحان ہی دوست دشمن کا عبث
یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے

دوست میرا ہنس رہا ہی غیر سے
جان کو دشمن سکے رویا چاہیے

خشک لب ہین صورت دریا تو ہون
وسعت دل مثل دریا چاہیے

ترک لذت بھی نہین لذت سے کم
کچھ مزہ اسکا بھی چکھا چاہیے

یون وہ بولے مینے جب اوسنے کہا
چاہنے والون کو چاہا چاہیے

تمنے چاہا مجھکو مین نے غیر کو
اپنا اپنا جی اسے کیا چاہیے

ہے مزا اوسکا بہت نازک آمیر
ضبط اظہار تمنا چاہیے

مشکل آسان ہوئی تیرے گنہگارون کی
حیف منہ موڑ گئی باڑھ بھی تلوارون کی

ہچکیونکی ملک الموت نے بٹھلائی ہی ڈاک
موت کے گھر مین ہی دعوت ترے بیمارون کی

کر نہ انکار مرے خون سے اے تیر فگن
دیکھ کچھ کہتی ہے سرخی ترے بیمارون کی

چار سبو پڑتے ہین چار گھڑی روتی ہین
مجلس وعظ نہین بزم ہے میخوارون کی

اک ذرا پانون اوٹھائے ہوئے ای توسن عمر
مدتون سے خبر آئی نہین کچھ یارون کی

کھول کر بال جو آتے ہین وہ زندان کیطرف
کچھ بڑھا جاتے ہین میعاد گرفتارون کی

دم نکلنے پہ بھی اون ابروؤنکا دھیان رہا
قطع کی راہ عدم چھاؤن مین تلوارون کی

دل شکستہ ہی جو تو یہ تو عجب کیا زاہد
ہی نکالی ہوئی صحبت سے یہ میخوارون کی

سب کو پہلے پہونچا ہوتا ہی یہی عفو کا حکم
بیگناہون سے صف آگے ہو گنہگارون کی

پیچھے پر طائرون کو دیتا ہی صیاد قفس
قینچیان پہلے عطا ہوتی ہین منقارون کی

خون گرفتہ ہوں میں ایسا مری سنکر آمد — ڈاک بٹھلائی ہے قاتل نے خبرداروں کی

آئے کیسی ہی کڑی اُف نہیں کرتے عاشق — قید آوازہ بھی ہے اونکی گرفتاروں کی

میں وہ وحشی ہوں کہ جب کوچۂ جاناں میں گیا — سایہ پوشیدہ ہوا آڑ میں دیواروں کی

ہو مزہ وصل کا کیا ہوش اڑا دیتی ہے — بھینی بھینی مہک ای یار تری ہاروں کی

ہمہ تن فکر ہوں میں فکر غزل کیا ہو امیر
شعر گوئی نہیں خاطر ہے فقط یاروں کی

سیر منظور ہے اوس ماہ کو بازاروں کی — اب چمک جائیگی تقدیر خریداروں کی

حد نہیں کچھ مرے یوسف کے خریداروں کی — پھونک دے شہر نہ گرمی کہیں بازاروں کی

آنکی پلکوں سے یہ قالب کیے تیروں نے تہی — شکل پیکانوں میں پیدا ہوئی سوفاروں کی

نامہ بر کوچۂ قاتل کا یہ کافی ہے پتا — مینہ وہاں تیروں کا بوچھار ہے تلواروں کی

ہوں وہ دیوانہ گیسو کہ گریبان کی عوض — چوٹیاں ہاتھ میں رکھتا ہوں میں کساہوں کی

گھر سے تو کھینچ کے شمشیر نکل تو قاتل — بھیڑ چھٹ جائیگی دم بھر میں گنہگاروں کی

کوکناروں کی ہوا سے نہیں ہلتے ہیں درخت — ڈولیاں ہیں یہ ترے خال کے بیماروں کی

دفعتہ پڑ گئی جب چاہ زنخداں پہ نگاہ — جا رہیں آنکھیں گڑھے میں تری بیماروں کی

مر گئے ہم تو بنا آئینہ خانے میں مزار — دل سے الفت نہ گئی آئینہ رخساروں کی

اتنی توفیق معلم کو الٰہی ہو کہ دے — ساتھ عیدی کے اوسے فرد گنہگاروں کی

بوسہ لب نہیں دیتے وہ شکر رنجی سے — تلخ ہو زیست نہ کس طرح نمکخواروں کی

داور حشر سے محشر میں کہیں گے میخوار — یہی ٹکڑی رہی جاتے گنہگاروں کی

اپنے زندان محبت میں ہیں چوکی پہرے — کہ نکل سکتی نہیں جان گرفتاروں کی

چٹکیاں لیتی ہیں یہ کلیجے میں کہ دل چیخ اوٹھا — دو گھڑی بیٹھتے کل ہو غم میں تیماروں کی

گر گئی آپ مری لاش تڑپھاک امیر

رکے تکلیف گوارا نہ ہوئی یارون کی

مین روکے آہ کرونگا جہان رہے نہ رہے
زمین رہے نہ رہے آسمان رہے نہ رہے

رہے وہ جان جہان یہ جہان رہے نہ رہے
مکین کی خیر ہو یارب مکان رہے نہ رہے

ابھی مزار پہ احباب فاتحہ پڑھ لین
پھر اسقدر بھی ہمارا نشان رہے نہ رہے

پس شباب ہے کیا اعتبار جمع حواس
کہ ایک شب سے سوا کاروان رہے نہ رہے

خدا کے واسطے کلمہ بتون کا پڑھ زاہد
پھر اختیار مین غافل زبان رہے نہ رہے

ہمارے دل سے مٹیگا نہ داغ شوق سجود
جبین رہے نہ رہے آستان رہے نہ رہے

خزان تو خیر سے گذری چمن مین بلبل کو
بہار آئی ہی اب آشیان رہے نہ رہے

چلا تو ہون پئے اظہار درد دل دیکھون
حضور یار مجال بیان رہے نہ رہے

کرونگا مرکے بھی میدان عشق مین تگ وتاز
سمند عمر روان زیر ران رہے نہ رہے

تڑپ رہی جو یہی دل کی بعد مرنے کی
زمین گور تہ آسمان رہے نہ رہے

قیام روح پہ قالب مین اعتماد نہ کر
یہ کچھ اعتبار نہین میہمان رہے نہ رہے

روان ہے تیغ لگا دے مرا بھی بیڑا پار
پھر اسطرح سے یہ کشتی روان رہے نہ رہے

شب وصال غنیمت ہے پھر خدا جانے
کہ صبح کو وہ قمر مہربان رہے نہ رہے

چلا ہون کوچۂ قاتل کو سر کے بل دیکھون
یہ حال دل کا دم امتحان رہے نہ رہے

دو روز زیست غنیمت ہو ذکر حق کر لے
بدن مین جان دہن مین زبان رہے نہ رہے

امیر جمع ہین احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستان رہے نہ رہے

[illegible] مدہوش چشم مست دلبر سے
تماشا ہے تجلی محفل کی محفل ایک ساغر سے

[illegible] میرے دل مین عشق قد دلبر سے
یہ سودا ہاتھ آیا ہے مجھے بازار محشر سے

[illegible] غبار میری آہ کو سنکر
شیاطین بھاگتے ہین نعرۂ اللہ اکبر سے

چمن مین جا کے یہ گلو دی چالین دکھاتی ہین
گلون سے تن کے چلتے ہین اکڑتے ہین صنوبر سے

یہ رعد و شب ہین کہتے ہین غافل زندگانی کے
نکل جاتا ہو ہر روز اک دور قہ تیرے دفتر سے

ہٹا لگر ہو برو مجکو جو دیکھا اوسنے آئینہ
مقدر لڑ گیا میرا سکندر کے مقدر سے

جواب خط نہ لائے دو نون آخر روز حشر آیا
الہی اب لڑون قاصد سے یا جھگڑون کبوتر سے

حسین کہتے ہین میرے دل کو پا کر اپنے مجمع مین
نکل کر اب کہان جاتا ہے یہ نخچیر لشکر سے

نہایت الفت چاہ ذقن مین دل پریشان ہے
کنوئین مین گر پڑا ہو سکے اب کیا شناور سے

تو این طالب دنیا تو دنیا رنگ پر آئی
گئے ہین اس وطن ذلال کٹری خون شوہر سے

نہین حاجت سوا ہمجنس ہمجنسون کے دنیا مین
یتیمون کی بجھی ہے پیاس کس دن آب گوہر سے

رہا بیتاب حرص زر مین یہ سیماب کی صورت
تپا و تختۂ قبر ہوس مس کی چادر سے

چمن مین اب زیر سایۂ انگور بیٹھا ہون
ٹپک کر گر پڑیگا کوئی تو دانہ مقدر سے

چڑھا جاتی تھے تم کے خم کبھی حلقے مین مستون کے
وہی ہم ہین کہ پھر جاتا ہے سر اک دور ساغر سے

غبار جہل اڑا دیتا ہے فیض صحبت کامل
شعاع مہر تابان کم نہین سایے کو شہپر سے

جزائے خیر دے اللہ میرا میرے قاتل کو
کہ سارا نامۂ اعمال دھویا آب خنجر سے

یہ ایا ہکسے شہباز نظر کا تھا کہ رستے مین
لیا شاہین نے نامہ توڑ کر بازو کبوتر سے

امیر اک قطرہ آنسو کا گران ہے موے مژگان پر
گرہ رشتے کی سوزن کیلئے بڑھکر ہے لنگر سے

ہوئین پر نور آنکھین جلوۂ رخسار دلبر سے
ہمارا طالع خوابیدہ چونکا شور محشر سے

چھپکا دی بادہ خوار ہنکو شراب روح پرور سے
مٹا دے نشا تیا دوران سر کو دور ساغر سے

تڑپ کر جب نکل چلتا ہون مین کوئے ستمگر سے
اشارہ کرتی ہین آپس مین تیغین چشم جوہر سے

ندامت سے عبث یہ زاہدان خشک ہوتے ہین
چھپیگی رو سیاہی خاک میں پانی کی چادر سے

جواب خط نہین آیا ہے پیغام اجل آیا
لکھا تو نے یا دستے قبر کا خط کبوتر سے

پلادے بادۂ ہمکو تحمل اتنا بھی نہین اچھا — کہ خم خالی نہو جائیگا ساقی ایک ساغر سے

مآل کار کی صورت نظر آتی تو رو دیتا — برنگ اشک گرتا آئینہ چشم سکندر سے

در گوش صنم کے وصف مین لازم طہارت ہی — تیمم کیجیے گرد یتیمی سیلے گوہر سے

پیر پرواز کی حاجت ہی کیا رنگ پریدہ کو — شکست خاطر اس طایر کے حق مین کم نہین پر سے

وہ منصف ہون جو خال و خط جانان کا ملا بوسہ — مگس کا شہد سے منہ بھر دیا مورون کا شکر سے

کیا قمری کو صیاد ازل نے سرو کا قیدی — شکار اوڑتے ہوئے طایر کا کھیلا تیر بے پر سے

مین وہ دیوانۂ قامت ہون جاتا ہون جو گلشن مین — لپٹ جاتا ہی سایہ خوف کے مارے صنوبر سے

تری تیغ نگہ کا جب دم ایجاد دھیان آیا — سکندر نے زرہ پہنائی آئینے کو جوہر سے

مقدر ہی جو واژون ہو تو کام آتی ہی کب دولت — ہمیشہ خاک چھنوائی فلک نے کیمیا گر سے

جواب نامہ لکھا طرفہ شوخی کی امیر اوسنے
کہ مقراض اسیہ کی ظالم نے منقار کبوتر سے

پھولون مین اگر ہے بو تمھاری — کانٹون مین بھی ہو گی خو تمھاری

اس دل پہ ہزار جان صدقے — جس دل مین ہے آرزو تمھاری

وو دن مین گلو بہار کیا کی — رنگت وہ رہی نہ بو تمھاری

چٹکا جو چمن مین غنچۂ گل — بو دے گئی گفتگو تمھاری

مشتاق سے دور بھاگتی ہے — اتنی ہے اجل مین خو تمھاری

گردش سے ہی مہر و مہ کے ثابت — انکو بھی ہے جستجو تمھاری

آنکھون سے کبھو کمی نہ کرنا — اشکو نسے ہے آبرو تمھاری

لو سرو ہوا مین نیم بسمل — پوری ہوئی آرزو تمھاری

سب کہتے ہین جسکو لیلۃ القدر — ہے کاکل مشکبو تمھاری

تنہا نہ پھرو امیر شب کو

ہے گھات مین ہر عدو تمھاری

جو ہری بہار اسکو خزان کا خطر بھی ہے | ای باغبان لسبنت کی تجکو خبر بھی ہے
گاہک ہون خاک جو ہریون کو نظر بھی ہے | یہ اشک خون تو لعل بھی ہی اور گہر بھی ہے
سینے سے دیکھ بھال کے ناوک کو کھینچنا | ناوک کے ساتھ یار کسی کا جگر بھی ہے
محشر مین ہونگے تیرے ستم کے یہ دو گواہ | ہمراہ زخم دل بھی ہے داغ جگر بھی ہے
کونین مین ہی جلوۂ حسن وجمال دوست | ہی ایک روشنی کہ ادھر بھی اودھر بھی ہے
کیا یہ بھی تیری الفت عارض مین ہی مریض | تپ بھی ہی آفتاب کو دوران سر بھی ہے
کیا فایدہ کرین جو رفوگر سے التجا | صدچاک مثل جیب ہمارا جگر بھی ہے
فرقت کی شب مین کوئی پھٹکتا نہین ہی پاس | اُس مہر کی طرح سے گریزان سحر بھی ہے
صدچاک ہے جو دل تو جگر داغدار ہے | دیکھو تو ایکجا یہ کتان بھی قمر بھی ہے

محبوب حق کا خاص یہ رتبہ ہی ای امیر
داخل ہو لامکان مین یہ حد بشر بھی ہی

عمر رواں کو جان کوئی موج آب کی | تار نفس نگاہ ہے چشم حباب کی
نوبت نہ آئی اپنے حساب وکتاب کی | اللہ شام بھی ہوئی روز حساب کی
مین وہ سیاہکار ہون جب سے ہوا ہون دفن | چلاتی ہے زمین مری مٹی خراب کی
امیدوار بارش ابر کرم ہین ہم | بجلی گرائیے نہ نگاہ عتاب کی
اللہ رے قدر تیرے گنا ہونکی روز حشر | تعظیم کو کھڑی ہوئی میزان حساب کی
سوتا نہین ہون تو تیغ پہ تیری فدا کرون | کیا جلد کٹ گئی ہے گھڑی اضطراب کی
باندھی ہے سر دھری گردن نے کیا ہوا | نکلی ہی برق اوڑھ کے کملی سحاب کی
مصروف یاد دوست ہون ای منکر ونکیر | پوچھا کرو یہان نہین فرصت جواب کی
ڈرتے نہین ہو ساقی کوثر سے واعظو | منبر پہ بیٹھ کر یہ ندامت شراب کی

بلبل کے جذب عشق سے گل اور اُڑ چلے
کھنچنے سے اور تیز ہوئی بو گلاب کی

چلتی ہے مثل موج جو وہ تیغ آبدار
مٹھی مین جان رہتی ہی ہر دم حباب کی

ایک ایک تل ہی عارض جانان کا لاجواب
قرآن کو احتیاج نہین انتخاب کی

یہ وجہ ہی جو عارض جانان پہ ہی نقاب
کرتی ہے جلد خوب حفاظت کتاب کی

ان غافلون سی غفلت دل اپنی کیا کہین
مردے نہ دے سکین کبھی تعبیر خواب کی

وہ رشک ماہ منھ سے لگاتا نہین امیر
مٹی خراب ہے قدح آفتاب کی

چمکی یہ روے یار سے قسمت نقاب کی
جالے سے چھن رہی ہے کرن آفتاب کی

دولت لٹا رہے ہین وہ حسن شباب کی
کیا جانے کیا سمجھ کے یہ سوجھی ثواب کی

کھوئی کدورتون نے ہماری صفائی دل
اس آئینے کی زنگ نے مٹی خراب کی

سجدے کیے یہ مینے کہ خط جبین اوٹھا
ایسی ہوئی خوشی مجھے خط کے جواب کی

کیف ہوا سے وادی وحشت سی مست ہون
آہو کی شاخ مجکو قلم ہے شراب کی

سوتے تھے وہ لپٹ کی کبھی ہمسے رات بھر
اب کیا کرین وہ ذکر کہ باتین ہین خواب کی

بولے وہ چاندنی مین ہوے جب عرق عرق
گرمی ہی ماہتاب مین بھی آفتاب کی

ساحل کی سیر کو اگر آئے وہ بحر حسن
دریا اوچھالنے لگے ٹوپی حباب کی

نقشہ ہے اپنی روے کتابی کا ہیچ دو
ہی ہمکو نقل و اصل برابر کتاب کی

دریا پہ یا خدا یہ چڑھی کسکی فوج اشک
چادر ہلا رہی ہے جو ہر موج آب کی

اندازے سے جو پاتی ہی باہر مری گناہ
زور اپنا تولتی ہے ترازو حساب کی

کیا قہر ہے کہ روز قیامت ہو اتمام
دیکھی گئی نہ فرد ہمارے حساب کی

واعظ تری سمجھ کے بھی قربان جائیے
قرآن مین تو طہور صفت ہی شراب کی

گلشن مین بلبلین ہین ہماری طرح سی مست
ساقی گلابیان ہین کہ قلین گلاب کی

شہرت اگر نہ دی کی ہو اس نام سے امیر
دنیا میں آبرو نہ رہی آفتاب کی

مانگا جو بوسہ آنکھ دکھائی عتاب کی
سمجھا بڑی وہ بن تو بات بھی کیا لاجواب کی

کیا قہر ہے کہ چھوڑ کے بھٹی شراب کی
بھیجا بہشت میں مری مٹی خراب کی

موسیٰ کو یہ چڑھی ہے کہ برقِ جمال بھی
اک تار و تر گئی تھی تمہارے نقاب کی

مے پیجیے تو طارمِ انگور کے تلے
تاروں کی چھاؤں میں ہو بہار آفتاب کی

انسان کا دل تلاطمِ الفت صدآفرین
دیکھو بساط کیا ہے غریب ناک حباب کی

کس شہسوارِ حسن کا ہے اسکو انتظار
ابتک کھلی ہوئی ہین جو آنکھیں رکاب کی

آوازِ صورِ سن کے مین کیون اوٹھ کھڑا ہوا
کچھ یہ تو ایسی بات نہ تھی اضطراب کی

نقاش کیا تمام مرقع نے رو دیا
تصویر دیکھ کر مری چشم پُر آب کی

دنیا ہی مین سزا مجھے غفلت کی ہو گئی
تعبیر خواب ہی مین ملی مجکو خواب کی

اللہ رے جوشِ شرمِ معاصی کا بعد مرگ
چادر مرے مزار کی چادر ہے آب کی

تا سب پہ شانِ عفو نمایان ہو روزِ حشر
چھن لی ہے اوسنے فرد ہمارے حساب کی

ساقی کا دل ضرور مکدر ہے کچھ نہ کچھ
تلچھٹ ہوتی ہی ہمکو عنایت شراب کی

غم مین بشر ہو کیون نہ بشر کا شریکِ حال
تڑپے جو موج آنکھ بھر آئی حباب کی

احسان سر پہ ناخنِ شمشیر یار کا
کیا دل سے کھولدی ہی گرہ پیچ و تاب کی

دیکھو تو اتحاد ذرا حسن و عشق کا
بلبل کے آنسوؤن مین ہی خوشبو گلاب کی

ان غافلون سے غفلتِ دل کیا کہین امیر
مُردے نہ دے سکین کبھی تعبیر خواب کی

وہ چاٹ دون کرے نہ مذمت شراب کی
واعظ کے منہ پہ مُہر لگا دون کباب کی

پردہ چمک سے ہے اوسکے رخِ بے حجاب کی
حاجت ہی کیا [illegible]اب پہ اوسکو نقاب کی

پردہ چمک ہے اُس کے رخِ بے حجاب کی
حاجت ہے کیا نقاب پہ اُسکو نقاب کی

ساقی میں رند دیکھ کے دوزخ کو روزِ حشر
سمجھا کہ گرم ہے کوئی بھٹی شراب کی

کیا بے حساب حشر میں چھوڑیں گنا ہگار
باری جو پہلے آئے ہمارے حساب کی

گریاں وہ ہوں کہ جب مری تربت پہ آگیا
چادر چڑھائی ابر نے رو رو کے آب کی

قالب میں روح بند فرشتوں نے کی عبث
بے فائدہ غریب کی مٹی خراب کی

محرم عرق میں ڈوب کے آبِ رواں بنی
دیوار بہہ گئی ہے کٹوری حباب کی

خواہش بجائے نشہ سے سوزِ دل کی ہے
ساقی شراب دے مجھے اشکِ کباب کی

حیراں ہیں جا کے اہلِ عدم سے کہیں گے کیا
جی بھر کے سیر کی نہ جہانِ خراب کی

مقتل ترا تمام زمانے سے ہے جدا
قاتل ہے بحر تیغ ہے موج اضطراب کی

کتنا دنی ہے چرخ جو جہاں ہوئے مسیح
دی ایک نانِ خشک انھیں آفتاب کی

دکھلا رہا ہے دخترِ رز رنگ برقِ طور
چھوٹی ہے طور کی مجھے بوتل شراب کی

دی جان کس نے وادیٔ غربت میں تشنہ لب
ہے موج موج چاکِ گریباں سراب کی

فرقت میں ہے یقیں کہ شبِ زندگی ہو صبح
پیدا ہے درد دل میں چمک آفتاب کی

اُس بت پہ عاقبت دلِ ناصح بھی آگیا
اللہ نے ہماری دعا مستجاب کی

فرقت میں دل جلاتی ہے بوئے کباب امیر
رہ رہ کے موجیں آتی ہیں مجھ کو شراب کی

حالت لکھی ہے رو کے اسے اضطراب کی
سطریں ہیں کہ پیچ و تاب میں موجیں ہیں آب کی

آئے مزار پہ ہوئی خفت عذاب کی
مدت کے بعد راہ چلے وہ ثواب کی

نیرنگیاں ہیں طرفہ رخِ بے نقاب کی
سرخی شفق کی ہے تو چمک آفتاب کی

تم شہسوارِ حسن ہو لگ جائے گی نظر
گھوڑے سے اترو آنکھ بچا کر رکاب کی

زہاد جانتے ہیں جسے آفتابِ حشر
تصویر ہے وہ دخترِ رز کے شباب کی

وہ بدنصیب ہوں کبھی جاؤں جو میں اُدھر
اُڑ جائے میکدے سے ہوا اک شراب کی

نکلی دل امیر سے تکلیف میں چھپ کے آہ
ہر بوند آہ سیخ ہے گویا کباب کی

ساقی وہ ہم کو مست کیا ہی شراب سے
خوشبو ہے جسمیں مشک کی رنگت شہاب کی

دل جا کے کھینچے وادی غربت میں تشنہ لب
ہر موج موج جا کے نظر یاں سراب کی

وہ بے نشان ہیں ہم کہ فرشتوں کو روز حشر
ڈھونڈے ملی نہ فرد ہمارے حساب کی

وقت شہادت انکے جاناں کو دیکھنا
موج آتی ہو لگ گئی شمع حباب کی

عاشق ہیں میکدہ کے رہیں کیوں نہ چشم یار
میکش کو خوشگوار ہے تلخی شراب کی

طفلی سے مجھ کو یاد وہ مستی کا ہے مزا
ملتی تھی شیر دایہ میں لذت شراب کی

رکھوں گر یہ دست حنائی نہ ریش میں
اس مو کو احتیاج نہیں کچھ خضاب کی

اٹھا اٹھا کے شیشہ پیے گیا رات شوق میں
میرے غبار نے مری مستی خراب کی

وہ مست بے خبر ہے نہ تجھکو واعظو
کہئے امیر سے نہ عذاب ثواب کی

ہم غش میں ہیں اسکا روزن دیوار بند ہے
کیا آنکھیں کھولے رہ دیدار بند ہے

خلقت کو ہے یہ اسکے نظارے کا اشتیاق
کھڑکی ابھی کھلی نہیں بازار بند ہے

رستم کا منھ ہے یہ کہ دم جنگ منھ چڑھے
لاکھوں پہ بھی نہیں تری تلوار بند ہے

توبہ کا در تو وا ہے وہیں جا رہیں گے ہم
کچھ غم نہیں اگر در خمار بند ہے

خوش چشم جتنے ہیں وہ تجھے دیکھ کر ہیں غش
گلشن میں چشم نرگس بیمار بند ہے

یوسف کو پوچھتا نہیں کوئی ترے حضور
مدت ہوئی کہ مصر کا بازار بند ہے

بلبل کو وصل گل ہو مبارک کہ دیر سے
سوتا ہے باغباں در گلزار بند ہے

چپ لگ گئی ہے تیرے لب لعل کے حضور
مانند غنچہ لال کی منقار بند ہے

یارب جہاں میں عید ہو جائے مہ صیام
مدت سے مے فروش کا دربار بند ہے

ارشاد جو ہوا تھا زبان سے دم نخست
بندہ اوسی کا آج تلک کار بند ہے
اور ون کا ذکر کیا لب جان بخش کے حضور
عیسی کا ناطقہ دم گفتار بند ہے

اظہار خط ہی اوس رخ گلرنگ پر امیر
یا گل کے گرد باغ مین یہ خار بند ہے

بے وجہ ایک ماہ لقا سے بگڑ گئی
تقدیر کیا فلک کی جفا سے بگڑ گئی
سونگھی جو بوے زلف بڑھا اپنا درد دل
طبع مریض اور دوا سے بگڑ گئی
پوچھو خرابی تن خاکی کا کچھ نہ حال
تعمیر اوس مکان کی بنا سے بگڑ گئی
جاکر مسیح اور مریضون کو دین شفا
اپنی تو سانس قم کی صدا سے بگڑ گئی
کیسا فتور چار عناصر مین پڑ گیا
پانی سے آگ خاک ہوا سے بگڑ گئی
اپنی طرف سے فکر ہے لازم بناؤ کی
بگڑی جو خوے یار بلا سے بگڑ گئی
سامع خدا ہے قصۂ موسی دلیل ہے
اچھون کی بھی بُرون کی دعا سے بگڑ گئی
کچھ دل کا حال کہو کدورت مین خوب تھا
اس آئینے کی شکل جلا سے بگڑ گئی
ہمکو چمن سے کیا کہ ہوا خواہ دام مین
گلچین سے باغبان سے صبا سے بگڑ گئی
حاضر ہے دوسرا نہ سہی ایک نامہ بر
ہدہد سے بنگئی جو ہما سے بگڑ گئی

ہم مست بوسۂ لب ساقی ہین اے امیر
بگڑی جو دخت رز سے بلا سے بگڑ گئی

دم بھر بھی دم اب آنکے گنہگار لے چلے
دو بھر قتیل میان سے تلوار لے چلے
جسطرح ہو گا ناز بتون کے اوٹھائینگے
ذمے مین اپنے ہم تو یہ بیگار لے چلے
دھمکا رہی ہے گرمی بازار حشر کیا
ایسے حرارے تو ترے بیمار لے چلے
ہم بڑھ چلے جو وصل مین بولے وہ ناز سے
بس بس کہ بوسے ایک کے تم چار لے چلے
[illegible] مرغ کبک اک اڑائینگے اونکی چال
ٹھوکر ہزار جا دم رفتا [illegible] لے چلے

دیکھین کہ اب تغافل ساقی دکھاے کیا
انگڑائیان خمار مین میخوار لے چلے

ٹھہرے جو کوے یار مین دربان نے یون کہا
آگے بڑھو کہ دم پس دیوار لے چلے

وہ حسن اب کہان کہ ہوا آشکار خط
رخ کی بلائین گیسوے خمدار لے چلے

بس بس زبان روک لو اتنا نہ بڑھ چلو
ہم چپ ہین آپ دون کی سوبار لے چلے

ملتی نہین ہے نقد دو عالم پہ جنس وصل
قیمت یہ ہے تو مول خریدار لے چلے

پروا ہے جسم کیا صدف بے گہر ہے آب
جلاد جان سا در شہوار لے چلے

اہل جہان کو بستر آرام ہو نصیب
کروٹ کہین زمانۂ غدار لے چلے

کیا ہاتھ آے اہل ہوس کو وہ مشک زلف
سودا یہ جان دے کے خریدار لے چلے

آئے کبھی نہ آپ زیارت کے واسطے
ہم تعزیہ بھی نکلے عزادار لے چلے

کب تک کٹے امیر پریشانیون مین عمر
بل کی کہین وہ طرۂ طرار لے چلے

ایک پوشیدہ کمر یار نے کیا رکھی ہے
آنکھ بھی شکل دہن ہم سے چرا رکھی ہے

کھینچ شمشیر ادا میان مین کیا رکھی ہے
یہ بھی کیا گات ہی قاتل جو چھپا رکھی ہے

ہجو مے بیٹھ کے مسجد مین نہ کر اے واعظ
ایسی شے ہے کہ قیامت پہ اوٹھا رکھی ہے

اک ذرا وحشت دل بڑھ کے خبر تو لینا
خاک کیا نجد مین مجنون نے اوڑا رکھی ہے

بزم مے مین جو گئے ہم تو کہا ساقی نے
اک صراحی تری خاطر بھی لگا رکھی ہے

نگہ ناز سے بھی دیکھ جو کرتا ہے حلال
یہ ادا کسکے لیے تو نے اوٹھا رکھی ہے

سامنے کر کے نگہ مجھ سے یہ قاتل نے کہا
کہ ترے دم کو یہ تلوار لگا رکھی ہے

نہ دکھاتے ہین کمر کو نہ دہن کو یہ بت
اچھی جو چیز تھی وہ آپ اوڑا رکھی ہے

حشر کے دن نہ شکایت مین کمی کر اے دل
اب یہ کس دن کے لیے تو نے اوٹھا رکھی ہے

نمک افشان جو ہوا زخم پہ وہ ہنس ہنس کر
مین یہ سمجھا کوئی قاتل نے دوا رکھی ہے

غیر کے ساتھ وفا کرکے وہ مجھ سے بولے
یہ وہی بات ہے جو تمنے بتا رکھی ہے

جا کے لے آئے اُسے پھر نہ مین جھگڑون نہ لڑون
مختصر بات ہی ناصح نے بڑھا رکھی ہے

نزع مین آؤ تو اوسکو بھی تصدق کردین
جان اک سد رمق ہمنے بچا رکھی ہے

یار مختار ہے جو چاہے کرے ہمنے امیر
گردن عجز تہِ تیغ رضا رکھی ہے

کیا دور ہے یہ اوسکے جمال و جلال سے
چیتے سے چھین لی کمر آنکھین غزال سے

ڈالی سپر نجوم نے اُس رخ کی خال سے
ابرو نے بڑھ کے تیغہ چھینا ہلال سے

واقف ہون اہل زیب جو اپنے مآل سے
سرمہ بھی پھر لگائین تو گرد لال سے

بوسہ نہ کس حسین کا ملا باغ حسن مین
ایک ایک پھول توڑ لیا ہر نہال سے

یہ رنگ جلد جلد بدلتا ہے وہ نگار
آئینہ شہر مین ہے ہجوم مثال سے

یہ کیف حسن ہے کہ تصور سے ہوش اڑین
ہوتا ہی مست کب کوئی مے کے خیال سے

سمجھا مین چین گوشۂ ابرو سے ہوکے صید
مارا فلک نے تیر کمان ہلال سے

بندون کو چشم شوق بتون کو دیا جمال
واقف ہے کون مصلحت ذوالجلال سے

کیا کیا چمک چمک کے نکلتے ہین مہر و ماہ
گل تکیے بن کے چھو گئے کیا تیری گال سے

سنبل نظر پڑا تہ کوئی گل نظر پڑا
خوشبو مین ہو کے زلف سی رنگت مین گال سے

صیاد مین تو طایر رفعت پسند ہون
نکلا مرے قفس کو تو شاخ ہلال سے

انجام کو نہ سوچ جو دنیا کی ہو طمع
ہاتھ آئے مال بھی تو گرا دین مآل سے

غمگین جو مین ہوا تو ہوا اونکا صاف دل
چمکا یہ آئینہ مرے گرد ملال سے

دکھلا کے آنکھ دل نہین مجھ مست کا لیا
تمنے شکار شیر پہ کھیلا غزال سے

چاہ ذقن مین دل ہے مین غافل ہر احتیاط
یعقوب کو خبر نہین یوسف کے حال سے

دونون جہان مین ہے قیامت کا سامنا
اللہ کے جلال بتون کے جمال سے

مردے پہ میرے آکے نکالا غبار دل / مٹی وہ دے گئے مجھے گردِ ملال سے
تم چودھوین کا چاند ہو تو اپنے واسطے / کیا فایدہ کسی کو کسی کے کمال سے
مین کیا ہون کٹ رہی ہے قضا ماری شرم کے / چلتی ہے تیغ یار نئی چال ڈھال سے
عاشق کا جی ڈبو کے چلے آپ ڈوبنے / ایسے عرق عرق وہ ہوے انفعال سے

جو چاہیے سو مانگیے اللہ سے امیر
اس در پہ آبرو نہین جاتی سوال سے

وہ تیغ آب گون ہے عنان پر لگی ہوئی / دل کی بجھیگی آج مقرر لگی ہوئی
فرصت حساب حشر سے ہو جلد ہے یقین / فرد حساب ہے سرِ دفتر لگی ہوئی
افتادہ کوئی مجھ سا کہان راہ عشق مین / قدمون سے میرے رہتی ہے ٹھوکر لگی ہوئی
کمرے مین اوسکو دیکھ سکین کیا نظارہ باز / چلمن کے نیچے اور ہے چادر لگی ہوئی
جلتا ہے سینہ بہتے ہین آنکھونسے اپنے اشک / باہر ہے آب آگ ہے اندر لگی ہوئی
جاتا نہین ہے دل سے رخ آتشین کا دھیان / تو آگ سی ہے مثل سمندر لگی ہوئی
اللہ رے دید چہرۂ قاتل کا اشتیاق / ہے ہر نگہ کو ٹکٹکی تہ خنجر لگی ہوئی
پوچھو ملال سوزش پروانہ شمع سے / آنسو روان ہین خاک ہے منہ پر لگی ہوئی
غم سے بقاے دل ہے تو دل سے بقاے غم / دونون طرف سے ہے شرط برابر لگی ہوئی
کیونکر ہو حسن چہرۂ صیاد آئینہ / ٹٹی ہے مثل سدِ سکندر لگی ہوئی
ٹوٹا خم سپہر گرا جام آفتاب / یان ہے امید شیشہ و ساغر لگی ہوئی
ہے راستی مزاج مین کہتا ہے صاف صاف / رکھتا نہین وہ رشک صنوبر لگی ہوئی
آئینے مین جو اوسکے رخ و چشم کا ہے عکس / نرگس ہے یاسمین کے برابر لگی ہوئی
اک دن تو کیجیے مرے آنسو کو زیب گوش / تو ہو اسے بھی صورت گوہر لگی ہوئی
وہ سیر بام کرتے ہین ہمراہ غیر کے / یان آنکھ چھت سے رہتی ہے شب بھر لگی ہوئی

عالم ہی کیا شراب کا میناے صاف مین
تصویر ہے یہ شیشے کے اندر لگی ہوئی

قاتل اک اور ہاتھ لگائے خدا کرے
ہر دم یہ آس ہے تہِ خنجر لگی ہوئی

آبِ خضر ملا نہ سکندر کو اے امیر
ہر سعی مین ہی شرط مقدر لگی ہوئی

ہو سرد آگ عشق کی کیونکر لگی ہوئی
دل کی بجھا سکے نہ سمندر لگی ہوئی

دیکھین کب آئے گھر مین ہمارے وہ ماہرو
آنکھین ہین شام سے طرفِ در لگی ہوئی

تو جسکا نام بھی نہین لیتا کبھی اُسے
رٹ تیری نام کی ہی برابر لگی ہوئی

خط لیکے میرا کوچۂ قاتل کو جب چلا
پیچھے چلی قضا سے کبوتر لگی ہوئی

شاید ہی صبح کو اُسے منظور قتل عام
اک بھیڑ ہی جو شام سے در پہ لگی ہوئی

کس دوست نے کیا ہی خدا جانے ہمکو یاد
ہچکی ہی نزع مین جو برابر لگی ہوئی

کیونکر نہ حال غیب ہو مستون پر آئینہ
ہی دوربین دیدۂ ساغر لگی ہوئی

ہمخانہ گو کہ یار سے ہین پر جدا ہین ہم
ہی بیچ مین قنات سراسر لگی ہوئی

دورِ فلک سے اونکو نہین بوریا نصیب
جنکے لیے تھی مسندِ پرزر لگی ہوئی

دزدِ سخن سے معنیِ رنگین کو کیا خطر
مہندی لگائیگا کوئی کیونکر لگی ہوئی

کوچے مین بچیگا نہ اب کوئی قتل سے
ہی سان پر وہ تیغِ دو پیکر لگی ہوئی

مضمون جو قدِ یار کے لکھتا ہی یہ بلند
کیا ہی قلم مین شاخِ صنوبر لگی ہوئی

بارش مین ساتھ غیر کے پیتے ہین وہ شراب
اشکونکی یان جھڑی ہی برابر لگی ہوئی

عاشق کچھ آج کل سے نہین ہین تونکے ہم
اک عمر سے یہ چوٹ ہی دل پر لگی ہوئی

غیرون پر آبِ خنجرِ قاتل سبیل ہے
ہی ہمکو پیاس واے مقدر لگی ہوئی

اے ترک کب کسی سے ہوئی تیری تیغ صاف
دل کو تو بسملون سے کہین پر لگی ہوئی

ساقی کمال پیاس سے جلتا ہی یان جگر
لا جلد برف مین مۓ احمر لگی ہوئی

جائیگا سوی زلف دل اک دن ضرور امیر
ظلمت کی دھن ہی مثل سکندر لگی ہوئی

خوشخرامی یہ جو اوس بت کی طبیعت آئی
چال اوڑانے کو دے کے پانون قیامت آئی

اک بلا سر سے ٹلی دوسری آفت آئی
شب فرقت جو گئی صبح قیامت آئی

ای اجل باندھ کمر وقت ترا آپہونچا
دن ڈھلا دیکھ وہ شام شب فرقت آئی

ہم ترے کشتۂ رفتار ہین کیا ہمکو خبر
کب پھونکا صور کب ای یار قیامت آئی

دل پر سوز کا نوحہ جو مین پڑھنے بیٹھا
داد دینے کے لیے بزم مین رقت آئی

تیغ قاتل سے بھی امید بڑی وای نصیب
وہ بھی منھ موڑ گئی جب مری نوبت آئی

ہاتھ میٔنے جو بڑھایا کبھی گیسو کی طرف
بولے جھنجھلا کے ہی شاید تری شامت آئی

حال بیمار محبت کا یہ آخر کو ہوا
ملک الموت کو بھی دیکھ کے رقت آئی

تھی تو کچھ دل مین کھٹک درد کی پہلے سے مگر
پاس سے آپ کا جانا کہ قیامت آئی

الفت ساقی کوثر کی اگر آگئی موج
سمجھے ہم ہاتھ کلید در جنت آئی

میہمان سے کبھی خالی نہ رہا گھر میرا
یاس رخصت جو ہوئی دل سے تو حیرت آئی

ذرے عکس رخ روشن سے بنے ریزۂ دریزہ
خود بدولت مرے گھر آئے کہ دولت آئی

ذرۂ مہر ہوئے ہم کبھی پروانۂ شمع
جس جگہ دیکھ لیا حسن طبیعت آئی

ہون وہ مایوس کہ دنیا سے جو اوٹھا مین امیر
گور تک پیٹتی روتی مجھے حسرت آئی

نگہ ناز کام کرتی ہے
دم مین تیر کی تمام کرتی ہے

آگے محفل مین دخت شب بھر
نیند کب کی حرام کرتی ہے

بھر سے ہین دل مین میرے یون غم و درد
فوج جیسے مقام کرتی ہے

جا بجا جھون وہ بید ہین مین مگر
خلق کچھ کچھ کلام کرتی ہے

بد بلا ہے تری سیاہی خط — صبح عارض کو شام کرتی ہے
شیخ صاحب اوٹھا کی دیکھو آنکھ — دختر رز سلام کرتی ہے
کیا وہ آئینگے میری میت پر — خلق جو ازدحام کرتی ہے
ڈر کے میری شب جدائی سے — کالکا رام رام کرتی ہے
اوسکے کوچہ مین روح خواب مین روز — سیر دار السّلام کرتی ہے
چلتی ہے جس جگہ کہ تیغ اوسکی — خود قضا اہتمام کرتی ہے
شب کو ہوتا ہے وہ جو بے پردہ — چاندنی سیر بام کرتی ہے

الفت اوسکی مٹا مٹا کے پیچھے
ای امیر اپنا نام کرتی ہی

بہار آئی عجب حالت ہی ان روزون مرے دلکی — جگر مین چٹکیان لیتی ہین منقارین عنادل کی
سفر مین مجھ سے کہتی ہی کشش سر سے مرے دلکی — کہ وہ بھی پوچھتے آتے ہی ہونگے راہ منزل کی
جہان سے اوٹھ گئی آ اوٹھ گئی ہم کچھ نہین پروا — غضب ہے یہ کہ گردن اوٹھ نہین سکتی ہے قاتل کی
نئے بانکے بنے ہو تم نئی شمشیر باندھی ہے — نگاہ حسرت آلودہ نہین دیکھی ہے بسمل کی
بھلا دیکھون تو وہ کیونکر نہین آتی ہین گھر میرے — اگر ہے عشق کامل کھینچ لائیگی کشش دل کی
گریبان پھاڑ کر سیر چمن کو مثل گل چلئے — جنون انگیز پھر آتی ہین آوازین عنادل کی
غرور حسن تمکو ہی کمال عشق مجکو ہے — کہو تم میرے دل کی یا مین کہدون آپکے دل کی
تمھارے حسن سے آیا تھا نادان اودعا کرنے — سپیدی چھا گئی صورت تو دیکھو ماہ کامل کی
خدا کیواسطے لا کشتی مے جلد ای ساقی — ترشح ہو رہا ہی کچھ ہوا ہی سرد ساحل کی
کسی کو دہر مین پہچانتا ہی کون ای غربت — شناسائی ہی کہان راستے والون مین منزل کی
چھپایا ہے تہ ملکر ہماری تو نکی مہندی — عروسانہ حیا کرنے لگی شمشیر قاتل کی
نوشتہ دیوانگان راہ الفت خوب سوچے ہو — بیان کیسی مصیبت مین پڑی ہی جان عاقل کی

یہ تیری زلف کا عقدہ نہیں جو وا ہو جو شانے سے
اری ناداں بہت مشکل سے کھلتی ہے گرہ دل کی

تامل ہے جو دیکھا برگ ہائے غنچۂ گل کو
نظر میں پھر گئیں سب صحبتیں یاران یکدل کی

کلیجا منھ کو آجاتا ہے دل پہروں تڑپتا ہے
مرے درد جگر میں بھی چمک ہے تیغ قاتل کی

جہاں بدلا مزاج اس ترک کا چڑھنے لگی تیوری
ذرا قاتل کھنچا کھنچنے لگی شمشیر قاتل کی

نہ سمجھو کھیل امیر الفت کی بازی جان لیتی ہے
کہے رکھتے ہیں ہم اچھی نہیں ہوتی لگی دل کی

بہے بحر فنا میں جلد یارب لاش بسمل کی
کہ بھوکی مچھلیاں ہیں جوہر شمشیر قاتل کی

تصور خال کا آیا تو رونق بڑھ گئی دل کی
نگاہ قیس میں لیلی سے آرائش ہے محفل کی

بسی گور غریباں جب کسی کا گھر ہوا ویراں
مسافر پڑکے سوئے جاگ اٹھی تقدیر منزل کی

جہاں رکھی گلے پر تیغ دم لینے نہیں دیتا
تڑپنے کا مزا کھوتی ہے جلدی میری قاتل کی

جناب عشق سے فریاد ہے برباد ہوتا ہوں
لٹا جاتا ہوں میں بیکس دہائی شاہ عادل کی

تری پلکوں کی فردیں دیکھ کر ٹھہرا دل عاشق
سیاہ ان صفوں کا ہے سپاہی شام منزل کی

دہان یار کے آگے سکوت غنچہ زیبا ہے
خموشی چاہیے ناداں کو صحبت میں عاقل کی

نہال عشق کو درد کے ہم سرسبز کرتے ہیں
نہیں آنکھیں یہ دو نہریں ہیں اپنی گلشن دل کی

فلاطوں خم میں بیٹھا ہے شراب مرگ پینے کو
نہیں حکمت سے خالی بات کوئی مرد عاقل کی

وہ لاغر ہوں جوانی میں کہیں کھنچتیں نہیں آہیں
شب تاریک میں ٹھنڈی ہیں شمعیں خانۂ دل کی

حسینان جہاں بستے ہیں جہاں عکس کی صورت
بنا ہے خشت آئینہ سے شاید خانۂ دل کی

یہی دو چار دانے حاصل کشت محبت ہیں
نہیں اشک مسلسل بالیاں ہیں خرمن دل کی

کسی کا ساتھ کب دیتا ہے کوئی بیقراری میں
اتر تا رہ گیا شعلہ شرر نے قطع منزل کی

جو نظروں میں سمایا ہو گیا عشاق کا مہماں
جنھیں کہتے ہیں آنکھیں کھڑکیاں ہیں خانۂ دل کی

مری کشتی ہے ننگ موج اس بحر حوادث میں
کنارے تک اگر پہونچے تو ٹکر کھائے ساحل کی

ازل سے ... کار بعض و نکا ناکامی | کفِ دریا کی قسمت مین لکھی ہی موج ساحل کی

امیر آئیگا روز عید قربان گاہ مین قاتل
سپیدی چاہیئے دیوار و در پر چشم بسمل کی

لہو کیسا کہ صورت تک نہین دیکھی ہی بسمل کی | الٰہی خیر ہو اِس سے فق ہی رنگت میرے قاتل کی
مٹا سکتی نہین مژگانِ تر کلفت مرے دل کی | نہ جھاڑی گرد دستِ موج نے دامانِ ساحل کی
تڑپ جاتا ہی دل اہل کرم کا جوش مین آکر | چمکتی ہی جو بجلی شعلۂ آوازِ بسمل کی
غبارِ دہر سے کیا آشنائی بحر عرفان کو | پڑی کب دیدۂ ماہی مین اڑکر گرد ساحل کی
کفِ سایل نہین ہی کشتیِ دریاے بے آبی | اوسی دریا کی موجین ہین لکیرین دستِ سایل کی
خیالِ نیستی یہ ہر قدم تھا دشت ہستی مین | مٹا جو نقشِ پا مجکو بتا دے راہ منزل کی
وہ عاشق ہین کیا جب قصد ہو نکا اندھیرے مین | چکوروں سے تسلی ہنسنے کھائی ماہ کامل کی
سفینے عمر کے کیونکر نہ ڈوبین ایسے طوفان مین | جھڑی ہے رات دن باران ابر تیغ قاتل کی
وہ پیاسا ہون تلاشِ آب مین جیحون مین جا نکلون | کرے ریگِ روان دریا کو اڑکر گرد ساحل کی
وہ مشتاقِ شہادت ہون جہان جو زخم بھی کھاؤن | نہ چھوٹے چاندنی مجکو مہِ رخسار قاتل کی
خلایق تھے یہ وقتِ دفن دی ہر رنگ کی مٹی | کہ میری قبر جھولی بنگئی درویش سائل کی
تعجب کیا جو کوسون دشمن رو بہ نش بھاگے | کہ نعرہ شیر کا جھنکار ہے شمشیر قاتل کی
بجا ہی گر تغیر آگیا اعضا مین پیری سے | سحر ہوتے ہی کیفیت بدل جاتی ہے محفل کی
جو ہم سار عدو ہوتا کیون پڑتین یہ تسبیحین | اوٹھائین اپنی ہاتھون شیخ نے کڑیان سلاسل کی

ازل سے ہی جو اوس زہرہ شمایل سے امیر الفت
خمیر دل مین کیا مٹی ملی تھی چاہ بابل کی

شکوہ جو کیا درد کا تلوار نکالی | خوب اوسنے دواے دل بیمار نکالی
جب کچھ نہ رہا مجھ مین تو کھولین مری آنکھین | قاتل نے زر مان حسرت دیدار نکالی

رسوائی ہوئی تیری ہی ای ترک ہمین کیا / کیون لاش ہماری سر بازار نکالی

کب ہمنے کہا تم سے کہ آئینہ نہ دیکھو / غصے سے جو آنکھ آپ نے ہر بار نکالی

صیاد کا رخ دیکھ لیا چاک قفس سے / یہ ہمنے قفس سے رہ گلزار نکالی

ہم رند کبھی صحبت زاہد مین جو پہونچے / ہر بات مین اک تہمت گفتار نکالی

کہتے ہین اسے ضبط کہ دل غم سے ہوا خون / اف ہمنے نہ منہ سے کبھی زنہار نکالی

سونگھی ملک الموت نے بوے گل حسرت / منصور کی جب روح سر دار نکالی

قاتل نے کمی کی نہ ذرا قتل مین میرے / خالی گئی بندوق تو تلوار نکالی

مین نزع مین عیسی کو مری شکوہ تعظیم / کس وقت مین کس بات کی تکرار نکالی

چبھتی ہی جو نشتر کی طرح دل مین امیر آہ / ناصح نے وہی چھیڑ کی گفتار نکالی

کیون وہ صیاد کسی صید پہ توسن ڈالے / خود بخود صید چلے آتے ہین گردن ڈالے

بل جو تیوری پہ نزاکت سے وہ پرفن ڈالے / ذبح سے پہلے لہو ہر رگ گردن ڈالے

کیا کرین طالب دیدار حیا کا شکوہ / پردے آنکھون پہ جب اپنی نگہ روشن ڈالے

سارا پردہ ہی دوئی کا جو سر پردہ اوٹھ جائے / گردن شیخ مین زنار برہمن ڈالے

قابل دید ہی وہ عارض و چشم و مژگان / حورین بیٹھی ہون نہ کیون خلد مین چلمن ڈالے

جب نکلتے ہین وہ تلوار سنبھالے گھر سے / ملک الموت چلے آتے ہین گردن ڈالے

آبرو خاک ہوئے پر بھی نہ کی عاشق کی / چار آنسو بھی نہ تم نے سر مدفن ڈالے

رنگ وہ لعل مسی زیب سے ملتا ہی کہان / منہ گریبان مین تو اپنے گل سوسن ڈالے

ٹوٹتی برق سر طور پھرے چار طرف / تو اگر آنکھ سوے وادی ایمن ڈالے

اڑ چلے رقص مین پرواز کو پر پیدا ہو / اپنے کاندھے پہ اولٹ کر جو وہ دامن ڈالے

کشتے انداز کے کس طرح نہ مانگین خون / قدم اس ناز سے جب یار کا توسن ڈالے

کہین زخم نگہ ناز رفو ہوتے ہین
کوئی دوڑے یہ کسی اور پہ سوزن ڈالے

خون ناحق کہین چھپتا ہو چھپائے سے امیر
کیون مری لاش پہ وہ بیٹھے ہین دامن ڈالے

نہ حور پر نہ پری پر نگاہ پڑتی ہے
تجھی پہ آنکھ بس ای رشک ماہ پڑتی ہے

وہ چشم مہر سے دیکھے مجھے امید نہین
گدا پہ کب نظرِ بادشاہ پڑتی ہے

بلائے جان دو عالم ہو جسکی برق جمال
اب اوسکے چہرے پہ اپنی نگاہ پڑتی ہے

بنائے شانہ مرے دست شوق کو کیونکر
کہ کشمکش مین وہ زلفِ سیاہ پڑتی ہے

وہ ناتوان ہون کہ ہوتا ہون زندہ گور مین جو مین
بدن پہ اوڑکے اگر گرد راہ پڑتی ہے

ستا نہ خاطرِ مظلوم کو ڈر اے ظالم
پڑی نہ تیغ کبھی جیسے آہ پڑتی ہے

عجیب چال ہے کچھ کوچۂ محبت کی
بلا مین جان بیابان بگناہ پڑتی ہے

چمن کی سیر کو جاتی ہے روح ای صیاد
قفس مین نیند اگر گاہ گاہ پڑتی ہے

جنون مین وحشت سے بھی بھاگتا ہون مین کیسون
نظر جو صورتِ مردم گیاہ پڑتی ہے

پڑے ہین کشتے ترے تیغ آبدار کے گرد
کنارے نہر کے جیسی سپاہ پڑتی ہے

کہون خط کے وہ رخ دیکھکر ہوش شمشدر
گڑی تو تم پہ بھی ای مہر و ماہ پڑتی ہے

وہ چھپکے گھر سے نکلتے ہین یون کہ دامن پر
نہ گرد راہ نہ گرد نگاہ پڑتی ہے

پنہاتے ہین وہ غریبون کو بیگنہ زنجیر
ہزار پاؤن پہ زلفِ سیاہ پڑتی ہے

عجب طرح کے بنائے ہین وہ دہان و کمر
کہ عقل شبہے مین بے اشتباہ پڑتی ہے

دیا ہے یار نے فرمان قتل عام امیر
ہمین بھی اب تو امید رفاہ پڑتی ہے

درد پہلو کی یہ شدت ہو کہ رنگت فق ہے
زخم وہ دل مین ہو کاری کہ کلیجا شق ہے

عشق سے عاشق و معشوق اگر مشتق ہے
اسکو کیون مشق جفا اسکا جگر کیون شق ہے

سنگدل تیری جو فریاد کرین دیر مین ہم | بول اٹھین تب بھی گواہی مین کہ حق پر حق ہے
شرم عصیان سے بہا اشک کہ ہو بیڑا پار | چشم قلزم عصیان کے لیے زورق ہے
رشتہ آسا وہ ہون لاغر غم عریانی مین | حلقۂ دیدۂ سوزن بھی مجھے خندق ہے
توکر گنجینہ سے ہوتا نہین کوئی منعم | ذوق جب تک نہو ای شیخ عبث ہو حق ہے
ہون مین دل سوختہ دنیا مین جدا دنیا سے | شمع سے جامۂ فانوس کہان ملصق ہے
کیون نہ کانپے تری مژگان کی چھری سے دل زار | خوف سے جوہر شمشیر کا سینہ شق ہے
لب جان بخش سے کلی مرے قد پہ کرو | حوض کوثر کا تو پانی شہدا کا حق ہے
زاہد و ساقی کوثر ہمین کیون دینگے شراب | دختر رز تو فقط بادہ کشون کا حق ہے
خوف معتوبی آدم سے ڈرا ہی ایسا | دیکھیے آج تلک سینۂ گندم شق ہے
عشق مین پار ہو کس طرح سے بیڑا دیکھین | ہم شناور نہین یہ قلزم بے زورق ہے

در مضمون دم تحریر نکلتے ہین امیر
صدف آسا مرے خامے کا کلیجا شق ہے

یہان تک مجکو ہنگام خوشی سے آرزو غم کی | اٹھا رکھتا ہون روز عید پر مجلس محرم کی
مین وہ غم دوست ہون تجویز کی غم ہی دوا کی | جو آیا مرہم چاہی چھال سینے نخل ماتم کی
منا ہی کوچۂ محبوب مین ہی نالۂ غم کی | غضب ہے ابتو وہ جڑ کاٹتی ہین نخل ماتم کی
قطار مور جس جا دیکھتا ہون یہ سمجھتا ہون | سلیمان اٹھ گئے شاید یہ صف ہو اونکی ماتم کی
ترا غمزہ ہی وہ طرار جب گلشن مین آیا ہے | گلونکی جیب کترتی ہی گرہ کاٹی ہی شبنم کی
خیال دخت رز مین آگیا ہی مجکو غش ساقی | کھلین آنکھین اگر پانون ہوا دامان مریم کی
ستایا اسقدر ان مردم ابلیس خصلت سے | کہ ڈر کر آدمیت چھپ ہی تربت مین آدم کی
الٰہی ہی یہ لشکر کس سلیمان پری وش کا | بلائین لیتی ہین پریان ہوا پر زلف پرچم کی
ہماری نالۂ دل سے ہی گرم نالہ ہر بلبل | نہین کس گلستان مین شاخ اپنے نخل ماتم کی

یقین ہی روز محشر تک رہی اولاد مین جھگڑا
ہماری غیر کی ہی دشمنی ابلیس و آدم کی

فراق و وصل کی شب ایک ہی پر فرق ہی اتنا
بہار اسمین ہی جنت کی ہوا اسمین جہنم کی

نہ لاے کوئی ہم تک وحشی گیسوے پیچان کو
مچائینگے یہ غل محشر مین زنجیرین جہنم کی

خدا جانے بھرے ہین دل نے گوش کیا کہکر
ہوا مین آگئی ایسی نہین سنتے ہین مرہم کی

ڈری یہ رات کو میری سیہ بختی کی ظلمت سے
دعاے نور پڑھ کر اپنے اوپر شمع نے دم کی

یہ شہرہ وحشت مجنون کا مشت استخوان مجنون
مثل سچ ہی کہ رستم سے سوا ہی ڈھاک رستم کی

نہین ہے شرم کی جا اب تو ہمکو دیکھنے آو
کہ پٹی باندہ لی اغونکی آنکھونپر بھی مرہم کی

تماشا جانتا ہون گردش گردون گردان کو
گل رعنا ہی آنکھون مین نیرنگی ہی عالم کی

ملا غازہ تو پایا آرسی نے رنگ آرایش
چھٹی افشان تو آئینے کی قسمت اور بھی چمکی

جلانا مارتا ہے کام ان خورشید رویون کا
کہ جی اوٹھتے ہین ذرے موت آجاتی ہی شبنم کی

فراق یار مین ہمسن اسقدر محزون ہین اے قاصد
لکھون جو سطر نامے مین وہ صف بنجای ماتم کی

امیر اوس سرور عالم کی کیا توصیف ہو مجھ سے
خدا کی شان ہی سیرت ملک کی شکل آدم کی

نہال اسکو ہمیشہ کرتی ہی بالیدگی غم کی
الٰہی دل ہی یا کوئی کلی ہے نخل ماتم کی

سنو جبین تجلی تجھ سے محبوب دو عالم کی
وہ جنت جل کے یارب خاک ہو جاے جہنم کی

ادھر ہون عیش کی باتین کہان تو ادھر غم کی
کہو تم اپنے عالم کی کہین ہم اپنے عالم کی

ہوای عشق سر مین ہی ہین رنج و یاس کا طوفان
بھلا بنیاد کیا ہی ایک مشت خاک آدم کی

چمن کیا کھانیوسے کس شہید ناز کی مجلس
کہ غنچون کے چٹکنے مین صدا ہی نخل ماتم کی

غضب گرمی قیامت کی جلن عشق مین یارب
بھبکا جاتا ہی تن آنچین نکلتی ہین جہنم کی

جلا اوس حور کا دل کیا ہماری سوزش دل سے
کہین جنت کو کچھ چنگاریان اوڑکر جہنم کی

نظارہ دو جہان کا چھوڑ جا دل کا تماشا کر
شبیہین ہین عجب رق پر کھنچی ہین دونون عالم کی

اڑا لے رنگ غنچہ سیکڑے گل کی روش اے دل
گرہ منہ سے کچھ نہ کہہ کانون سے سنکر ساری عالم کی

ازل مین مل کس معشوق و عاشق کا نظر آیا
کرا آنکھین آجتک کھلتی نہین با دام توام کی

زمانے بھر کی ایذاؤن سے چھٹی مر کے ملتی ہے
لحد کہتے ہین جسکو ہی وہ سرحد کشور غم کی

پرستش حسن گندم گون کی عین آدمیت ہے
نہین وہ ابن آدم جو نہین ہی جبین آدم کی

رہی سینہ سپر کیا کیا شعاع مہر تابان سے
کھنچین سو برچھیان لیکن نہ جھپکی آنکھ شبنم کی

یہ لچھے گنگری کے اڑ رہے ہین ہچکیان کیسی
نہین یہ حلق بسمل با نسلی ہی مطرب غم کی

ہوئی کس کس کو خجلت ایک میرے قتل ہونے پر
پسینا آگیا قاتل کو گردن تیغ نے خم کی

تمھاری چال بھی کیا گردش گردون گردان ہے
کہ چل کر دو قدم صورت بدل دیتے ہو عالم کی

دکھایا گرم و سرد دہر دماغ و اشک نے مجکو
کہ دن بھر دھوپ کی رہتی ہی ایذا دن کو شبنم کی

یہ شوق میکشی ہے سایۂ انگور کے نیچے
ہوا کھانے کو روح آتی ہی اب تک حضرت جم کی

سوا خورشید رو یونکے کسی پر مین نہ مائل ہون
الٰہی دل مجھے ذرے کا دینا آنکھ شبنم کی

شکست شیشۂ دل سے آمیر آیا ہی غش مجکو
چھڑک کر مے سنگھا دے کوئی مٹی ساغر جم کی

مجھ مست کو مے کی بو بہت ہے
دیوانے کو ایک ہو بہت ہے

موتی کی طرح جو ہو خداداد
تھوڑی سی بھی آبرو بہت ہے

جاتے ہین جو صبر و ہوش جائین
مجکو اے درد تو بہت ہے

مانند کلیم بڑھ نہ اے دل
یہ دور کی گفتگو بہت ہے

مے کیف ہوی تو خم کے خم کم
اچھی ہو تو اک سبو بہت ہے

کیا وصل کی شب مین مشکلین ہین
فرصت کم آرزو بہت ہے

منظور ہے خون دل جو ای یاس
اتنے لیے آرزو بہت ہے

ای نشتر غم ہو لاکھ تو خشک
تیرے دم کو لہو بہت ہے

چھیڑے وہ مژہ تو کیون روؤن
آنکھون مین خلش کو مو بہت ہے

غنچے کی طرح چمن مین ساقی
اپنا ہی مجھے سبو بہت ہے

کیا غم ہے امیر اگر نہین مال
اس وقت مین آبرو بہت ہے

ہمراہ غیر بادہ جو وہ تند خو پیے
غم کیون نہ جونک بنکے ہمارا لہو پیے

تسکین ہو ایک جام سے کیا اوسکو ساقیا
جو خم کے خم چڑھائے سبو کے سبو پیے

وحشت ذرا کسی کی ترے مست کو نہین
قاضی کرے جو منع تو مے روبرو پیے

قاتل نے مجھپہ کھینچ کے یہ تیغ سے کہا
اب تو کمی کرے تو ہمارا لہو پیے

آئے جو میکدے مین کرے مست کیون کمی
شیشے کی طرح چاہیے مے تا گلو پیے

دیکھے وہ خط سبز جو سبزہ تو رشک سے
کیون گھونٹ زہر کے نہ لب آبجو پیے

منظور چرخ ہے کہ امیر سیاہ مست
دل کا کباب کھائے جگر کا لہو پیے

ابروئے یار نہ بھولے کبھی دل شاد رہے
خوب مطلع ہے یہ اللہ کرے یاد رہے

زعفران زار مین بھی گر دل ناشاد رہے
یہی گریہ یہی نالہ یہی فریاد رہے

ہون وہ مقتول جو قتل کی ایسی ہو خوشی
رقص مین تیغ رہے وجد مین جلاد رہے

پھر بہار آئی چلے سوے چمن دیوانے
کہدو ہر باغ کے دروازے پہ فصاد رہے

رشک ہے بعد فنا مجکو فلک سے تو یہ ہے
مین ستم کش نہ رہون یہ ستم ایجاد رہے

ہم جو پہونچے تو لب گور سے آئی یہ صدا
آئیے آئیے حضرت بہت آزاد رہے

آنکھین مرجانے کو کہتی ہین دل لب جینے کو
کہیے وہ حکم رہے کہیے یہ ارشاد رہے

اوسکی تصویر مین اس درجہ نزاکت کا ہو صرف
روح باقی نہ قلم مین ترے بہزاد رہے

آشیانے سے مطلب ہے نہ گلشن سے غرض
گھر الٰہی مرے صیاد کا آباد رہے

بسملونکی نگہ یاس بڑی ہوتی ہے — اک ذرا دل کو سنبھالے ہوئے جلاد رہے

یہ کہونگا یہ کہونگا یہ ابھی کہتے ہو — سامنے اونکے بھی جب حضرتِ دل یاد رہے

ہون وہ غمدوست کہ رو رو کے دعا کرتا ہون — درد کا دل نہ دکھے خاطرِ غم شاد رہے

حشر مین عذرِ گنہ کیا ہے جتا تو رکھو — کہ مبادا تمھین بھولے تو مجھے یاد رہے

بحرِ ہستی مین حباب لبِ دریا کی طرح — ہم رہے کب کہ کہے کوئی کہ برباد رہے

مین اگر غیر کوئی ہون تو مجھے وہ بھولے — وہ اگر اور کوئی ہو تو مجھے یاد رہے

زار ایسا تھا کہ مین دشتِ جنون مین نہ ملا — ڈھونڈھتے مجکو مرے سایہ و ہمزاد رہے

کیا عجب بھول گئے ہم جو کلام اپنا امیر
یاد رہنے کے جو قابل نہو تو کیا یاد رہے

ایک دل ہجر مین کس کس کے یہ ناشاد رہے — قیس کا داغ کہ اسمین غمِ فرہاد رہے

دل اون آنکھون کے تصور سے مرا شاد رہے — قاف پریون سے جہان حور وشی آباد رہے

قتل بے خنجر و شمشیر جو ہو مدنظر — اک ذرا آپ کو کھینچے ہوئے جلاد رہے

طولِ فرقت سے مزے وصل کے سب بھول گئے — نہ وہ باتین نہ وہ راتین نہ وہ دن یاد رہے

جب کیا ہمنے گلا اپنی پریشانی کا — زلفِ جانان نے کہا تم بھی تو برباد رہے

کھنچ گئی یار کی تصویر تو اللہ رے خوشی — ہم بغل دیر تلک مانی و بہزاد رہے

ہم وہ قیدی ہین جو لکھے وہ خطِ آزادی — ہے یقین حرفون مین شانِ خطِ صیاد رہے

لامکان مین نہ ٹھکانا نہ مکان مین وسعت — دل سے نکلے تو کہان جاکے یہ فریاد رہے

کون پروانہ بیان شمعِ سرِ طور کا ہے — جلوہ افروز ترا حسنِ خداداد رہے

ہجر مین یار نے پوچھا نہ اجل نے ہمکو — شاد ہے یاد رہے تم اسے یاد رہے

واہ رے شوقِ اسیری کہ دعا کرتا ہون — منہ دمِ ذبح سوئے خانۂ صیاد رہے

شادی و رنج زمانے مین ہین توام اے دل — کچھ تو ہو ہونٹون پہ ہنسی بھی دمِ فریاد رہے

گھل گیا غم سے اگر تن تو بنا شکل حباب
کانٹے الجھین نہ کہین جامۂ آزادی مین

ہم ہوئے خاک سے پانی بھی تو برباد رہے
دامن اس فر سے سمیٹے ہوئے شمشاد رہے

روز جانباز لڑے شوق شہادت مین امیر
کیسے ہنگامے سر کوچۂ جلاد رہے

دل کو طرزِ نگہِ یار جتاتے آئے
تیر بھی آئے تو بے پر کی اوڑاتے آئے

فاتحہ دینگے نہ پانی پہ بھی دو روز کے بعد
تا درِ گور ہین جو خاک اوڑاتے آئے

جام کوثر سے ہی کیا کام ہمین اے رضوان
آب خنجر سے وہین پیاس بجھاتے آئے

مے کشی کی ہے تو شیشی ہجر مین کسکو ساقی
لکۂ ابر تو اور آگ لگاتے آئے

سنگ اسود کے جو بوسے کو چلے سوی حرم
قدم بت پہ بھی ہم سر کو جھکاتے آئے

دشت ہستی مین ملا خاک بگولے کی طرح
خاک اڑاتے گئے ہم خاک اڑاتے آئے

بادشاہون کا ہو دربار درِ پیر مغان
سیکڑون جاتے گئے سیکڑون آتے آئے

لن ترانی سے ہوا صاف یہ ہم پر روشن
کہ ہمین بھی ترے ناز اوٹھاتے آئے

چھپ کے بھی آئے مرے گھر تو وہ دربانون کو
اپنی پازیب کی جھنکار سناتے آئے

ہون وہ نالان کہ دم نزع مری بالین پر
ملک الموت بھی پر اپنے بچاتے آئے

بے سبب رہ پہ یہ جلوہ نہین غالب ہو کہ آپ
پردۂ ڈولی کا سر راہ اوٹھاتے آئے

موجب مہر سے شبنم ہوئی بولی یہ زمین
یونہین عاشق کو ہین معشوق مٹاتے آئے

روز محشر جو بلائے گئے دیوانۂ زلف
بیڑیان پہنے ہوئے شور مچاتے آئے

ذکر غنچہ جو سنا ہم سے تو ہنس کر بولے
خوب آئے کہ مرے منہ کو چڑھاتے آئے

مرغ دل نقش قدم وار کرے وقت شکار
گل کھلاتے گئے گلچھرے اوڑاتے آئے

کیا کہین گے کوئی محشر مین جو پوچھیگا امیر
کیون نہ بگڑی ہوئی بات تو تمکو بناتے آئے

ہم اگر قتل ہوئے خیر یہ تقدیر اپنی
آپ بینام نہ خون دھوئیے شمشیر اپنی

پھر بہار آئی جنون ہوتی ہے تدبیر اپنی
طوق بنتا ہی گڑھی جاتی ہے زنجیر اپنی

بے نشانی یہ مرے دل کو پسند آئی
کھینچ کر آپ مٹاتا ہون مین تصویر اپنی

قید ہوکر ترے گیسو مین یہ رتبہ پایا
نذر دی قیس نے لاکر ہمین زنجیر اپنی

جان نثارون سے وہ کہتے ہین چڑھا کر تیوری
آج کل جھولتی ہے عرش پہ شمشیر اپنی

یاد مژگان مین شب ہجر جو چلاتے ہین ہم
چار سو جاتی ہے آواز پر تیر اپنی

مے کشی کون کرے چور ہوا یان شیشۂ دل
ساقیا پھوٹ گئی ہجر مین تقدیر اپنی

حاجت تیر و کمان کیا ہی سمجھے چل تو سہی
گر نہین کاٹ کے خود لائینگے نخچیر اپنی

تمکو پھولون کی چھپر کھٹ ہین کانٹے ہین نصیب
خیر قسمت وہ تمہاری ہی یہ تقدیر اپنی

آنکھین چہرے پہ ملینگے تو چمک جائیگا حسن
شمع چہرہ ہے ترا آنکھ سے ہے گلگیر اپنی

حضرت قیس جو ملجائین تو اتنا پوچھین
ہے گران آپ کی زنجیر کہ زنجیر اپنی

یوسف مصر کا نقشہ جو طلب کرتا ہون
کھینچ دیتا ہی وہ یوسف سے مجھے تصویر اپنی

ای امیر اوٹھ نہ سکے ضعف سی ہم تا دم مرگ
جس جگہ بیٹھ گئے ہو گئی جاگیر اپنی

اب تو یہ معرکۂ عشق مین مجکو جھک سے ہے
برش خنجر سفاک مرے دم تک ہے

گھورتی ہے یہ جو انان چمن کو ہر دم
نرگس باغ سے بلبل کو بچا چشمک سے ہے

حسن یکتا کا ہی پر تو ہی جہان مین یکتا
زاہدا کیون تجھے یکتائی بت مین شک ہے

جنگ عاشق کے لیئے حسن زرہ پوش ہوا
کون کہتا ہی تیغ صاف پہ یہ چمک ہے

شب بھر آغوش گلستان مین تھی شبنم کی جگہ
رتبہ دیدۂ بیدار قیامت تک ہے

فرش سے عرش تلک آئینہ ہی سب فکر کے وقت
آنکھ جب بند ہوئی پیش نظر عینک ہے

رکھ قدم بڑھ کے در دل پہ تو منزل کو پہونچ
شہر آباد محبت کا یہی پھاٹک ہے

نہین دیوانہ اگر لایق تعزیر امیر
کس لیے سنگ ملت دہترین سر کو دکھ ہے

تیرے افشان کا اگر ذرہ زمین پر گر پڑے
اختر گردون جگہ پا کر جبین پر گر پڑے

رات کو ہو فکر آرایش جو اُس گل کو تو ماہ
چاندنی کا پھول بنکر آستین پر گر پڑے

نامہ ہم افتادگون کا جب کبوتر لیچلا
اوڑتے ہی اوڑتے کہین بازو کہین پر گر پڑے

آشیانہ دور ہی صیاد آپہونچا ہے پاس
کیا کرون پرواز کی طاقت نہین پر گر پڑے

سایہ افگن ہو وہ گیسو اس دل صدچاک پر
یاالٰہی یہ سیاہی اس نگین پر گر پڑے

جائے گلشن مین جو وہ گلرو تو گل مہندیکی شاخ
سر جھکا کر اُسکے پای نازنین پر گر پڑے

قہر نازل ہو جو ہنس پڑنا تمھارا آئے یاد
چھت مکان کی توڑ کر بجلی زمین پر گر پڑے

وہ شکار افگن چلے لیکر اگر تیر و کمان
نسر طایر جوڑ کر کندے زمین پر گر پڑے

بار سر پر آجاے تیغ قامت قاتل اگر
شاخ طوبی اٹک کے دوش حور عین پر گر پڑے

پھنس کے چھوٹے لذت دنیا سے کیونکر بوالہوس
کسطرح اُٹھے مگس جب انگبین پر گر پڑے

آفتاب عارض ساقی اگر چمکے امیر
خاک ہو کر برق آب آتشین پر گر پڑے

جب تلک وہ پلک بر سر بیداد نہ آئی
تجھ مین چمک اے جوہر فولاد نہ آئی

کب گور مین خنجر کی رگڑ یاد نہ آئی
کب روح سوئے کوچہ جلاد نہ آئی

شیرین نہ ملی سنگ اگر سیکڑون کاٹے
کچھ کام سبکدستی فرہاد نہ آئی

بالون کی سفیدی کو کفن سمجھے نہ کسدن
کب آئینہ دیکھا کہ اجل یاد نہ آئی

دعوائے دیت حشر مین کس سے مین کرونگا
حیرت ہے نظر صورت [illegible]د نہ آئی

طائر مین وہ ہون پانون نہ گلزار مین رکھا
جب تک خبر آ[illegible]د نہ آئی

سچ ہے یہ مثل جان ہی تو جہان ہے
[illegible] مرد کے کچھ عزیز و [illegible] ما

غش صورتِ موسیٰ مین ہوا سامنے اسکے ‏ ‏ تاب نظرِ حسن خداداد نہ آئی

کیا آئی نظر مردمکِ چشم کو وہ خال ‏ ‏ انسان کو نظر صورتِ بہزاد نہ آئی

نقشہ مرے محبوب کا چلتا ہوا دیکھا ‏ ‏ تجکو روش اے خامۂ بہزاد نہ آئی

کیا جرم ہوا تھا کہ گرے اوسکی نظر سے ‏ ‏ کچھ ذہن مین اپنے تو یہ افتاد نہ آئی

قیدِ غمِ محبوب ازل ساتھ مین لایا ‏ ‏ روح آئی عدم سے مگر آزاد نہ آئی

کیا اوسنے ملاقات کی امید ہو مجکو ‏ ‏ عرضی بھی مری ہو کے کبھی صاد نہ آئی

معشوقۂ دنیا نے بہت مانگ سنواری ‏ ‏ پھندے مین مرے خاطرِ آزاد نہ آئی

مضمون سے پس مرگ مرا نام ہے زندہ ‏ ‏ کچھ کام نہین کام جو اولاد نہ آئی

وحشت مین امیر اپنے برابر نہ ہوا قیس
شاگرد مین کیفیتِ اوستاد نہ آئی

ہم اور معرکہ امتحان سے ٹل جاتے ‏ ‏ جواب پانون جو دیتے تو سر کے بل جاتے

عدم کو یان سے تو گھبرا کے ہی اجل جاتے ‏ ‏ وہان بھی جی جو نہ لگتا کہان نکل جاتے

ہزار تیز نہ تھی تیغِ یار اگر چلتی ‏ ‏ تو ہم سے کتنے غریبون کے کام چل جاتے

جنون کے جوش مین کھلتی نہ راہ ملکِ عدم ‏ ‏ بڑے مزے مین پہونچتے جو آج کل جاتے

سیاہ کار وہ ہون حشر مین حساب مرا ‏ ‏ جو وقت صبح سے ہوتا چراغ جل جاتے

بچائی داغ نے زندانیانِ زلف کی جان ‏ ‏ نہین تو گھٹ کے اندھیری مین دم نکل جاتے

بتون کی بھی جو پرستش نہ کرتے اے زاہد ‏ ‏ خدا کے سامنے ہم لیکے کیا عمل جاتے

شبِ فراق مین اچھا ہوا نہ کھینچی آہ ‏ ‏ غریب خانے کے دو چھوپڑے بھی جل جاتے

جھڑی سے آنسوون کی اور بھی ڈبو یا ہے ‏ ‏ برس کے جلد یہ بادل کہین نکل جاتے

دکھا کے تیغ جو مقتل سے یار بڑھ کے پھلتا ‏ ‏ اجل کے پانون پہ سر رکھ کے ہم نکل جاتے

[illegible] بیٹھتے تو [illegible] رقیبون سے ‏ ‏ وہ ہم نہ تھے کہ تپ ہجر سے نکل جاتے

تلاش رزق مین گردش ہوا ی ہوس مسیوں
نصیب ساتھ ہی رہتے جہان نکل جاتے

قبول خاطر روشندلان اگر ہوتے
امیر نور کے سانچے مین شعر ڈھل جاتے

مقام وجد ہی اے دل کہ بزم یار مین آئے
بڑے دربار مین پہونچے بڑی سرکار مین آئے

خداوندانہ زنگ اُس ترک کی تلوار مین آئے
کہین چھپا نہ میرے زخم دامندار مین آئے

مرے گھر کی طرف بھی عالم مستی مین آ نکلے
ترنگ ایسی کبھی یارب مزاج یار مین آئے

دلا آنکھون سے چھپکر اوس سے ہو دیدار کا طالب
جو ہو خلوت نشین کیا مجمع اغیار مین آئے

خط شبگون سے مین اے خال روی یار ڈرتا ہون
جو تو آیا تو آیا وہ نہ اس سرکار مین آئے

بہت مشتاق ہین مست آمد ابر بہاری کے
الٰہی کوئی لکہ کوہ سے گلزار مین آئے

خمیدہ قد ہوا اب دیر کیا ہی خاک ہونے مین
زمین پر گر پڑے آخر جو خم دیوار مین آئے

جنون کا رنگ چمکایا یہ تیرے عشق عارض نے
گریبان چاک گل گلزار سے بازار مین آئے

یہ وقت قتل ہی ڈر ہمکو اپنی سخت جانی سے
کہین بل نہ بال اُس ترک کی تلوار مین آئے

کیا دق دیکے طعنے واعظون نے تنگ یہ آخر
کہ ہم مسجد سے اوٹھکر خانۂ خمار مین آئے

نظر آتا ہی ہر گل زر بکف بہر خریداری
چمن مین تم کہ یوسف مصر کے بازار مین آئے

زر داغ جنون تقسیم شاہ عشق کرتا ہے
تونگر جسکو ہونا ہو وہ اس سرکار مین آئے

خدا ہو دوست جسکا اوسکو کیا اندیشۂ دشمن
براہیم آگ مین پھینکے گئے گلزار مین آئے

خلش مین کیا مزہ ہی تیرے دیوانو نکو کیا جانے
جب آئے پابرہنہ وادی پرخار مین آئے

بیان مدت سے ہی میرے دل صد چاک کا قصہ
کہو شانہ سمجھکر گیسوے خمدار مین آئے

علانیہ دکھائے کب وہ جلوہ روے روشن کا
جو بے پردہ نہ خواب طالب بیدار مین آئے

اوٹھاؤ تیغ سے پردہ کو کور مادرزاد بینا ہو
ہلاؤ لب زبان گنگ بھی گفتار مین آئے

[illegible] قفس تھے جب تلک فصل بہاری تھی
خزان بھی ساتھ آئی ہم [illegible] گلزار مین آئے

کیا ہی وعدہ سر دینے کا قاتل سے سو حاضر ہون
زبان کو کاٹ ڈالون فرق اگر اقرار مین آئے

امیر اب دغدغہ کیسا کہ پہونچے ہم مدینے مین
چھٹے آفت سے ظلِ احمدِ مختار مین آئے

خیالِ زلف و عارض مین قضا کی
نمازِ صبح و شام اک جا ادا کی

ادا پر مرنے والون سی بھی غمزے
کہو کیون موت آئی ہے قضا کی

نہ آنا تھا اجل منھ پر نہ آئی
تری تلوار آوازے کسا کی

شبِ غم مین جو ہمکو ہاتھ آتا
درازی ناپتے روزِ جزا کی

وہ بیکس ہے کہ تربت پہ ہماری
چڑھائی چرخ نے چادر گھٹا کی

عدم مین کیا تماشا ہے کہ دن رات
چلی جاتی ہے سب خلقت خدا کی

مرے منھ کا ہی لقمہ حصۂ غیر
مجھے قسمت ملی ہے آسیا کی

دُکھے کیونکر نہ دل آوازنے سے
صدا ہی یہ کسی درد آشنا کی

نہ کھا ای دل فریبِ زینتِ دہر
ڈلی اس پان مین ہے سنکھیا کی

بہارِ بیخزان ہے جامۂ یار
نہ مرجھائین کبھی کلیان قبا کی

کیے ہمنے یہ بتخانون مین سجدے
کہ تربت کہنے لگے رحمت خدا کی

دلا ہم سے گلا اوس دلربا کا
شکایت آشنا سے آشنا کی

نہ مجنون ہی نہ وامق ہی نہ فرہاد
مرے سب آشناؤن نے قضا کی

وہ دانا ہون جو بچپنے سے بچون مین
جلا دے آگ سنگِ آسیا کی

وہ غافل تھی کہ تب لی بھی نہ کروٹ
ڈھلی جب دوپہر روزِ جزا کی

الٰہی مرچکون جھگڑا ابھی چھوٹے
کہین آسان ہو مشکل قضا کی

کہان تک وا ہوگا عقدۂ کار
گرہ ہے کیا ترے بندِ قبا کی

یہین کیونکر نہ تیری راہ مین دل
غضب شوخی ہی چشمِ نقشِ پا کی

اگر میرے سیہ خانے مین آجائے ۔ سعادت ساری اُڑجائے ہما کی
ترے کشتے نے خنجر ہی کے نیچے ۔ مصیبت جھیل لی روز جزا کی

امیر سخت جان بھی ہو چکا قتل
چلو منت ہوئی پوری قضا کی

ترا کیا کام اب دل مین غم جانانہ آتا ہے ۔ نکل ای صبر اس گھر سے کہ صاحب خانہ آتا ہے
نظر مین تیری آنکھین سر مین سودا تیری زلفونکا ۔ گئی پریونکے سایے مین ترا دیوانہ آتا ہے
وفور رحمت باری ہو میخوارون پہ ان روزون ۔ جدھر سے ابر اوٹھتا ہی سوے میخانہ آتا ہے
لگی دل کی بجھائے بیکسی مین کون ہی ایسا ۔ مگر اک گریۂ حسرت کہ بیتابانہ آتا ہے
اونھین سے غمزے کرتی ہی جو تجھپر جان دیتے ہین ۔ اجل تجکو بھی کتنا ناز معشوقانہ آتا ہے
پریشانی مین یہ عالم تری زلفون کا دیکھا ہی ۔ کہ اک اک بال پر قربان ہونے شانہ آتا ہے
چھلک جاتا ہے جام عمر اپنا داے ناکامی ۔ ہمارے منہ تلک ساقی اگر پیمانہ آتا ہے
وہ میت ہی مہربان سب بتا اپنا حال کہتے ہین ۔ لب خاموش تجکو بھی کوئی افسانہ آتا ہے
طلسم تازہ تیرا سایۂ دیوار رکھتا ہے ۔ بدلتا ہی پری کا بھیس جو دیوانہ آتا ہے
یہ عظمت رکھتے واعظ ان بتون مین ہمنے پائی ہی ۔ کہ کعبہ ہمکو لینے تا در بتخانہ آتا ہے
دو رنگی سے نہین خالی عدم بھی صورت ہستی ۔ کوئی ہشیار آتا ہے کوئی دیوانہ آتا ہے
ہما یون استخوان سوختہ پر میرے گرتا ہی ۔ تڑپ کر شمع پر جیسے کوئی پروانہ آتا ہے
ادھر ہین حسن کی گھاتین ادھر ہین عشق کی باتین ۔ تجھے افسون تو مجکو ای پری افسانہ آتا ہے
کلیجا ہاتھ سے اہل طمع کے چاک ہوتا ہے ۔ صدف آسا اگر [illegible] میسر دانہ آتا ہے
نمک جلاد چھڑکا چاہتا ہی میرے زخمون پہ ۔ مرے کا وقت [illegible] ای ہمت مردانہ آتا ہے
تر پہ دیتا کا دھڑکا وصل مین تمکو سمایا ہے ۔ کدھر ہو [illegible] آؤ کوئی آیا نہ آتا ہے
[illegible] شمع [illegible] روشن جھے گھر میرا ۔ کہ جاتا ہی جو [illegible] پروانہ آتا ہے

وہ عاشقِ خالِ خطا کا ہون کہ نذرِ مور کرتا ہون
میسر تیسرے دن بھی جو مجھکو دانہ آتا ہے

امیر اور آنے والا کون ہے گورِ غریبان پہ
جو روشن شمع ہوتی ہے تو وہان پروانہ آتا ہے

جتنے کہ تیر ترکشِ دلبر مین رہ گئے
اوتنے ہی حوصلے دلِ مضطر مین رہ گئے

دعویٰ ہزار اوس بتِ سفاک سے مگر
دھبے ہمارے خون کے خنجر مین رہ گئے

صحرائے عشق میری طرح طے نہ ہو سکا
نو آسمان ایک ہی چکر مین رہ گئے

چھوڑے کہین نہ گیسوئے پُرخم نے اسکے پیچ
کچھ رہ گئے تو میرے مقدر مین رہ گئے

مجلس تمام ہو گئی ہنگامہ ہو چکا
ہم راہ دیکھتے تری محشر مین رہ گئے

اے چشمِ اشکبار ڈبو دے انھین بھی تو
ٹاپو زمین جا بجا جو سمندر مین رہ گئے

یارب شتاب آئے سگِ یار اسطرف
کچھ کچھ ہین استخوان تنِ لاغر مین رہ گئے

ساقی چمن مین آتے ہی رخصت ہوئی بہار
میخوار فکرِ شیشہ و ساغر مین رہ گئے

نامے تو نارسائیٔ قسمت سے پڑے
دوڑے ہی دوڑے بال کبوتر مین رہ گئے

اشکون سے میرے بجھ گئی ساری جہان کی آگ
پوشیدہ کچھ شرر تھے سو پتھر مین رہ گئے

واماندگی سے جا نہ سکے کاروان تلک
کھائی تھین ٹھوکرین جو مقدر مین رہ گئے

آنکے مکان ہین دیدہ و دل اختیار ہے
اس گھر مین رہ گئے کبھی اس گھر مین رہ گئے

اونکے نشان امیر نہین ہین اگر نہون
نام آورون کے نام تو دفتر مین رہ گئے

داغ اقربا کے سینۂ سوزان مین رہ گئے
محفل کہان چراغ شبستان مین رہ گئے

رخنے تمام بند کئے صبر نے مگر
سوراخ دل مین چاک گریبان مین رہ گئے

لطمے نہ گرد بھی مری کشتی کے پاسنگے
کیا سر پٹک کے شورشِ طوفان مین رہ گئے

کانٹے کہین پڑے ہین کہین گردباد ہین
یہ یادگارِ قیس بیابان مین رہ گئے

میری طرح ضعیف ہوئے میرے اشک غم
نکلے جو دل سے دامن مژگان مین رہ گئے

وہ خوبرو رہے نہ وہ تزئین زلف و رخ
باقی فساد گبر و مسلمان مین رہ گئے

یوسف تو مصر مین ہوئے رونق فروز حسن
یعقوب راہ دیکھتے کنعان مین رہ گئے

مقتل مین اوسکے دوڑکے پہونچے جو تھے قوی
قیدی جو ناتوان تھے وہ زندان مین رہ گئے

وحشت مین دے سکے نہ مرا ساتھ گردباد
نقش قدم کی طرح بیابان مین رہ گئے

دوڑے تلاش دولت دنیا مین جو حریص
آخر کو تھک کے گور غریبان مین رہ گئے

لی کاروان گل نے خزان مین عدم کی راہ
بلبل پھڑک پھڑک کے گلستان مین رہ گئے

آئی کبھی حرف شکوہ جو دل سے زبان تلک
بن بن کے درد وہ مرے دندان مین رہ گئے

رزق سگ و ہما کیے دور سپہر نے
جو استخوان کہ گنج شہیدان مین رہ گئے

آوارگان عشق کا کوسون پتا نہین
کچھ ڈھیر ہڈیون کے بیابان مین رہ گئے

لوٹا ستمگرون نے مگر پھر بھی اے امیر
مضمون ہزار ہا مرے دیوان مین رہ گئے

بتون سے نرد وہ جا کر مکان پر کھیلے
کہ ہار دے دل و دین اپنی جان پر کھیلے

کمان مین تیر وہ جوڑے تو صید یون نہ پرین
زمین کیسی شکار آسمان پر کھیلے

زبان تیشہ یہ دیتی تھی کوہکن کو صدا
جو سرفروش ہو وہ اپنی جان پر کھیلے

یہ اوسکے پڑھنے سے ہو چار بیت کو شادی
کہ بیت بیت سے چھچی زبان پر کھ

مین رند رنگ مین ڈوبون جو طفل بادہ فروش
خدا کرے کہین ہولی ڈنکا

جماے رنگ وہ مطرب پسر جو بیٹھک کا
جو پارسا ہو تو ہر ایک

نہ جیتنے مین گذارہ نہ ہارنے مین رفاہ
پھر اوس سے کھیل

کہون تو درد دل اس گر ہے قتل کا خوف
قضا نہ سر پہ کھیل

لگاے کیون نہ وہ واعظ نازنین [illegible]
جوا جو روز و شب

ہمارا دل ہے کہ اُس ترک شوخ سے شطرنج / ہزار بار کیا امتحان پر کھیلے

امیر چال کوئی اُس سے کسطرح چلیے
تمام روز جو چوپڑ مکان پر کھیلے

نمود خط ابھی اے حسن یار باقی ہے / اس آئینے کے جگر مین غبار باقی ہے

نہ مست ہے نہ کوئی ہوشیار باقی ہے / حجاب کس سے اب اے چشم یار باقی ہے

وہ صید گاہ سے جاتی ہین اے اجل کدھر / ادھر بھی بے پر و بال اک شکار باقی ہے

یہ میکدے مین ہے شیشون کا قحط اے ساقی / ابھی تو شیخ کا سنگ مزار باقی ہے

زمین گور کو سیر فلک مبارک ہو / کہ میرے پاس دل بیقرار باقی ہے

وہ منتظر ہین کہ مرلون تو لاش پر آئین / اجل کو آنے مین کیا انتظار باقی ہے

پھر اوسکے دانتون کا تجکو ہے قصد نظارہ / گرہ مین کچھ گہر آبدار باقی ہے

نہ جائیگی کبھی تا زیست اپنی سوزش دل / کہ شیر زندہ ہے جب تک بخار باقی ہے

چلے برنگ نفس عمر بھر تو کیا حاصل / کہ منزلون ہی ابھی کوے یار باقی ہے

وہ ذبح کرکے لہو پر چھڑک رہے ہین جو خاک / اشارہ ہے کہ ابھی تک غبار باقی ہے

موئے تو خاک ہوئے ہم مٹے تو خاک مٹے / ابھی تلک تو نشان مزار باقی ہے

نہ توڑو آئینہ جانے بھی دو کہ ایک یہی / تمھارے دیکھنے والون مین یار باقی ہے

نہ دل مین تاب نہ آنکھون مین نور ہے لیکن / وہی تڑپ ہے وہی انتظار باقی ہے

[illegible] کرتے ہین کیا دیکھکر فلک ہم سے / کفن مین بھی تو نہین کوئی تار باقی ہے

[illegible] نا ہے اوسکے مقتل مین / چلے اگر کوئی امید وار باقی ہے

[illegible] روے یار پر جو بہت / چمن عروس ہے جب تک بہار باقی ہے

امیر فاتحہ پڑھنے کو لے کہان آئے
مزار ہے نہ نشان مزار باقی ہے

بہار عمر سے دل یادگار باقی ہے — بس اک یہی ثمر داغدار باقی ہے

نگہ کہان مری آنکھون مین یار باقی ہے — یہ کچھ غبار رہ انتظار باقی ہے

رہا قفس سے کرے بلبلون کو کیا صیاد — ابھی تو باغ مین کچھ کچھ بہار باقی ہے

کلیم بیٹھ رہے طور پر خیال نہین — کہ اور بھی کوئی امیدوار باقی ہے

کہان کہان نہین یاران رفتہ کو ڈھونڈھا — اب ایک ہی تو عدم کا دیار باقی ہے

مثال آئینہ وا ہین مزار مین آنکھین — ہنوز حسرت دیدار یار باقی ہے

شریک سیکڑون گلرو ہین اپنے پھولون مین — خزان کے بعد بھی جوش بہار باقی ہے

نفس کی آمد و شد ہر نفس یہ کہتی ہے — کوئی دم اور تجھے اختیار باقی ہے

کفن کے واسطے کافی ہے ہوش وحشی زار — کوئی کوئی جو گریبان مین تار باقی ہے

نہ تخت خسرو چین ہے نہ چتر قیصر روم — مزار و سایۂ نخل مزار باقی ہے

ہجوم داغ سے ہر عضو ہے پر طاؤس — موئے پہ بھی وہی نقش و نگار باقی ہے

اٹھا جو پردہ تو کیا شرم ہے ابھی شب وصل — پڑی نقاب تو یہ اے نگار باقی ہے

برنگ شمع اترتی نہین کبھی تب غم — ہزار آئے پسینا بخار باقی ہے

ہوا ہے کوچۂ گیسو مین یہ لٹا سنبل — کہ ایک پیرہن تار تار باقی ہے

نکل چلے ہین بہت طفل اشک روکا ہے دل — ابھی تو جبر پہ کچھ اختیار باقی ہے

صبا چلی نہین غنچے مین منہ چھپائے ہے — وہی حجاب عروس بہار باقی ہے

کہین گے اہل عدم کو دکھا کے داغ امیر — یہی گل چمن روزگار باقی ہے

تیغ قاتل پہ ادا لوٹ گئی — رقص بسمل پہ قضا لوٹ گئی

[illegible] تڑپے آپ تو بجلی تڑپی — بال کھولے تو گھٹا لوٹ گئی

[illegible] کیا چشم سیہ پر سرمہ — پائے رنگین پہ حنا لوٹ گئی

اونچی چوٹی کے ادا گرد پھری
نیچی نظرون سے حیا لوٹ گئی

اس روش سے وہ چلے گلشن مین
بچھ گئے پھول صبا لوٹ گئی

تیرے بسمل سے ترے خنجر نے
وہ ادا کی کہ قضا لوٹ گئی

جان مجنون کی حقیقت کیا تھی
درد پہلو مین اوٹھا لوٹ گئی

سانپ کی طرح مری چھاتی پر
رات وہ زلف دوتا لوٹ گئی

یاد گیسو نے تڑپ پیدا کی
برق بنکر یہ بلا لوٹ گئی

وار خالی نہ گیا قاتل کا
بچ رہا مین تو قضا لوٹ گئی

کیا مزے کی ہے طبیعت اپنی
ایک بوسہ جو ملا لوٹ گئی

خنجر ناز نے کشتون سے امیر
چال وہ کی کہ قضا لوٹ گئی

عشق بتان سے ہاتھ نہ سر کر اوٹھائیے
جبتک دکھے یہ داغ جگر پر اوٹھائیے

جور فلک کے ناز ستمگر اوٹھائیے
اک دل ہزار داغ ہین کیونکر اوٹھائیے

کہتے ہین مجھ گدا کو وہ کوچے مین دیکھکر
للہ جان چھوڑیے بستر اوٹھائیے

مرنے پہ میرے آئے تو بولا یہ آن سے ناز
کسکا جنازہ ہے یہ سمجھکر اوٹھائیے

غیرت کا حکم ہے کہ گلا گھونٹ کر
مر جائیے نہ منت خنجر اوٹھائیے

مشتاق دید صورت موسی پڑے ہین غش
کس سے حجاب گوشۂ چادر اوٹھائیے

مرقد مین آ کے مجھ سے کہا شور حشر نے
تکیے سے اب تو بہر خدا سر اوٹھائیے

رہیے خاموش قاصد جانان جو کچھ کہے
حکم خدا ہے ناز پیمبر اوٹھائیے

میرا سلام آپ کا دیدار ایک وقت ہے
اوٹھیے مزہ جو ہاتھ برابر اوٹھائیے

آؤن مین پاس آپ کے گھر پھاند کر ضرور
دیوار کیا جو سد سکندر اوٹھائیے

منظور ہو جو عشق تو اضع ضرور ہے
سر پر جو بوجھ اوٹھائیے جھک کر اوٹھائیے

یکتائی صنم پہ قسم رخ کی کھائیے
قرآن اوٹھائیے بھی تو حق پہ اوٹھائیے

ہے چشم مست یار مین لطف میکشی
اب انجمن سے شیشہ و ساغر اوٹھائیے

قاصد سمیت نامہ بری کو پہونچ گیا
اب اوسکی لاش بہر پیمبر اوٹھائیے

ہے عشق کی نماز مین تکبیر کا یہ لطف
دونون جہان سے ہاتھہ برابر اوٹھائیے

دل کی جلن کا ہاتھہ مین لینے سے ہے یہ اثر
بجلی نہین شرار جو پتھر اوٹھائیے

آسان نہین ہے عشق بت سنگدل امیر
یہ بوجھ اوٹھائیے تو سمجھکر اوٹھائیے

بیجا نہین خزان مین یہ نالے ہزار کے
مظلوم دادخواہ ہین خون بہار کے

رکھتا نہ مجھکو ساتھہ دل بیقرار کے
ہوا ور اک مزار برابر مزار کے

گستاخ صاف لین صفائی کی کب ہو بات
چڑھتا ہو ایک آئینہ منھ پہ ہزار کے

برباد ہو کے اوسکی گلی مین ملا یہ اوج
ذرے مین آفتاب ہمارے غبار کے

گلشن سے بلبلون کو اوڑاتا ہو باغبان
صدقے اوتر رہے ہین عروس بہار کے

پھولیگا اور کب جو نہ پھولے گا آجکل
اے نخل عمر دن تو یہی ہین بہار کے

سوئی خدا کے گھر مین یہ ہوتی ہو کیا ضرور
سامع اگر ہو دور تو کہیے پکار کے

یوسف کی اصل پرچے نقاش دہر سے
بھیجا تھا میرے یار کا نقشہ اوتار کے

ایام ہجر کٹ نہ سکے کوہکن سے بھی
پتھر سے سخت ہوتے ہین دن انتظار کے

یہ عشق خط یار مین ہے حال جسم زار
مفصل تمام جوڑ ہین خط غبار کے

آئے سوال کو جو نکیرین بعد مرگ
ٹھہرے رہے ادب سے کنارے مزار کے

فرزند سیر بعد ہوئے ہین یہ خانہ جنگ
پایون سے رکھدیے ہین تیغے اوتار کے

شکوہ مین ابر کا کہ ہوا کا گلہ کرون
دشمن ہین سیکڑون مرے مشت غبار کے

لاتی شمیم گل جو کسی دن قفس تلک
کیا ٹوٹ جاتے پانون نسیم بہار کے

روشن تھے جنکے قصر مین سو بتیون کے جھاڑ — محتاج ہین وہ ایک چراغ مزار کے
پیری مین کس مزے کو جوانی کے روئیے — سودا نے دیکھئے ہمین وہ دن بہار کے
یکرنگ تھے وہ ہم کہ دورنگی نہ کی پسند — پہنا کفن تو جامۂ ہستی اتار کے

بنکر بگڑتے ہین جو گھروندے ہزارہا
ہین کھیل ایک صنعت پروردگار کے

جنت مین روح جسم ہے نیچے مزار کے — کشتی ہماری ڈوب گئی پار اوتار کے
اب خاک کام آئین گے آنسو ہزار کے — شبنم نے دھوئے پانون عروس بہار کے
بیغم ہین عیش کب چمن روزگار کے — کھٹکے ہین کوچہ رگ گل مین بھی خار کے
مردون سے کر رہے ہین نکیرین کیا سوال — جھگڑین مجاورون سے یہ باہر مزار کے
دوزخ مین مجکو جھونک چکے تھے مرے عمل — قربان شان رحمت پروردگار کے
کیا چشم سرمگین کے اشارون سے دل بچے — آتے ہین تیر زنگی ابلق سوار کے
اس پیار سے زمین نے کھینچا بغل مین تنگ — یاد آگئے مزے مجھے آغوش یار کے
پہناؤ بیڑیون کے عوض مجکو بدھیان — کچھ ابکی سال رنگ نئے ہین بہار کے
کلیان جنھین گلون کی سمجھتی ہے عندلیب — وہ بند ہین نقاب عروس بہار کے
پانی تری چھری کا ہی یون ہی جو باڑھ پر — دریا بہین گے دشت مین خون شکار کے
کہتے ہین گل یہ سبحۂ شبنم سنبھال کر — گنتی کے رہ گئے ہین دن اپنی بہار کے
کیون عاشقون کے نامۂ عصیان نہون سیاہ — پروانہ ہین سوادۂ زلف یار کے
کیونکر ملے سراغ مرے جسم زار کا — پیوندے مین تار پیرہن تار تار کے
غافل نہ گرم و سرد جہان سے کبھی رہے — سوئے جو ہم تو سائے مین نخل چنار کے
صالح کا ناقہ ہو کہ دلا گاو سامری — پالے ہوئے ہین سب کے پروردگار کے
جلوہ دکھا کے رنگ جوانی ہوا ہوا — آتے ہی الٹے پانون پھرے دن بہار کے

دامن کشان وہ آئے سر قبر شکر ہے
آنسو تو پونچھے مری شمع مزار کے

گلشن مین کی جو آہ شرر بار امیر نے
چھوٹین لگے پھلجھڑی کی طرح پھول انار کے

سب جلو مین آپ کے آتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
اک مجھی پر آپ جھنجھلاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

ضعف سے گو ٹھوکرین کھاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے
پر ترے در تک پہونچ جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

ہے نمازان زاہدونکی ضعف ایمان پر دلیل
سامنے اللہ کے جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

نوجوانی مین بھی باقی ہے انھین اتنا حجاب
کوئی بیٹھا ہو تو شرماتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

جن جوانون کے سر افلاک پڑتے تھے قدم
اب زمین پر ٹھوکرین کھاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

زاہدون کو کیا حرم کی راہ مین رنج سجود
منزل آسان ہو چلے جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

خودنمائی کی بدولت کتنے اچھے ہین حسین
منہدی ملتے ہین تو اتراتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

بوجھ ہے سو بات کا انکو نزاکت ہے وبال
گیسوؤن کی طرح بل کھاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

تھا جوانی تک مزہ سیر و تماشا کا تمام
ضعف سے اب پاؤن تھراتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

کیا ہوا مین ناتوان ہون گور کی منزل کڑی
آگے پیچھے سب چلے جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

رسم سے ملنے کی کھوئی عید کی ساری خوشی
تین دن تک پاؤن رہ جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

آگے سو سو شعر اک جلسے مین کہتے تھے امیر
چار مصرع اب کہے جاتے ہین اوٹھتے بیٹھتے

تیغ قاتل کی چمک آنکھون مین پھر جاتی ہے
اور بھی برق تڑپ کر مجھے تڑپاتی ہے

درد الفت مجھے معشوق سے بڑھکر ہے عزیز
جب یہ اٹھتا ہے مری روح نکلجاتی ہے

صورت نقش قدم اٹھ نہین سکتے ہین قدم
ناتوانی مجھے ہر گام پہ ٹھہراتی ہے

ظلم رفتار سے مارا ہے تو پامال بھی کر
دیکھ قاتل یہ بڑی چال رہی جاتی ہے

سر نگون بحر حوادث مین ہون مانند حباب
آنکھ کھل جاتی ہے جسدم کوئی لہر آتی ہے

شوخیِ حسن نے لاکھا اونکو کیا طاق مگر
پھر لڑکپن ہے ابھی آنکھہ جھپک جاتی ہے

کچھہ نہ اغیار کی تقصیر نہ تیرا الزام
بیزبانی مری باتین مجھے سنواتی ہے

لاش پر بھی وہ چھڑکتا ہے نمک ہنس ہنسکر
چھیڑ ابتک مرے زخمون سے چلی جاتی ہے

پھونک دے چلکے صور کہین جلد لحد سے نکلون
اب طبیعت بہت اس قید مین گھبراتی ہے

گل نسیم سحری شمع سحر کو نہ کرے
کوئی دم مین یہ غریب آپ ہی بجھی جاتی ہے

دلکو تسکین مین اے قافلے والو کیا دون
اب تو آواز جرس کی بھی نہین آتی ہے

جب کہا مینے کہ اب قتل مین تاخیر ہے کیون
بولے ہر بات مین جلدی تمہین پڑ جاتی ہے

آخری وقت تو آواز سنا جاؤ مجھے
خلق کے کہنے کو اک بات رہی جاتی ہے

آرسی ہو تری قسمت کی زبردست اے ترک
سامنا تجھہ سے ہے پر چوٹ نہین کھاتی ہے

دوسرا اونکا کا مجھسا ہے جوان کون امیر
سیکڑون تیر ہین اور ایک مری چھاتی ہے

توڑ کر پہلو جو چل نکلا دل نخچیر سے
خوب وہ مین حسرتین دلکی لپٹ کر تیر سے

بیخود ایسا ہون کسی کی لذت تقریر سے
پہرون کرتا ہون خموشی کا گلہ تصویر سے

قید گیسو سے چھڑایا مجکو آنکھون نے تری
لیگئین پریان اڑا کر خانۂ زنجیر سے

تیر نکلا بھی نہین قاتل کے ترکش سے ابھی
روح خوش ہو کر نکل آئی تن نخچیر سے

ہو نہ تر دامن جلا سکتا نہین دوزخ مجھے
کثرت عصیان نے ایمن کر دیا تعزیر سے

مصحف ناطق کہین کیونکر نہ تیرے خط کو ہم
لذت تقریر ملتی ہے تری تحریر سے

پاس بٹھلا کر مجھے اوسنے اوٹھایا غیر کو
لڑ گئی تقدیر میری غیر کی تقدیر سے

دھوم ہے قاتل کی آتی ہین پریان دیکھنے
چال ٹھیری تیغ سے پرواز ٹھیری تیر سے

دم اگر نکلے تو نکلے گھٹ کے عشق زلف مین
پر قدم باہر نہ نکلے خانۂ زنجیر سے

ذبح ہونے کا نہ اوٹھا خاک بھی ہمکو مزہ
عمر بھر رگڑا تو کیا رگڑا گلا شمشیر سے

ای صبا سنبل نے کیون گلشن مین پھیلایا ہی جال
موج بوے گل بھی مجکو بڑھکے ہی زنجیر سے

بے سبب غلطان نہین ای ناوک افگن خاک پر
چھینے لیتی ہے قضا ناوک ترا نخچیر سے

یون نہین آنے کا قابو مین خط رخسار یار
توڑ جوڑ اس خط کے سیکھون کاتب تقدیر سے

اس مرقع مین عجب نیرنگیان ہین حسن کی
جب نظر اوٹھی اڑین آنکھین نئی تصویر سے

قید ہستی سے جو چھوٹے آگئے جنت مین امیر
حور بنکر روح نکلی خانۂ زنجیر سے

ای گل تر تیرے جذب حسن کی تاثیر سے
رنگ خون ہوکر ٹپکتا ہی مری تصویر سے

لکھدیا روز ازل انجام غفلت کا مری
خواب سے پہلے ہوا آگاہ وہ تعبیر سے

لیگیا مریخ اوسکو غازۂ رخ کے لیے
جو لہو کا قطرہ ٹپکا یار کی شمشیر سے

دیکھ ای دل جاے عبرت قصۂ شداد ہے
گھر جہنم مین بنا فردوس کی تعمیر سے

مرتے مرتے بھی نہ احسان غیر کا ہم سے اوٹھا
سر بھی کٹوایا تو اپنے یار کی شمشیر سے

اپنی آرایش بھی اونکو ہے نزاکت سے گران
کم نہین پھولونکی بدھی آہنی زنجیر سے

اب اداے شکر قاتل بسملون پر فرض ہے
ہر دہان زخم نے پائی زبان شمشیر سے

بوسہ لینے پر جو وہ بگڑے تو پھر بوسہ لیا
معصیت کا ذوق دونا ہوگیا تعزیر سے

زور مین تیر قضا قاتل کسی سے کم نہین
ہان جو مارا ہی تو اک تیری نگہ کے تیر سے

وصف گیسو مین جو کرتا ہون تو کہتا ہے وہ شوخ
دم اولجھتا ہے تری اولجھی ہوئی تقریر سے

جان نثارونکو گلے مل ملکے کرتا تھا ہلاک
رہ گئی یہ چال اے قاتل تری شمشیر سے

عشق ابرو مین جو خط لکھتا ہون قاتل کو کبھی
چاک کرتا ہے لفافے کو مری شمشیر سے

بیڑیان سودا کے گیسو کو پہناتے ہو کیون
رشتۂ الفت کا پھندا سخت ہے زنجیر سے

داد دیگا تو کیا مذکور یہ صیاد حسن
چاہتے ہین داد لٹی آفرین نخچیر سے

منزل حیرت کا طے کرنا بہت دشوار ہے
پار کب ہوتی ہے کشتی قلزم تصویر سے

اُسکے بربادی ہمارے خانۂ دل مین بسی — گھر خرابی کا ہوا آباد اُس تعمیر سے

کھو چکے قاصد کو خط اُس شوخ کو لکھکر امیر
رو چکے لکھے کو اپنی خوبی تقدیر سے

کیا لب معشوق ہوکر جان لے نخچیر سے — سیکھ لے گھر ولمین کرنا کوئی اُسکے تیر سے

شعلۂ آواز سے غش آگیا مثل کلیم — لن ترانی کا مزہ اُٹھا تری تقریر سے

مچھلیان بلے کی رہتی ہین مے پیش نظر — کم نہین میرا تصور دام ماہی گیر سے

مضطرب مجھسے زیادہ یار ہے میرے لیے — اضطراب ناوک افگن بڑھکے ہے نخچیر سے

ہون تہِ محو بیخودی لکھی جو میری سرنوشت — مٹ گیا جو حرف نکلا خامۂ تقدیر سے

محو ہوکر دیکھ نیرنگی طلسم دہر کی — سیر کر حیرت کدے کی دیدۂ تصویر سے

عذر بے بالی پہ ہی کتبک نکل اے مرغ روح — مانگ لے پر عرش تک اُڑنے کو اُسکے تیر سے

عالم کثرت مین ہے وحدت کی نشانی ہے ضرور — فائدہ اتنا ہے بیت اللہ کی تعمیر سے

زندۂ جاوید ہون کیونکر نہ بسمل زیر تیغ — چلتی ہے قاتل قضا بچکر تری شمشیر سے

کل تلک تھا کثرت عصیان سے نادم اے کریم — آج شرمندہ ہون اپنی قلت تقصیر سے

منزلت اضداد سے بڑھجاتی ہے ہر چیز کی — کعبے کی رونق ہوئی بتخانے کی تعمیر سے

عشق گیسو سے جو چھوٹے قتل ابرو نے کیا — آئے مقتل مین جو نکلے خانۂ زنجیر سے

تیرے تڑپنے اور کھنچنے کا تو کیا مذکور ہے — یہ ادائین سیکھ لے کوئی تری شمشیر سے

جور قسم کرتا ہون مین کرتا ہے وہ اُسکے خلاف — اُسکے خط لکھوا کے بھیجون گا تب تقدیر سے

کیا خبر تجھکو کہ قسمت مین کہانکی خاک ہے — جیتے جی کیا فائدہ ہے قبر کی تعمیر سے

وہ کرے سلطان جو تیا یہ کرے سلطان مین — کیا مین نسبت دون ہمان کو یار کی شمشیر سے

داغ سینہ داغ پہلو زخم دل درد جگر — کیسے کیسے ہمنشین مجکو ملے تقدیر سے

زخم یہ اوچھے نہین کھائے ہین قاصد نے امیر

لیکے آیا ہے وہ اس پردے میں خط شمشیر کے

قطع ہو راہ سفر کوچۂ قاتل آئے
تھک گیا ہوں میں الٰہی کہیں منزل آئے

چین جبیں پر نہ تہ خنجر قاتل آئے
وضع میں فرق خبردار نہ اے دل آئے

حاجیو تمکو مبارک ہو سفر کعبے کا
جاکے بتخانے میں اللہ سے ہم مل آئے

مرتے دم بھی نہوئی لذت دیدار نصیب
غش پہ غش مجکو تہ خنجر قاتل آئے

صدمۂ درد جگر سے نہیں آگاہ ہنوز
کہیں اللہ کرے آپ کا بھی دل آئے

حال ہشیاری کا بیدار دلوں سے پوچھو
ہم تو غافل رہے غافل گئے غافل آئے

مجھ سے صدمے نہ جدائی کے اٹھیں گے یارب
جان بھی ساتھ ہی جائے جو کہیں دل آئے

ماہتابی ہے وہ آئے تو تجلی سے نہ کم
میرے آگے تو چمک کر مہ کامل آئے

ہوں وہ واماندۂ غربت جو کروں قصد عدم
موت لینے کو مجھے سیکڑوں منزل آئے

مذہب عشق میں تمیز بد و نیک سے ہے کفر
توبہ کیجے جو خیال حق و باطل آئے

سر اٹھانے کی نہیں کنج لحد میں طاقت
تھک گئے بسکہ کڑی تحصیل کے منزل آئے

وہ غریق یم محنت ہوں کہ آنکھوں میں فلک
خاک جھونکے جو نظر دور سے ساحل آئے

تیز قدموں نے جو پیچھے ہمیں چھوڑا چھوڑا
گرتے پڑتے ہوئے ہم بھی سر منزل آئے

کوئی مشتاق شہادت نہ تڑپ کر مر جائے
دیر اچھی نہیں آتا ہو تو قاتل آئے

سادہ رویوں کو عبث دعوی یکتائی ہے
حال کھل جائے جو آئینہ مقابل آئے

مجکو اور غیر کو یکساں تو نہ سمجھے وہ اسیرؔ
کاش کچھ اسکو تمیز حق و باطل آئے

روبرو دل جو ہمارا سر محفل آئے
منہ سے آئینہ جو پھر تیرے مقابل آئے

بزم میں شب کو جو وہ ماہ شمائل آئے
منہ کے بل شمع گرے غش سر محفل آئے

کوچۂ یار میں جا [illegible]
قید ہونے کو فرشتے سوئے بابل آئے

ہم تہیدست لب گور تو پہونچے پر یون
جس طرح لٹ کے مسافر سر منزل آئے

زخمی عشق ہون ایسا جو ملے دل میرا
صاف آواز پر طائر بسمل آئے

سجدہ مین جا لگے مین مجنون کی طرح بیٹھا ہون
گر نظر مجکو کوئی صاحب محمل آئے

کبھی دس چاندسی چہرے پہ نہو خط کی نمود
یا الہی نہ گہن مین مہ کامل آئے

لوٹتا ہون تہ خنجر فقط اتنے لیے مین
بن پڑے اور جو غصے مین وہ قاتل آئے

ساتھ اغیار کے جب یار کرے بادہ کشی
خون دل کیون نہ یہان اشک کے شامل آئے

آپنے جان پہ اپنے تو مروت کیسی
پھینک دون چیر کے پہلو جو کہین دل آئے

جان وہ جان ہے جو راہ مین تیرے جاے
دل وہ دل ہے جو ترے کوچے مین بسمل آئے

یہ نیا قاعدہ دربار کا ٹھہرا ہے حضور
نذر کے واسطے ہر روز نیا دل آئے

اب کسی سے نہ رہی ملنے کی حسرت باقی
آج جی بھر کے گلے تیغ سے ہم مل آئے

ہاتھ رک جاے نہ قاتل کا ابھی کم سن ہے
ذبح کے وقت نہ ہچکی تجھے بسمل آئے

قلزم عشق وہ قلزم ہے جہان مثل حباب
ٹوٹ جاے جو سفینہ لب ساحل آئے

یادگیسو نے لحد مین بھی نہ چھوڑا پیچھا
قید خانے مین گرفتار سلاسل آئے

بے نقاب آئے جو وہ رات کو محفل مین امیر
شمع نے بڑھ کے کہا رونق محفل آئے

کہا ہے جو دل کا درد تم اسکو گلا سمجھے
تصدق اس سمجھ کے مرحبا سمجھے تو کیا سمجھے

ریا کو کور باطن طاعت خاص خدا سمجھے
سہارا ال گیا دیوار کا اندھے عصا سمجھے

ہوا جب نفس تابع مطلب دل ہو گیا حاصل
گلو سے اژدہا ہمکو جو ہاتھ آیا عصا سمجھے

نظر شیشہ مین جب کوئی موئے سپید آیا
بہت روئے اسے ہم خندۂ دندان نما سمجھے

جو اٹھتے بیٹھتے پیری مین بولین ہڈیان اپنی
درا آئے کاروان زندگی کی ہم صدا سمجھے

نہ کی عہد جوانی مین اٹھائے بندگی ہمنے
رکھے فاقے جو پیری مین [illegible] صوم قضا سمجھے

جوانی اور پیری ایک رات اکدن کا وقفہ تھا | خمارِ نشہ میں دنون کو کھویا ہے کیا سمجھے
ہوئے کشتہ نظر آیا جو خالِ ابروے قاتل | ہم اس خنجر کے جوہر کو سرِ قافِ قضا سمجھے
ہر اک لختِ دلِ پرخون شہیدِ تیغِ الفت تھا | گر اد اس پہ جب اس کو اپنے کربلا سمجھے
مخمس ہے نیا ناخن بدل وہ پنجۂ رنگین | سوا شاعر کے اسکا حسن کوئی اور کیا سمجھے

امیر اہلِ حرم سمجھے حرم تصویرِ ابرو کو
کھنچا خاکا جو اس گیسو کا ہندو کا لکھا سمجھے

تارکِ ہستی سے اوسکا آستان نزدیک ہے | بے نشانون سے بہت وہ بے نشان نزدیک ہے
اس چمن مین طائرِ کم پر اگر ہون مین تو کیا | دور ہے صیاد بھی اور آشیان نزدیک ہے
ہے ازل سے ساتھ نرم و سخت کا اس دہر مین | کس قدر انسان کے دانتون سے زبان نزدیک ہے
صحبتِ عالم سے نقصان گوشہ گیرونکا نہین | خوف کیا گر تیر سے زاغِ کمان نزدیک ہے
رکھ قدم آہستہ آہستہ چمن مین عندلیب | دور کچھ گلچین نہین ہے باغبان نزدیک ہے
بامِ جانان دور کیا ہے کہتی ہے پروازِ شوق | حوصلہ عالی اگر ہو آسمان نزدیک ہے
ہو چلی ہے الفت اک پردہ نشین سے پھر مجھے | المدد اے ضبط وقتِ امتحان نزدیک ہے
آگے عالی ظرف کے کم ظرف کیا پاے فروغ | آبرو کیا ہے جو دریا سے کنوان نزدیک ہے
توبہ گلرویون کی الفت سے ہے پیری مین ضرور | اے بہارِ زندگی وقتِ خزان نزدیک ہے
پرفشانی حسرتِ پروانہ ہے اب کیا غرور | دامِ صیادِ اجل ہے مرغِ جان نزدیک ہے
عشقِ صادق کی ہے آمد دل ہوس سے پاک کر | صاف کرنا چاہیے گھر میہمان نزدیک ہے
لی جو میخوارونے انگڑائی اوتارا جامِ مہر | کیا ہی میخانے سے طاقِ آسمان نزدیک ہے
برگِ گل صیاد آتے ہین جو اکثر متصل | کیا بہت میرے قفس سے بوستان نزدیک ہے
دل ہے نالان غم سے ٹپکا چاہتی ہے اشک بھی | آتی ہے بانگِ جرس اب کاروان نزدیک ہے
صورِ محشر کو کھلا دے سرمہ اے گردِ گناہ | چپ ہو وقتِ حسابِ عاصیان نزدیک ہے

ہر طرف ہین غول خضر راہ پوشیدہ اسد
اب ظہوری مہدی آخر زمان نزدیک ہے

وعدۂ وصل اور وہ کچھ بات ہے	ہو نہو اسمین بھی کوئی گھات ہے
خلق ناحق درپئے اثبات ہے	ہے دہن اوسکا کہان اک بات ہے
بوسۂ چاہ زنخدان عید لین	ڈوب مرنے کی یہ اے دل بات ہے
گھر سے نکلے ہو نہتّے وقت قتل	یہ بھی پھر قتل عاشق گھات ہے
مین نے اتنا ہی کہا تھا اوخطا	یہ بگڑنے کی بھلا کیا بات ہے
بعد مدت بخت جاگے ہین مرے	اب بیٹھے ہین سونے کو ساری رات ہے
کیا کرون وصف بتان خود پسند	انسے بڑھکر بس خدا کی ذات ہے
باتون باتون مین جو مین کچھ کہہ گیا	ہنسکے فرمانے لگے کیا بات ہے
حرف مطلب صاف کہہ سکتا نہین	ہے ادب مانع کہ پہلی رات ہے
مجھ سے ہو اظہار الفت واہ واہ	آپ کے فرمانے کی یہ بات ہے
رہ گئے ہین ہم ملاتے لب سے لب	میکشی ہو ساقیا برسات ہے
زچ ہو تیری چال سے رخسار چرخ	مہر رخ سے بازی مہ مات ہے
کیسی کٹتی ہے سیہ بختی مین عمر	رات سے دن دن سے بدتر رات ہے
چھیڑتا ہو دل کو کیا اے درد ہجر	خود گرفتار ہزار آفات ہے
اے غنی دے سیم و زر وقت بلا	مال دینا جان کی خیرات ہے

قطعہ

گر جگہ دل مین نہین پھر اس سے کیا	یہ دو شنبے کی یہ بدھ کی رات ہے
صاف کہدے تو یہان آیا نہ کر	ہان یہ سو بات کی اک بات ہے

لخت دل ہین میرے کھانے کو اسد

بس انھیں ٹکڑوں پر اب اوقات ہے

کشور دل مین ہو پر یو نکے بھی شاہی تیری
قاف تا قاف حکومت ہو الٰہی تیری

نیم جان چھوڑ چلی نیم نگاہی تیری
زندگی تا صد و سی سال الٰہی تیری

تو بھی اے ابر سیہ تولین بھی مئی کی سیاہ
ملگئی خوب سیاہی مین سیاہی تیری

گور مین ساتھہ نہ جائیگی یہ شوکت ای شاہ
چھوٹ جائیگی یہین مسند شاہی تیری

نازینرنگ پر اے ابلق ایام نہ کر
نہ رہیگی یہ سفیدی یہ سیاہی تیری

وصل مین جوش پر آیا جو مرا قلزم اشک
زلف اے ماہ بنے گی پہ تباہی تیری

لکھکے خط کوچۂ قاتل مین تجھے کیا بھیجون
اے کبوتر نہین منظور تباہی تیری

دل تڑپتا ہے تو کہتی ہین یہ آنکھین رو کر
اتبو دیکھی نہین جاتی ہے تباہی تیری

چاہنا جو مجھے تو حشر مین کہنا اے دل
داور حشر نمانے گا گواہی تیری

ہم فقیر اپنی فقیری مین شب و روز ہین مست
تجکو اے شاہ مبارک رہے شاہی تیری

کیا بلانے کی ڈراتی ہے مجھے او شب گور
کچھہ شب ہجر سے بڑھکر ہے سیاہی تیری

مے پلا خوب جب سے رمضان تک ساقی
دونی کردونگا مین تنخواہ سپاہی تیری

اپنے پیاسے کو بھی کرتی نہین سیراب وہ حرکت
کیسی تربیتی ہے تلوار ترا ہی تیری

برہمن کعبہ نشین شیخ حرم بندۂ بت
مصلحت ہے جو مشیت ہو الٰہی تیری

چھپ گیا مہر قیامت بھی تہ ابر سیاہ
بلبے اے نامۂ اعمال سیاہی تیری

کیا ہوا تجکو کہ غافل ہے او امیر
حرص سے طبع ہر مشتاق نوا ہی تیری

ہر گنہگار کو ہے آس الٰہی تیری
عام ہے ہر صفت نا متناہی تیری

آنکھ مین آئے نہ تیلی ہو تو ای زلف سیاہ
دلمین ٹھہرے تو سویدا ہو سیاہی تیری

منزلین تکتی ہین گھونگھٹ نکل ای قاتل خلق
راہ تکتے ہین کھڑے دیر سے راہی تیری

رنگ تو خوب ہی پر ہے شب غم عیب یہ ہے
کہ روانی نہیں رکھتی ہے سیاہی تیری

جوہر تیغ ہیں اے ابروے پُرخم تجھ میں
قدر کس طرح سے سمجھیں نہ سپاہی تیری

میں تو زنداں سے سوے دشت بڑھاتا ہوں قدم
ہو گی اے خانۂ زنجیر تباہی تیری

حشر میں تو نہ زباں بند کرے تیغ دو دم
دو گواہوں کے برابر ہے گواہی تیری

بو نہیں رنگ نہیں نور نہیں نار نہیں
معرفت کیوں نہ ہو دشوار الٰہی تیری

وہ کس لطف سے پڑھتا ہے تو اے طفل نصاب
مدح کرتا ہے ابو نصر فراہی تیری

جوش وحشت میں گریبان ہم جو کریں جامہ سے تنگ
ابھی اے کوہ ہو چوٹی پہ تباہی تیری

تیرے نظارے سے بڑھتی ہے بصارت اے زلف
سرمہ بنجاتی ہے آنکھوں میں سیاہی تیری

عشق فریاد ولا حشر میں کام آئیگی
گر رکے گی نہ زباں وقت گواہی تیری

وہ عیاں دن کو نہیں تیرا فقط اے زلف سیاہ
شب کو بھی آکے وہ باقی ہے سیاہی تیری

تو سفینہ ہے زمانہ ہے سفینے میں امیر
سامنے عالم کی تباہی سے تباہی تیری

گذر کو ہے بہت اوقات تھوڑی
کرو نہ طول قصہ رات تھوڑی

جو مجھ زاہد نے مانگی ست بولی
بہت یا قبلۂ حاجات تھوڑی

کہاں غنچہ کہاں اوسکا دہن تنگ
بڑھائی شاعروں نے بات تھوڑی

اوٹھے کیا زانوے غم سے سر اپنا
بہت گذری ہے یہ ہیہات تھوڑی

خیال ضبط گریہ ہے جو ہمکو
بہت امسال ہے برسات تھوڑی

پلا دے لیکے نقد ہوش ساقی
تہیدستوں کی ہے اوقات تھوڑی

وہی ہے آسمان پر گنج انجم
ملی تھی جو تری خیرات تھوڑی

ترا اے [illegible] وعظ
لیے حرمت ہے اتنی بات تھوڑی

چلو حضرت امیر آنکھیں تو دیکھو لو

نہایت رہ گئی ہے رات تھوڑی

پژمردہ گل ہوئے ترے گالونکے سامنے
سنبل پہ پیچ پڑ گئے بالونکے سامنے

پردہ اونھین سے ہی جنھین تاب نظر نہین
آتے ہین ہمدوہ دیکھنے والونکے سامنے

بیجا زمین کو فخر نہین آسمان پر
ذرہ ہے مہر مہر جمالون کے سامنے

کیا کیا بناؤ کرتے ہین خار رہ جنون
رکھ رکھکے آئینے مرے چھالونکے سامنے

نیرنگ صنع دیکھ تماشا سے باغ کر
کیا سرخ گل ہین سبز نہالونکے سامنے

بندھتے جو شوخ دشت مین مضمون چشم یار
پڑھتا غزل مین اپنی غزالونکے سامنے

قطعہ

کیا گلرخون نے رنگ جمائے ہین باغ مین
کیا گل کھلے ہین حور جمالون کے سامنے

کیا سرخ سرخ جام ہین پھولون کے روبرو
کیا سبز سبز شیشے ہین تھالون کے سامنے

وصلت کی رات اور موذن گجر خروش
ہوتے ہین کیسے کیسے ملالون کے سامنے

اے زرپرست فقر کا تجھکو مزہ تو ہو
کوڑی کی چتیان ہین ہمالون کے سامنے

کیا منہ جو علم عشق مین بحثے کوئی حکیم
ہو نطق بند میرے سوالون کے سامنے

اون مہوشون کی یاد مین لبریز ہین جو داغ
روشن ہو آفتاب ہلالون کے سامنے

کرتے ہین عجز جنکو خدا نے دیا ہے ظرف
شیشون کے سر جھکے ہین پیالون کے سامنے

رکھتے ہین جو ہنر اونھین آفت سے کیا خطر
ساحل ہے بحر پیرنے والون کے سامنے

تیرون کے پر کٹے ترے غمزون کے روبرو
تیغین نہ چل سکین تری چالون کے سامنے

یہ نور یہ ضیا یہ چمک یہ دمک کہان
خورشید سے تو اترے گالون کے سامنے

سودائی ہین جو لاتے ہین چین ختن سے مشک
یہ چھپا نہ جائیگا ترے بالون کے سامنے

چارا برون کے عشق مین پوچھو نہ حال دل
تہا کتان سے چار ہالون کے سامنے

گلشن ہے جوش ساغر و مینا سے میکدہ
کیا گل کھلے ہوئے ہین نہالون کے سامنے

تعریف سرو قامت محبوب کی امیرؔ
مشکل نہین بلند خیالون کے سامنے

خورشید چمکے کیا ترے گالون کے سامنے
میلی خطِ شعاع ہے بالون کے سامنے

دعویٰ زبان کا لکھنؤ والون کے سامنے
اظہار بوے مشک غزالون کے سامنے

اے دل فغان وہ کر کہ صداے جرس ہو بند
شرمندہ ہون نہ قافلے والون کے سامنے

عاشق نے لاکھ جمع کیا دفتر ہوا اُس
شیرازہ کھل گیا ترے بالون کے سامنے

چشمِ سیاہ یار جب آنکھون مین پھر گئی
آنسو مرے بھر آئے غزالون کے سامنے

آئے وہ باغ مین تو لگی چھوڑنے نسیم
تازہ شگوفے تازہ نہالون کے سامنے

ہم ہین وہ اے کلیم کہ غش کا تو ذکر کیا
جھپکی نہ آنکھ برق جمالون کے سامنے

چشمِ سیاہ یار جب آنکھون مین پھر گئی
آنسو مرے بھر آئے غزالون کے سامنے

حالِ کلیم و طور سنا ہوگا آپ نے
کیسا حجاب دیکھنے والون کے سامنے

مضمون کی کیا کمی ہے کہ عرشِ برین بھی ہے
نزدیک دور گرد خیالون کے سامنے

پاؤن کی چھاگلین جو سمجھتے ہین خار دشت
آتے ہین دوڑ کر مرے چھالون کے سامنے

ہم کیا کہ سرکشون کے بھی پرخم ہین گردنین
ان کج کلاہ گیسوؤن والون کے سامنے

طاؤس و کبک ٹھوکرین کھاتے ہین ہر قدم
چلتی نہین ہے کچھ تری چالون کے سامنے

لیلیٰ کو پاس خفتِ مجنون بھی کچھ نہین
آنکھین دکھا رہی ہے غزالون کے سامنے

موسیٰ سے کہدو طور پہ جایا کرو نہ روز
اچھی نہین ہین برق جمالون کے سامنے

جادون کو نہر نہر کو بحر روان کرین
کتنی یہ بات ہے مرے چھالون کے سامنے

مرقد سے بھاگ جائینگے خود منکر و نکیر
ٹھہرینگے کیا وہ میرے سوالون کے سامنے

اے دل بھر تو بیٹھے ہی تھے سب آبلے
کانٹون نے لی جو نوک کی چھالون کے سامنے

دنیا امیرؔ کیا ہے جو ماتمکدہ نہین

ہر دم بیان ہین تازہ ملاؤن کے سامنے

قبلۂ دل کعبۂ جان اور ہے / سجدہ گاہ اہل عرفان اور ہے

ہو کے خوش کٹواتے ہین اپنے گلے / عاشقون کی عید قربان اور ہے

روز و شب یان ایک سی ہے روشنی / دل کے داغون کا چراغان اور ہے

خار دکھلاتی ہین پھولون کی بہار / بلبلو اپنا گلستان اور ہے

قید مین آرام آزادی وبال / ہم گرفتارون کا زندان اور ہے

بحر الفت مین نہین کشتی کا کام / نوح سے کہدو یہ طوفان اور ہے

کسکو اندیشہ ہے برق و سیل سے / اپنے خرمن کا نگہبان اور ہے

درد وہ دل مین وہ سینے پہ ہے داغ / جسکا مرہم جسکا درمان اور ہے

کعبہ رو محراب ابروے اسیر
اپنی طاعت اپنا ایمان اور ہے

نہین اُمید جو اُس بیوفا کے آنے کی / مین راہ دیکھ رہا ہون قضا کے آنے کی

ستم سے تنگ ہون احسان مجھپہ کر واعظ / خبر سنا اُسے روز جزا کے آنے کی

عدم مین یاد کرون گا کسی مسیحا کو / نکال لون گا کوئی راہ جا کے آنے کی

چڑھاؤ پھول جو میری لحد پہ آئے ہو / یہ کون چال ہے تیوری چڑھا کے آنے کی

سگ اُس پری کا کہین کھاے استخوان مری جلد / اُڑادے قید الٰہی ہما کے آنے کی

یقین ہوا جو گرا دانت کوئی پیری مین / کہ آج کھل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی

جگایا مین نے جو سوتے مین تنگ ہوکے کہا / ٹھہر ٹھہر کہ نہین نیند جا کے آنے کی

مین تھک چکا ہون بہت دور قافلہ پہونچا / سبیل کون ہے بانگ درا کے آنے کی

غضب ہے نزع مین کہتے ہین سب پڑھو کلمہ / لگی ہے رٹ مجھے اس بیوفا کے آنے کی

نقاب ڈال سکے آئے کہو خدا کے لیے / یہ کون شکل ہے صورت چھپا کے آنے کی

جو تن پہ زخم لگے اور جان تازہ ہوئی
کشادہ ہوگئیں راہیں ہوا کے آنے کی

غلاف ڈال قفس پر ابھی نہ اے صیاد
کرے ہے چمن سے توقع صبا کے آنے کی

امیر جائیں گے ہم بے نظیر آج ضرور
خبر ہے میلے میں اوس مہ لقا کے آنے کی

ساقیا درد مے صاف نہیں بیٹھ گئی
شربتی ڈاک تھی یہ زیر نگیں بیٹھ گئی

موت بھی میری طرح تھک کے حزیں بیٹھ گئی
باڑھ تو خنجر قاتل کی نہیں بیٹھ گئی

بعد مردن بھی ہے سر ضعف کی قوت نہ گھٹی
خاک اوٹھی بھی تو چکرا کے وہیں بیٹھ گئی

قصد جنت جو مری روح نے دنیا سے کیا
ڈاک حوروں کی دم بازپسیں بیٹھ گئی

ان دنوں دختر رز کا نہیں ملتا ہے پتا
کہیں قاضی کے تو گھر جا کے نہیں بیٹھ گئی

سقف گردوں کی بھی اے دیدۂ تر کچھ ہے بساط
چار دن بھی تری [illegible] تسکین بیٹھ گئی

دور سے بھی جو نظر آئی کبھی شکل امید
پاس آ کر مرے پہلو کے قریں بیٹھ گئی

رستمی پر جو تری زلف مسلسل آئے
ڈھاک تا تار سے تا کشور چیں بیٹھ گئی

کشتی عمر کا انجام ہمیں یاد آیا
کھا کے چکر کوئی کشتی جو کہیں بیٹھ گئی

لمعۂ حسن نے بخشا اسے افشاں کا فروغ
گرد بھی اڑ کے جو بالائے جبیں بیٹھ گئی

وا رے شوق اشارہ مجھے قاتل نے کیا
دوڑ کر موت تہ خنجر کیں بیٹھ گئی

شعر پر درد جو لکھنے پہ طبیعت آئی
سامنے آ کے مرے روح حزیں بیٹھ گئی

سخت جانی کے دکھائے کسے جوہر اب امیر
کند تری باڑھ تو اے خنجر کیں بیٹھ گئی

آنسوؤں سے نہ فقط گرد زمیں بیٹھ گئی
کشتی چرخ بھی چکرا کے وہیں بیٹھ گئی

لنگر اوس سے بھی گراں ہوں گا مری اٹھ نہ سکا
ٹیک کر زانوؤں کو گائے زمیں بیٹھ گئی

تھا وہ گریاں کہ ہوئی قبر کشادہ مرگ کے بعد
نم ہو ہو کے یہ اشکوں سے زمیں بیٹھ گئی

ہم گھڑے مر گئے جدھر وہ نکلکر بیٹھے
صفت رقیبون کی یسار اور یمین بیٹھ گئی

جس زمین پہ کہ مرا ابر طبیعت برسا
گرد ہنگامہ پیشین و پسین بیٹھ گئی

رشک رخسار نے تیرے کسے لاغر نہ کیا
کہنشی ماہ کی لے زہرہ جبین بیٹھ گئی

نارسا خاک کو بھی ضعف نے میری رکھا
یان سے اوٹھی تو سر عرش برین بیٹھ گئی

کیون نہ ہو چشمون مین ہو نام کہ تصویر تری
حلقۂ چشم مین مانند نگین بیٹھ گئی

اوٹھا آنکھ سے اوس شوخ کی ہمچشمی کا
کیون تری آنکھ نہ اے آہوی چین بیٹھ گئی

چال نے تیری قیامت کو آبھرنے نہ دیا
ٹھوکرین ایسی لگائین کہ وہین بیٹھ گئی

دی رقیبون کو نشانی جو انگوٹھی اوسنے
چوٹ سو پر صفت نقش نگین بیٹھ گئی

کبھی لیلی کی منگائی جو خبر مجنون نے
ڈاک صحرا مین غزالون کی وہین بیٹھ گئی

مار رکھا کہ نہ در یار سے سرکا عاشق
کوئی ٹھوکر بھی جو سر کی تو وہین بیٹھ گئی

کوہکن کو مزہ الفت شیرین او ٹھا
ضرب تیشے کی جو بالاے جبین بیٹھ گئی

پھر آدم جو فرشتون نے اوٹھائی مٹی
ایسی چلائی کہ آواز زمین بیٹھ گئی

رفعت طبع کہان بھی نہ لگا ہمین **امیر**
پست مضمون سے زیادہ یہ زمین بیٹھ گئی

جان تن سے جو تڑپ کر شب فرقت نکلی
دل نے خوش ہو کے کہا ایک حسرت نکلی

بتکدے مین ہمین اللہ حرم سے لایا
شکر صد شکر یہان ایک تو صورت نکلی

کیون اجی غازہ مرے خون کا مل کر دیکھا
اور ہی چہرہ ہوا اور ہی رنگت نکلی

ڈال کر منہ پہ نقاب اسنے کیا مجھکو حلال
دم آخر بھی نہ دیدار کی حسرت نکلی

پھر نکالا جو قرآن مین بھی تو نکلی فال
لن ترانی کے سوا اور نہ آیت نکلی

ہاتھ تک مفتی و قاضی کو لگانے نہ دیا
دختر رز تو بڑی صاحب عصمت نکلی

سیکڑون ڈوب گئے چاہ ذقن مین تیری
اس بھنور سے کوئی کشتی نہ سلامت نکلی

طور پر برق تجلی سے جو موسیٰ ہوئے غش — خوب دیکھا تو وہ تیری ہی شرارت نکلی

بڑھ گئی حسن پرستی کی تجھے حرص امیر
ہائے پیری تو جوانی سے بھی آفت نکلی

شب وصل کیا مختصر ہو گئی — کہ آتے ہی آتے سحر ہو گئی
شب وصل ادھر سے ادھر ہو گئی — بدلتے ہی کروٹ سحر ہو گئی
نہین ملتی یہ بھی تو دو دو پہر — مری نبض اسکی نظر ہو گئی
دیا موت نے پیاس مین جام آب — کہ جی ڈوبتے آنکھ تر ہو گئی
بہت آمد آمد تھی اس گل کی گرم — پڑا مینہ تو ٹھنڈی خبر ہو گئی
کسی کروٹ آیا شب غم نہ چین — تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی
کھٹکتی ہے اب زندگی آنکھ مین — رگ جان سے مجھے نیشتر ہو گئی
الٰہی شب غم مین اتنا تو ہو — کوئی جھوٹ کہدے سحر ہو گئی
چبھی دلمین اس گل کی باریک بات — رگ گل مجھے نیشتر ہو گئی
کرے کون اب آ کے سیر چمن — کہ بلبل تو بے بال و پر ہو گئی
مین حیران ہون زلف و رخ دیکھکر — سر شام کیونکر سحر ہو گئی

ہمین سر پٹکتے ہی گذری امیر
یونہین عمر ساری بسر ہو گئی

لذت جو ملی مرے لہو کی — خنجر نے بلائین لین گلو کی
آنکھین ہین وہ قہر جنگجو کی — تیغین ہین بھری ہوئی لہو کی
کی دلشکنی نہ تند خو کی — سختی پہ بھی نرم گفتگو کی
موسیٰ سے کہو کہ چپ رہین اب — باری ہے ہماری گفتگو کی
روئے مری قبر پہ وہ آکر — ہم خاک ہوئے تو آبرو کی

منہ اپنا نہ آرسی مین دیکھو
سنبھلے گی نہ چوٹ روبرو کی

کی جسپہ نگاہ تجھکو دیکھا
اب تک تو نظر کہین نہ چوکی

جز دیر و حرم کہان مین جاؤن
راہین تو یہی ہین جستجو کی

جائیگا جنون نہ سر سے بے ذبح
ہو فصد مری رگِ گلو کی

ساقی نے سنگھائی غش مین ہشی
سوندھی سوندھی مجھے سبو کی

تن سے غم زلف مین یہ لاغر
ہر عضو بدن گرہ ہے مو کی

تھا چار طرف اوسی کا جلوہ
کیون نعش ہماری قبلہ رو کی

پلکین دمِ جوشِ خونفشانی
دھارین نظر آتی ہین لہو کی

اس رخ کو مین آئینہ کہون کیا
ہے یہ تو مثال روبرو کی

دوست ازل ہون ساقیا مین
ہشی ہے خمیر مین سبو کی

دل ہی نہ رہا امید کیسی
جڑ کٹ گئی نخل آرزو کی

اب کیون ہین کلیم غش مین خاموش
پہلے نہ سنبھل کے گفتگو کی

لا کہکے دہن کو ہم ہوئے نیست
دو حرف مین ختم گفتگو کی

ق

کیسی ارنی کہان کے موسیٰ
خود دید کی اپنی آرزو کی

تھا پردۂ ظاہری جو منظور
آواز بدل کے گفتگو کی

کلفت نہ مٹی امید دل سے
اشکون نے ہزار شست و شو کی

بیعت پیر مغان طرفہ مزا دیتی ہے
سلسلۂ ساقی کوثر سے ملا دیتی ہے

یہ دمِ رقص جو پازیب صدا دیتی ہے
بخت خفتہ مرے جھنکار جگا دیتی ہے

حسرت عشق رخِ اوج دکھا دیتی ہے
چھت سے آنکھین مریضون کی لگا دیتی ہے

چشم نمناک بھی ہے دافع اعجاز مسیح
ابر مردہ اگر آتا ہے جلا دیتی ہے

پڑھ کے جب بولتی ہے موسم گل میں بلبل
جل کے پھولوں میں صبا آگ لگا دیتی ہے

کیا عجب گر ترے بیمار کو صحت ہو جائے
یاد عارض وہ سی قرآن کی ہوا دیتی ہے

غم یہ ہے ہجر میں مرنے کی ہوس ہے دل کو
مر گیا وہ لئے مجھے جینے کی دعا دیتی ہے

کنج غربت میں مجھے ہو جھتی ہے موت ہی موت
بیکسی گور غریبان کا پتا دیتی ہے

مانگنے پر نہیں لاتی ہے صبا نکہت گل
سُنکے اِس کان سے اُس کان اُڑا دیتی ہے

پوچھتے ہیں جو شب ہجر میں ہم شمع سے حال
مُنہ سے کہتی نہیں کچھ اشک بہا دیتی ہے

کم نہیں قند مکرر سے تمہاری تکرار
کیا کہوں کیا مرے کانوں کو مزا دیتی ہے

صدمۂ ہجر سے کیونکر نہو نالاں مرا دل
ٹھیس لگتی ہے تو چینی بھی صدا دیتی ہے

جان پر صدمۂ شب ہجر ہے سونا کیسا
آنکھ لگتی ہے تڑپ دل کی جگا دیتی ہے

پا کے غافل تجھے اک روز فنا کر دیگی
جان دھوکا ہے مہلت جو قضا دیتی ہے

لاغری نے یہ مٹایا کہ کوئی گھر میں نہیں
دستک آ کے عبث در پہ قضا دیتی ہے

ہے بجا کہیے اگر دولت دنیا کو پری
ہوشیاروں کو یہ دیوانہ بنا دیتی ہے

سامنے جا کے جو کرتا ہوں کسی وقت سلام
پھیر لو منہ انھیں سر جھک یہ حیا دیتی ہے

پھرتی ہیں گردن عشاق پہ وہ ہری تیغیں
ساتھ کیا آنکی اداؤں کا قضا دیتی ہے

ہم برہنہ فقط اس عمر میں ہیں ورنہ بہار
ٹوپیاں غنچوں کو پھولوں کو قبا دیتی ہے

کیجیے غور تو دولت بھی پیمبر سے امیر
کہ کریموں کو خدا سے یہ ملا دیتی ہے

سوچ لے یہ عہد وقت انکار کے
دو توں لب ہیں دو گواہ اقرار کے

منہ سے ہیں حسن ملیح یار کے
ہیں نمک پروردہ اس سرکار کے

مر گئے عشاق چشم یار کے
صدقے اترے مردم بیمار کے

تیرے ابرو کے اشارے غیر سے
مجکو گہرے زخم ہین تلوار کے

عرش پر رکھا قدم مجھ زار نے
گر گئے نیچے یار کی دیوار کے

باہر اوس یوسف نے جب رکھا قدم
بھر گئے دونون سرے بازار کے

کنہ بازی مین مقرر ہو عجز کا
جیت لے بازی کو ہمت ہار کے

نعمت کونین سے دل سیر ہے
ایک بھوکے ہین ترے دیدار کے

زیور اوس گل نے اوتارا میرے بعد
پھول تربت پر چڑھائے ہار کے

میری حالت پہ گرے ہین بار ہا
اشک چشم روزن دیوار کے

آرزو یہ ہے کہ تپشی کی طرح
ڈھیر ہون نیچے تری دیوار کے

خونبہا موسیٰ سے لین گے روز حشر
کشتے چشم سرمگین یار کے

عشق ابرو مین کہان صبر و قرار
چل دیے سب کھینچتے ہی تلوار کے

سیکڑون مین آئے تو کھینس جائے شیخ
پیچ اولجھین پاؤن مین دستار کے

مرکے جب پہنا کفن سمجھے یہ ہم
زیب تن کپڑے کیے دربار کے

ذلت و خواری و رسوائی امیر
سب ہین وحشی دامن پندار کے

آئے بالین پر جو مجھ بیمار کے
خوب روکے موت و اڑھین مار کے

موے مژگان گرد چشم یار کے
ہین مگس ران مردم بیمار کے

دیکھکر زخمون کو جسم زار کے
روئے چھالے پھوٹ کر تلوار کے

تیری سہہ سو ہان نہین دونون مین خوب
صدقے اس انکار اوس اقرار کے

باغبان مجبور ہوا تب مہربان
پھول جب کانٹے ہوے گلزار کے

ضبط گریہ کیا کرون اے ہم صفیر
پھول کمہلا جائینگے گلزار کے

ہین وہ لاغر باغ مین پھیلا کر پاؤن
سوتے ہین سائے مین نوک خار کے

عشق ابرو مین سراو تارا دوش سے ٭ ٹیڑھ گئے ہم دم پہ پاس تلوار کے
کھیلتا ہے یار گھر بیٹھے شکار ٭ ہنس کو دکھلاکے موتی ہار کے
شیخ کعبے مین یہ ہم دیر مین ٭ سب ہین مجرائی ترے دربار کے
داغہاے عشق کھلاتے نہین ٭ پھول ہین کس بیخزان گلزار کے
نالۂ عاشق یہ ترچھی کی نگاہ ٭ وار برچھی پر لیے تلوار کے
حادثون سے بیخطر ہین خاکسار ٭ کب دبا سایہ تلے دیوار کے
شمع بالین سے یہ کہدے اے صبا ٭ سر پہ روتا ہے کوئی بیمار کے
پھول کھلاتے نہین ہین گلفروش ٭ ناز پروردہ ہین یہ گلزار کے
حور کی آنکھین ارم مین دیکھکر ٭ رخنے یاد آئے تری دیوار کے
واعظا سمجھا ہے تو دوزخ جسے ٭ کچھ شرر ہین آہ آتشبار کے

روز محشر کشتگان قد یار
ہون گے سایے مین علم بردار کے

جو بحر عشق مین ہے وہ آفت رسیدہ ہے ٭ گرداب شکل موج گریبان دریدہ ہے
مضمون ضعف ہو قلم آہ سے رقم ٭ سینہ رگون سے صفحۂ مسطر کشیدہ ہے
مرتا ہون شوق قتل مین ملتی نہین گلے ٭ قاتل کی طرح تیغ بھی مجھسے کشیدہ ہے
روشن ہے راز عشق ہمارے سکوت سے ٭ اس انجمن مین شمع زبان بریدہ ہے
بیہوش کردیا مجھے وحشت نے اسقدر ٭ آہو بھی میرے دشت مین از خود رمیدہ ہے
تعریف کرتے ہین ترے ندان سے اہل ذوق ٭ جو شعر تازہ ہے ثمر نو رسیدہ ہے
روتا ہون یاد چشم مین کس خوش نگاہ کی ٭ ہر تار اشک دام غزال رمیدہ ہے
چن چن کے رکھے ہیں صفت آستین مین شعر ٭ دیوان مین ہمارے جو مضمون ہے چیدہ ہے
پایا کسی نے سر محبت نہ آج تک ٭ افسانہ عشق کا خبر نارسیدہ ہے

سرتاقدم وہ شوخ ہے مست شراب حسن
رنگ حنا ہے ہاتھ رخ مے کشیدہ ہے

غافل یہ موت کہتی ہے پیری مین صبح وشام
عمر اخیر عہد بپایان رسیدہ ہے

گلزار تن سے طائر دل اڑ گیا امیر
سینہ اب آشیانۂ مرغ پریدہ ہے

ہر اک عضو بدن پر داغ عشق یار جانی ہے
مرے دفتر کے ہر ہر فرد پر اسکی نشانی ہے

جو چہرہ ارغوانی تھا وہی اب زعفرانی ہے
شکن چہرے پہ نقش پائے طاؤس جوانی ہے

خدا کو اپنی اپنی داستانین سب سنائینگے
قیامت جسکو کہتے ہین وہ بزم قصہ خوانی ہے

سبیل اے وحشیو کیا وادئ وحشت مین کھوگے
تمھارے آبلے کاہے کو ہین کوزون مین پانی ہے

عبث برباد کرتی ہے اڑا کر کوے جانان سے
صبا کیا میرے مشت خاک پر نامہربانی ہے

برنگ شمع جنکو خضر رہ سے گرم رفتاری
فقط طے ایک شب مین انکی راہ زندگانی ہے

وہ میرے مہر خط کو دیدۂ بیگانہ سمجھے ہین
نئے انداز کی اے نامہ بر یہ بدگمانی ہے

وہ شمع حسن جو آنسو بہا جاتا ہے ہر شب کو
ہماری قبر مین روشن چراغ مہربانی ہے

وہ پیاسا ہون کہ مرجاؤن نمانگون خضر سے پانی
گئی جب آبرو پھر خاک آب زندگانی ہے

بلائین کھینچیے اے دل کام آئیگی سیہ بختی
زمین کوچۂ گیسو مین یہ کملی بچھانی ہے

خدا نے نیک صورت دی تو سیکھو نیک باتین بھی
برے ہوتے ہو اچھے ہوکے یہ کیا بدزبانی ہے

پسا جاتا ہون بار ضعف سے اٹھا نہین جاتا
وہ لاغر ہون گران مجھپر لباس ناتوانی ہے

ہوا ہون زندہ در گور انتہائے ضعف سے یارب
مری چھاتی پہ سل اب تک یہ سنگ سخت جانی ہے

امیر اس عاشقی کا لطف ہے فصل جوانی مین
اندھیری رات مین کہنے کے قابل یہ کہانی ہے

خدا نے شان یوسف سے تمھاری شان افضل کی
کھلی سب نقش ثانی سے حقیقت نقش اول کی

کھلا مضمون یہ ہمکو دیکھکر تحریر کاجل کی
کہ حاجت ہے بیاض چشم مین بھی خط جدول کی

چمن کو کون جائے سیر کو ساون کے بادل کی
کہ زنجیر پڑی ہی ہین پانوون مین اشک مسلسل کی

شب وصلت مین مجھسے خبر آنیکی ہو نہین سکتا
تڑپ جاتا ہے دل فریاد سنکر آنکی چھاگل کی

جو عشاق کمر نالے نہین کرتے تو زیبا ہے
عدم کے جانیوالونکو کہان حاجت ہے مشعل کی

ہزاران مضمون کو ہوش مین لاؤ نہین سنتے
یہ سچ ہے ایک تھوڑی مین ہے مستی ایک بوتل کی

کبھی گیسو کبھی موے کمر مین قید کر رکھا
پنھائی یار نے بیڑی کبھی بھاری کبھی ہل کی

تماشا بوستان کا دیکھیے تو چشم نرگس سے
ہرن کی آنکھ سے وحشت مین کیجے سیر جنگل کی

شبیہ ان مردمان منکر توحید کی کھینچون
سیاہی ہاتھ آجائے جو مجھکو چشم احول کی

نجات اندیشۂ امروز فردا سے نہین ممکن
اگر کل فکر ہمکو کی تھی آج سے ہے کل کی

فراق یار مین جاؤن اگر سیر گلستان کو
جگر کے پار ہو جائے سنان ہر ایک کونپل کی

تغافل پیشگی بیداری طالع کا باعث ہے
کبھی یہ سوچ کر تعبیر ہے نے خواب مخمل کی

چھپے گی کیمیا کیونکر ترے صحرا نشینون سے
پتا پوچھین گے جب وہ بوٹیان بولینگی جنگل کی

جو سونگھے اس گل خوبی کی خوشبو درد سر ہو جائے
مگر طینت مین مٹی ہے زمین عطر صندل کی

جہان کی سرد مہری سے نہین غم ہم فقیرون کو
دو شالون سے کہین بڑھکر ہے گرمی اپنے کمل کی

صفائی سینۂ جانان پہ لہراتا ہے یون گیسو
کہ جیسے سانپ کو بو مست کر دیتی ہے صندل کی

خدا سمجھے جو مجھکو اور تمکو غیر کیا پروا
ہمیشہ ایک کو دو دیکھتی ہے آنکھ احول کی

امیر اک ذرہ گل سو کھلکر ہو جائینگے کانٹے
چمن کی جو روش ہے آجکل جھاڑی ہے جنگل کی

ہم اسکے عشق مین صبر و قرار کھو بیٹھے
قدیم دوست ہمیشہ کے یار کھو بیٹھے

بتون کے عشق مین ہم جان زار کھو بیٹھے
عجب امانت پروردگار کھو بیٹھے

سوال وصل کا کرنے سے یہ ہوا حاصل
کہ آسرا ترے امیدوار کھو بیٹھے

کھلا نہ اشک بہانے سے کوئی عقدۂ دل
گرہ مین تھے جو در شاہوار کھو بیٹھے

وفا کا عہد کیا دیکے دل تو یہ پایا
کہ پھیر لینے کا بھی اختیار رکھو بیٹھے

خطا ہوئی جو کیا تم سے غیر کا شکوہ
تمھارے آگے ہم اپنا وقار کھو بیٹھے

سر خدنگ نگہ آچکا تھا طائر دل
تم آنکھ پھیر کے اپنا شکار کھو بیٹھے

کرینگے منزل عقبیٰ کو اب یہ کیونکر طے
کہ زاد راہ غریب الدیار کھو بیٹھے

ہزار حیف نہ آئی اجل نہ وہ بدعہد
ہم آنکھیں مفت شب انتظار کھو بیٹھے

لیا جو خواب مین بوسہ تو یار جاگ اٹھا
تمام عمر کا ہم اعتبار کھو بیٹھے

قرار اب کسی پہلو ہمین نہین آتا
کہ دل سے صبر ہم اے جان زار کھو بیٹھے

ہلال ابروے ساقی کی یاد بھول گئی
کلید میکدہ ہم بادہ خوار کھو بیٹھے

بلائین لیتے ہی وہ اور ہو گیا وحشی
ہم اپنے ہاتھون سے اپنا شکار کھو بیٹھے

مرے گلے پہ پڑا خط نہ سخت جانی سے
کہ گر کے مفت وہ خنجر کی دھار کھو بیٹھے

نہ ہوش ہے نہ خرد ہے نہ صبر اب ہمکو
یہ ہمنشین تھے جو دو تین بار کھو بیٹھے

گلون نے خندۂ بیجا سے یہ ثمر پایا
کہ چار دن بھی نہ گذرے بہار کھو بیٹھے

ادا وہ کون تھی جسپر ہوے فقیر امیرؔ
ذرا سی بات پہ صبر و قرار کھو بیٹھے

مرا احوال کر سکتا نہین اُن سے بیان کوئی
دہن مین میرے قاصد کے مری رکھدے زبان کوئی

کرے کیا باغبان سے راز دل غنچہ بیان کوئی
دہن جب بند ہو کب کھل سکتا ہو زبان کوئی

نہین کرتا سواے کذب اب سچا بیان کوئی
مگر تم تیل کا بگڑا ہے زیر آسمان کوئی

خط عارض کو اُسکے دیکھکر یہ دھیان آتا ہے
دیا حسن مین اُترا ہوا مچھلی کا ہوان کوئی

ہزارون خار لالون پھول اس گلشن مین ہین لیکن
نہ تم سا نازنین کوئی نہ ہم سا ناتوان کوئی

دلیل خط گلزار اب شک سے بچا ہو کہتا ہون
کہین بتلانے قاصد کو اس محبت کا نشان کوئی

سواے کعبہ بتخانون مین کیا اپنے قدم جاتے
ملا سجدے کے قابل اور کب در آستان کوئی

نظر مین ہیر پھر جاتی ہے صحبت ناوک دل کی
نظر آتا ہے جب گھر مین کسی کے میہمان کوئی

مدد پیرِ مغان سے چاہتے ہین نوجوان مقصود کو پہونچین
نشانے تک نہین جاتا ہے ناوک بے کمان کوئی

حیا دیکھو وہ نرگس زار مین گھبرا کے کہتے ہین
ادھر آنکھین اُدھر آنکھین نقاب اُلٹے کہان کوئی

نگاہ پرورش پھیرے اگر لطف و کرم اُسکا
نہو پھر طفل طفل اشک کی صورت جوان کوئی

اُٹھانا کوہ کا آسان اُٹھانا بات کا مشکل
قوی سمجھا ہے عالم مین نہ سمجھا ناتوان کوئی

شفیق ایسا سگ جانان آپہونچتا ہے خبر لینے
سرک جاتا ہے جب تن جگہ سے استخوان کوئی

قفس کی تیلیان ہین چھنی شاخین ہین درختون کی
کہان باندھے الٰہی اس چمن مین آشیان کوئی

جو چلاتا ہون فرقت مین محلے والے کہتے ہین
کرو منھ بند کیا سر پر اُٹھا لوگے مکان کوئی

مزہ تب ہے کہ وہ بھی ہو کسی معشوق پر عاشق
کرے میری طرح اُسکا بھی ہر دم امتحان کوئی

مجھے یون ڈھونڈھتا پھرتا ہے ناوک اُس ستمگر کا
پھرے بیتاب جیسے طائر بے آشیان کوئی

ہمارے عشق کی کیون مثنوی شاعر نہین کہتے
کہان پائینگے گرما گرم ایسی داستان کوئی

کمال جذب سے تا لامکان پہونچے امیر احمد
رہا معشوق و عاشق مین نہ پردہ درمیان کوئی

آج کیا کرتے ہو غمزے وصل مین ہر دم نئے
یہ تو سمجھو تم نئے ہو جان من یا ہم نئے

بیخودی دکھلاتی ہے جلوے مجھے ہر دم نئے
ہے عجب عالم کہ ہر عالم مین ہین عالم نئے

ہر گھڑی مین نظر آتی ہین کیا کیا صورتین
رات دن عالم دکھلاتا ہے یہ جام جم نئے

دیکھے بھالے ہین یہ کوچے جانتے بوجھے ہین یہ ننگ
تم سمجھتے ہو کہ ہم دیتے ہین اُسکو دم نئے

حسن روز افزون بھلا دیتا ہے پہلے قاعدے
روز ہو جاتے ہین اُس محفل مین جا کر ہم نئے

کسطرح تقریب مین سنبل سے اُسکو مو شگاف
پیچ اُس گیسو کے پہچان مین نئے ہین خم نئے

پاتے ہین ہر روز آنکھونکی تری مین لخت دل
گل کھلایا کرتی ہے ہر روز یہ شبنم نئے

میزبانی کر بچھا جود و سخاوت کی بساط
مل رہینگے روز مہمان تجھکو اے حاتم نئے

ہے عجب وسعت تصور مین کہ آسکے حد نہین
بند کین آنکھین تو دیکھے سیکڑون عالم نئے

ہے پھپکتی مین نبکیتی ہین وہ غمزہ نا سور
جو مین آتا ہے نرالی پیچ مین ہر دم نئے

سامنا ہوتے ہے جانان سے سیہ سے ہو سفید
عید ہو کپڑے بدل ابر و دیدۂ پُر نم نئے

ہر غزل مین تازگی مشکل ہوئے طبع رسا
کہنہ مشقون کو بھی ہاتھ آتے ہین مضمون کم نئے

کہنہ رنجون سے جو دل گھبرا گیا ہے اے **امیر**
ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین سارے جہان مین غم نئے

مدت ہوئی کہ جی مرا جینے سے سیر ہے
اے جان تیرے منہ سے نکلنے کی دیر ہے

کیا جانے کس لیے نگہ دیر دیر ہے
طغیان آب شرم بھی دریا کا پھیر ہے

کیا گرمیان ہین آتش رنگ حنا کی واہ
ہاتھون مین اُس پری کے سمندر ہیر ہے

آتے ہین وزدل کی زیارت کو رنج و غم
سینہ مرا نہین کسی مرشد کا ڈھیر ہے

غیرون کو پھاڑ کھاے سگ یار تو کہون
اے شیر واہ تو ہی تو شیرون کا سیر ہے

آئے جو نزع مین تو یہ کہکر وہ اُٹھ گئے
ہم جاتے ہین یہان ابھی رخصت مین دیر ہے

بتخانے ہوتے جائینگے ہم تو سوے حرم
ہونے دو دو قدم کا جو رستے مین پھیر ہے

کر اک نگاہ سینۂ پُر داغ کی طرف
پھولون کی تیری نذر کو حاضر چنگیر ہے

کیا پہلوان مرگ کو بازو ملا قوی
افراسیاب سا بھی زبردست زیر ہے

الفت رہی کی تو آگ مین جلنے کا خوف کیا
پروانے سے زیادہ مرا دل دلیر ہے

رکھتے نہین زمین پہ قدم صاحبان گیر
باد بروت بام فلک کی منڈیر ہے

جینے سے کیون نہ سیر مرا دل ہوئے **امیر**
ہم نیم جان اُدھر نگہ دیر دیر ہے

کبھی سمجھا نہ آگے گیا ہم آخر دم کو سمجھاتے
سمجھ جاتا اگر اتنا کسی پتھر کو سمجھاتے

اُدھر کم نزع مین مہلت اُدھر بیتابی و رقت
نہ رو دو چپ ہو کیونکر یہ سارے گھر کو سمجھاتے

نصیحت کرنیوالون کو اگر کچھ بھی سمجھ ہوتی
جو سمجھاتے ہین مجھکو وہ مرے دلبر کو سمجھاتے

خدا ایسا بھی ہوتا ہی بنا ہین جسکو خود بندے
سمجھتا تو خلیل اللہ یہ آذر کو سمجھاتے

بتاتے راہ اسی کوچہ کی سب گم کردہ راہونکو
کہین ملتے تو ہم یہ خضر پیغمبر کو سمجھاتے

کوئی کہتا نہ آئے باز میرے قتل سے ہرگز
جو دنیا انکو سمجھاتی وہ دنیا بھر کو سمجھاتے

انگوٹھی کیا ندیتا ہمکو وہ چھلا نشانی کا
اگر آکر سلیمان اس پری پیکر کو سمجھاتے

یہ ضد ہے دیکھئے گر شمع روشن میری تربت پر
اسی دم جاکے گل کر دی وہ یہ صرصر کو سمجھاتے

وہ شاہ حسن ہے تو عہد اکبر مین اگر ہوتا
نگین کر پیشکش یہ نورتن اکبر کو سمجھاتے

خدا ہمت اگر دیتا تو اپنے قتل کی چالین
کبھی قاتل کو سمجھاتے کبھی خنجر کو سمجھاتے

نہ لے جاتا ہمین نخوت بڑا انکو حسینون مین
زبان ہوتی تو آئینے یہ روشنگر کو سمجھاتے

تڑپ کر رشک سے اس محفل مین دونون نے کیا رسوا
دل نادان کو سمجھاتے کہ چشم تر کو سمجھاتے

امیر اب کی ہے سودا جوش پر ہمکو اگر ملتا
بنانا بیڑیان بھاری یہ آہنگر کو سمجھاتے

عشق مین جینے کے بھی لالے پڑے
ہائے کس بیدرد کے پالے پڑے

وادی وحشت مین جب رکھا قدم
آگئے میرے پانون پر چھالے پڑے

دل چلا جب کوچۂ گیسو کی سمت
کوس کیا کیا راہ مین کالے پڑے

دور تھا زندان سے کیا دشت جنون
چلتے چلتے پانون مین چھالے پڑے

کس نگہ نے کر دیا عالم کو مست
ہر جگہ لاکھون ہین متوالے پڑے

ہجر مین جب منہ لگایا جام کو
سیکڑون ہونٹھون پہ تبخالے پڑے

طوق وحشت اپنی گردن مین پڑا
یار کے کانون مین جب بالے پڑے

مجھکو اک آنسو کی حسرت ہے امیر
کتنے مینہ برسے کیے جھالے پڑے

آنکھ اُسکے حضور رو رہی ہے — ساتھ اپنے مجھے ڈبو رہی ہے

دیدار کہان کہ دور ہے حشر — قسمت ابھی اپنی سو رہی ہے

کیا باغ مین دیکھتی ہے شبنم — جو گل کی ہنسی پہ رو رہی ہے

اللہ رے حسن دختر رز — زاہد کے حواس کھو رہی ہے

کیا کشتی و ناخدا نا شکوہ — تقدیر ہمین ڈبو رہی ہے

مقراض کتر کتر کے وہ خط — کانٹے مرے حق مین بو رہی ہے

نرگس کو صبا نہ چھیڑ اتنا — سونے دے غریب سو رہی ہے

گلشن مین جو ابر ہے دھوان دھار — میخوارون مین دھوم ہو رہی ہے

اُس تیغ کے منھ چڑھے نہ بجلی — کیون جان سے ہاتھ دھو رہی ہے

کیا شوخ ہے اُسکی یاد مژگان — دلمین نشتر چبھو رہی ہے

ہم جاگ رہے ہین ہجر کی شب — تقدیر ہماری سو رہی ہے

احسان ہے امیر چشم تر کا
نامے کی سیاہی دھو رہی ہے

طرفہ پیغام یہ اُلفت کی نظر کہتی ہے — کہ مرے دل کی ترے دل سے خبر کہتی ہے

آج آتا ہے وہ گل باد سحر کہتی ہے — سچ ہو یارب جو یہ اُڑتی سی خبر کہتی ہے

بلبل و گل مین ہے غماض نسیم سحری — کچھ اُدھر کہتی ہے کچھ جا کے ادھر کہتی ہے

جوہری کیا ترے دانتون سے ملاتے ہین اُسے — پانی پانی ہون یہ خود آب گہر کہتی ہے

غنچۂ گل مجھے کہتے ہین یہ کہتا ہے دہن — رگ گل مین ہون یہ باریک کمر کہتی ہے

یاد پچھلون کی دلاتے ہین مجھے موے سپید — گرد رہ قافلے والون کی خبر کہتی ہے

ماہ نو مین نہین اُس تیغ کا ہے دوش قول — بدر مین ہون یہ پس پشت سپر کہتی ہے

وہ جوان رعشۂ پیری کا مزہ کیا جانین — عضو تن جد مین ہین جنبش سر کہتی ہے

شام کا ہے یہ اشارہ کہ پہن رخت سیاہ
خاک کر ڈال گریبان یہ سحر کہتی ہے

بحر عالم مین سفینہ کوئی بچنے کا نہین
ہمہ تن ہو کے زبان موج خطر کہتی ہے

متحمل ہے اگر غم کا تو دل سے ہے میرا
تیغ رکتی ہے مجھی سے یہ سپر کہتی ہے

کیون زبان تیغ کی خاموش ہے محفل مین امیر
حال قاتل سے مرا کہدے اگر سختی ہے

باندھی جو روز حشر ہوا ہم نے آہ کی
اڑتی پھرے گی فرد ہمارے گناہ کی

شرکت نہ کی ملال مین کس دادخواہ کی
دل پر کسی کے چوٹ پڑی ہمنے آہ کی

اب دشمنی ہے اسکو تو کچھ راہ راہ کی
سیدھی طرح سے یار نے ترچھی نگاہ کی

عاشق کے دلمین عیش جہان کا کہان گذر
یہ چھاؤنی ہے فوج غم و درد و آہ کی

عاشق ہون فوج اشک کو آنکھون مین دون جگہ
سردار کو ضرور ہے خاطر سپاہ کی

کمنائینگے چڑھینگے جو اُس تند خو کے منھ
کہدو کہ شامت آئی ہے خورشید و ماہ کی

اُس گل کو کیون نہ پہونچے مین وحشی جو خط لکھون
صحرا مین ڈاک بیٹھی ہے مردم گیاہ کی

بھاری بہت ہے لاؤنگا روز جزا مین رند
رکھوا کے سر پہ شیخ کے گٹھری گناہ کی

دامن سے کیون چھپاتے ہو بالون کو راہ مین
آندھی نہین ہے گرد ہماری نگاہ کی

دل سے پتا ملیگا زنخدان یار کا
یوسف سے راہ پوچھیے کنعان کے چاہ کی

ہے روندنے سے کام خبر رہروونکو کیا
تربت گدا کی ہو کہ لحد بادشاہ کی

مین رند خواب مرگ سے اُٹھا تو دیکھنا
پرسش ہی روز حشر اُٹھا دے گناہ کی

کندن سا چہرہ دیکھو کبھی آئینے مین تم
سونا ملاؤ مہر کا چاندی مین ماہ کی

خرمن ہزار صبر کے اِکدم مین جل گئے
بجلی چمک گئی جدھر اُسنے نگاہ کی

ہون وہ خلیل دیر مین توڑدن اگر صنم
آواز آئے اشہد ان لا الٰہ کی

پائے قلم نے لکھکے ترے گیسوؤن کا وصف
خلخال پہنی حلقۂ مار سیاہ کی

کہدونگا سب گناہ مرے مجھکو یاد ہین	کیون فرد کاتبان عمل نے سیاہ کی

سر قتل گہ مین دیکھے عدم کو گیا امیر
لی گھر کی راہ پھینک کے گٹھری گناہ کی

آنکھ مجھ سے دل ملے اغیار سے	یار در گذرا مین ایسے پیار سے
ہے حسینون کو خلش مجھ زار سے	پھول کچھ کھٹکے ہوے ہین خار سے
ذوق کا ہے عشق ابرو مین یہ حکم	عمر بھر گردن گلا تلوار سے
لیچلی غربت جو صحرا کی طرف	ملکے ہم روئے در و دیوار سے
نور وہ شمس و قمر سے ہٹ گیا	بچ رہا تھا کچھ جو رخ یار سے
دور سے آخر ہوا آئی خزان	میکشو اٹھو چلین گلزار سے
تھے وہ موسیٰ غش یہ غش آیا جنھین	ہان تو آنکھین کھل گئین دیدار سے
گریہ بان کرنے گئی تھی رات کو	روکے اٹھی شمع بزم یار سے
بلبلون کو دیکھکر شیدا ہے گل	وہ بہت الجھے گلے کے ہار سے
پھول سب ہنستے ہین شبنم کس لیے	تو چلی روتی ہوئی گلزار سے
لیچلی جھونکے ہوا کے بوے مشک	مشک تاجر جس طرح تاتار سے
رنج و غم درد و الم ہین غمگسار	جی بہلتا ہے انھین دو چار سے
کیون برستی ہو اداسی ہے صبا	کون گل رخصت ہوا گلزار سے
چشم و دل دونون غضب مین ہین گھر	ذوق وصل و حسرت دیدار سے
بے طرح نرگس کی شہ تی ہے نگاہ	آپ اب باہر چلین گلزار سے
ابرو مژگان ہو تا ہون نثار	ہے وصیت میرے ہر غمخوار سے
اٹھ گیا دنیا سے آپ مجھے	قبر کھدوانا مری تلوار سے

وادی غربت مین پھرتا ہے امیر

کوئی کہدے اُس غریب آزار سے

کیجیے قتل ابروے خمدار سے
کاٹیے چورنگ اُس تلوار سے

مرکے چھوٹا کو ہمین آزار سے
پائی چھٹی تو زکی بیگار سے

کرچکے قتل اب کہین سو انہو
جاؤ دھو ڈالو لہو تلوار سے

اُسکی مژگان پہ گرا پڑتا ہے دل
عشق ہے ابر آبلے کو خار سے

دیکھنا میرے سیہ خانے کا ڈر
دھوپ اُڑتی ہی نہین دیوار سے

ہو مثل الیاس احدی الراحتین
موت اچھی عشق کے آزار سے

بےسبب چھاگل نہین کرتی ہے شور
یہ بھی نالان ہے تری رفتار سے

طور پر موسی سے کہدو ہوشیار
برق چمکی جلوہ گاہ یار سے

چشم جانان کو ہے دنبالہ گران
اُٹھ نہین سکتا عصا بیمار سے

شعلہ جوالہ ہے خلخال پا
اُس پری کی گرمی رفتار سے

غیر حالت سُنکے میری آن کر ضد
آنکھ اُسنے پھیر لی اغیار سے

ہو جو ناواقف ہم آغوشی کا ڈھنگ
سیکھ لو اپنے گلے کے ہار سے

ہر قدم پر سو طرح کی مستیان
بجلی پڑتی ہین تری رفتار سے

حکم ہے شوق شہادت کا یہی
دو قدم آگے چلون تلوار سے

لاش ہی اُٹھے یہان سے تو اُٹھے
اُٹھ چکے ہم آستان یار سے

ہین اُسے پیر مغان سمجھا امیر
مست جو نکلا در خمار سے

صلح کل مین ہے ابھی شرکت کہین تھوڑی سی
او ہلے پیر خرابات نشین تھوڑی سی

مدو ہلے شوق سجود المدو ہلے شوق سجود
سر نہ اُٹھے ابھی باقی ہے جبین تھوڑی سی

کچھ تو پیدا ہو کباب دل بریان مین مزہ
چاہیے الفت خال نمکین تھوڑی سی

دیکھ مشاطہ جگہ ڈھونڈھتے ہین ہارے
خالی افشان سے نہ رہجاے جبین تھوڑی سی

جان آجاے ابھی جامے سے باہر ہونہین
دے جگہ دل جو وہ پردہ نشین تھوڑی سی

نقد جان دل کیطرح دیکے ابھی لیتا ہون
لذت درد جو ہاتھ آئے کہین تھوڑی سی

خال ابرو کو جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا
ملک ہندوین ہو کعبے کی زمین تھوڑی سی

دانۂ خال ہی دکھلا نہ سہی جنس جمال
بانگی چاہیے لے پردہ نشین تھوڑی سی

روزہ دارون کو نہین خواہش لذت اے چرخ
وقت افطار ملے نان جوین تھوڑی سی

نزع کا وقت ہے اب دیر نہ کر آنے مین
رہگئی ہے نگہ بازپسین تھوڑی سی

کوچۂ وہم ہے تاریک بھٹکنے کا ہے ڈر
چاہیے روشنی شمع یقین تھوڑی سی

خلق اغیار سے بیجا ہے نہین گر عادت
اپنے دامن ہی سے لیجیے چین تھوڑی سی

عشق گیسو مین مرے دل کا ہے سودا کچھ اور
بڑھ گئی بات تھی اے طفل حسین تھوڑی سی

ایک قطرہ بھی نہ پینا مگر اے جان جہان
آسی ندا زسے کر لے گر نہین تھوڑی سی

کوچۂ یار مین ہون لاکھ طپش کے سامان
پھر جو تسکین ہے دلکو تو وہین تھوڑی سی

شور محشر کا سنا ذکر جو واعظ سے امیر
ملگئی لذت خال نمکین تھوڑی سی

پائی راحت جو تہ خنجر کہین تھوڑی سی
آگئی نیند دم بازپسین تھوڑی سی

اڑ گیا توسن دلدار جھجک کر کو سون
گرد پہونچی جو مری تا سر زین تھوڑی سی

بدوماغی رہی اور وہ ہے سیہ ان [illegible]
لاکھ تیغین ہین مجھے چین جبین تھوڑی سی

ہون وہ کافر کہ جھکا سجدۂ بت مین [illegible]
ابھی خالق نے بنائی تھی جبین تھوڑی سی

تیرے [illegible] شکون سے پتہ ہے [illegible]
تکدے روزن کو اگر موز ہین تھوڑی سی

دوستو قبر پہ شاید وہ قدم رنجہ کرے
وا کفن سے رہے سجدہ کو جبین تھوڑی سی

سلطنت بیچتے ہی کرتا نہ قبول ابراہیم
گر شوقی ہوس تاج و نگین تھوڑی سی

تیری آنکھون کیلیے خلق ہوئی تھی شوخی
لیگئے آہوین سے یہ آنکھین بھی تھوڑی سی

ہدیۂ دوست سمجھ کر مین ہوا شکر گذار
رہ گئی سوکھی جو ملی نانِ جوین تھوڑی سی

شوق سجدے کا ہوا اوس مہ لقا کے در پر
دمبدم سائے کی بڑھتی ہے جبین تھوڑی سی

تنگ آئے ہین بہت بیٹھ رہینگے ان جا کر
اس جہان سے جو الگ پائین زمین تھوڑی سی

عذر تقصیر پہ تقصیر ہی اچھی تھی مجھے
بڑھ گئی اور تری چین جبین تھوڑی سی

نوک شمشیر سے کھینچی تری مژگان کی شبیہ
رکھ گیا نوک کی صورت گر چین تھوڑی سی

بد دماغی کا نشان بھی ہے کچھ اے نقاش
آپکے نقشے مین بنا چین جبین تھوڑی سی

خم چڑھا جائین تو سمجھے کہ کوئی گھونٹ اترا
کیا پئین ہے خرابات نشین تھوڑی سی

بیتین ہو سکتی ہین اسمین بھی بہت نظم امیر
گھر بنانے کو بہت ہے یہ زمین تھوڑی سی

×

جو بعد مرگ مرے دل مین کچھ غبار آئے
عجب نہین ہے کہ آندھی ترے مزار آئے

وہ لیکے تیر و کمان جب پئے شکار آئے
سلام کرنے ہرن باندھکر قطار آئے

عجیب خواب گران مین تھے خفتگان زمین
کسی نے بھی نہ سنا ہم بہت پکار آئے

گڑھے مین گور کے پھینک آئے اقربا مجکو
سبک خاک کیا سر کا بوجھ اتار آئے

فلک نے ساتھ مصیبت کے خلعتین بھی دین
جو فاقہ گھر مین ہوا میہمان ہزار آئے

ہم ایکبار بلانے پہ لاکھ بار گئے
وہ لاکھ بار بلانے پہ ایکبار آئے

نہین تو جان بھی دیتے ہین آپ تو نہین عذر
خدا کرے کہ کہین تمکو اعتبار آئے

بندھا تصور مژگان جو نزع مین سمجھے
سپہ طلب در دولت سے چوبدار آئے

جنون نے دو دن سے عداوت کو کو ملین چھوئین
شکار قیس کو تیر و کمان تیرہ دار آئے

خلیل ہمارت مین نہ قائل ہوا ستارون کا
بدل کے رنگ یہ بہروپیے ہزار آئے

غضب ہوا دل مین کیا گھر تمہاری آنکھون نے
خراب کرنے کو مسجد مین بادہ خوار آئے

ہوا ہی چھوڑ کے خالق کو بندۂ مخلوق
بتون کو خاک برہمن کا اعتبار آئے

شراب میکدہ کب ہی نصیب زاہد مین
حصول کیا ہی جو مطبخ مین وزہ دار آئے

جو ترک نجیر کو مین نے کہا تو وہ بولے
کہان کے آپ بڑے ایسے دوستدار آئے

گناہگارون کا چورنگ کھیل ہے انکو
ادھر ادھر گئے دو چار ہاتھہ مار آئے

جلا ہون یہ فلک سرد مہر کے ہاتھون
لگاؤن ہاتھہ تو کافور کو بخار آئے

کہان فلاح کہ اب چاہتا ہے چرخ دنی
در بخیل پہ حاتم امید وار آئے

یقین ہی ذکر کرے میری جوش وحشت کا
جو آبلے کے دہن مین زبان خار آئے

جلا سکے ہین شب غم مین اور بھی جگنو
کہان سے آڑ کے جہنم کے یہ شرار آئے

لہو نچوڑ کے بھر دون وہ رندمیکش ہون
نظر جو شیشۂ خالی دم خمار آئے

جنون کی فکر احبا نے کی امیر تو کیا
یقین ہے آج ہی کل موسم بہار آئے

کون بیماری مین آتا ہی عیادت کرنے
غش بھی آیا تو مری روح کو رخصت کرنے

جان دو بجر غم فرقت مین ہی ہمکو لیکن
کون جائے ملک الموت کی منت کرنے

اسکو سمجھاتے نہین جا کے کسی دن ناصح
روز آتے ہین مجھی کو یہ نصیحت کرنے

تیر کے ساتھہ چلا دل تو کہا مین نے کہان
حسرتین بولین کہ مہمان کو رخصت کرنے

آگئے میخانے مین تھے پیر خرابات امیر
اب چلے مسجد جامع کو امامت کرنے

بوقت بحر غم سے کشتی جان حزین نکلی
کبھی بیٹھی کبھی اچھلی کہین ڈوبی کہین نکلی

عجب انداز سے مقتل میں اسکی تیغ کین نکلی
کہ دل سے مرحبا نکلا جگر سے آفرین نکلی

دہانہ ہو گیا موجود جسدم ہان کہا تو نے
ہوا نابود عالم جب سے تیرے منہ سے نہین نکلی

[illegible] ہمارے طبع عالی نے
[illegible] آسمان جب شعر کی کوئی زمین [illegible]

خدا کا شکر وہ بت نزع کے دم دیکھنے آیا
نظارے کی جو حسرت تھی وہ وقت واپسین نکلی

دکھایا اللطف زلف مشکبو میں طرفہ افشان نے
شبِ دیجور میں کیا چاندنی اُس مہ جبین نکلی

وہ کشتہ تھا مسیحوں کا کہ میری خاک تربت پر
کسی نے کوئی بویا تخم شاخ یاسمین نکلی

وہ کیا پردے سے نکلے جسکے پیراہن کو غیرت ہو
ہوا چین بر جبینِ پیرہن جو دیکھی آستین نکلی

جو بجلی ابر میں چمکی کبھی قیس حزین سمجھا
سیہ خیمہ سے باہر لیلیِ محمل نشین نکلی

وہ تھا غم دوست سنگ جور گردون جب پڑا مجھ پر
شکستِ شیشۂ دل سے صدائے آفرین نکلی

سوالِ [illegible] اُس سے کیا لیکن میں ڈرتا ہوں
بنے گی لیک تیوری کی اگر منہ سے نہیں نکلی

ہوئی تھی راہ جو رنگین تری رنگین خرامی سے
وہی قوس قزح بنکر سرِ چرخ برین نکلی

تصور بسکہ تھا دل میں امیر اُس روئے زیبا کا
پری بنکر ہمارے منہ سے آہِ آتشین نکلی

رندِ خراب تیرا دمے پیے ہوئے ہے
شدت سے جان جسپر زاہد دیے ہوئے ہے

کس شان سے وہ میکش آتا ہے میکدے میں
قاضی سبو صراحی مفتی لیے ہوئے ہے

آتا نہیں نظر کچھ گو سامنا ہے اُسکا
کیا بیچ میں تحیر پردہ کیے ہوئے ہے

ہو کون بخیہ گر سے زخمی کا تیرے ساعی
رشتہ کھنچا ہے سوزن منہ کو سیے ہوئے ہے

پیرِ مغان وہ کامل مرشد ہے بادہ خوار
جمشید بھی پیالہ اسکا پیے ہوئے ہے

تربت میں دختِ رز کی اسرار ہے جو اپنا
یہ بات کیا ہے رندو اعلیٰ کیے ہوئے ہے

رحم اب امیر پر بھی لازم ہے یار تجھکو
کب سے دھونی وہ تیرے در پر دیے ہوئے ہے

دلِ عاشق میں کیونکر عکس روئے دلربا ٹھہرے
جمال آفتاب آئینۂ شبنم میں کیا ٹھہرے

سفر ٹھہرا تو قسمت بیچ میں پرکار کی صورت
قدم ہو ایک گر اپنا روان ہو دوسرا ٹھہرے

جو چشمِ غور سے آئینۂ توحید کو دیکھا
سب کچھ تو ہی ٹھہرا ہم [illegible] خود نما ٹھہرے

گیا مرقد تلک گھر سے جنازہ واک پیدا اپنا
عزیز واحباب پہلے راستے مین جا بجا ٹھہرے

صفین آراستہ ہونے لگین جب اہل محشر کی
جما کر ایک ٹکڑی حسرتون کی ہم جدا ٹھہرے

زبس حسرت نکالے ہم گئے جب کوے جانان سے
بہت تھرتھر کے دیکھا دیر تک رو برو تھا ٹھہرے

تھا سیلاب طوفان موج اک کشتی ہر بے لنگر
ٹھٹک کے رشک سے دہ کیونکر یہ ٹھہرائے گیا ٹھہرے

زمین کوئی جانان بھی عجب چسپ تختہ تھا
جہان ٹھہرے ہمارے پانون بشکل نقش پا ٹھہرے

امام سبحہ کے مانند ہم اس بزم کثرت مین
جو ٹھہرے سب مین ملکر بھی تو سب سے پھر جدا ٹھہرے

کمال عجز ہلکولے اوڑا اوج رسا سے پر
ہوے بے بال و پر تو ہم مگر دست دعا ٹھہرے

رہے سایے کی صورت ساتھ ہم ہر شخص کے لیکن
جدا اٹھے جدا بیٹھے جدا آئے جدا ٹھہرے

غبار رنگ آرایش سے روشن دل میرا ہین
کہ اب آئینہ پر ممکن نہین رنگ حنا ٹھہرے

نکالے جاتے ہین ہر روز تاسکی پاس خاطر سے
ترے عاشق نہ ٹھہرے ہم عدو کا مدعا ٹھہرے

تپ غم سے امیر اخگر کی صورت جلتے ہین اعضا
جو ٹھہرے تن پہ تو خاکستری شاید قبا ٹھہرے

قضا کیسی بقا کیسی جب اس سے آشنا ٹھہرے
کبھی اس گھر مین آنکلے کبھی اس گھر مین جا ٹھہرے

نہ ٹھہرا وصل کا شب اب قتل ہی پر فیصلا ٹھہرا
کہان تک دل مرا تڑپے کہان تک دم مرا ٹھہرے

جفا دیکھو جنازے پر مرے آئے تو فرمایا
کہو تم بیوفا ٹھہرے کہ اب ہم بیوفا ٹھہرے

نہ خنجر ہی نہ موڑا نہ قاتل کی اطاعت سے
تڑپنے کو کہا تڑپے ٹھہرنے کو کہا ٹھہرے

نہ ہے قسمت حسینون کی برائی بھی بھلائی بھی
کرین چشم پوشی بھی تو نظرون مین حیا ٹھہرے

یہ عالم بیقراری کا ہے جب آغاز الفت مین
دم مرگ کیا ہو دل اپنا دیکھیے انجام کیا ٹھہرے

حقیقت کھولدی آئینہ وحدت نے دونون کی
نہ تم ہم سے جدا ٹھہرے نہ ہم تم سے جدا ٹھہرے

دل مضطر سے کہدو تھوڑی تھوڑی جب سحر چمکے
ذرا بہکے ذرا سنبھلے ذرا تڑپے ذرا ٹھہرے

شب وصلت قریب آنے نہ پائے کوئی خلوت مین
ادب ہم سے جدا ٹھہرے حیا تم سے جدا ٹھہرے

اٹھو جاؤ سدھارو کیون سر مرقد پہ روتے ہو — ٹھہرنیکا گیا وقت اب اگر ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

تڑپا چارہ گر کے سامنے ای درد یون مجکو — کہین ایسا نہو یہ بھی تقاضائے دوا ٹھہرے

ابھی جی بھر کے وصل یار کی لذت نہین آئی — کوئی دم اور آغوش اجابت مین دعا ٹھہرے

خیال یار آنکلا ہے دل مین تو یون بولا — یہ دیوانون کی بستی ہے یہان میری بلا ٹھہرے

امیر آیا جو وقت بد تو سب نے راہ لی اپنی
ہزارون سیکڑون مین دو ہی رنج و غم دو آشنا ٹھہرے

سوز جگر سے شمع شبستان بغل مین ہے — داغون کی روشنی سے چراغان بغل مین ہے

کیا خوف ہے جو دفتر عصیان بغل مین ہے — آنکھین سلامت اشک کا طوفان بغل مین ہے

ہر دم کھٹک جو ہوتی ہے سینے مین بار بار — شاید بجائے دل کوئی پیکان بغل مین ہے

کیا خوف زخم الفت مژگان مین دل ہے شیر — یہ تیر کھائے ہین کہ نیستان بغل مین ہے

تیرے قدم کے فیض سے ہر ذرہ راہ کا — روشن یہ ہے کہ مہر درخشان بغل مین ہے

آئی بہار شہر مین کس جا نہین خوشی — ہر طفل باغ باغ گلستان بغل مین ہے

واقف ہین زاہدان ریائی سے خوب ہم — کلمہ بتون کا پڑھتے ہین قرآن بغل مین ہے

واعظ کتاب وعظ لیے ہے تو کیا ہوا — بوتل شراب کی بھی تو پنہان بغل مین ہے

کس منہ سے جاؤن داور محشر کے سامنے — شرم آتی ہے کہ دفتر عصیان بغل مین ہے

کافی ہین روشنی کو مجھے داغہائے دل — طاؤس کی طرح سے چراغان بغل مین ہے

شاعر ہین اس زمانے کے دریوزہ گر امیر
نکلے ہین بھیک مانگنے دیوان بغل مین ہے

اٹھو جاؤ اٹھو کے سراپردۂ در کس کا ہے — اے جنون خانہ بدوشی مین یہ گھر کس کا ہے

جلوۂ خورشید ہے یہ پیش نظر کس کا ہے — چاک دامان سحر رخنۂ در کس کا ہے

ڈھونڈھتا ہے جو کوئی پھول تو کہتی ہے صبا — کیا خبر تجکو کہ یہ دل یہ جگر کس کا ہے

اسطرح منہ نہین کرتا ہی جو خورشید کبھی
گرم کیا جانیے بازار اُدھر کسکا ہے

تو ہی یان رہنے کو آیا ہی نہ مین او غافل
جو ہے دُنیا مین مسافر ہی یہ گھر کسکا ہے

برچھیان تن پہ لگین تیغ پڑے تیر آئین
آرزو مند اجل ہون مجھے ڈر کسکا ہے

طالب غیر نہین جلوۂ معشوق پسند
غیر شیرین دل فرہاد مین گھر کسکا ہے

دل کے سو ٹکڑے ہون آجاے کلیجا منہ کو
ضبط سے آہ نہ نکلی یہ جگر کسکا ہے

اسکے دامن پہ گرا اشک جو ہیرا تو کہا
واہ کیا شوخ سے ہے یہ نور نظر کسکا ہے

دل کبھی منزل حق ہے کبھی بت کا مسکن
کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی یہ گھر کسکا ہے

تیرے گریان کے اگر ملک مین آجو نہین
باغ فردوس مین یہ قصہ گھر کسکا ہے

عکس آئینہ صفت ربط ہے منہ دیکھیگا +
خوب واقف ہو نہین دلمین ترے گھر کسکا ہے

لاکھ لاکھ اس شہ خوبان کے ہین احسان امیرؔ
عشق منزل تلک اس طرح گذر کسکا ہے

دیر مین کون ہی کعبے مین گذر کسکا ہے
یار کا گھر یہ اگر ہے تو وہ گھر کسکا ہے

تیر پہ تیر لگاؤ تمھین ڈر کسکا ہے
سینہ کسکا ہی مری جان جگر کسکا ہے

رہبری کو جو گیا دیدۂ یعقوب سے نور
کشور مصر کو کنعان سے سفر کسکا ہے

تندرستون نے قضا کی ہوے بیمار صحیح
پہلے کیا جانیے دُنیا سے سفر کسکا ہے

خوف میزان قیامت نہین مجکو اے دوست
تو اگر ہے مرے پلے تو ڈر کسکا ہے

جھانک کر میرے سیہ خانے کو کہتا ہی یہ ماہ
تیرہ العظمت للہ یہ گھر کسکا ہے

دانے کی خاک نشینی سے ہوئی نشو و نما
خاکساری کا نہین تو یہ ثمر کسکا ہے

کوئی آتا ہی عدم سے تو کوئی جاتا ہے
سخت دونون مین خدا جانے سفر کسکا ہے

چھپ رہا ہی قفس تن مین جو ہر طائر دل
آنکھ کھولے ہوئے شاہین نظر کسکا ہے

کھول کر منہ کو مری گور پہ آ شب عرس
بولی عبرت کہ ذرا دیکھ یہ گھر کسکا ہے

قلب بے شبہ خدا دیگا بتون آدم کو
باغ مملوک پدر غیر پسر کسکا ہے

نام شاعر نہ سہی شعر کا مضمون ہو خوب
پھل سے مطلب ہمین کیا کام شجر کسکا ہے

لاش زیر شجر کوچۂ محبوب گرے
عمل نیک نہ تھے تو یہ ثمر کسکا ہے

صید کرنے سے جو ہے طائر دل کے منکر
اے کماندار ترے تیر مین پر کسکا ہے

شوق ہوتا ہے عمارت کا تو مجھہ سے عبرت
کہتی ہے گور جھنکا کر کہ یہ گھر کسکا ہے

میری حیرت کا شب وصل یہ باعث ہے امیر
سر بزانو ہون کہ زانو پہ یہ سر کسکا ہے

+

جہان مین ہم کوئی دم صورت حباب رہے
خودی کی شرم سے اسپر بھی آب آب رہے

فراق نرگس میگون مین ہم خراب رہے
تمام عمر سیہ مست بے شراب رہے

نہ مجکو آئے نہ آنکو حساب بوسون کا
یہ لین دین الٰہی علی الحساب رہے

نصیب ہو کہ نہو صبح دیکھنا غافل
خیال موت کا لازم ہر وقت خواب رہے

پھنسے حساب مین وزر حساب اہل حساب
حساب مجکو نہ آیا وہ بے حساب رہے

وصال مین بھی نہ دیکھا برا ہو غفلت کا
ہمین کو ہوش نہ آیا وہ بے نقاب رہے

نہ زر سے کام نہ اسباب سے نہ دولت سے
یہ سب رہین نہ رہین عالم شباب رہے

وہ اور ہین جو حسینون کی بزم مین ہین ذلیل
کہین حضور رہے ہم کہین جناب رہے

کرین نہ شکوۂ دیدار طالب دیدار
کلیم ہم تہ میقات تلک خراب رہے

جلائیے دل کو تو اچھی طرح سے آتش غم
مزا کچھ اسمین نہین خام جو کباب رہے

خدا کا نور چھپائے سے چھپ نہین سکتا
جہان رہے وہ عیان مثل آفتاب رہے

بھر آئیگا دل مینوش دیکھکر خالی
نظر سے دور ہی مینا سے بے شراب رہے

قطعہ

خدا نے مجکو سلیقہ عطا کیا ہے بہت
ہر ایک بات کا حاضر صنم جواب رہے

عجب نہین کوئی مسلم کرے جو دعویٰ عشق
قسم کے واسطے اللہ کی کتاب رہے

آسیر کیجیے توبہ کی فکر پیری مین
مزے شراب کے تا عالم شباب رہے

جہان مین یونہین جو دور انقلاب رہے
یقین ہے تیرہ کے گھر مین آفتاب رہے

فراق یار مین ساقی شراب کا کیا ذکر
پیا جو آب تو خجلت سے آب آب رہے

وزیر کو سند شاہ کا ہے فرض اعزاز
انہی کے ہاتھ مین اللہ کی کتاب رہے

کرم کرے وہ توانا جو ناتوان پر
تو نخل موم کے سایے مین آفتاب رہے

شراب خانے کو ہے قصد تیرے وحشی کا
سبو کے ہاتھ مین خشت خم شراب رہے

خدا نے مرتبہ عالی دیا ہے محسن کو
بلند ماہ سے کیونکر نہ آفتاب رہے

رہ خطا مین بھی چلیے تو راستبازی سے
مدام زیر قدم جادۂ صواب رہے

غش آئیگا مجھے دیکھا جو دختِ رز کا جمال
قریب ساغر مے شیشۂ گلاب رہے

یقین ہے تاب نہ لائے حرارت دل کی
جو دو گھڑی مری بالین پہ آفتاب رہے

قصور نفس لعین سے خدا رہا ناراض
گناہ غیر پہ ہم مورد عتاب رہے

ملا جو محفل جانان مین ہمکو اذن نشست
برنگ شمع خجالت سے آب آب رہے

تبارک ابلق ایام ترک گردون کو
اسی کے ران کے نیچے یہ پا در رکاب رہے

خیال رخ یہ بندھا ہمکو عشق گیسو مین
کہ شب کو دن کی طرح روبرو آفتاب رہے

حریص دولت دنیا کا دل ہو گیا خرسند
گذر ہو جنید کا جسمین وہ گھر خراب رہے

خطاب ہے لب ساغر کا محتسب سے اسیر
پھرے جو پیر خرابات سے خراب رہے

بڑھے کیا ربط یار دلستان سے
نیا روز ایک لائین کہان سے

بگولے خاک سے اٹھتے ہین اب تک
نہ مر کر بھی دبے ہم آسمان سے

حسین سب بیوفا ہین حضرت دل
وفادار آپ لائین گے کہان سے

ادھر دیکھو حیا کیسی شب وصل
اٹھا دو بھی یہ پردہ درمیان سے

خزان کے آتے ہی گلچین و صیاد
لپٹ کر خوب روئے باغبان سے

جواب یہ بوسۂ لب سے ہے انکار
کہا تھا وصل کو پھر کس زبان سے

نکلتا ہے مرا دم ڈر نہ جاؤ
خدا حافظ سدھارو تم یہان سے

خیال قامت محبوب آیا
مین جی اٹھا قیامت کے بیان سے

کہان دیر و حرم مین عشق مشرب
یہ لوگ آزاد ہین قید مکان سے

خط قسمت مٹے جبتک نہ اے دل
جبین اٹھے نہ اسکے آستان سے

امیر اسکو نہ دردِ دل سنایا
نہ نکلا کام کچھ دل کا زبان سے

ایک دن یاد کریگا غم دلدار مجھے
روئیگا بیٹھ کے تربت پہ یہ غمخوار مجھے

عیش بیرنج کہان غمکدۂ عالم مین
نظر آتی ہے خوشی خندۂ بیمار مجھے

تیرے جاتے ہی احبا نے کیا دفن اے روح
تو جو ہوتی تو نہ کرتے یہ گرفتار مجھے

سیل سان جوش مین آکر جو مین پہونچا دیرتک
خوف سے بیٹھ گئی دیکھکے دیوار مجھے

گر پڑا دیکھ کے چاہ ذقن اس یوسف کا
مل گیا گوشۂ خلوت سر بازار مجھے

روز محشر در جنت سے جو آنکا دامن
آگیا یاد سگ کوچۂ دلدار مجھے

لال کردونگا کوئی دم مین بہت کھنچتی ہے
منہ پہ چڑھنے تو ذرا دے تری تلوار مجھے

آنکھ کہتی ہے تہ دل سے کہ کرے گی برباد
خواہش وصل تجھے حسرت دیدار مجھے

کیا قیامت ہے ڈرون عاشق قامت ہو نہین
ایسے فتنے نظر آئے ہین کئی بار مجھے

سچ ہے مرجانے سے بڑھ جاتی ہے انسان کی قدر
دوش پر لیکے چلے ہین مرے غمخوار مجھے

جوہر تیغ مرے دام ہین وہ طائر ہون
نشتری ذبح کرے گا سر بازار مجھے

گھر سے نکلا تو وہ تھا ساتھ خزانے کے امیر
تک رہا جان کے وارفتۂ رفتار مجھے

خلعتِ روزِ ازل بے سر و سامانی ہے
خاص ملبوس مرا جامۂ عریانی ہے

کون کہتا ہے اسے برق چمکتی ہے جو برق
کسی معشوق کی ہنستی ہوئی پیشانی ہے

زلف بڑھ کر نہیں آتی ہے قدم تک تیرے
قدِ آدم مری تصویر پریشانی ہے

محوِ نظارۂ قاتل ہوں میں ایسا دمِ ذبح
کہ ہر اک داغِ بدن دیدۂ قربانی ہے

ہاتھ میں نامۂ اعمال کی جا روزِ جزا
اپنی بخشش کی سند داغِ پشیمانی ہے

صورتِ آئینہ کیا نیک و بدِ دہر سے کام
خطِ تقدیر سے خالی مری پیشانی ہے

مرگ کے بعد بھی ہرگز نہ بدن سے اترا
کس قدر چست مرا جامۂ عریانی ہے

لطفِ ساقی سے حکومت ہے زمانے کی نصیب
کشتیِ مے مجھے اورنگِ سلیمانی ہے

ذبح کے بعد تجھے دیکھ رہا ہے قاتل
دیکھ کیا حوصلۂ دیدۂ قربانی ہے

معنیِ مطلعِ ابرو تو بتا دیں مجھ کو
تیری آنکھوں کو جو دعوائے سخندانی ہے

مجمعِ عام میں نکلے عبث اے پردہ نشین
کب گوارا تری تلوار کی عریانی ہے

دیکھ کر نقشِ قدم کو ترے کہتا ہے فلک
[illegible] ہوئی کس چاند کی پیشانی ہے

باڑھ پر آئے تو بے موت مریں حضرتِ خضر
گھاٹ میں یار کی تلوار کے وہ پانی ہے

کم نہیں آئینہ خانے سے یہ سب بزمِ جہان
جس طرف دیکھیے اک عالمِ حیرانی ہے

جلوۂ شاہدِ رحمت ہے گناہوں سے امیر
درۃ التاجِ کرم اشکِ پشیمانی ہے

صحت ہوئی مرض سے مگر ناتوان سے ہے
پرہیز کون توڑے ہم اتنے کہان سے ہے

پامال سرکشون کے رہے ہم جہان سے ہے
دب کر زمین کی طرح تہِ آسمان سے ہے

خنجر کو رکھ کے زخم میں اُس ترک نے کہا
ایسے دہن میں چاہیے ایسی زبان سے ہے

ممکن نہین کہ دلمین چھپے عشق زلف یار
آئینے مین جو بال پڑے کیا نہان رہے

کعبہ بھی چند روز رہا ہے صنم کدہ
چھپتے خدا کے گھر مین بھی بت میہمان رہے

تا حشر آنکو ناز مبارک مجھے نیاز
مانند عشق حسن بھی یارب جوان رہے

یارب چھپین نہ زلف سے ہم عاشقون کے دل
آباد ہنوون سے یہ ہندوستان رہے

دونون جہان کی فکر سے فارغ ہین مے پرست
ہو خم کی خیر مغ کی سلامت دکان رہے

دو روز بتکدہ کی بھی کر آئین چل کے سیر
زاہد خدا کے گھر مین بہت میہمان رہے

دلمین سوا خدا کے نہین جائے غیر خوف
خلوت کیواسطے بھی تو کوئی مکان رہے

چشم کحیل یار نے دم بند کر دیا
سرمے کی گرد مین مرے نالے نہان رہے

مانند مردمک اُسے آنکھونمین دین جگہ
انسان جو آپ اپنی نظر سے نہان رہے

مین ہون حباب مجھکو تعلّی سے کام کیا
گھر کی زمین گھر کا مرے آسمان رہے

اخفا طبیب سے ہے تپ عشق کا ضرور
نبض استخوان مین شمع کی صورت نہان رہے

لازم ہے فکر دوست مناسب ہے ذکر دوست
جبتک تن مین جان دہن مین زبان رہے

ہستی مری مٹا نہ سکی نیستی امیر
وہ ذکر خیر ہون کہ جو ورد زبان رہے

پوشیدہ خط سے جوہر حسن بتان رہے
اپنے دھوئین مین آپ یہ شعلے نہان رہے

مجھ مین رہے وہ پر مین نہ سمجھا کہان رہے
قالب مین ہو کے روح کی صورت نہان رہے

ہم غافلان دہر کو اتنا ہوا نہ ہوش
تھا کون میزبان کہان میہمان رہے

ہے حسن مین بھی معنے روشن کا خاصہ
دلمین عیان رہے وہ نظر سے نہان رہے

دیر و حرم مین سجدہ در دوست پر کیا
تھے آستان یار پہ حاضر جہان رہے

انسان کو چاہیے کہ دلون مین جگہ کرے
بو ہو کے اس چمن کے گلونمین نہان رہے

غربت مین موت آئی ہے تربت بھی خام ہو
کچھ بیکسی کا بعد فنا بھی نشان رہے

کہتا ہے وہ جو شبنم کہ رہین ہم تمھارے گھر
لیکن یہ شرط ہے کہ خدا درمیان رہے

آئی ندائے غیب کہ را جب مین بیقرار
مشکل ہے اب زمین تہ آسمان رہے

تکلیف دے خضاب کی ہمکو نہ اے ہوس
کچھ روز ون پیر بھی سہی برسون جوان رہے

کیسی تڑپ دبے نہ کی آنکھ سامنے
کتنے درست ہوش وہم امتحان رہے

شبنم ہمین خدا نے بنایا ہے تجھکو مہر
تیرا جو ہو ظہور تو پھر ہم کہان رہے

راضی رہین ہمکو پھیر کے منھ ذبح کیجیے
باقی نہ کوئی حوصلۂ امتحان رہے

لاؤن بھلا کہان سے دل بے ملال مین
اے دوست غمکدہ تو یہ ہے غم کہان رہے

لے آہ کر مدد یہ کہان تک مخالفت
یا ہم رہین زمین پہ یا آسمان رہے

ہوتا وصال ذرہ و خورشید کیا اسیر
چار آسمان آٹھ پہر درمیان رہے

گلشن مین سرو فتح شکل نشان رہے
عالم مین سربلند رہے ہم جہان رہے

یارب حیا سے شہرۂ حسن بتان رہے
نیچی نظر سے حسن کی اُنچی دکان رہے

لازم ہے اُسکے رخ پہ نمود خط سیاہ
ممکن نہین کہ آگ کے نیچے دھوان رہے

حاتم کا داستانون مین اتبک ہے تذکرہ
وہ کام کر کہ نامورون مین نشان رہے

نیرنگ انکی شان تجلی کی دیکھیے
اتنے ہوئے عیان کہ نظر سے نہان رہے

زیر زمین بھی آہ کی عادت فرو رہے
قابو مین تا کلید در آسمان رہے

گلشن مین مجھسے ہے یہ تقاضائے اضطراب
گلشن کا ہو جس شجر مین وہین آشیان رہے

مجھسا نشانہ ڈھونڈھتی ہے پھر تیر یار
کیون رات دن نہ پشت خمیدہ کمان رہے

یون بیٹھے بیٹھے زیست کے دن ہو گئے تمام
کشتی مین جیسے ساکن کشتی روان رہے

آیا کبھی ہمسا نہ سگ یار اس طرف
برسون لحد مین ڈھیر مری استخوان رہے

اب دیکھین کیا دکھائے نشیب و فراز دہر
اتبک تو جس زمین پہ تھے آسمان رہے

بیکار رہی زمانہ سے بیکار کب ہوے
ہم نبض دست شل کی طرح سے توان سے ہے

بیڑا ہو پار عشق مژہ مین کشی جو عمر
ٹھیری دھار پہ رہی کشتی رواں سے ہے

صیاد ادھر خلاف آدھر باغبان امیر
ہم بار خاطر قفس و آشیان سے ہے

لطف تب ہو کہ ادھر ہاتھ مین بوتل آئے
اسطرف جھوم کے گلزار مین بادل آئے

طالب جگ بھی ہین منتظر یار بھی ہین
دیکھیے کون شب ہجر مین اول آئے

سخت جانون پہ لگا ضرب سمجھکر قاتل
تیغ مین بال کمر مین نہ تری بل آئے

آنکھ جسکی کہ تری تیغ وہ دم پہ پڑ جاے
ایک دو آسکو نظر صورت احوال آئے

ہجر جانان مین کہان صورت آرام نصیب
چونک اٹھون جو نظر خواب مین مخمل آئے

ہو محبت مین نہ تلخی کے سوا کچھ حاصل
ثمر اس نخل مین آئے بھی تو حنظل آئے

جوش وحشت مین کرون کیون نہ مین صحرا کو گریز
آدمی کا جو نظر شہر مین جنگل آئے

ہر قدم پہ ہون دل اہل تماشا پامال
کبک طاؤس کو تیری جو نئی چھل بل آئے

وقت گریہ کسی گیسوے مسلسل کی ہو یاد
موج اشک آنکھ سے کیونکر نہ مسلسل آئے

ہون وہ بیمار کہ نفرت ہو دوا سے مجکو
درد سر ہو جو مرے سامنے صندل آئے

ہین وہ نادان ضعیفی مین رہے جینے پہ جو ناز
دیر کتنی ہے اجل آج نہین کل آئے

دو دو آہ دل پرسوز جو ہم نذر کرین
چشم جانان کو پسند اور نہ کاجل آئے

ہون وہ وحشی جو کرون دشت نوردی شب کو
ہر قدم غول دکھاتے مجھے مشعل آئے

ہو یقین خشک نہ ہائین نہ رہین کانٹون کی
پاؤن چھالے کے لیے ہاتھ مین چھاگل آئے

لوٹ کر دل سے نہ دکھاے اثر نالہ و آہ
ہے عجب شاخ شکستہ مین نمو پھل آئے

عشق زلف سیہ یار نے مارا ہے امیر
سایہ کرنے کو نہ کیون گور پہ بادل آئے

درد عارض ہو دور گو تو بے مجھے کل آئے
پانون گھس جائین جو بستر تک مرے صندل آئے

وہ قدم تم جو چلو خلق مین ہل چل سے آئے
سیر ہو حشر کا دن وقت سے اول آئے

بلبلے ضعف آج اگر منہ سے نکالون آزاد
جلد آئے جو مرے کان تلک کل آئے

واہ رے شوق شہادت جو قیامت سے آئے
لوگ محشر کو گئے ہم سوے مقتل سے آئے

کفر کعبے مین نہ پھیلاؤ لڑا کر آنکھین
دیکھو عارض پہ کہین یہ سے کے د کاجل آئے

ناتوانی کا یہ عالم ہے کہ نالہ جو کیا
سر کے سو ٹکڑے ہون تیوری پہ اگر بل آئے

وہ سیہ مست ہون ساقی کہ اگر پہلو مین
دلکو ڈھونڈھون تو مری ہاتھ مین بوتل آئے

توبہ کرنی تھی کہ بوچھار ملامت کی ہوئی
خوب ہی جھپہ برستے ہوئے بادل آئے

سر سے اوڑھو نہ ڈوپٹا مجھے کھٹکا یہ ہے
نکلے گھونگھٹ کہین چہرے پہ نہ آنچل آئے

پھول دکھلائی دیے مجکو جنون مین کانٹے
باغ بن بن کے مرے سامنے جنگل آئے

پھینک دو کاٹ کے جڑ نخل تمنا کی امیر
پھول کمبخت مین آئے نہ کبھی پھل آئے

مخمس غزل جناب فردوس مکان نواب محمد یوسف علیخان بہادر متخلص بہ ناظم والی مصطفےٰ آباد عرف رامپور

کیا کیجیے وہ کہتے ہین ہر بات پر غلط
اظہار غم کیا تو کہا سر بسر غلط
یہ درد دل دروغ یہ زخم جگر غلط
مین نے کہا کہ دعوی الفت مگر غلط
کہنے لگے کہ ہان غلط اور کس قدر غلط

طوفان جوش گریہ بے اختیار جھوٹ
آتش فشانی جگر داغدار جھوٹ
زور کمند جذب دل بیقرار جھوٹ
تاثیر آہ و زاری شبہائے تار جھوٹ
آوازہ قبول دعاے سحر غلط

ہر روز ایک تازہ دکھاتے ہین ماجرا
ہر وقت چھوڑتے ہین شگوفہ کوئی نیا

جب آزمائیے تو نہ یہ پیچ نہ وہ بجا | سوزِ جگر سے ہونٹھ پہ تبخالہ افترا

شورِ فغان سے جنبشِ دیوار و در غلط

ہان داستانِ شکوۂ بختِ زبون دروغ | ہان دل کے پیچ و تاب سے سوزِ جنون دروغ
ہان فرطِ غم سے جوششِ سیلابِ خون دروغ | ہان سینے سے نمایشِ داغِ درون دروغ

ہان آنکھ سے تراوشِ خونِ جگر غلط

ہین سب بناؤ مین ہمین فقرے نہ دیجیے | ساقی صبیح ہو تو صبوحی نہ پیجیے
دوڑائیے نہ ہاتھ کو بوسے نہ لیجیے | آجائے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے

عشقِ مجاز و چشمِ حقیقت نگر غلط

تسخیرِ یار کے لیے یہ سب فریب ہین | صاحب شکار کے لیے یہ سب فریب ہین
سمجھا مین پیار کے لیے یہ سب فریب ہین | بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب ہین

اظہارِ پاکبازی و ذوقِ نظر غلط

بھولا سمجھ کے ہمکو جتاتے ہین گرہیان | کرتے ہین مہر جب کبھی بنتے ہین مہربان
ہم برسرِ زمین ہین وہ بالائے آسمان | لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان

احمق بنین ہم اسکو نہ سمجھین اگر غلط

صاحب کہو وہ بات کہ ہو کچھ تو دلنشین | جسکا نہ سر نہ پانون ہو اسکا ہو کیا یقین
اس جھوٹ کی ہی بندہ نواز انتہا کہین | سینے مین اپنے جانتے ہو تم کہ دل نہین

ہمسکو سمجھتے ہو کہ ہے انکی کمر غلط

شیطان بھی تمھارے فریبون سے مات ہے | تم دن کو دن کہو تو مین سمجھون کہ رات ہے
اظہارِ ذوقِ قتل کی ساری یہ گھات ہے | کہنا ادا کو تیغ خوشامد کی بات ہے

سینے کو اپنے اسکے سمجھا سپر غلط

تم لاکھ قسمین کھاؤ نہ مانونگا مین کبھی | کیا جان اپنے ہاتھ سے کھونا ہی دل لگی

نادان بنا رہے ہین ہمین آپ واہ جی	مٹھی مین کیا دھری تھی کہ چپکے سی سونپ دی

جان عزیز پیشکش نامہ بر غلط

عیاریون سے بھی کوئی ہوتا ہے نیکنام	صاحب یہی ہی مگر تو بندے کا ہے سلام
یہ کون بک رہا ہی اگر ہم ہوئے تمام	پوچھو تو کوئی مرکے بھی کرتا ہی کچھ کلام

کہتے ہو جان دی ہی سر رہگذر غلط

مطلب یہ ہی کہ لوگ کہین لو وہ مرگیا	بیڑے مین عاشقون کے عجب کام کر گیا
سرپیٹین آشنا کہ وہ جی سے گذر گیا	ہم پوچھتے پھرین کہ جنازہ کدھر گیا

مرنے کی اپنے روز اوڑائی خبر غلط

اس شاعری پہ آپ کو آہنا نہ تانیئے	فقرون مین ہم نہ آئینگے گو خاک چھانیئے
کیا فرض ہی کہ جھوٹ کو بھی سچ ہی جانیئے	آیت نہین حدیث نہین جسکو مانیئے

ہے نظم و نثر اہل سخن سر بسر غلط

اس بیوفا کو عشق جتانے سے کیا ملا	الزام اٹھائے بیٹھے بٹھائے ہزار ہا
کہنا نہ تھا امید کہ اظہار ہے برا	یہ کچھ سنا جواب مین ناظم ستم کیا

کیون یہ کہا کہ دعوے الفت مگر غلط

رباعی

گھر گھدنے کی پوچھو نہ مصیبت ہم سے	روتی ہی لپٹ لپٹ کے حسرت ہم سے
یا ہم جاتے تھے گھر سے رخصت ہو کر	یا گھر ہوتا ہے آج رخصت ہم سے

رباعی

ہر گھر مین شرابی ہے الٰہی توبہ	ہر در پہ کبابی ہے الٰہی توبہ
مسجد سا مقام اور دور ساغر	کیا خانہ خرابی ہے الٰہی توبہ

رباعی

زاہد ہو کر جو شغل مے چھوڑ دیا
اللہ رے فساد خون بدن چھوڑ دیا
فریاد ہے مجھ شکستہ دل کی یارب
توبہ کی درستی نے مجھے توڑ دیا

رباعی

اوروں کو تو دنیا میں قضا نے مارا
دی زلیست خدا نے پھر خدا نے مارا
پر صورت مرگ و زلیست اپنی ہے جدا
اس لب نے جلایا تھا ادا نے مارا

رباعی

کمرے میں تو شب وہ ماہ سیما آیا
اسپر بھی مجھے ہاتھ نہ تنہا آیا
چلمن جو اٹھی ہوئی تھی آئی تھی ہوا
چھڑوا دیے پردے تو پسینا آیا

رباعی

زیبا ہے جو دم بھرتے ہیں ہر دم اسکا
قتال زمانہ ہے تکلم اسکا
کیا تیغ دو دم ہے اسکی تحریک دو لب
کیا نیمچہ ہے نیم تبسم اسکا

رباعی

مشکل سے تجھے او گل رعنا پایا
کونین میں پھر کر ترا کوچا پایا
دنیا عقبیٰ سے عاشقی حاصل کی
صغرا کبرا سے یہ نتیجا پایا

رباعی

آنکھوں سے ہے ہو رنگ مے پرستی پیدا
پلکوں سے ہے شان پیشدستی پیدا
کچھ حاجت مے نہیں کہ ہو آپ سے آپ
ان پتلیوں سے ہے سیاہ مستی پیدا

رباعی

سنتا ہوں ہوا جلوہ نما عید کا چاند
ہے اسکی جدائی تو کجا عید کا چاند
وہ ابروے پرخم نظر آئے جو مجھے
البتہ یہ سمجھوں کہ ہوا عید کا چاند

رباعی

عاشق کو کہان شکیب شیدا ہوکر / دل زندۂ جاوید ہے مُردا ہوکر
پیوند زمین کرے جو مجکو گردون / گرد آسکے پھرے خاک بگولا ہوکر

رباعی

ایسا ہون مین باوفا ہون کشتۂ ناز / ہڈی سے بنے شانہ پس سوز و گداز
وہ شانہ یقین ہے ہمہ تن ہوکے زبان / دے روز دعا کہ عمر گیسو ہو دراز

رباعی

آرام کہان دشت مین ہم لیتے ہین / تھمتے ہین ٹھہرتے ہین نہ دم لیتے ہین
وحشت ایسی رمیدگی ہے ایسی / آنکھون سے ہرن آکے قدم لیتے ہین

رباعی

شہرے کرم پیر خرابات کے ہین / جلسے وہین رندان خوش اوقات کے ہین
سنکر تھے مگر یہ ذکر سنتے سنتے / زاہد بھی مشتاق ملاقات کے ہین

رباعی

دنیا سے عدم کی سمت جاتے جاتے / بگڑے ہوے کیا کام بنائے جاتے
آنا جانا تھا اپنا مانند نفس / تاخیر ذرا ہوئی نہ آتے جاتے

رباعی

کیا لطف اگر سارا زمانہ دیکھے / دیکھے تو نگاہ چشم دانا دیکھے
گر گلشن الفت مین گذر مثل نسیم / آنا دیکھے نہ کوئی جانا دیکھے

رباعی

کچھ تو ہمین گلشن سے اجی ہاتھ لگے / کھل جائے کنول دل کا کلی ہاتھ لگے
عارض نہ دکھاؤ اک نظر دیکھہ تو لو / گر پھول نہین تو پنکھڑی ہاتھ لگے

رباعی

خط یار نے کیا نام خدا لکھا ہے
القاب جدا شوق جدا لکھا ہے
ملجائے یقین ہے مرض غم سے نجات
نامہ نہین تعویذ شفا لکھا ہے

رباعی

ہٹ جاؤنگا غم مین جان کھوتے کھوتے
اس بزم سے ہوگا کوچ ہوتے ہوتے
ہے شمع صفت اگر یہی سوزش دل
گھل جائیگا تن تمام روتے روتے

رباعی

پہونچے جو ترے در پہ وہ ممتاز ہوئے
رکھا جو قدم سر پہ سرافراز ہوئے
یہ کعبہ کہان اور کہان ہم مجرم
سامان یہ قسمت سے خدا ساز ہوئے

رباعی

ہمکو تو پسند ہے طبیعت ایسی
نکلے الفت کرے عداوت ایسی
کمبخت نے کیا کہا ہی منصف یہ نہین
شاعر کو کہان نصیب قسمت ایسی

رباعی

گھر سے وہ برآمد کبھی در تک نہوئے
تحفے کیے منظور نظر تک نہوئے
نامہ نہ پڑھا جواب نامہ کیسا
قاصد کی خبر سنی خبر تک نہوئے

رباعی

آئی ہے شب ہجر رلانے کے لیے
مین ایک نہین سب کے ستانے کے لیے
اشکون مین مرے ڈوب رہا ہی عالم
آنکھین مری روتی ہین زمانے کے لیے

رباعی

کیا تیری جدائی مین ستم دیکھتے ہین
دیکھے نہ وہ دشمن بھی جو ہم دیکھتے ہین
اس ظلم پہ اس جور پہ خاموش رہے
ایسا تو جہان مین کوئی کم دیکھتے ہین

رباعی

خواہان طرب ہی جسے ادراک نہین	آرام تہ گنبد افلاک نہین
پیمانۂ گردون مین کہان بادۂ عیش	جز دُرد تہ جام یہان خاک نہین

رباعی

غائب بہت ای جان جہان رہتے ہو	مانند نظر ہم سے نہان رہتے ہو
ہرچندکہ آنکھون مین ہوتم دلمین ہوتم	معلوم نہین پر کہ کہان رہتے ہو

رباعی

ٹھنڈے یارون سے گرمجوشی کیسی	گندم دکھلاکے جو فروشی کیسی
پھر جائینگی آنکھین جو پھری ہمسے نظر	صدقہ آنکھون کا چشم پوشی کیسی

رباعی

اے جان جہان یہ بیوفائی ہم سے	اغیار سے اخلاص رکھائی ہم سے
بیگانہ روش بیٹھے ہو اس طرح الگ	گویا نہ کبھی تھی آشنائی ہم سے

رباعی

ظاہر مین جو آزردہ تمھین پاتا ہون	کچھ دلمین نہین دلکو یہ سمجھاتا ہون
ہوتا ہے کبھی اگلی محبت کا اثر	سچ کہدو کبھی مین تمھین یاد آتا ہون

رباعی

کہتے ہو کہ دل کوئی اٹھائے ہم سے	جتنے تو نے رنگ نکالے ہم سے
پچھتاؤگے آخر کو کہے دیتے ہین ہم	دنیا مین کہان چاہنے والے ہم سے

رباعی

بالفرض حیات جاودانی تم ہو	بالفرض کہ آب زندگانی تم ہو
ہم سے نہ ملو تو خاک سمجھین تمکو	لین نام نہ پیاس کا جو پانی تم ہو

قطعہ تہنیت عقد دختر و پسر نواب شرف الدولہ بہادر مع تاریخ

نواب باہمم شرف الدولہ ذی حشم
جنکی بہادری پہ ہے شمشیر تک گواہ

تشبیہ نقش پاے مبارک سے دون اگر
پھینکے فلک پہ مہر فلک فخر سے کلاہ

فیض قدم سے راہ مین گوہر بنے خذف
ٹوٹے ہون آفتاب پڑے جسطرف نگاہ

رونق تھی بادشاہی اختر نگر کی اور
جبتک کہ آسمان وزارت کے تھے وہ ماہ

اچھون کے اچھے ہوتے ہین سچ ہے جہان مین
یہ آسمان جاہ تو اولاد مہر و ماہ

ہین تنگ و بوسے باغ شرف دختر و پسر
دونون دُرِ یگانۂ دریاے عز و جاہ

دونون کی شادیان ہین لیوانے پائی زینت
گلشن کا رنگ جشن سے محفل پہ اشتباہ

عالم تمام خوان عنایت سے بہرہ یاب
محروم ایک فیض حضوری سے خیر خواہ

لیکن رہا سرور سے ہمدوش رات بھر
مشہور ہے جہانمین کہ دل سے ہے دلکو راہ

دل سے تمام شب ہین باتین سرور کی
اشعار کچھہ زبان پہ آئے دم پگاہ

وہان جو ہوم عقد کی ہوئی یان فکر سلک نظم
وہی عیش سنے صدا کہ مبارک کرے آلہ

پایا ہوا اس چراغ سے آس شمع نے فروغ
آس شمع سے چراغ کی روشن ہوئی نگاہ

گل کو قریب نرگس شہلا کے لے گئے
نرگس کو لائے گل کے قرین باد صبح گاہ

تاریخ خامۂ دو زبان نے لکھی امیرؔ
یہ شہ قرین بزہرہ وہ زہرہ قرین ماہ
۳ ۱۲۰۰ھ

ایضاً

اے خوشا نواب والا مرتبت
جنکے رخ سے مقتبس ہر بار چاند

اُنکے دخت و طفل دونون ارجمند
ایک سو رخ ایک بے تکرار چاند

عقد دونون کے ہوئے دل نے کہا
آئے ہین گھر مین شرف کے چار چاند

قطعۂ تاریخ طبع صحیفۂ اخبار

مخزن الاخبار کو پایا جو مالامال حسن — لوٹنے کو دُرِّ غلطان کو میانہ مل گیا
لوح پیشانی سے صفحہ ہو گیا عرش آستان — مشتری کو بہر سجدہ آستانہ مل گیا
دانت شرما کر نکل آئے صدف کی بحر مین — موج کو زلف پریشانی کا شانہ مل گیا
کیا صفا ہے جتنے نقطے تھے وہ موتی بن گئے — ہنس کو مقسوم کا ایک ایک دانہ مل گیا
محو مدحت اڑ کے جا بیٹھا نہال فکر پہ — مرغ زرین قلم کو آشیانہ مل گیا
بندش صاف آئینہ ہے خود نمائی کے لیے — شاہد مضمون کو شوخی کا بہانہ مل گیا

سال سے ہے اوج نجم مشتری روشن امیر
جسکو یہ پرچہ مل گیا سمجھا خزانہ مل گیا

ایضاً

مولوی ہادی علی والا گہر عالی نژاد — ہے سرشت پاک آب کوثر و تسنیم سے
موجد انداز تحریر طلسم لکھنؤ — اور وصف انکے ہین باہر حیطۂ ترقیم سے
نظم اک غنچہ ہے انکی بوستان طبع کا — نثر اک گل ہے بہار روضۂ تعلیم سے
اب نکالے ہین مخزن اخبار مین گوہر نشان — ہو گئے مفلس مالا مال اس پرچہ کی تقسیم سے

تجھ سے ہو تاریخ کا سائل اگر کوئی امیر
کہہ اسے ایک پرچہ ہے گنج ہفت اقلیم سے

ایضاً

فکر تاریخ نمودم چو برائے مخزن — گفت در گوش دلم ہاتف از غیب سخن
چار برگیر بتعداد حروف از مخزن — نصف یکبار بیفزا دو بارش کم کن

قطعہ تاریخ وفات مادر جناب منشی کرم احمد صاحب خیرآبادی

چو ام منشی دیوان اکرم — کرم احمد کہ مقبول خدا باد
سفر اندر صفر فرمود زین دہر — بچشم حور خاکش توتیا باد

جہان از رحلتش ویران شد و خلد | بمین مقدم او گشت آباد

امیر این مصرع تاریخ نوشت
بزیر دامن خیر النسا باد

قطعۂ تاریخ طبع دیوان جناب معلی القاب نواب محمد یوسف علیخان بہادر والی مصطفٰے آباد عرف رامپور

مبارک ہوئے شاعران سخندان | چھپا خسرو ملک معنی کا دیوان
فصاحت بلاغت نزاکت لطافت | معانی پہ صدقے مضامین پہ قربان
امیر اسکی تاریخ کہنے کے خاطر | ہوا فکر مین جیب کرشہ رگریبان

ندا غیب سے اسکے کانون مین آئی
کرا فگار نواب یوسف علیخان

قطعۂ تاریخ مثنوی مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر حسب فرمایش جناب میر محسن علی صاحب لکھنوی

لکھی جناب مہر نے کیا خوب مثنوی | ایسی نہو ہمیشہ اگر خاک چھانیے
تاریخ مین امیر تکلف سے ہے کیا فرد | راز و نیاز عاشق و معشوق جانیے

قطعۂ تاریخ وفات جناب شیخ وحید الزمان صاحب

اتوار کی شب رجب کی سترھوین ہے | کی شیخ وحید عصر نے آج قضا
تاریخ کی فکر کی جو مین نے تو امیر | رضوان نے کہا کہ داخل خلد ہوا

قطعۂ تاریخ تہنیت سواری حضور پر نور جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر دام اقبالہ

شکر ہے نواب کو صحت ہوئی | پھر مرے خالق نے دکھلائی بہار
دیکھکر اسکی سواری کا تزک | چشم نرگس بن کے شرمائی بہار

آمد آمد جب سواری کی ہوئی	دھوم اُڑی آئی بہار آئی بہار
رنگ یہ اُسکی سواری کا جما	ابر رحمت کی طرح چھائی بہار
کرتی ہے باد بہاری کے حضور	ہر قدم پر جبہہ فرسائی بہار
اشرفی کے پھول اپنی جیب مین	بھر کے بیلے کے لیے لائی بہار

یہ بدیہہ ہوگئی تاریخ آمیر
شہر کیون گلشن نہو آئی بہار

تہنیت جشن صحت بندگان ذوی الاحتشام جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر بادلے تہنیت عید صیام

مژدہ اے طالبان شاہد عیش	کہ ہوئی صبح عید شام اُمید
عید کا چاند چرخ پر نکلا	مل گئی قفل آرزو کی کلید
دور دور قرآن سعد آیا	ہین ہم آغوش مشتری ناہید
یوسف عہد کو ہوئی جو شفا	مرتبے مین ہوئی دوبالا عید
دون ہر رنگ کی اُسے کہیے	جشن صحت ادھر اُدھر ہے عید
عید سی عید ہے خوشی سی خوشی	ہے عجب ساعت سعید و حمید
اصل مقصود جشن صحت ہے	عید ماہ صیام ہے تمہید
دھوم ہے ہر طرف مبارک ہو	وصل مین وصل ورد دید مین دید
ہمہ تن چشم و گوش ہے عالم	کہ یہ عالم نہ دید ہے نہ شنید
دیکھکر بخشش و نوال حضور	چرخ پر کاسہ بن گیا خورشید
جوڑے زہرہ وشون نے وہ پائے	اطلس چرخ جنکے آگے مزید
فکر تاریخ کی جو مین نے امیر	کیا ہی روح القدس نے کی تائید

ہوئی تاریخ جشن و عید بہم

جشن مین جشن اور عید مین عید

قطعہ تاریخ جشن صحت

شرف ان مہر کو ہی یان عروج ماہ دولت ہے	عجب صحبت عجب جلسہ عجب شادی کی ساعت ہے
کہے سال ہمایون ہاتھہ آتا ہی امیر ایسا	مہینا عید کا نوروز کا دن روز صحت ہے

قطعہ تاریخ وفات فردوس مکان جناب نواب محمد یوسف علیخان بہادر انار اللہ برہانہ

در فراق ناظم معجز بیان یوسف لقا	جوش زد سیلاب خون از دیدۂ گریان من
تاب از دل رفت دل از دست فرصت از کار رفت	رفت یا جملہ بہم زد سر و سامان من
تیرہ شد چون شام ماتم در نظر این خاکدان	چاک شد مانند دامان سحر دامان من
شکر نعمتہائے او ایمان خود دانستہ ام	ذکر او تا بودہ ام بود ست حرز جان من
بسکہ از شور قیامت محشری برپا شدہ ست	میشود شور قیامت ہر نفس قربان من
گریہ ام در ماتمش تنگ فراوانی گرفت	می چکد طوفان نوح از گوشۂ دامان من

بہر سال آن عزیز مصر دلہا گفت امیرؔ

مسند آرائے جنان شد یوسف دوران من

قطعہ تاریخ تہنیت جلوس میمنت مانوس جناب معلی القاب نواب محمد کلب علیخان بہادر والی ملک مصطفٰے آباد عرف رامپور

آفتاب سپہر حشمت نے	تخت پر جب جلوس فرمایا
نو بالیدگی سے وقت جلوس	پایۂ عرش تخت نے پایا
عرشیون نے کہا مبارک ہو	عرشیون کے سرون پہ سایا
سایۂ آس سایۂ الٰہی	ابر رحمت کی طرح سے چھایا
تخت دولت پہ ماہ دولت سے	مہر ہو کر جلوس فرمایا

مہر کا رنگ ہو گیا پھیکا	ماہ کامل فلک پہ شرمایا
نذر کو آسمان دُر انجم	طبق ماہتاب مین لایا
نور سے طور ہو گئی کوٹھی	پرتو حسن نے یہ چمکایا
کیون نہ خوش ہون محمدی مشرب	عہد خلق محمدی آیا
اس سلیمان نے خلق سے اپنے	خاتم دل پہ نقش بٹھلایا
جی اُٹھا جس سے چار باتین کین	رنگ اعجاز تازہ دکھلایا
چھلک گئے مے کشان بزم سوال	جام جود و کرم جو چھلکایا
نئے سر سے جوان ہوا اقبال	نخل دولت مُراد برلایا
ہے یہ سرتاج تاجدارون کا	اے امیر اللہ کا رب سایا

واقعی ہے امیر سال جلوس
دور دور فلاح خلق آیا

ایضاً ۱۲۸۱

خلق کی تقدیر چمکی وہ ہوے مسند نشین	نور فیض کبریائی سے جو مالامال ہین
دل کی بورنے کے سانچے مین تاریخ ای امیر	آفتاب آسمان دولت و اقبال ہین

قطعہ تاریخ وفات جناب شیخ محمد وحید الزمان صاحب سفیر دار الریاست ملک رامپور ۱۲۸۱

آن گرامی گوہر قدسی نفس	رحلت از دنیاے فانی چون نمود
گفت امیر سخت جان سال رحیل	صاحب ایمان سراپا خیر بود

ایضاً ۱۲۸۹

اللہ نے جو صفت عطا انکو کیے تھے	وہ آ نہین سکتے ہین قیاس بشری مین
رحلت کی امیر انکی کہی مین نے یہ تاریخ	یا اللہ ملک تھے وہ لباس بشری مین

ترجیع بند

قاصد خوش خبر رحمت غفار آمد	بخت بیدار شد و دولت بیدار آمد
قطرہ زن آمد و با دست گہربار آمد	ہمچو سیلاب بہاران سوے گلزار آمد

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ہر روش اور ہی سامان نظر آتے ہین	جان تازہ گل و نسرین و سمن پاتے ہین
جھومتے ہین جو شجر سرو ہوا کھاتے ہین	رقص کرتے ہین تو طاؤس یہ چلاتے ہین

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

گلستان مین نئی ترکیب مجلس کی ہوئی	پھر ہوا سرد چلی وجہ یہی اسکی ہوئی
تازہ امید گل و لالہ و نرگس کی ہوئی	نہین معلوم یہ مقبول دعا کسکی ہوئی

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

لو تماشاے گل و سنبل و سوسن کو چلو	دیکھنے شاہد مقصود کے جوبن کو چلو
سیر کا وقت ہے گرد انکے دامن کو چلو	بیٹھنا گھر مین مناسب نہین گلشن کو چلو

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کرتے ہین مرغ چمن شور گھٹا چھائی ہے	ہر روش ناچتے ہین مور گھٹا چھائی ہے
لطف برسات کا ہے زور گھٹا چھائی ہے	صحن گلزار مین گھنگھور گھٹا چھائی ہے

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

زینتیں محکی دکانوں کی خداداد ہوئیں
خاطریں قید غم دہر سے آزاد ہوئیں
اڑ چلیں تو لیں ایسی کہ پریزاد ہوئیں
بھٹیاں بادہ فروشوں کی پھر آباد ہوئیں

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تہنیت رعد نے چلا کے سنائی کیسی
شکل امید مقدر نے دکھائی کیسی
ہاں میں ہاں کوندہ کی بجلی نے ملائی کیسی
تھی تمنا جو تمہیں آج بر آئی کیسی

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

تند اس طرح کا جیسے کسی محبوب کی خو
وہ سیاہی کہ پریشان ہو جس سے گیسو
شور ایسا کہ نہیں صور سے کمتر سر مو
کثرت ایسی کہ فلک کا بھی دیا ہے پہلو

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

چاہیے دور مے ناب ہو پیمانہ چلے
مقدرت ہو کہ نہو کام چلے یا نہ چلے
خانقہ میں ہی جو زاہد سوے میخانہ چلے
زور جبتک کہ چلے بادۂ مستانہ چلے

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

طرفہ ابر کی ہی زیر فلک جلوہ گری
زاہد خشک بھی دیکھیں گے تماشا ئے تری
ہم سمجھتے ہیں کہ پھول کے آئی ہے پری
کشت امید ہوئی بادہ پرستوں کی ہری

تند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

خشک سالی کے سبب قحط پڑا تھا گھر گھر
صورت عیش نہ آتی تھی زمانہ کو نظر

فضل خالق نے کیا کھل گئے امید کے در — کہدو ہرکارو سے میخوارون کو کردین یہ خبر

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

رخ جو ہین زرد وہ گلنار نظر آئین گے — جتنے زہاد ہین میخوار نظر آئین گے
لالہ رو صاحب آزار نظر آئین گے — زعفران زار چمن زار نظر آئین گے

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

اب نہ پوچھو کہ احوال بیان کا کیا ہے — کر سکے شکر یہ مقدور زبان کا کیا ہے
آگے کیا رنگ تھا اب رنگ جہان کا کیا ہے — یہ تصرف جو نہین پیر مغان کا کیا ہے

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

جتنے میکش ہین امیر انکو سنا دے یہ پیام — دین دعا کلب علی خان بہادر کو تمام
کہ انھین کے لیے یہ عیش کے سامان ہین مدام — فیض سے انکے سناتا ہے یہ تمکو لب جام

تند و پرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

ترکیب بند در تہنیت عید الفطر

جب تک کہ روز عید مسرت فزا رہے — جب تک کہ کعبہ قبلۂ اہل صفا رہے
جب تک کہ قبلہ مرجع خلق خدا رہے — مسجود جب تلک حرم کبریا رہے

قربان ہو تجھپہ عید سعادت فدا رہے
بالاے فرق سایۂ بال ہما رہے

جب تک کہ جرم شمس و قمر مین ضیا رہے — جب تک فروغ زہرہ و نور سہا رہے

جبتک جہان مین چار عناصر کی جا رہے ‖ جبتک کہ خاک آتش و آب ہوا رہے

مثل زمین سپہر تجھے زیر پا رہے
سر پہ مدام سایۂ دست خدا رہے

مسجود اہل شرع ہو جبتک خدا کا گھر ‖ جبتک نمازیون کے جھکین سجدہ مین سر
جبتک کہ معتکف رہین محراب مین بشر ‖ جبتک وظیفہ خوان رہین زاہد ہر سحر

یارب صف انام کا تو پیشوا رہے
آفاق مقتدی رہے تو مقتدا رہے

جبتک کہ باغ دہر مین پھولین پھلین شجر ‖ جبتک دماغ و چشم کو دین رنگ و بو ثمر
غنچے کھلین نسیم سے جبتک کہ ہر سحر ‖ شبنم ہو گوش گل کے لیے جبتلک گہر

خندان گل مراد بفضل خدا رہے
نخل مراد مین ثمر مدعا رہے

جبتک کہ ابر سے چمن فیضیاب ہو ‖ جب تک کہ ماہ آئینۂ آفتاب ہو
جبتک صدف مین گوہر با آب و تاب ہو ‖ جبتک کہ سنگ معدن لعل خوش آب ہو

ہر وقت دُر فشان کف جود و سخا رہے
اس ابر سے جہان چمن دلکشا رہے

آباد جب تلک ہے جہان مین جہان علم ‖ جبتک کوئی زمین ہو کوئی آسمان علم
جبتک کہ مدرسون مین ہو جوش بیان علم ‖ جبتک کہ بحث علم کرین طالبان علم

جان بخش سامعین سخن جانفزا رہے
طرز کلام عیسی اعجاز نما رہے

جبتک کہ فوج نجم پہ ہے تیغ مہر تیز ‖ جبتک کرے بہار سے فصل خزان گریز
اضداد اربعہ مین ہے جبتلک ستیز ‖ جبتک دلون کو آپ کرے خوف رستخیز

فرق حسود زیر سم بادپا رہے
شمشیر تیرے عدل کی کشور کشا رہے

جبتک جہان مین گردش لیل و نہار ہے
جبتک کہ گرم سعی کرۂ گیر و دار ہے
شب جبتلک کبھی کبھی دن آشکار ہے
کچھ جبر جب تلک کہ ہو کچھ اختیار ہے

دولت تری زیادہ ہو حشمت سوا رہے
باقبال حاضر در دولت سدا رہے

جبتک کہ عشق گل سے ہو بلبل کے دلمین داغ
پروانہ جب تلک کرے ہے عاشق چراغ
جبتک سے ہو فاختہ کو تمنا ے سرو باغ
آتش نہ عشق سے ہے تا کبک کا دماغ

عارض پہ جان جن و بشر کی فدا رہے
دل دو جہان کا بستۂ زلف دوتا رہے

جبتک دہن کو سیم عدم نکتہ دان کہین
جبتک نگاہ یار کو شاعر سنان کہین
جبتک کہ چاند چہرہ کو روشن بیان کہین
ابرو لوا مژہ کو خدنگ کمان کہین

مثل کمان نہ جو ترے آگے جھکا رہے
اسکا جگر نشانۂ تیر قضا رہے

جبتک صدف مین قطرۂ نیسان گہر بنے
جبتک ہرن کی ناف مین خون مشک تر بنے
تا آہن آبیاری پارس سے زر بنے
جبتک کہ شیشہ سنگ سے گل سے ثمر بنے

بوے گل طرب سے دماغ آشنا رہے
شیشہ شراب عیش سے دل کا بھرا رہے

جبتک کہ بوستان مین ہر گل مین رنگ و بو
جبتک صبا جہان مین پھرتی ہو چار سو
جبتک کہ صحن باغ مین جاری ہے آب جو
جبتک کہ گل سے جام بھرا غنچے سے سبو

صحت نصیب باغ جوانی ہرا رہے

اس بوستان کی معتدل آب و ہوا رہے

ایسا جہان مین حکم کا سکہ بٹھا دیا — نوشیروان کا عدل دوبارہ دکھا دیا
اس درجہ گنج گوہر و سیم و طلا دیا — نام جم و سکندر و دارا مٹا دیا

خورشید تو وہ سب ترے آگے ستارہ رہے
نام اور ون کے نام سے ہے بھی تو کیا رہے

یارب ہمیشہ دولت و حشمت زیادہ ہو — فرحت رہے مدام مسرت زیادہ ہو
ہر روز زور بازوے قدرت زیادہ ہو — عالم ہو زیر حکم حکومت زیادہ ہو

حاصل ہر اک مراد ہو حامی خدا رہے
ظل رسول سایۂ مشکلکشا رہے

جبتک کہ ہاتھ پانون کو قوت نصیب ہے — جبتک دل و دماغ کو طاقت نصیب ہے
کانون کو جبتلک کہ سماعت نصیب ہے — آنکھون کو جبتلک کہ بصارت نصیب ہے
جان و دل امیر تجھی پر فدا رہے — اسکو کسی سے کام نہ تیرے سوا رہے

تاریخ طبع سابق از سید فضل رسول خان مرحوم متعلقہ دار سند یلہ تلمیذ حضرت امیر مغفور لکھنوی

کہان ہین مومن و غالب کہان ہین ذوق و نصیر — کہان ہین ناسخ و آتش کہان ہین رند و وزیر
چھپا ہے مطبع مین دیوان امیر احمد کا — کہین زمانے مین جسکا نہین شبیہ و نظیر
کرین مطالعہ اسکا بدیدۂ انصاف — کھنچے کسی سے مضامین کی ایسی کب تصویر
جو و اطی کو ہوئی فکر از پے تاریخ — کہا زبان قلم نے طفیل فیض امیر

خاتمة الطبع

للہ الحمد و المنۃ کہ دیوان فصاحت بنیان بلاغت توامان من تصنیف اتیق افصح الفصحا امیر الشعرا استاذ الاساتذہ مقتدانا مولینا حضرت مفتی منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ القدیر مطبع منشی نولکشور واقع کانپور مین بسرپرستی و علو ہمتی عالی القاب عالیجناب منشی پراگ نراین صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ بماہ دسمبر ۱۹۱۰ع بار چہارم طبع ہوا